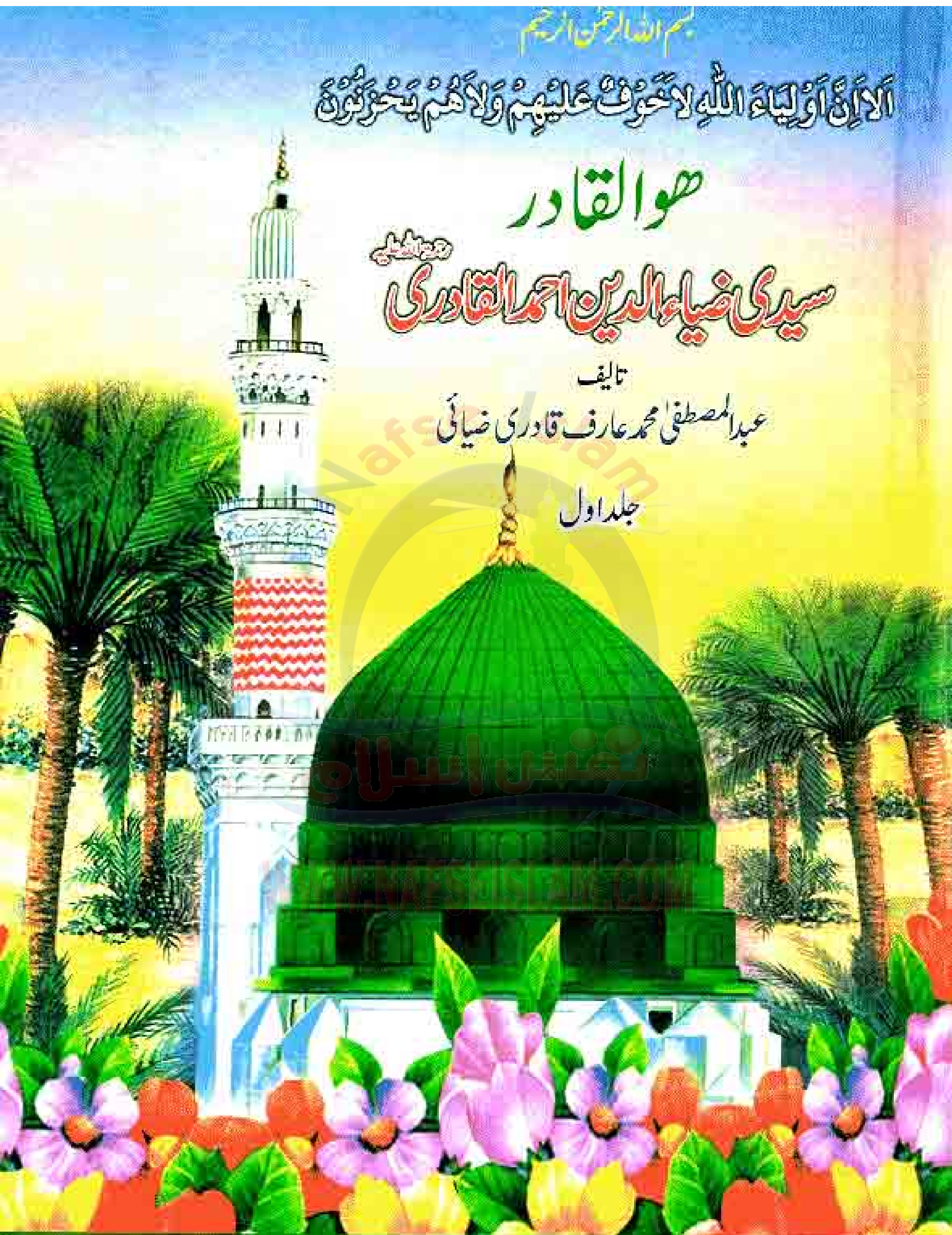

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ
ھو القادر
سیدی ضیاء الدین احمد القادری رحمۃ اللہ علیہ
تالیف
عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی
جلد اول
حزب القادریہ۔ لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

هو القادر

سیدی ضیاء الدین احمد القادری رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی

جلد اول

حزب القادریہ۔ لاہور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ

ھوالقادر

سیدی



رضی اللہ عنہ

تالیف

عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی

جلد اول

حزب القادریہ۔ لاہور۔ پاکستان

تسلسل نمبر ------ ۲۲

نام کتاب ------ سیدی ضیاء الدین احمد القادری رضی اللہ عنہ

مولف ------ عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی عفی عنہ

جلد ------ اول

کاتب ------ ابوحمزہ عبدالروف عثمان قادری

تعداد ------ ۱۱۱۲

طباعت اول ------ ۴ ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ

طباعت ثانی ------ ۴ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ

باھتمام ------ بدرِ سبحانی سیدی محمد عامر پردیسی قادری

ھدیہ ------ دعائے خیر بحق معاونین حزب القادریہ

ناشر ------ عبدالعزیز خان قادری

حزب القادریہ۔ لاہور۔ پاکستان

۲۲۲، جی بلاک گلشن راوی لاہور

فہرست

صفحہ

(۲۵) حواشی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

دعا

یا الٰہی (جل جلالہ) رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کرم کیجئے خدا کے واسطے



قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا

قدر عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) قدرت نما کے واسطے



کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے

میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے



ہو مدینہ طیبہ میں میرا مدفن اے خدا (جل جلالہ)

شاہ ضیاء الدین (رضی اللہ عنہ) قطب اولیا کے واسطے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

دعا

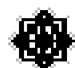
یا الٰہی (جل جلالہ) رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے
یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کرم کیجئے خدا کے واسطے



قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) قدرت نما کے واسطے



کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے



ہو مدینہ طیبہ میں میرا مدفن اے خدا (جل جلالہ)
شاہ ضیاء الدین (رضی اللہ عنہ) قطب اولیا کے واسطے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

شرفِ انتساب

نو سالہ شہزادہ ـ منبع علم و حلم ـ معلم و مودب

پیکرِ اخلاق ـ مہمان نواز ـ کریم ابن کریم

سیدی ضیاء بن سیدی رضوان

بن

فضیلت الشیخ فضل الرحمٰن قادری مدظلہ

سگِ غوث و معین

فقیر قادری عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القادر

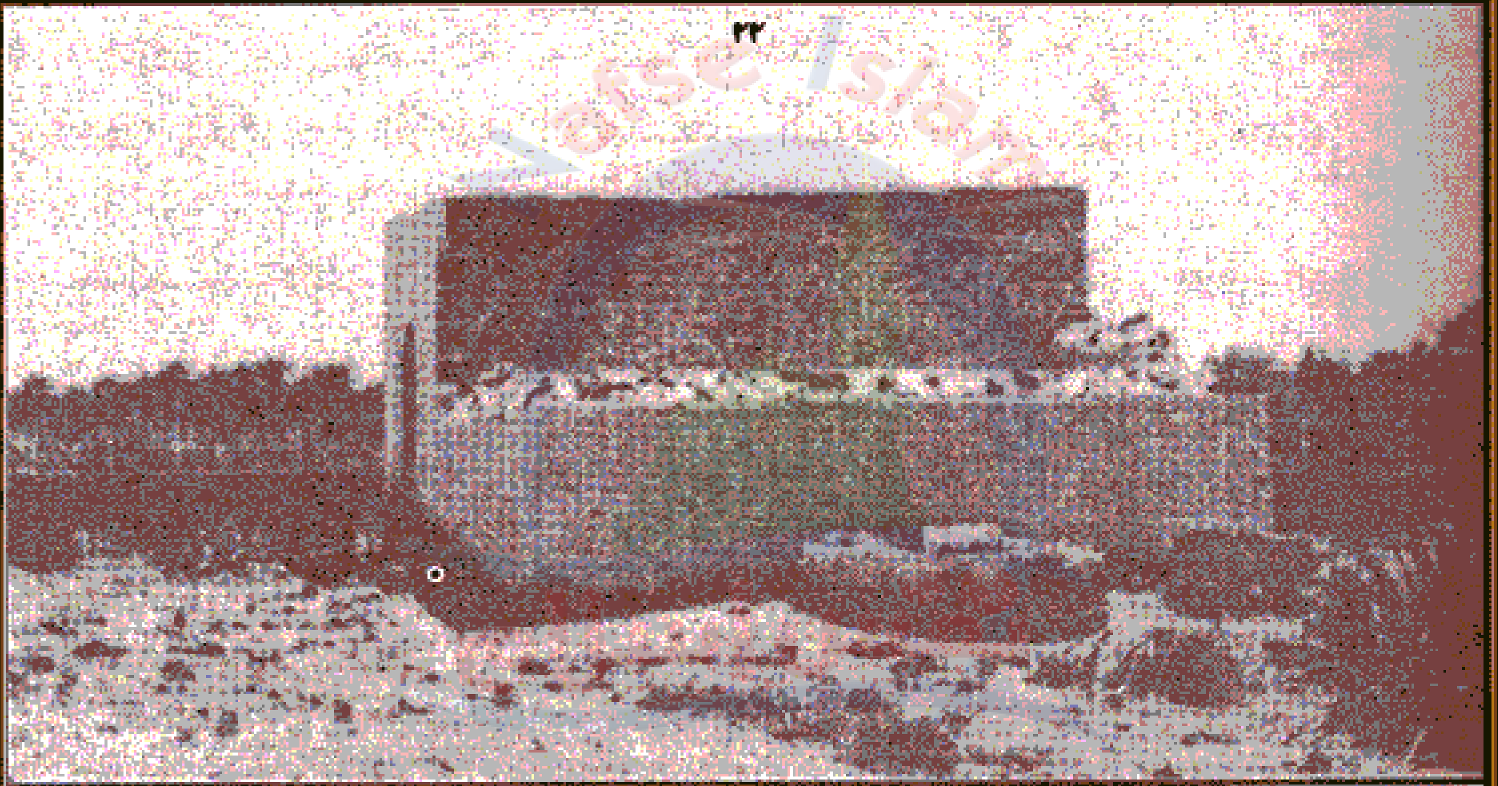
بجائے ایصال ثواب

اس سالک مجذوب کے نام

- جو نہایت متقی و پرہیز گار اور سنتوں کا پابند تھا۔
- جس کی زبان تلاوتِ قرآن اور تلاوتِ دلائل الخیرات سے ہمیشہ تر رہتی تھی۔
- جو قطب مدینہ منورہ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا۔
- جسے مرحبا یا سیدی۔۔ یا حبیبی۔۔ یا قرۃ عینی۔۔ فرماتے۔
- جس کے جذب کو اپنے جذب سے کشل فرماتے۔
- جس کو بڑی شفقت سے اپنے ساتھ سجادہ پر بٹھانے کا شرف عطا فرماتے۔
- دوپہر کا کھانا تناول نہ فرماتے جب تک آپ تشریف نہ لے آتے۔
- ایسا مجذوب جو حفظ مراتب کا نگہبان تھا۔
- جو بے حد سخی اور مہمان نواز تھا۔

حضرت سیدی حبیب الرحمٰن قادری ضیائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سگِ غوث و معین
فقیر قادری عفی عنہ



مسجد مشربة أم إبراهيم ولد الرسول صلى الله عليه وسلم بالعوالي

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام



ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں

شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

تعارفِ مصنف

حضرت عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی زید مجدہ

از

ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

فصلِ گلِ رضوی میں وصلِ قادری حاصل رہے

میرے حمزہ عارف و شیخ ضیاء کے واسطے


NafseIslam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

انسان پیدا ہوتا ہے پھر بنتا سنورتا ہے۔۔ خالق و مالک پروان چڑھاتا ہے۔۔ جس کو کوئی نہیں دیکھتا تھا۔۔ اس کو سب دیکھنے لگتے ہیں۔۔ وہ کریم اپنا محبوب بنالیتا ہے۔۔ پھر محبوب رب العالمین ﷺ کا جوار مقدس نصیب ہوتا ہے۔۔ یہ نصیب والوں ہی کو نصیب ہوتا ہے۔۔۔

مژدہ اے دل کہ بہر استقبال
رحمتش بے قراری آید

فقیر کے محب و مخلص اور کرم فرما حضرت شیخ محمد عارف قادری ضیائی مدنی رحمتوں کے سائے میں جی رہے ہیں۔ بہت خوش قسمت ہیں، اکسٹھ سال کی عمر میں زندگی کے بہت سے نشیب و فراز دیکھے۔

وہ ۱۲ شعبان ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۴۶ء بروز جمعۃ المبارک صبح صادق کے وقت لاہور میں ایک آرائیں زمیندار کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام قمر الدین تھا۔ اور نومولود کا نام محمد عارف رکھا گیا۔ حضرت مفتی عبد العزیز مزنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخی نام غلام فرید تجویز کیا۔ آپ ہی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور آپکے صاحبزادے حضرت علامہ عبد الرشید سے صرف و نحو کی کتابیں پڑھیں۔ حضرت حافظ عبد النبی علیہ الرحمہ رامپوری (تلمیذ رشید حضرت علامہ شاہ سلامت اللہ رامپوری علیہ الرحمہ) سے قرآن کریم پڑھا۔ حافظ محمد اعظم سے خوش نویسی بھی سیکھی۔ اور حضرت علامہ سید محمد علی شاہ (تلمیذ رشید صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ) سے حدیث شریف کے اسباق پڑھے۔ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد علی خان طالب یزدانی (تلمیذ خاص حضرت علامہ محمد عالم امرتسری علیہ الرحمہ) سے کسب فیض کیا۔ اور

حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہ العزیز (خلیفہ امام احمد رضا محدث بریلوی ومفتی اعظم پاکستان) سے عرصہ دراز تک علمی اور روحانی فیض حاصل کیا اور دل کی دنیا بدل گئی۔

حضرت ابوالبرکات سید احمد علیہ الرحمہ اہل سنت و جماعت کے اکابرین میں تھے۔ فقیر پر بہت ہی مشفق ومہربان تھے۔ طالب علمی کے زمانے میں جب بھی لاہور جانا ہوتا۔ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا۔ اپنے پاس بٹھاتے اور چائے سے تواضع فرماتے۔ ۱۹۲۱ء میں جب حضرت والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ لاہور تشریف لائے۔ تو حضرت ابوالبرکات سید احمد علیہ الرحمہ ائرپورٹ پر استقبال کیلئے موجود تھے۔ حضرت سید ابوالبرکات علیہ الرحمہ کا دارالعلوم حزب الاحناف پاک وہند میں اہل سنت و جماعت کا مرکز ومرجع تھا۔ محبی مخلصی شیخ محمد عارف ضیائی نے آپ ہی کی خدمت اقدس میں برسوں گزارے۔ تصلب فی الدین آپ ہی کی توجہات عالیہ کا فیض ہے۔ حضرت سید صاحب علیہ الرحمہ مذاہب باطلہ اور بے دینوں کا ہمیشہ رد فرماتے رہتے تھے۔ آپ ہی حضرت شیخ محمد عارف قادری زید لطفہٗ کے حقیقی مربی اور ملجا وماوا ہیں۔ آپ ہی کی وساطت اور تعارفی خط کے ذریعے حضرت شیخ محمد عارف قادری ضیائی صغرسنی میں قطب مدینہ حضرت مفتی ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں مدینہ منورہ حاضر ہو کر شرف بیعت سے سرفراز ہوئے اور بعد میں خلافت اور اجازت سے بھی نوازے گئے۔

الحمد للہ شیخ محمد عارف قادری ضیائی مدنی کو ہر سال حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل رہی، وہ رمضان میں حاضر ہوتے اور صفر میں واپس آتے، کبھی کبھی مقامات مقدسہ کی زیارت کرتے ہوئے خشکی کے راستہ بھی حاضر ہوتے۔ ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں مستقل قیام کے ارادے سے حاضر ہوئے لیکن حضرت شیخ فضل الرحمٰن علیہ الرحمہ کے حکم سے واپس ہوئے۔ پھر ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء اسی ارادے سے حاضری ہوئی لیکن اس مرتبہ بھی قطب مدینہ حضرت مفتی ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کے حکم

سے واپسی ہوئی ۔ پھر ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء میں اقامہ حاصل ہوا اور مدینہ منورہ میں قیام کی سعادت حاصل ہوئی ۔ لیکن ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء میں واپس ہوئے اور ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء میں پھر حاضری ہوئی ۔ عرصہ دراز کے بعد ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء میں کراچی آنا ہوا، کراچی کے احباب مستفیض ہوئے ۔ چند ماہ قیام کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے ۔

مدینہ منورہ میں حاضری اور قیام بڑی سعادت کی بات ہے ۔ حبیب کریم ﷺ کا قرب اور معیت بڑے فخر کی بات ہے ۔ ہاں ۔

کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

علم کی فضیلت اپنی جگہ، مگر صحبت کی بات ہی کچھ اور ہے ۔ حضرت شیخ محمد عارف قادری ضیائی علماء و عرفاء کے فیض سے مستفید و مستفیض ہوئے اور صحبت کی دولت سے مالا مال، یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے ۔ ۱۹۹۰ء میں جب فقیر حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کیلئے حاضر ہوا تو مدینہ منورہ میں محبی شیخ محمد عارف قادری ضیائی نے بہ اصرار اپنے ہاں قیام کرایا ۔ اور وہ خدمت کی جس کے بیان سے زبان و قلم دونوں عاجز ہیں ۔ پھر دو تین بار دوبارہ بھی ان کے دولتکدے پر قیام رہا اور صحبت کا لطف اٹھایا ۔ ۱۹۹۱ء میں پہلی بار مخلصی شیخ محمد عارف قادری ضیائی کی معیت میں حضرت مفتی ضیاء الدین احمد قادری مدنی قدس سرہ العزیز کے خلف اکبر اور جانشین شیخ فضل الرحمٰن قادری صاحب کی خدمت میں حاضری ہوئی ۔ حاضری سے قبل حضرت شیخ علیہ الرحمہ دعوت دینے کیلئے ازراہ شفقت و کرم خود تشریف لائے ۔ جب حاضر ہوا تو حضرت کی مسرت کا عالم نہ پوچھئے ۔ کئی بار حاضری ہوئی، جسکی تفصیلات اپنی کتاب "یادوں کے دریچے" میں دے دی ہیں ۔ آخری بار حاضری ہوئی تو حضرت علیل تھے، اور تنہا تشریف فرما تھے ۔ جب فقیر نے الوداعی مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ آپ کو فقیر کی وجہ سے تکلیف ہوئی، زور دیکر فرمایا ۔

" نہیں نہیں آپکا آنا ہمارے لئے باعث فخر ہے "

اللہ اکبر! کیسا کرم فرمایا، حضرت شیخ محمد عارف قادری ضیائی کے ہمراہ حضرت شیخ سید محمد علوی مالکی کی خدمت میں بھی مدینہ منورہ میں حاضری ہوئی ۔ محبی جناب

فخر الدین اویسی بھی فقیر کے ساتھ تھے۔ حضرت شیخ سید محمد علوی مالکی نے بڑا اکرم فرمایا۔ اپنے ہاتھ سے کنوفہ کھلایا، خرقہ لباس پہنایا، اور بہت سی تصانیف عنایت فرمائیں۔ حضرت شیخ محمد عارف قادری ضیائی کی صحبت کی برکتوں سے حضرت شیخ فضل الرحمٰن قادری علیہ الرحمہ اور شیخ سید محمد علوی مالکی علیہ الرحمہ کی خدمتِ اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل ہوگئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

شیخ محمد عارف قادری ضیائی عاشقِ رسول علیہ التحیۃ والتسلیم ہیں۔ انہوں نے عشق و محبت کی منزلوں میں بڑی سختیاں جھیلی ہیں، ہمت نہیں ہاری، کامیاب و کامران لوٹے۔

اے دل بہ ہوس بہ ہر کارے نہ رسی
تا غم نہ خوری بہ غم گسارے نہ رسی
تا سودہ نہ گردی چو حنا درجبہ سنگ
ہرگز بکفِ پائے نگارے نہ رسی

جنت البقیع میں مدفین ان کے دل کی آرزو ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی یہ آرزو پوری فرمائے۔ وہ عشقِ رسول (ﷺ) کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
رفتم بپائے خود بہ کوئے رسیدہ است

درد عشق اے میہمان جانِ من
باش وجہ رفق ایں خانہ باش

شیخ محمد عارف قادری ضیائی زید علمہٗ کو بلند نسبتوں نے اور بلند کر دیا۔

گرچہ خردیم نسبتے است بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم ـــــــــــ

حضرت شیخ محمد عارف قادری ضیائی کو قطبِ مدینہ حضرت مفتی ضیاء الدین احمد قادری اور ان کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت شیخ فضل الرحمٰن قادری قدس سرہم العزیز

سے اجازت وخلافت ہے۔(حضرت علامہ فضل الرحمٰن نے حضرت شیخ محمد عارف قادری کو اپنا وکیل بھی مقرر فرمایا تھا۔)

مندرجہ ذیل مشائخ کرام سے بھی اجازت وخلافت کا شرف حاصل ہے۔

۱۔ حضرت مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری قدس سرہ العزیز

۲۔ مجاہد ملت حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری علیہ الرحمہ
(آپ نے حضرت شیخ محمد عارف قادری ضیائی کو اپنا وکیل بھی مقرر فرمایا تھا۔)

۳۔ حضرت علامہ غلام قادر اشرفی ضیائی علیہ الرحمہ

۴۔ حضرت مفتی تقدس علی خاں قادری رضوی علیہ الرحمہ

۵۔ حضرت علامہ شیخ عبدالکریم علیہ الرحمہ مدرس حضرہ قادریہ بغداد شریف

۶۔ حضرت پیر سید محمد حسین قادری نوری مدظلہ العالی

۷۔ حضرت شیخ مصطفیٰ عبدالکریم کاکا علیہ الرحمہ۔عراق
(آپ نے حضرت محمد عارف قادری کو اپنا وکیل بھی مقرر کیا)

۸۔ حضرت شیخ سید احمد یمانی مدنی علیہ الرحمہ

۹۔ حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ

۱۰۔ حضرت علامہ ریحان رضا خاں قادری علیہ الرحمہ(اپنا وکیل بھی مقرر فرمایا)

۱۱۔ زبدۃ الحکماء حکیم محمد عظیم قادری علیہ الرحمہ

۱۲۔ حضرت پیر سید نواب شاہ قادری مدظلہ

۱۳۔ فقیر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی عفی عنہ

مندرجہ بالا مشائخ کرام کے علاوہ جن حضراتِ عالیہ کی صحبت بابرکت کی سعادت نصیب رہی اور جن سے علمی وروحانی استفادہ کرتے رہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ نقیب الاشراف حضرت سید یوسف گیلانی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد شریف

۲۔ حضرت سیدی کامل مہدی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۳۔ حضرت پیر سید محمد معصوم شاہ جیلانی قادری نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۴۔ شیخ الدلائل علامہ ملک یوسف ہاشمی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۵۔ محدثِ کبیر علامہ سید علوی مالکی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۶۔ قطبِ مکہ سید امین کتبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۷۔ عاشق النبی علامہ سیدی نور سیف مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۸۔ قطبِ جدہ سید عبد القادر سقاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۹۔ شیخ القرآن حضرت علامہ عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۰۔ حضرت پروفیسر علامہ سید شریف حسین شاکر پشاوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۱۔ مناظرِ اعظم مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۲۔ شیخ القرا شیخ حسن شاعر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۳۔ حافظ الملت علامہ عبد العزیز مبارکپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۴۔ بلبلِ مدینہ محمد عبد الرحمٰن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۵۔ مداح النبی سید حسین ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۶۔ شیخ محمد علاؤ الدین بکری مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جن علمائے کرام اور مشائخِ عظام سے قریبی تعلقات رہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ

۲۔ مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمہ

۳۔ مفتی اعجاز ولی خان رضوی علیہ الرحمہ

۴۔ علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

۵۔ علامہ محمد عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمہ

۶۔ پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری علیہ الرحمہ

۷۔ مفتی سید غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمہ

۸۔ پیر سید محمد حسن گیلانی قادری نوری

۹۔ علامہ غلام رسول سعیدی

۱۰۔ علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
۱۱۔ مفتی جمیل احمد نعیمی
۱۲۔ حافظ خیر محمد مہاجر مدنی علیہ الرحمہ
۱۳۔ شیخ عبد الہادی مدنی علیہ الرحمہ
۱۴۔ سید علی یمانی (بواب و جاروب کش حرم نبوی شریف)
۱۵۔ جناب عبد المجید خاں قادری (موذن حضرت میاں میر قادری علیہ الرحمہ)
۱۶۔ سید علی عبنوسہ (موذن حرم نبوی شریف)
۱۷۔ سید یوسف عبنوسہ (موذن حرم نبوی شریف)
۱۸۔ علامہ اقبال احمد فاروقی مکتبہ نبویہ لاہور
۱۹۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ
۲۰۔ مستری نور محمد مہاجر مدنی علیہ الرحمہ
۲۱۔ حاجی لال دین مہاجر مدنی علیہ الرحمہ
۲۲۔ حکیم سلطان بخش مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳۔ حکیم امجد حسین حیدر آبادی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
۲۴۔ شیخ محمد علی حلبی مدنی (استاد حرم نبوی شریف)
۲۵۔ مولانا عبد الوہاب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ
۲۶۔ میاں محمد قادری (سجادہ نشین سیدنا داتا گنج بخش علیہ الرحمہ)
۲۷۔ پیر رؤف احمد نوشاہی خلیفہ مجاز سید محمد معصوم قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۸۔ سید محمد انور شاہ بغدادی

حضرت شیخ محمد عارف ضیائی قادری نے علمائے کرام، مشائخ عظام کے فیض و صحبت کے علاوہ طب کی تعلیم بھی حاصل کی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ علم دو ہیں علم الادیان اور علم الابدان۔ طب میں شیخ محمد عارف ضیائی قادری کے مندرجہ ذیل اساتذہ تھے۔

۱۔ حکیم انقلاب دوست محمد صابر ملتانی علیہ الرحمہ

۲۔ حکیم محمد عظیم قادری علیہ الرحمہ

۳۔ ڈاکٹر اختر حسین نوری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حکیم شمس الدین چشتی نظامی علیہ الرحمہ

چھوٹی عمر میں دلائل الخیرات شریف حفظ کی، بڑی عمر میں نصف قرآن کریم حفظ کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنے فضل و کرم کے سائے میں رکھے۔

حضرت شیخ محمد عارف قادری ضیائی زید مجدہٗ نے جو ایک یادگار اور تاریخ ساز کام کیا، وہ یہ کہ ۱۹۶۸ء میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مشورے سے مرکزی مجلس رضا کی بنیاد رکھی۔ اور اس کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔ مرکزی مجلس رضا کا پہلا دفتر آپ ہی کے دولتکدے (روشن اسٹریٹ ۲، نیا مزنگ لاہور) میں قائم کیا گیا۔ ۱۹۶۸ء تک فقیر کا شیخ محمد عارف قادری ضیائی سے تعارف نہ تھا۔ نہ فقیر ان کے نام سے واقف تھا۔ اس زمانے میں فقیر گورنمنٹ ڈگری کالج کوئٹہ میں پروفیسر تھا۔ حضرت شیخ محمد عارف ضیائی قادری نے علامہ محمد عبد الحکیم اختر شاہجہان پوری علیہ الرحمہ کے ایماء پر فقیر کے نام پہلا مکتوب ارسال فرمایا۔ جس میں امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر تحقیقی مقالہ لکھنے کی فرمائش کی گئی تھی۔ علامہ موصوف حضرت والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ سے بیعت تھے۔ اور اہل سنت و جماعت کے مشہور و معروف قلم کار تھے، بعد میں موصوف نے فقیر سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ بہر حال شیخ محمد عارف قادری ضیائی اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ کی تحریک پر فقیر نے پہلا تحقیقی مقالہ "فاضل بریلوی اور ترک موالات" ۱۹۷۰ء میں قلمبند کیا۔ جس کو مرکزی مجلس رضا لاہور نے شائع کیا۔ بعد میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے فقیر کو ضروری مواد فراہم کیا، اور رضویات پر فقیر کی نگارشات کو عالمگیر بنایا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ پر کام کرتے ہوئے آج ۳۵ سال ہو گئے۔ الحمد للہ! پوری دنیا میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا چرچا ہے۔ جنھوں نے توحید کا پرچار

کیا، جنھوں نے سنت کا احیاء کیا، جنھوں نے بدعتوں کا استیصال کیا، جنھوں نے کفر و شرک کی یلغار کے خلاف اسلام کا علم بلند کیا، عالم اسلام خصوصا دنیائے عرب میں انھیں تسلیم کیا گیا۔ اللہ اکبر! حضرت شیخ محمد عارف ضیائی قادری کی تحریک نے وہ کام کیا جو صدیوں ہونا مشکل تھا۔ ہم خادموں اور کارکنوں کو بھول جاتے ہیں، امام احمد رضا علیہ الرحمہ پر کام کے حوالے سے کوئی شیخ محمد عارف قادری ضیائی کا ذکر نہیں کرتا، سب نے اُن کو بھلا دیا مگر اللہ نے اپنے محبوب کے قدموں میں جگہ دی۔ سبحان اللہ۔

روئے مینش صبح تجلی

لوح جبینش ماہِ تمامے

الحمد للہ شیخ محمد عارف قادری ضیائی کو ۹ برس حرم نبوی شریف کی جاروب کشی کی سعادت نصیب ہوئی اور تین برس حضرت مستری نور محمد مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کی وساطت سے اور آپ ہی کے ساتھ رات کو مسجد نبوی شریف میں مزدوری کی عزت نصیب ہوئی۔ مدینہ منورہ حاضری کی برکت سے متعدد بار نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، بارگاہِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ، دربار سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، مشہد مقدس اور دیگر مقامات مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

ذریعہ معاش کیلئے شیخ محمد عارف قادری ضیائی نے تجارت شروع کی، زراعت کا پیشہ بھی اختیار کیا، مویشیوں کی تجارت بھی کی، اب علم طب سے تعلق کی خدمت میں مصروف ہیں۔

آپ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی زوجہ سے چار بیٹیاں ہوئیں۔ آمنہ، فریدہ، آسیہ اور مدیحہ۔ فریدہ بچپن میں انتقال کر گئیں۔ دوسری زوجہ سے دو بیٹیاں اور تین بیٹے ہوئے۔ محمد احمد، زینب، حبیب الرحمٰن، عائشہ اور عبدالقادر۔ محمد احمد بچپن میں انتقال کر گئے۔ مولائے کریم شیخ محمد عارف قادری ضیائی مدنی کی اولاد کو دونوں جہان میں سرفراز فرمائے اور محبوب کریم ﷺ کے قدموں سے لگائے رکھے۔ آمین۔

شیخ محمد عارف قادری ضیائی کا حلقۂ احباب کافی وسیع ہے، احباب میں پاکستانی

اور مدنی کے علاوہ مندرجہ ذیل ممالک میں بھی بکثرت احباب ہیں۔ ہند، افغانستان، عراق، امارات، امریکہ، برطانیہ، بنگلہ دیش، سوئیزر لینڈ وغیرہ۔

شیخ محمد عارف قادری ضیائی مدنی نے ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء میں لاہور میں حزب القادریہ کی بنیاد رکھی، جس کے عمید عبدالعزیز خاں قادری ضیائی مقرر ہوئے۔ اس ادارے نے متعدد عربی اور انگریزی کتابیں شائع کیں جو مختلف ممالک میں پہنچ چکی ہیں اور یہ کتاب ''سیدی ضیاء الدین احمد القادری'' جو حضرت شیخ محمد عارف قادری ضیائی زید لطفہ کی انتھک کاوشوں کا نتیجہ ہے، حزب القادریہ ہی کی وساطت سے طبع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔ اور اس کی برکت سے تمام دین و دنیا کی مشکلات آسان فرمائے اور اپنے محبوب بندوں میں شمار فرمائے اور اپنا بنالے۔

آمین ثم آمین!

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۱۱/ جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ

۱۹/ جولائی ۲۰۰۵ء

(کراچی۔ پاکستان)



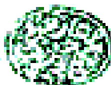
التفسير والحديث والسلوك من السند العالية القادرية الرضوية الضيائية المنوّريّة الشاذلية السنوسية بالمدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم

وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه وابنه وحزبه وبارك وسلم

حمداً لواهب العطايا العلي السند ومانح المزايا لكل من إلى بابه استند وصلاة وسلاماً على أفضل كل ملجا ومستند سيدنا ومولانا محمد الكامل الممجد وعلى آل أئمة الهدى السالكين طريقة والقائمين بالإقتداء وعلى صحابه الذين علوا ببركته عزيز المنازل وعدده وتحلوا قلائد الفضائل وعلى الإمام الأعظم والهمام الأفخم الشيخ / أبو حنيفة نعمان بن ثابت وعلى قطب الأقطاب وقطب الملائكة والأنس والجن قطب السماوات والأرضين غوث الثقلين الغوث الأعظم أمام الأفراد سيد الأولياء سُلطان العارفين شيخ العالمين مجمع البحرين كريم الطرفين سيدنا كنزنا مولانا ملجانا ومأوانا / أبو محمد محي الدين السيد عبدالقادر الجيلاني أمّا بعد لما منّ الله تعالى علينا بنعمه و أكرمنا سكنا ببلد نبيه وأدخلنا موائد فضله وكرمه وشرفنا بالقيام بين يدي أمين وحيه وسيد أنبيائه ورسله لنشرفنا لأعتاب تلك الروضة الفيحاء المطهرة المحفوفة بالملائكة الكرام البررة فأكرمنا إكراماً كريماً وفزنا بحول الله وقوته فوزاً عظيماً فاجتمعنا بالعالم الفاضل الجليل الكامل .... محمد ... . فحصلت بيني وبينه مجالس عديدة ومذاكرات سديدة لوجدانه في غاية الأدب ورجحان العقل وإصابة النسب وفقنا الله وإياه لما يحبه ويرضاه ثم صار يتردد علينا مراراً ويتعهدنا تكراراً بجلية جلالة المحبة فرغب في الانتظام في سلك الأحبة فطلب الإجازة العامة الكاملة بما لنا من القوانين التامة فسولناه بسوف ولعل لأنني لست من أهل هذا الشأن خوفاً من الزلل فما زاده ذلك إلا رغبة وتعشقاً وزيادة شوق إلى الانتظام في سلسلتنا أتم انتظام فما وسعنا إلا إجابة طلبه وإعطائه غاية مطلبه فأجزناه إجازة تامة مطلقة عامة في كل ما يصح لي وعني روايته وما رويته عن مشائخي وسمعته منهم وأجازوني فيه لاسيما شيخ العرب والعجم قطب المدينة المنورة فضيلة الشيخ / ضياء الدين أحمد القادري وزبدة العارفين المفتي الأعظم/ مصطفى رضا خان القادري النوري بن المجدد الأعظم أعلى حضرة إمام / أحمد رضا خان القادري البريلوي والمجاهد الأعظم السنوسي الهند / محمد حبيب الرحمن العباسي القادري وأشرف المشائخ حضرة العلامة / غلام قادر أشرفي وسيد العارفين السيد / أحمد محمد علوي مدني و فضيلة الشيخ العلامة سيدي / فضل الرحمن القادري المدني (مد ظله) وحضرة العلامة / ريحان رضا خان القادري الرضوي وسيدنا السيد / محمد حسين الجيلاني النوري ابن سيد الأولياء السيد محمد معصوم شاه جيلاني نوري والأستاذ الشيخ / عبدالكريم محمد المدرس والخطيب بالحضرة القادرية ببغداد والشيخ / مصطفى بن الشيخ عبدالكريم كاكا والعلامة المفتي / تقدس علي خان القادري وزبدة الحكماء الشيخ / محمد عظيم القادري حضرة الشيخ السيد / تراب شاه القادري رضوان الله تعالى عليهم أجمعين من منقول ومعقول ومسموع مفرق ومجموع فروع وأصول لاسيّما علم التفسير وفيه علم الإشادة وعلوم السنة سيما الأمهات العشر الصحيحين والسنن الأربع وموطأ الأمام مالك ومسانيد الأئمة الثلاثة ذوي المقامات الرفيعة والجوامع والجامع والمسانيد والمعاجم والمستخرجات والزوائد وما في ذلك المعنى بالشروط المعتبرة عند حملة الأثر وعوان روى المستجيز الحديث من حفظه فلابد من إتقان حفظه وضبط روايته وإعرابه ويرويه بلفظه وان روى بكتابه فلابد أن يكون مقابلاً مصوناً من التبديل والتغيير ولا فرق في هذا الشرط بين الأمهات وغيرها إنما ينبغي له غاية التحرير هذا وقد عمّت هذه الإجازة (بواسطة قطب المدينة المنورة فضيلة الشيخ ضياء الدين أحمد القادري) جميع ما احتوى عليه فهارس قطب الأقطاب مجدد القرن الرابع عشر الهجري عظيم البركة والشأن صاحب الفضيلة قطب الإرشاد مولاي الشيخ أعلى حضرة سيدي أحمد رضا خان البريلوي وهي الشموس الشارقة فيما له من أسانيد المشارقة والمغاربة وأسانيد مشائخي وساداتي المكيّين و أسانيد رجال طريقتنا القادرية البركاتية الرضوية على منهج السنة النبوية وقد أقمت المجاز المذكور مقامي في كل ما يصح لي من المسلسلات عموماً والمسلسل بالأولية خصوصاً وفقنا الله تعالى وإياه لما فيه رضاه وإني أوصي أخي المذكور بوصية الله في الأولين والآخرين والملائكة المقربين والأنبياء والمرسلين لمراعاة حقوق الله وتقواه قال تعالى ﴿ولقد وصينا الذين أوتوا الكتاب من قبلكم وإياكم أن اتقوا الله﴾ وقال تعالى ﴿شرع لكم من الدين ما وصى به نوحاً والذي أوحينا إليك وما وصينا به إبراهيم وموسى وعيسى أن أقيموا الدين ولا تتفرقوا﴾ وقال ﴿ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا﴾ ومخالفة المنافقين وإن كرهوا مع بذل النصح لكل مسلم بالحكمة والموعظة الحسنة كما قال صلى الله تعالى عليه وسلم (الدين النصيحة قيل لمن يا رسول الله قال لله ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم) وقال صلى الله تعالى عليه وسلم (لا خير في قوم لا يتناصحون ولا خير في قوم لا يقبلون النصيحة) جعلنا وإياكم من الناصحين لله ولرسوله والعاملين بها والواقفين عند حدودها محبةً في الله وإجابة لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وإني أوصي أخي المجاز المذكور أن لا ينساني من دعواته في خلوات وجلوات ومظان قبوله وإجابته نسأل الله تعالى أن ينهج بنا منهج نبينا المصطفى ويسلك بنا سبيل أهل الاصطفاء ويختم لنا بخاتمة السعادة ويجعلنا من الذين قيل فيهم ﴿للذين أحسنوا الحسنى وزيادة﴾ إن أكرم مسئول وخير مأمول وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه وابنه وحزبه وسلم والحمد لله رب العالمين .

أنا العبد الفقير إلى الله المعين
محمد عارف القادري الرضوي الضيائي



التاريخ : ٠٥ / ٠٢ / ١٤٢١هـ



طیبہ میں مدفن کا طالب ہے خدا، عبدالرؤف
مرشدی عارف، ضیاء، غوث و رضا کے واسطے

Shah Muhammad Anas Siddiqui
Chairman
World Islamic Mission

Suite # 507, 5th Floor,
Uni Shopping Centre,
Shahrah-e-Iraq, Saddar,
Karachi-74400
Phone: (+92-21) [illegible]
Fax: (+92-21) [illegible]
E-mail: [illegible]

[illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والسلام

[illegible]

2006, 31 [illegible]

سیدی شاہ محمد انس صدیقی کا مکتوب
علامہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجدی کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھوالقادر

حرف اول

مدینہ عالیہ کا قدیم فوٹو



بقیع شریف کا قدیم فوٹو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

یوں تو حضرت شیخ الشیوخ ضیاء الملت والدین سیدی ضیاء الدین احمد قادری مدنی قدس سرہ العزیز پر اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جدید تذکرہ کی ضرورت کو اس لئے محسوس کیا گیا کہ مطبوعہ تذکروں میں تاریخی وواقعاتی اغلاط و اخطاء موجود ہیں۔ اور کہیں ایسے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ جن کا سیرتِ سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ تعلق نہیں۔ ایسی باتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ جن کا آپ کی ذات والا صفات سے صدور نہ ہوا ورنہ ہی وہ آپ کی ذات سے ممکن ہیں۔ خلاف حقیقت واقعات بھی موجود ہیں۔ بعض حضرات نے اپنے حالات وواقعات، ذاتی مصروفیات اور سفر اے وغیرہ قطب مدینہ کی سوانح کے کھاتے میں ڈال دیئے۔ ان حالات میں حضرت سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحیح سیرت سے روشناس کرانے کی ضرورت تھی۔ مگر یہ کسی محقق کا کام تھا اس موضوع پر قلم اٹھانا مجھ ایسے بے بضاعت کے بس میں نہ تھا۔

احقر راقم الحروف جانشین قطب مدینہ فضیلۃ الشیخ سیدی حافظ فضل الرحمٰن قادری کی بارگاہ میں حاضر ہوتا رہتا۔ ان مطبوعہ تذکروں میں سے کچھ پڑھ کر سنانے کا گاہے بگاہے حکم فرماتے۔ جب بھی غیر حقیقی واقعہ سامنے آتا تو افسوس فرماتے اور اصل واقعہ بیان کرتے۔ اگر اس بارے میں کچھ فقیر کے علم میں ہوتا تو بیان کرتا تو آپ فرماتے:

"بھائی آپ کیوں کوشش نہیں کرتے؟"

اور کبھی سختی سے بھی حکم دیتے فقیر اپنی بے بسی و بے بضاعتی کا اظہار کرتا تو ڈانٹ بھی پڑتی کہتے:

"اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو حضرت سیدی والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے قرب کی نعمت سے نوازا ہوا ہے اس کی ناشکری کرتے ہو۔ اگر آپ

نے یہ کام انجام نہ دیا تو میں سمجھوں گا کہ اس میں، میں بھی برابر کا مجرم ہوں۔"

کبھی کبھی سیدی قطب مدینہ کی بیٹی سیدہ آمنہ بھی اسی طرح کا حکم فرماتیں۔ ام حبیب حضرت سیدی کے سلسلہ میں منسلک ہیں، کبھی ان سے بھی فرماتے کہ ہمارے بھائی صاحب سیدی والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے قریب رہے ہیں۔ آپ کے حالات سے خوب واقفیت رکھتے ہیں مگر دوسروں کو محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ گھر سے بھی تقاضا ہوتا رہتا۔

ایک دن حضرت سیدی کے کمرے کی صفائی میں مصروف تھا کچھ پرانے بوسیدہ اوراق اور اہم دستاویزات خستہ حالت میں ملیں۔ آپ کو پیش کیں ملاحظہ فرماتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فرمایا:

"یہ اور جو کچھ بھی تم چاہو یہاں سے لے جاؤ۔ آفاتِ زمانہ میں بہت قیمتی سرمایہ ضائع ہو گیا اب جو بھی ہے اگر یہ ضائع ہو گیا تو اس کی ذمہ داری تم پر آئے گی۔ کوئی ایسی چیز مجھے نہیں دکھاؤ، بس لے جاؤ، میری حالت وصحت آپ کے سامنے ہے، میں مجبور ہوں، معذور ہوں، میں یہ کام نہیں کر سکتا، اب یہ ذمہ داری آپ پر ہے۔ ہمارا اور تمہارا مقام برابر ہے۔ میں بھی والد صاحب کا خلیفہ ہوں اور تم بھی والد صاحب کے خلیفہ ہو۔"

کچھ عرض کرنے کی ہمت نہ کر سکا، گزرے ہوئے دن آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔ حضرت سیدی و مرشدی قطب مدینہ کا نورانی چہرہ نظروں کے سامنے تھا، اپنے میں استعداد نہ پاتے ہوئے بھی، دلگیر آواز میں عرض کیا حضرت! آپ دعا فرمائیں ان شاء اللہ تعالیٰ میں پوری کوشش کروں گا۔ آپ نے گلے لگاتے ہوئے داد و تحسین کے کلمات سے نوازا اور بہت دعا فرمائی۔

ایک دن سیدی مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا حضرت سیدی قطب

مدینہ طیبہ کی کتب دیکھنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔

فرمایا۔

"میں بھی وہی کہتا ہوں جو سیدی والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ
آپ کے لئے فرمایا کرتے تھے۔ تمہیں اس گھر پر پورا اختیار ہے
جو چاہو لے جاؤ، اگر فقیر کو قتل بھی کر دو تو تم پر قصاص نہیں۔"

سیدی و مرشدی کے کرم کا تذکرہ آپ ہی کے الفاظ میں اور آپ کے جانشین کی زبان سے، سنتے ہی جسم پر کپکپی سی طاری ہو گئی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کچھ دیر سکتے کا عالم رہا۔

اسی دن سے کام کا آغاز ہوا جو کچھ احاطہ تحریر میں آتا حضرت سیدی فضل الرحمٰن کے گوش گزار کر دیتا۔ تصحیح طلب امور کی طرف خصوصی طور پر متوجہ رہے۔ الحمد للہ چلتے چلتے منزل قریب آ گئی۔ آخر میں مسودہ حضرت مولانا علامہ افتخار احمد قادری مدظلہ العالی نے کئی مجلسوں میں گوش گزار کیا آخر میں نگاہ کرم فرماتے ہوئے تصدیق و تقریظ عنایت فرمائی۔

یہ دستاویز آپ کے ہاتھوں میں ہے، مجھ سے زیادہ بہتر آپ اس کے حسن و قبح کو جانچ سکیں گے۔ خطاؤں سے مطلع فرمائیں اور دعا میں یاد رکھیں۔ قادری مردوں اور مدینہ طیبہ میں مرشد کے قدموں میں مٹی نصیب ہو جائے۔ آمین۔

خلاف حقیقت واقعات کی فہرست تو بہت طویل ہے اس میں سے چند شواہد اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

(۱)

﴿ ابتدائی دور میں حضرت ضیاء الملت نے نہایت عسرت اور تنگدستی کا وقت گزارا اور سرکار دو عالم ﷺ کی محبت کے امتحان میں کامیاب و کامران ہوئے۔ ان دنوں آپ یک و تنہا تھے۔ اور زیادہ تر وقت مسجد نبوی شریف (ﷺ) میں گزارتے تھے۔ لوگوں کو درس دیتے تھے مگر کسی سے کچھ لیتے نہیں تھے۔ انہی دنوں حکومت نے مسجد شریف کے مدرسین کی تنخواہوں کا انتظام کیا۔ حکومت کے اہل کاروں نے تمام مدرسین کی فہرست

تیاری اور ان کے متعلق کاغذی کاروائیاں مکمل کیں، مگر آپ نے اس سلسلہ میں کوئی کوشش نہیں کی، بلکہ اگر کسی مخلص نے آپ کی طرف سے تنخواہ کی کوشش کرنی بھی چاہی تو آپ نے سختی سے منع کر دیا اور اپنی اسی تنگدستی کے ساتھ حضور آقا و مولا ﷺ پر تکیہ کئے رہے۔ ﴾

(ضیائے مدینہ: ضیاء الملت کی دو اہم باتیں صفحہ ۴۳)

☆ جہاں تک کچھ نہ لینے کی بات ہے، حضرت سیدی قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے:

"نہ طمع، نہ منع، نہ جمع۔"

کبھی فرماتے:

"کسی سے طلب نہ کرو، کسی کی جیب پر نظر نہ رکھو اور اگر کوئی خود بخود کچھ دے تو یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے رزق ہے، انکار مت کرو۔"

اور جہاں تک تنخواہ کا انتظام، اور کسی مخلص کا آپ کی طرف سے کوشش کرنا اور آپ کا سختی سے منع کرنا یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

حضرت ضیاء الملت والدین رضی اللہ عنہ فرماتے:

"ترکی دورِ حکومت میں سلطان کی طرف سے حرم نبوی شریف (ﷺ) کے تمام خدمت گاروں، اساتذہ، جاروب کشوں اور اغوات کے وظائف ہر ماہ پابندی کے ساتھ ترکیا سے سلطان کی طرف سے آتے تھے۔

(حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت پچیس اشرفی ہر ماہ وظیفہ ملتا تھا۔ اور اس وقت یہ وظیفہ سب سے زیادہ تھا۔) پھر شریف مکہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایام میں ایک دفتر حرم شریف کا مدیر ہر ماہ لے کر آتا جو کسی کا وظیفہ مقرر تھا اسے دیتا اور رجسٹر پر اس سے مہر ثبت کر لیتا۔"

(۲)

﴿ آپ کے قریبی احباب میں سے ایک بے تکلف دوست جو بذات خود متمول

اور خوشحال تھے۔ ان سے یہ حالات دیکھے نہ گئے۔ انھوں نے بضد ہو کر آپ کو اس بات پر مجبور کیا کہ اپنے لئے گھر کی ضرورت کے سامان مہیا کریں اور اپنی طرف سے ایک رقم آپ کو دی۔ آپ نے پوچھا میرے پاس اس قرض کی ادائیگی کا بظاہر کوئی ذریعہ نہیں۔ انہوں نے فرمایا ہو تو دے دیجئے گا نہ ہو تو میری طرف سے کوئی مطالبہ نہیں۔۔۔۔۔ بہر حال اس طرح ان سے ملے ہوئے پیسوں سے آپ نے کچھ سامان خریدا۔ مگر دوسرے دن سارا سامان چوری ہو گیا۔ دوست کو معلوم ہوا تو انھوں نے دوبارہ پیسے دے کر سامان خریدا، دوبارہ پھر سامان چوری ہو گیا اور سارا سامان چلا گیا۔ اسی طرح تین بار چوری کا واقعہ ہونے پر حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمتہ اس دوست سے جا کر ملے اور اس سے قطع تعلق فرما لیا۔ اور کہا۔" آج سے آپ نہ مجھ سے ملیں اور نہ میں آپ سے۔ خواہ مخواہ آپ نے مجھے قرض کے بوجھ تلے دبایا۔ جب قدرت کو یہ منظور نہیں ہے کہ یہ سب ہو تو آپ زبردستی میری ہمدردی کر کے مجھے زیر بار کیوں کرتے ہو؟ بس اب آج سے میری آپ کی دوستی ختم!"

(ضیائے مدینہ: ضیاء الملت کی دو اہم باتیں صفحہ ۴۳)

☆ "اسی طرح تین بار چوری کا واقعہ ہونے پر حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمتہ اس دوست سے جا کر ملے اور اس سے قطع تعلق فرما لیا۔"

کیا یہ کسی مومن کی شان ہو سکتی ہے؟ کہ جو اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے وہ اس کے ساتھ قطع تعلق کرے اور احسان کے بدلے میں کہے کہ آج سے میری آپ کی دوستی ختم، کیا یہی اخلاص کا بدلہ ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا یَدْخُلُ الجنۃ قاطع

(مشکوٰۃ شریف)

قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

من قطع رحما فلیس منا

(معجم کبیر طبرانی)

جس نے صلہ رحمی کو قطع کیا وہ ہم میں سے نہیں۔

لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث فمن ھجر فوق ثلاث فمات دخل النار

(احمد وابوداؤد)

مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن رات سے زیادہ قطع تعلق کرے، پس جس نے ایسا کیا اور مر گیا وہ جہنم میں داخل ہوا۔

پھر آپ خیال فرمائیں کہ جن کو قطب مدینہ، ضیاء الملت، فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول (ﷺ)، اور محمد رسول اللہ ﷺ کی پاک ڈیوڑھی کی دربانی کا فریضہ انجام دینے والا لکھا جا رہا ہے۔ کیا اس میں یہ صفات ممکن ہیں؟

آپ کے اس دوست نے آپ کو یہ رقم بطور قرض نہیں بلکہ ھدیہ پیش کیا تھا۔ اس میں زیر بار ہونے والی تو کوئی بات ہی نہیں تھی۔ تیسری مرتبہ چوری ہونے پر جب آپ کے دوست آپ کے گھر تشریف لائے اور اپنی بچا یا تمام رقم آپ کو پیش کی تو آپ نے گوارا نہ کیا کہ اپنے دوست پر بوجھ بنیں۔ چونکہ ان کا رقم دینے کے لئے اصرار بڑھ رہا تھا اس وجہ سے آپ نے ان کو کہا کہ آپ تشریف لے جائیں اور جب تک میں خود آپ کو نہ بلاؤں آپ اس وقت تک میرے پاس نہ آنا۔ وہ اس لئے کہا کہ اگر وہ دوست آئیں اور آپ کو تنگ دستی میں ملاحظہ کریں، تو پریشان ہو کر رقم دینے کی کوشش کریں گے اور آپ نہ چاہتے تھے کہ آپ کے دوست کا مال خرچ ہو کیونکہ وہ صاحب ھدیہ دیتے تھے، اگر قرض ہوتا تو آپ قبول فرما لیتے۔ اور یہ واقعہ حرم نبوی شریف (ﷺ) میں حدیث شریف کی خدمت پر متعین ہونے سے پہلے کا ہے۔

(۳)

﴿حضرت ضیاء الملت یہ کہہ کر گھر تشریف لائے اور پھر حسب سابق تنگدستی اور فاقہ کشی کے ساتھ گزارنے لگے۔ ایک روز کی بات ہے ایک باوقار شخص نے آپ کے دروازے پر دستک دی، دروازہ کھلا، سلام اور جواب ہوا سلام کے بعد پوچھا۔ کیا تمہیں روٹی پکانے کا ڈھنگ ہے۔ آپ نے کہا جی ہاں! نووارد شخصیت کے ہاتھ میں آٹے کی بھری ہوئی بوری اور گھی کا برتن تھا، آپ کو دیا اور فرمایا دو آدمیوں کے لئے روٹیاں تیار کرو، اور میرا انتظار کرو۔ ضیاء الملت رحمۃ اللہ علیہ نے روٹیاں تیار کر لیں اور تادیر انتظار کرتے رہے۔ مگر وہ نووارد شخصیت پھر دوبارہ نہیں آئی۔ اسی اثناء میں غور کرتے کرتے حضرت ضیاء الملت کو اپنے اس دوست کا خیال آیا۔ آپ اس کے پاس گئے، سارا ماجرا سنایا اور اسے اپنے گھر لائے اور دیر بعد دونوں نے کھانا کھایا۔ آٹے کی بوری کو جب خالی کر کے آٹا ڈبوں میں منتقل کرنے لگے تو اس کے اندر سے ایک وزنی پوٹلی برآمد ہوئی جس میں دینار و درہم تھے۔

حضور سید عالم ﷺ کے اس مقرب دربان تک رزق اور دولت لے کر تشریف لانے والے وہ بزرگ کون تھے؟ یہ اس خانوادہ ضیائی کا راز ہے۔ دیکھئے حضور سرور عالم ﷺ کا نام قسم پر تکیہ کرنے والا کیسے نوازا جاتا ہے۔ امام اہل سنت کی زبان میں۔

تیری چوکھٹ پہ پلے غیر کی ٹھوکر میں نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے ٹکڑا تیرا﴾

(ضیائے مدینہ: ضیاء الملت کی دو اہم باتیں صفحہ ۲۵)

☆ ایک باوقار شخص کا آنا۔ مگر وہ نووارد شخصیت کا پھر دوبارہ نہیں آئی۔ دوست کا خیال آنا۔ آپ اس کے پاس گئے۔ سارا ماجرا سنایا اور اسے اپنے گھر پر لائے اور دیر بعد دونوں نے کھانا کھایا۔ آٹے کی بوری سے وزنی پوٹلی برآمد ہونا۔ اور اس میں دینار و درھم کا ہونا۔ یہ سب باتیں توڑ موڑ کر حقیقت کے خلاف بیان کی گئی ہیں۔

(ملاحظہ ہو "حضرت سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات صفحہ ۵۶۲")

اور امام اہل سنت کا شعر اس طرح ہے۔

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

(۴)

﴿ قاری امانت رسول مدظلہ بیان کرتے ہیں ایک دن حضرت نے فرمایا کہ میرے لڑکے فضل الرحمٰن میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا ابا جان آپ مجھے مرید فرمالیں، میں نے کہا بیٹا میں اعلیٰحضرت قبلہ کے مسلک کی پابندی کرتا ہوں، کیونکہ اعلیٰحضرت قبلہ نے اپنے دونوں شہزادگان یعنی فرزند اکبر حجۃ الاسلام ابو محمد حامد رضا اور شہزادہ اصغر مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری کو اپنا مرید نہیں کیا بلکہ اپنے شیخ کے یہاں مارہرہ شریف (ضلع ایٹہ، بھارت) میں عارف باللہ مولانا سید شاہ ابوالحسین نوری نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت کرایا، اس کے بعد اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے دونوں شہزادوں کو اپنی خلافت اور جملہ اجازتوں سے نوازا، لہذا ابھی تو شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم ہند قبلہ بریلی شریف میں موجود ہیں، تم فوراً ہندوستان جاؤ اور بریلی شریف حاضر ہو کر مفتی اعظم ہند قبلہ سے بیعت ہو جاؤ۔ چنانچہ مولانا فضل الرحمٰن بریلی شریف حاضر ہوئے اور مفتی اعظم قبلہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہو کر داخل سلسلہ ہوئے بعد میں حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے بھی اجازت وخلافت سے نوازا۔ ﴾

(حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کا مفتی اعظم علیہ الرحمۃ سے عقیدت واحترام۔
انوار قطب مدینہ صفحہ ۳۶۵۔ ۳۶۶)

☆ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی قادری مدظلہ العالی ۱۳۲۲ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے سن ۱۳۵۱ھ میں آٹھ برس کی عمر میں اپنے والد ماجد سیدی ضیاء الدین احمد قادری

مہاجر مدنی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بغرض علاج حیدر آباد دکن گئے۔ واپسی پر ۱۳۵۳ھ کو نو (۹) برس کی عمر میں قرآن شریف مکمل حفظ کر لیا۔ اور اپنے والد ماجد سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کا شرف پایا۔ ۱۳۵۴ھ میں دس (۱۰) سال کی عمر میں حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی قدس سرہ العزیز نے خلافت واجازت سے نوازا۔ ۱۳۶۴ھ میں بیس (۲۰) سال کی عمر میں شہزادہ اعلیٰحضرت سیدی مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری نور اللہ مرقدہ نے مدینہ طیبہ کی حاضری کے وقت مولانا فضل الرحمٰن مدنی کو مجاز وماذون فرمایا اور دوبارہ مکہ شریف کی حاضری پر بیت اللہ شریف میں میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر علماء ومشائخ کی موجودگی میں خلافت واجازت کے الفاظ کا اعادہ فرماتے ہوئے اپنی دعاؤں سے نوازا۔

مدینہ منورہ میں حضرت مولانا ابوداود کے صاحبزدگان کی موجودگی میں حضرت مولانا محمد حفیظ نیازی لیڈیٹر ماہنامہ "رضائے مصطفے" گوجرانوالہ نے حضرت سیدی فضل الرحمٰن قادری زید مجدہ سے سوال کیا، جو کہ انہوں نے ٹیپ کر لیا تھا۔

"حضرت آپ کس سے اور کتنی عمر میں بیعت ہوئے؟"

فرمایا:

"عمر تو اب مجھے یاد نہیں رہی، چھوٹی عمر ہی میں حضرت والد صاحب نے مجھے اپنا مرید کر لیا تھا۔"

آپ پہلی مرتبہ ۱۳۵۲ھ میں آٹھ (۸) سال کی عمر میں علاج کی غرض سے حیدر آباد دکن گئے اور دوسری مرتبہ ۱۳۹۲ھ میں اڑتالیس (۴۸) برس کی عمر میں بمعہ اہل وعیال اجمیر شریف اور بریلی کا سفر کیا۔

اگر آپ اشرف زمان حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی رضی اللہ عنہ کے خلافت عطا فرمانے کے وقت تک کسی سے مرید نہ ہوئے تھے تو حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے نوازے جانے کا کیا معنی ومطلب ہوا؟

حضرت سیدی مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہونے کو کس نے اور کب کہا؟ یہ

افسانے کے علاوہ اور کیا ہے؟

حضرت سیدی مفتی اعظم ہند ﷺ کیسے مرید ہوئے ملاحظہ فرمائیں:

سید المشائخ حضرت شاہ ابوالحسین نوری علیہ الرحمہ نے اگر چہ آپ کی پیدائش کے وقت ہی اپنے سلسلے میں داخل کر لیا تھا، مگر جب آپ بریلی تشریف لائے تو چھ ماہ کے آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خان کو گود میں لیا پیشانی کو بوسہ دیا اپنی انگشت شہادت آپ کے منہ میں ڈالی اور نہ صرف سلسلے میں داخل فرمایا بلکہ تمام سلاسل میں اجازت وخلافت سے بھی نوازا۔

(خلفائے اعلٰحضرت)

(۵)

﴿ رسنہ ۱۳۷۱ھ/سنہ ۱۹۵۱ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو انہوں نے قبلہ مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ کو تحریری خلافت عطا فرمائی۔ ﴾

(انوار قطب مدینہ صفحہ ۲۴۳)

☆ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ ﷺ ۱۳۷۱ھ میں حج کے لئے حاضر نہیں ہوئے تھے۔ یہ سن درست نہیں۔ سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز ۱۳۶۲ھ ہی کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

(۶)

﴿ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت مدنی علیہ الرحمۃ سے مرید ہونے آیا جبکہ وہاں حضرت مفتی اعظم ہند بھی موجود تھے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے اسے فرمایا شہنشاہ کے ہوتے ہوئے مجھ سے طالب ہوتے ہو۔ ﴾

(حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کا مفتی اعظم علیہ الرحمۃ سے عقیدت واحترام۔ انوار قطب مدینہ صفحہ ۳۶۵ ۔ ۳۶۶)

☆ درست نہیں ہے کیونکہ انہی ایام میں سیدی قطب مدینہ ضیاء الملت والدین مرید کرتے رہے۔ اور احقر راقم الحروف عینی شاھدین میں سے ہے۔

(۷)

﴿ ان ہی صاحب نے ایک پمفلٹ میں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مدینہ شریف حاضر ہونے کے ضمن میں کچھ اس طرح تحریر کیا۔ قطب مدینہ عمر رسیدہ اور بیمار ہونے کے باوجود، شہزادہ اعلیٰحضرت کے استقبال کے لئے تیس (۳۰) میل تک پیدل چل کر گئے۔ ﴾

☆ حضرت سیدی و مرشدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کے گھٹنوں میں شدید درد رہتا تھا۔ وضو کے لئے آپ بدقت جاتے اور نماز بیٹھ کر ہی پڑھتے تھے۔ اختتام مجلس پر صلاۃ وسلام بھی بیٹھے بیٹھے ہی عرض کرتے، سال میں ایک مرتبہ حضرت سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے اکثر سترہ (۱۷) رمضان المبارک کو حاضری دیتے۔ ان حالات میں تیس (۳۰) میل کا سفر پیدل کرنا کیسے ممکن ہے؟

جب حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے آرہے تھے تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ گاڑی پر سوار ہو کر ابیار علی (میقات ذوالحلیفہ) جو کہ شہر طیبہ سے پندرہ، سولہ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے پہنچے۔ سخت گرمی تھی، دھوپ میں سڑک کے کنارے آپ کے انتظار میں چند گھنٹے کرسی پر تشریف فرما رہے۔

(تفصیل مرشد زادے کا احترام صفحہ ۲۲۴ پر دیکھیں)

(۸)

﴿ کسی نے اپنا سفرنامہ لکھ کر قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کی سوانح میں شامل کر دیا۔ ﴾

(انوار قطب مدینہ: باتیں ان کی یاد رہیں گی! صفحہ ۲۱۳ تا ۲۲۴)

(۹)

﴿ نماز فجر کے دو گھنٹے بعد مسجد نبوی شریف سے باہر نکلا اور آپ کے در دولت پر پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا، کھلا تو دو عظیم شخصیتیں محو گفتگو تھیں ایک قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری اور دوسری شخصیت پیر طریقت مظہر امیر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری...... معا پیر حیدر حسین شاہ صاحب فرمانے لگے منشا میاں ...... بڑی عجیب بات ہے تم بھی آ گئے۔ حالانکہ اس وقت تو کسی کے لئے بھی دروازہ نہیں کھولا جاتا .... جناب رضوان صاحب بالا خانہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے کھانے کا حکم دیا، کھانا آیا میری خوش بختی کہ دو بزرگ ہستیوں نے اس خطا کار تابش قصوری کو کھانے میں اپنے ساتھ شامل فرمایا۔ ﴾

(ضیائے مدینہ: ایک متواضع شخصیت صفحہ ۸۵۔۸۶)

☆ منشا میاں بڑی عجیب بات ہے تم بھی آ گئے۔ حالانکہ اس وقت تو کسی کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔

حضرت سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین تو اس حقیقت کو خوب جانتے ہیں کہ آپ دروازہ کبھی بھی اور کسی کے لئے بھی بند ہی نہیں کرتے تھے۔

نماز فجر کے دو گھنٹے بعد مسجد نبوی شریف سے نکلا اور آپ کے در دولت پر پہنچا .... جناب رضوان صاحب بحکم سیدی بالا خانہ سے کھانا لائے .... میری خوش بختی کہ دو بزرگ ہستیوں نے اس خطا کار تابش قصوری کو کھانے میں اپنے ساتھ شامل فرمایا۔

نماز فجر کے دو گھنٹے بعد کھانا؟ اور ان کی خوش بختی کہ دو بزرگوں نے انہیں کھانے میں شامل فرمایا۔ مگر جو خوش بخت حضرات، حضرت سیدی قطب مدینہ قدس سرہ العزیز کی مجالس میں حاضری کا شرف حاصل کرتے رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ عام دنوں میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دستر خوان پر کس قدر مہمانان رسول مقبول (ﷺ) کی حاضری

ہوتی تھی اور حضرت خوش بخت فنشا صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم فجر کی نماز کے دو گھنٹے بعد ایام حج میں کھانے پر صرف تین ہی حضرات تھے۔ کیونکر درست تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ ممکن ہے یہ فنشا صاحب ہی کی خوش نصیبی ہو۔

(۱۰)

﴿ حضرت مولانا (قطب مدینہ) اپنی مسند پر تشریف نہیں رکھتے تھے۔ ایک مجذوب صفت انسان بیٹھے ہوئے تھے اور زبان سے کوئی بات نہیں کرتے تھے، میں نے حضرت کی مسند کے نیچے سے ڈاک نکالی اور چیک کر کے فقیہ اعظم کے خطوط لے آیا۔ ﴾ (ضیائے مدینہ: ایک متواضع شخصیت صفحہ ۸۵)

☆ حضرت سیدی قطب مدینہ ﷺ اپنی مسند پر تشریف نہیں رکھتے تھے .... حضرت کی مسند کے نیچے سے ڈاک نکالی ...... فقیہ اعظم کے خطوط لے آیا۔ حضرت مسند پر موجود نہیں تھے مگر دروازہ پھر بھی کھلا تھا اور جب آپ چاہیں خوش بختی کے اظہار کے لئے سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ مسند پر تشریف بھی رکھتے ہوں تو بھی دروازہ بند کر دیں۔

(۱۱)

﴿ آپ (فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ) کے ارشاد پر میں نے حضرت سے اپنی جلد بازی پر معذرت طلب کر لی۔ میرے کلمات کے ساتھ ہی فقیہ اعظم نے قطب مدینہ سے کہا آج فنشا سے شدید غلطی ہوئی کہ آپ کی عدم موجودگی میں خطوط نکال لایا۔ فقیہ اعظم کے ان کلمات پر قطب مدینہ نے ارشاد فرمایا کوئی بات نہیں اس نے بہت اچھا کیا کہ آپ کی امانت کو جلد پہنچایا، میرے اس کمرے میں چار صاحبان کو تصرف کا اختیار ہے۔ ایک الحاج الحافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری دوسرے الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری، تیسرے الحاج محمد عارف ضیائی لاہوری اور چوتھے یہ آپ کے شاگرد

رشید محمد منشا تابش قصوری۔ ہے

(ضیائے مدینہ: ایک متواضع شخصیت صفحہ ۸۵۔۸۶)

☆ یہ مقالہ جناب منشا صاحب نے ۱۹۷۱ء ہی میں فقیر کو عنایت فرمایا تھا۔ اس کے دوسرے نمبر پر بغیر سابقہ و لاحقہ کے حاجی لال دین صاحب لاہوری درج تھا۔ نہ جانیں کس مصلحت کے تحت آپ نے تبدیلی شخصیت کی ذمہ داری قبول فرمائی اور جناب الحاج لال دین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام کی بجائے کسی دوسرے کا نام لے آئے۔

حضرت الحاج لال دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں قطب مدینہ فرماتے:

"جس نے زندہ ولی کو دیکھنا ہو وہ بھائی لال دین صاحب کو دیکھ لے۔"

اس سلسلہ میں موصوف، احقر کے نام ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں۔

"محترم آپ یقین کریں جس مضمون کے متعلق آپ نے شکر گزی کا اظہار فرمایا ہے اس میں قصداً میں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اگر پہلے شائع کردہ مضمون میں کسی نام کی زیادتی یا کمی ہوئی تو میرے ارادے کو اس میں قطعاً کوئی دخل نہیں ہوا ہوا ہے تو اس کی تصحیح کی جاسکتی ہے۔"

مزید فرمایا:

"رہی بات حضرت الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سے کسی معاملہ میں آپ کا دل غبار آلود ہوا تو اس سلسلہ میں دعا کے سوا کیا کیا جاسکتا ہے۔ مولوی محمد احمد بصیرپوری نے جو دل آزار کتاب لکھی ہے اس کی اشاعت سے حضرت میاں صاحب مدظلہ کا کوئی تعلق نہیں .... آپ تو ناراض تب ہوتے جب آپ کا نام درج نہ ہوتا۔ یوں بھی میرے مضمون لکھے جانے سے قبل اس روایت کو کسی اور نے قولاً یا فعلاً کبھی ظاہر نہیں کیا حالانکہ حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو قرب آپ کو حاصل رہا ہے استالی

ہے۔ لہٰذا اگر ایسے اعتماد کا اظہار حضرت علیہ الرحمۃ نے مختلف اوقات میں جس جس رنگ میں فرمایا ہو تحریر کرکے کتاب کو مزید تابناک بنائیں۔ نیز حضرت شیخ المشائخ مولانا فضل الرحمٰن مدنی دامت برکاتہم العالیہ کو جو بھرپور اعتماد آپ سے ہے انہیں بھی زیب قرطاس کریں۔"

☆☆ آئندہ صفحہ پر مولانا محمد منشا تابش صاحب کے مکتوب کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

MUHAMMAD MANSHA TABISH KASURI

○ محمد منشا تابش قصوری مدرّس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

Date.............

Ref. No.............

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

[illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی!

[illegible]

Jamia Nezamia Rizvia inside Lahori gate, Lahore Pakistan. Phone. (042)7657317

مکتبہ اشرفیہ : [illegible]

محمد منشا تابش قصوری [illegible]

شاید حضرت مفتا کو یہ یاد نہیں رہا کہ اس مضمون کی نقل وہ احقر کو عنایت فرما چکے ہیں۔ اس لئے تحریر فرمایا۔ اگر پہلے شائع کردہ مضمون میں کسی نام کی زیادتی یا کمی ہوئی تو میرے ادارے کو اس میں کوئی دخل نہیں۔

مگر یہاں کسی نام کی کمی یا زیادتی نہیں بلکہ تبدیلی ہوئی ہے نہ جانیں کس بنا پر ایسا کیا گیا؟ اور حقیقت سے منہ موڑتے ہوئے جمیل احمد صاحب سے احقر کا دل غبار آلود اور محمد احمد بصیر پوری کی دل آزار کتاب کا ذکر فرمایا۔ جس کا مذکور کے مقالہ سے کیا تعلق؟ اور نہ جانیں میرے دل کے غبار آلود ہونے کا آپ کو کس طرح علم ہوا اور آپ نے کس مقصد کے لئے اس کا تعلق بصیر پوری کی دل آزار کتاب سے جوڑ دیا۔ رہی یہ بات کہ اس کے قبل اس روایت کا کسی نے قولاً یا فعلاً کبھی ظاہر نہیں کیا۔ تو احقر نے مذکور کو ان ہی کے مقالہ کا عکس ان کی خدمت میں ارسال کر دیا تھا۔

ملاحظہ فرمائیں

(مقالہ جلد دوم میں ملاحظہ فرمائیں)

(۱۴)

﴿ اور مولانا الحاج الحافظ فیض الرحمٰن کوثر علیہ الرحمۃ نے ناچیز پر قطب مدینہ کا یہ کریمانہ برتاؤ دیکھا تو فرمانے لگے آپ قطب مدینہ سے مجھے دلائل الخیرات شریف کی اجازت لے دیں۔ میں نے کہا کہ یہ کام آپ کے لئے قطعاً مشکل نہیں۔ آپ فقیہ اعظم کے داماد ہیں۔ اور فقیہ اعظم سے قطب مدینہ بڑے متاثر ہیں۔ تمہاری نسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے، حضرت اجازت مرحمت فرمائیں گے۔﴾

(ضیائے مدینہ: ایک متواضع شخصیت صفحہ ۸۶)

☆ حضرت قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے اگر کبھی کوئی دلائل الخیرات شریف کی اجازت طلب کرتا تو آپ فوراً اجازت عنایت فرمادیتے۔ آپ فرمایا کرتے:

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو صلاۃ وسلام پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ بدبخت ہے وہ جو اس سے منع کرے۔ اگر کسی سے اجازت طلب کی جائے اور وہ اجازت نہ دے تو اس سے بڑھ کر دنیا میں اور کون بخیل ہوسکتا ہے؟"

اگر آپ سے کوئی وظیفہ پڑھنے کے لئے پوچھتا تو آپ کہتے:

"سب سے بڑی چیز جو ہے وہ پانچ وقت کی نماز ہے، سب سے بڑا وظیفہ یہی ہے۔ نماز نہ تو ضائع ہو اور نہ ہی ضائع ہونے کا خدشہ ہو۔ قرآن پاک کی تلاوت جس قدر ممکن ہو روزانہ اپنے اوپر لازم کرلو اس کے بعد جو سب سے بڑا وظیفہ ہے وہ صفت جیکل ہے۔ اور درود شریف تو ہر مسلمان کو محبوب اور مومن کے ایمان کی جان ہے، ہر وقت صلاۃ وسلام عرض کرتے رہو اور دلائل الخیرات شریف سے جس قدر ہوسکے روزانہ پڑھ لیا کرو۔"

آپ سے درود شریف پڑھنے کی اجازت لینے میں قطعاً کسی قسم کی کوئی مشکل نہ

تھی۔ بلکہ درود پاک پڑھنا پڑھانا تو آپ کا مقصد حیات تھا اسلئے ان کے ہاں قطب اعظم قدس سرہ العزیز کے وسیلہ کی قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی۔ سیدی قطب مدینہ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف اشارۃً بھی ایسی بات منسوب کرنا کہ آپ سے دلائل الخیرات شریف پڑھنے کی اجازت لینے میں کچھ بھی مشکل تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی توہین ہے۔

(۱۳)

﴿ شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی کا ایک عربی مقالہ کمپوز شدہ (غیر مطبوعہ) بذریعہ عبدالروف قادری (کراچی) جو کہ آپ کو لاہور سے ہمایوں صاحب نے ارسال کیا تھا کی زیارت سے فقیر مشرف ہوا۔ اس میں اور باتوں کے علاوہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کو حضرت سیدی ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی ﷺ کے خلفاء میں شمار کیا گیا۔ جناب الحاج حافظ محمد فیاض احمد قادری (ادارہ معارف نعمانیہ لاہور) سے ذکر ہوا تو آپ نے شرف صاحب سے عرض کیا۔ تو شرف صاحب نے فرمایا میں خود ہی اسے مطلع کردوں گا تقریباً پانچ برس کا عرصہ گزرنے کو ہے ابھی تک حضرت شیخ الحدیث صاحب نے کرم نہیں فرمایا۔ نہ جانیں وہ مقالہ ابھی تک منظر عام پر آیا ہے یا کہ نہیں۔ اور ان غیر واقعی امور جن کی طرف حضرت شیخ الحدیث صاحب کی توجہ دلائی گئی تھی کی تصحیح ہوئی یا کہ نہیں۔

نہ جانے وہ کون سا اندرون خانہ گٹھ جوڑ ہے جس کی وجہ سے کچھ حضرات ایسے کارنامے انجام دے رہے ہیں۔ ایک مرتبہ میاں جمیل احمد صاحب نے احقر سے کہا کہ حضرت قطب مدینہ ﷺ سے مجھے خلافت لے دو۔ فقیر نے حضرت قطب مدینہ رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

"وہ پہلے کس کی خلافت پر مرید کرتا ہے۔"

فقیر نے عرض کیا حضرت مجھے خبر نہیں اور یہ واقعہ میاں جمیل احمد صاحب سے بیان کر دیا تھا۔

حضرت علامہ مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت ضیاء الملۃ والدین قدس سرہ کے بارے میں راقم نے ایک مقالہ ۱۹۷۶ء میں لکھا تھا وہ ریاض کے ایک عالم کی فرمائش پر لکھا تھا، ابھی تک چھپا نہیں، چھپے گا تو اس میں آپ کے مشورے کے مطابق حک و حذف کر دیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہ کتب بھی ارسال ہیں: (۱) الامام احمد رضا واثرہ فی الفقہ الحنفی از علامہ مشتاق احمد شاہ صاحب (۲) معارف رضا عربی (۳) محسن اہل سنت (۴) تذکار شرف (۵) نزھۃ الخاطر فی مناقب سیدی عبد القادر (۶) الزھرۃ القریبۃ (۷) مقالات رضویہ (۸) مقدمات رضویہ (۹) الجواہر الغالیۃ

شرف قادری
۲۷ رشوال ۱۴۲۳ھ

عرصہ ہوا حضرت علامہ شرف صاحب نے ایک قلم کار کے لئے احقر سے کچھ مواد طلب کیا تھا۔ فقیر نے انکار کر دیا۔ علامہ موصوف کا چھ ماہ تک مطالبہ جاری رہا اور ہر مرتبہ فرماتے کہ مواد آپ ہی کے حوالہ سے چھپے گا۔ ایک دن دوپہر کے وقت احقر کے ساتھ فقیر خانہ پر تشریف لائے اور بعض کچھ ابواب مواد لے گئے، کتاب منظر عام پر آئی، وہ مواد تو موجود تھا مگر .... ۔ ؟

؟؟ آئندہ صفحہ پر مولانا محمد منشا تابش قصوری کے مکتوب کا عکس ملاحظہ فرمائیں

۷۸۶
۹۲

مکرمی جناب الحاج محمد عارف صاحب ضیائی زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مزاج اقدس ؟

آپ کا عطیہ کا تحفہ "تشنہ" [illegible] کا ہدیہ جس روز [illegible] مجلس [illegible] ہوا ۔ جملہ احباب
کی خدمت میں پیش کر دیا ۔

"قطب مدینہ" نامی کتاب جو کہ از سر نو ترتیب کے شائع کرا رہے ہیں ۔ اس سلسلہ میں اگر آپ
کوئی قلمی مواد و رسائل [illegible] بھیج دیں تو بہت بہتر ہوگا ۔

مجلس رضا کی طرف سے اردو قطب مدینہ شائع ہو رہی ہے ۔ آپ [illegible] کاپی محفوظ
ہے
دستی روانہ کر دوں گا ۔

تاہم "قطب مدینہ" کا سلسلہ میں حضرت شیخ [illegible] مد ظلہ سے تازہ تحریر
حاصل کر کے روانہ فرمائیں ۔ اور دوسرے تاثرات بھی بھجوائیں ۔ [illegible] خود دیکھ لیں
گے

کسی عربی کتاب میں حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ کا متعلق کوئی مضمون وغیرہ ہو تو اس کی
نقل بھی عنایت ہو جائے ۔

آپ کی طرف سے نوادرات جو اردو قطب مدینہ میں شامل کی جا رہی ہیں ان میں
آپ کا ذکر ضرور کیا گیا ہے ۔ ہم ان تمام دیگر حضرات کے مشکور ہیں جو آپ نے
بطور شکریہ درج کریں گے ۔ نیز اگر حضرت کی یادگار نئی [illegible]
[illegible] ہوں تو [illegible] ارسال کریں ۔

حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم [illegible] کی [illegible] آپ سے ملاقات
ہو تو [illegible] سلام [illegible] دستی [illegible] دیں

حضرت شیخ الاسلام مولانا فضل الرحمن [illegible] کی خدمت میں بعد سلام درخواست کریں کہ ہمیں
بارگاہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں باریابی کا شرف نصیب ہو ۔

آپ بھی [illegible] ہمارے [illegible] منظور [illegible]
رہتے ہیں [illegible] ۔ [illegible] عرض کروں ۔ [illegible] ۔ حاجی مقبول [illegible] ۔
[illegible] اعتقاد کی طرف سے سلام مسنون ۔

[illegible]

first fold here

ENCLOSURES NOT ALLOWED

Sender's name and address

LAHORE. NO. 8 PAKISTAN

second fold here

ہوائی ڈاک

AIRMAIL

البريد الجوي

ایروگرام

AEROGRAMME



جناب محمد عارف منصور حبیبی صاحب

P.O.BOX 4272

المدينة المنورة

السعودية العربية (عرب)

(۱۴)

﴿حضرت علامہ الحاج محمد ضیاء الدین احمد صاحب فرمانے لگے کہ ایک بار مجھ پر فالج کا اثر ہوا، ہاتھ پاؤں لنج ہو گئے۔ میں ہر وقت لیٹا رہتا۔ مجھے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں اعلحضرت نے اپنی طرف سے خادم بنا کر بھیجا تھا۔ میں نے ایک شب رو رو کر بارگاہ مصطفیٰ (ﷺ) میں عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ﷺ" مجھ کو میرے مرشد نے آپ کی بارگاہ میں خادم بنا کر بھیجا تھا۔﴾

(ضیائے مدینہ صفحہ ۹۲۔)

﴿بغداد سے حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کے ارشاد پر حضرت مولانا مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔﴾

(ضیائے مدینہ صفحہ ۲۱۔)

☆ ارشاد فرمایا:

" ایک عرصہ ہوا کہ فقیر بعارضہ فالج صاحب فراش ہو گیا۔ اس حالت میں ایک رات میں نے بحال زار سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کیا۔ کہ اے میرے آقا و مولا ﷺ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔ جس کی یہ سزا ہے۔ میرے پیر و مرشد کے صدقے مجھے معاف فرمایا جائے۔ اور اپنے در پاک کی حاضری کا شرف عطا کیا جائے۔ اور اسی طرح سرکار غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے بھی استغاثہ کیا۔ "

(ملاحظہ فرمائیں "مقام رضا" صفحہ نمبر ۳۰۱)

ہاتھ پاؤں لنج ہو گئے۔ میں ہر وقت لیٹا رہتا، کہاں سے لے آئے؟؟

حضرت سیدی ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رضی اللہ عنہ ۱۳۱۶ھ میں پہلی بیعت سے اپنے آبائی شہر سیالکوٹ واپس ہوئے۔ اپنے چچا کی ناراضگی کے سبب کلاس والا سے سیالکوٹ آئے۔ فرمایا:

"میں نے باوجود بچپن ہی سے ارادہ کر لیا تھا کہ اب اس ملک (متحدہ ہندوستان) میں نہیں رہوں گا۔"

سیالکوٹ سے سفر کا آغاز ہوا، بزرگانِ دین کی زیارتیں کرتے اور اولیاء اللہ کے مقابر پر حاضری دیتے ہوئے کراچی پہنچے۔ اور ۱۳۱۸ھ میں عازم بغداد مقدس ہوئے۔ ساڑھے نو برس قیام رہا، چار سال کا طویل عرصہ مجذوبانہ اطوار میں گزرا۔ ۱۳۲۷ھ میں مدینہ طیبہ حاضری ہوئی۔

"مجھے سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں اعلیٰحضرت نے اپنی طرف سے خادم بنا کر بھیجا .... یا رسول ﷺ کو پیر سے مرشد نے آپ کی بارگاہ میں خادم بنا کر بھیجا تھا؟؟"

۱۳۲۶ھ تا ۱۳۱۸ھ اس دو سال کے عرصہ کے درمیان سیدی قطبِ مدینہ قدس سرہ العزیز کی سیدی اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں اور نہ ہی آپ مدینہ طیبہ کی ہجرت کی نیت سے اپنے وطن سے نکلے تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ:

"یا رسول اللہ ﷺ کو پیر سے مرشد نے آپ کی بارگاہ میں خادم بنا کر بھیجا تھا۔"

فرمایا:

"سیالکوٹ سے اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا فرمائے اور میں بزرگانِ دین کی زیارتیں کرتا ہوا کراچی پہنچ گیا۔ بحری جہاز میں ٹکٹ لے کر بیٹھ گیا۔ کراچی سے بصرہ جا کر جہاز ٹھہرا......بصرہ میں بزرگانِ دین کی زیارتیں کرنے کے بعد، اس وقت دریائے دجلہ میں سٹیمر چلتے تھے......اس میں بیٹھ گیا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بغداد شریف میں لے آیا۔"

(عرصہ ساڑھے نو (۹ ۱/۲) سال بعد)

"اب مدینہ طیبہ کی حاضری کا جذبہ غالب ہوا۔ حضرت حسین الحسنی الکردی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اظہار کیا اور اجازت طلب کی۔

اجازت عطا فرماتے ہوئے تین نصیحتیں فرمائیں۔"

(ملاحظہ فرمائیں عزم بغداد صفحہ ۱۲۵)

اہل بصیرت کے لئے سبق

حضرت امام اہل سنت سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی نور اللہ مرقدہ نے حضرت مولانا غلام احمد فریدی سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت واجازت سے نوازا۔ جس دن سند تحریر کی گئی اس روز ۱۹ رمضان المبارک تھی لیکن سند دوسرے دن عنایت فرمائی تو ۱۹ رمضان المبارک کاٹ کر ۲۰ رمضان المبارک اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا۔ ایسا اس لئے کیا تا کہ جھوٹ نہ ہو۔

ڈاکٹر پروفیسر علامہ محمد مسعود احمد مجددی مدظلہ العالی کو یہ واقعہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حضرت مولانا غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔ اس سند کا عکس اور حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ کے قلم سے یہ بیان اسی تذکرہ میں سیدی اعلیٰحضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ حالات کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

سنوسی الہند مجاہد اعظم امام الاتقیاء سیدی محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری نور اللہ مرقدہ ۱۹۷۳ء میں حج کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے، ایک دن ساتھیوں کے ہمراہ سید الشہداء عم النبی المصطفیٰ (ﷺ) سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ بچے جمع تھے ریال طلب کرنے لگے، سیدی مجاہد ملت نے سب بچوں کو ریال ریال عنایت فرمایا۔ سلام عرض کرنے کے بعد جب واپس ہونے لگے تو وہی بچے پھر آگئے اور ریال طلب کرنے لگے تو ایک ساتھی نے کہا بکرہ، بکرہ یعنی کل کل، آپ رحمۃ اللہ علیہ وہیں رک گئے اور اس ساتھی سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

"آپ کی نیت کل آنے کی نہیں ہے اور اگر آپ کل آبھی جائیں تو ان بچوں کو کیسے پاؤ گے؟ یہ جھوٹ ہے"

بچوں سے معذرت طلب کی اور پھر ان میں ایک ایک ریال تقسیم فرمایا۔

(۱۵)

﴿ میاں تمہارے پیر و مرشد اعلیٰحضرت کے جانشین ہیں ان کے شہزادے ہیں اپنے وقت کے عارف ہیں، قطب ہیں، تم نے ان کو کیا سمجھا کہ حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ قدسیہ کے چہرے پر علمائے ظاہرین نے محض مفتی اعظم ہند، کی نقاب ڈال رکھی تھی۔ مگر ایک ولی کامل کا چہرہ کہیں چھپانے سے بھی چھپتا ہے، خوشبو نہیں چھپتی۔ ﴾

(ضیائے مدینہ صفحہ ۹۳)

☆ خیر الرسل ﷺ کا فرمان ذیشان:

من یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خیراً یُفَقِّھْہُ فِی الدِّین

(مشکوۃ المصابیح: کتاب العلم صفحہ ۳۲)

اللہ تبارک وتعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خصوصاً سید الائمہ سیدنا امام اعظم ﷺ کو اس خیر "یفقھہ فی الدین" کے تاج سے مزین فرمایا۔ اور ان ہی پاک نفوس کی برکات سے سیدی اعلیٰحضرت عظیم البرکت ﷺ کو سرفراز فرما کر آپ کو اپنے ہمعصروں میں ممتاز مقام عطا فرمایا۔ اور اس بحر بے کنار میں سے چند بوندیں "وقت کے عارف وقطب" قدس سرہ العزیز کو نصیب ہوئیں اور آپ "مفتی اعظم" کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے خیر فرمائی تو تاجدار مارہرہ مطہرہ سید شاہ ابوالحسن نوری قدس سرہ العزیز کی دعاؤں وسیدی مجدد اعظم امام احمد رضا خاں بریلوی ﷺ کی شب وروز کی محنتوں اور خود شہزادہ اعلیٰحضرت "وقت کے عارف وقطب" کی مسلسل مشقتوں نے آپ کے چہرے پر مفتی اعظم ہند کی نقاب ڈال رکھی تھی۔

اب نہ جانے یہ مولف اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا کردہ "خیر" سے بڑھ کر شہزادۂ اعلیٰحضرت کو اور کیا عنایت فرمانا چاہتا ہے۔ اور ایک ولی کامل کے چہرے سے "خیر" کی نقاب اتارنے کی ناکام کوشش میں کیوں مصروف ہے؟ اور نہ جانے اس کے راوی کو اس

میں کیا ''خیر'' نظر آئی۔

شہر خیر کے باشندے، خیر کے طالب، خیر چاہنے والے، خیر تقسیم کرنے والے، طلب خیر میں زندگی گزار دینے والے خیر خواہ اور پابند شریعت مطہرہ سیدی مفتی ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی ﷫ پر یہ اتہام کیوں ثبت کیا جا رہا ہے؟

''علمائے ظاہرین نے محض مفتی اعظم ہند کی خطاب ڈال رکھی ہے''

ان علمائے ظاہرین میں سے یہ شریعت وطریقت کے آفتاب و مہتاب بھی ہیں۔

مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا خاں قادری[1]۔ قطب مدینہ مفتی ضیاء الدین احمد قادری۔ حجۃ اسلام علامہ حامد رضا خاں قادری[2]۔ صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی۔ صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی[3]۔ پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری۔ علامہ مفتی سید دیدار علی شاہ الوری۔ حضرت عبد السلام جبل پوری۔ مفسر قرآن علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی۔ محدث اعظم مکہ علامہ سید علوی عباس مالکی۔ مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی۔ حضرت علامہ برہان الحق جبل پوری۔ شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں لکھنوی۔ ابو المساکین علامہ ضیاء الدین پیلی بھیتی۔ مجاہد اعظم علامہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری۔ محدث اعظم علامہ سید محمد اشرفی کچھوچھوی۔ مبلغ اسلام علامہ عبد العلیم صدیقی قادری۔ عارف حقانی پیر سید محمد معصوم شاہ گیلانی۔ محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد۔ حضرت علامہ مفتی عبد العزیز چشتی مزنگوی۔ مجاہد ملت علامہ عبد الحامد بدایونی۔ مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری۔ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی۔ شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی۔ حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی۔ حافظ الملت علامہ عبد العزیز مبارکپوری۔ اشرف المشائخ علامہ غلام قادر اشرفی۔ علامہ مفتی تقدس علی خان رضوی۔ علامہ ابو الحسنات سید محمد قادری۔ علامہ عبد المصطفیٰ ازہری۔ حضرت مفتی اعجاز ولی خاں رضوی۔ علامہ مفتی عبد العزیز بدایونی۔ علامہ غلام جیلانی میرٹھی۔ حضرت قاری مصلح الدین صدیقی قادری۔ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی۔ معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری۔ فقیہ اعظم علامہ نور اللہ بصیر پوری۔ جانشین قطب

مدینہ سیدی فضل الرحمٰن قادری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۱۶)

﴿سفید ڈاڑھی اور چھوٹی تیز آنکھیں۔﴾

(انوار قطب مدینہ صفحہ ۲۲۳)

☆ مضمون نگار نے ۱۹۷۱ء میں تو اتیہ میں منعقد ہونے والی مجلس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا۔

جب کے ان دنوں سیدی ضیاء الدین احمد قادری قدس سرہ العزیز کی ڈاڑھی کے بال سفید و سیاہ ملے جلے تھے۔

اور ''چھوٹی تیز آنکھیں'' اسی کتاب میں آپ کے حفیظہ نفوس کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔(صفحہ ۱۸۵)

(۱۷)

﴿۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۷ء میں تولد ہوئے۔ ''یا غفور'' سے سن پیدائش نکلتا ہے۔﴾

(انوار قطب مدینہ صفحہ ۱۹۴)

☆ ''یا غفور'' سے عدد ۱۲۹۳ھ نہیں بلکہ ۱۲۹۷ھ نکلتے ہیں۔ آپ کا نام ''احمد مختار'' تھا۔ اور اسی سے مادۂ تاریخ ولادت باسعادت ۱۲۹۳ھ برآمد ہوتا ہے۔ بعد میں آپ کے دادا رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کا نام ضیاء الدین رکھا۔(حفیظہ نفوس کا عکس صفحہ ۱۸۵)

(۱۸)

﴿ بوجوہ گھر سے نکلنا پڑا اور لاہور آگئے، حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمتہ

اللہ علیہ سے ڈیڑھ سال تک اخذ علوم کیا اور لاہور سے دہلی تشریف لے گئے۔ تقریباً چار (۴) سال قیام کے بعد آپ پیلی بھیت میں حضرت مولانا قبلہ وصی احمد محدث سورتی رحمتہ اللہ علیہ سے حصول علم حدیث کے لئے حاضر ہوئے۔"

(انوار قطب مدینہ صفحہ ۱۹۲)

☆ " بوجوہ گھر سے نکلنا پڑا" درست نہیں، آپ ۱۲۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے جدِ کریم قطب الدین قادری المعروف میاں جی ذیلدار صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ایما پر ۱۳۱۱ھ میں لاہور حضرت علامہ غلام قادر بھیروی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں اخذ علوم کے لئے حاضر ہوئے۔ اور لاہور ہی سے ۱۳۱۳ھ میں حضرت علامہ رحمتہ اللہ علیہ ہی نے آپ کو پیلی بھیت حدیث شریف کے دورے کے لئے بھیجا۔

فرمایا:

"ہمارے پنجاب سے حدیث شریف کے دورے کے لئے لوگ پیلی بھیت میں بھیجے جاتے تھے۔ وہاں حضرت شاہ وصی احمد محدث سورتی رحمتہ اللہ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ اور کامل اولیاء اللہ میں سے تھے۔ میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث شریف کے دورے میں شریک رہا۔"

لاہور سے دہلی تشریف لے گئے۔ تقریباً چار (۴) سال قیام کے بعد پیلی بھیت ...... گئے۔

درست نہیں اگر آپ نے دہلی میں چار سال قیام کیا تو اس چار (۴) سال کے طویل عرصہ میں دہلی میں کہاں قیام کیا تھا؟ اور آپ کی کیا مصروفیات رہیں؟ اور اگر دہلی میں قیام کیا ہوتا تو پیلی بھیت ۱۳۱۳ھ میں نہیں بلکہ ۱۳۱۷ھ میں پہنچتے جب کہ ۱۳۱۶ھ میں آپ علوم کی تکمیل کے بعد سیالکوٹ واپس تشریف لے آئے تھے۔

(۱۹)

الف) ﴿ آپ (قطب مدینہ قدس سرہ) نے کچھ تعلیم حضرت ابوالمساکین (حضرت مولانا وصی احمد) جو پیلی بھیت کے رہنے والے تھے ان سے حاصل فرمائی۔

ب) بغداد سے حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر حضرت مولانا مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

ج) اسی طرح مولانا سید بدر الدین حسنی جو شام کے قطب کے بیٹے ہیں، وہ مولانا کی خدمت میں دو زانو ہو کر بیٹھتے ہیں اور بار بار حضرت سے درخواست کرتے ہیں کہ حضور ہمارے لئے دعا فرمائیں۔

د) مولانا کے پاس وہ کتاب بھی موجود ہے جو اعلیٰحضرت نے "الدولۃ المکیہ" کے نام سے لکھی تھی۔ اور کتاب کے دس ایڈیشن اعلیٰ حضرت کی موجودگی میں شائع ہوئے تھے، اور اعلیٰحضرت نے اس پر دستخط فرمائے تھے۔﴾

(ضیائے مدینہ صفحہ ۲۱۱، ۲۱۳)

☆ حضرت قاری مصلح الدین صدیقی قادری قدس سرہ العزیز

آپ ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ حافظ الملت علامہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ، صدر الشریعہ سیدی امجد علی اعظمی قدس سرہ ایسے اکابر سے اخذ علوم فرمائے۔ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مفتی اعظم ہند سیدی مصطفیٰ رضا خاں نوری نور اللہ مرقدہ اور قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رضی اللہ عنہ سے بھی خلافتیں عطا ہوئیں۔ ۱۹۵۲ء میں پہلی مرتبہ زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء کو وصال فرمایا۔

مندرجہ بالا روایات کسی نے حضرت سیدی علامہ قاری مصلح الدین صدیقی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب کر دیں ہیں۔ حضرت قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ایک

بلند مقام، باوقار، سنجیدہ، اور نہایت ہی محتاط شخصیت کے مالک تھے۔ آپ سے ایسی بے احتیاطی کسی طرح بھی ممکن نہیں۔

(الف) ابوالمساکین حضرت علامہ ضیاء الدین احمد قادری پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶۲ھ) اعلیٰحضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ العزیز کے مرید اور قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی ؒ کے خلیفہ و وکیل تھے۔

حضرت سیدی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محترم حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ پیلی بھیت میں آپ کے دورہ حدیث شریف میں شامل ہو کر اخذ علوم کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

(ب) حضرت سیدی و مرشدی ؒ بغداد شریف سے ۱۳۲۷ھ میں دمشق پہنچے اور وہاں سے بذریعہ ریل گاڑی مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ ۱۳۲۸ھ میں مکہ معظمہ کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت علامہ شاہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی ؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ سے خلافت و اجازت اور خصوصی طور پر سند دلائل الخیرات شریف سے نوازے گئے۔

(ج) حضرت علامہ سید بدر الدین محدث ؒ بن یوسف بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالوہاب المغربی قطب شام، حضرت سیدی قطب مدینہ ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے تھے۔ سیدی قطب مدینہ کو آپ سے سند حدیث اور خلافت و اجازت حاصل تھی۔ آپ کی پیدائش ۱۲۶۷ھ / ۱۸۵۱ء کو دمشق میں ہوئی۔ اور وفات ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۹ء میں ہوئی۔ جبکہ اس وقت حضرت قاری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اٹھارہ برس تھی، اور آپ پہلی مرتبہ ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء میں محدث شام قدس سرہ العزیز کی وفات کے ۱۵ سال بعد مدینہ عالیہ حاضر ہوئے۔

حضرت محدث شام ؒ کے بیٹے حضرت علامہ سید تاج الدین حسنی رحمۃ اللہ

علیہ کی پیدائش ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء میں ہوئی اور وفات ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں ہوئی۔ یعنی حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدینہ شریف حاضری سے گیارہ (۱۱) برس قبل۔ قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں دیکھے گئے عالم نہ تو حضرت علامہ بدرالدین محدث الحسنی قطب شام رحمۃ اللہ علیہ تھے، نہ ہی آپ کے والد کریم علامہ سید یوسف بن عبدالرحمٰن ﷫ تھے اور نہ ہی آپ کے خلف الرشید حضرت علامہ سید تاج الدین ﷫ ہوسکتے ہیں۔

وہ عالم دین حضرت محدث شام قدس سرہ العزیز کے پوتے حضرت علامہ سید فخر الدین بن ابراہیم الحسنی ﷫ ہیں، جو ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ اپنے جد کریم اور ان کے تلمیذ شیخ محمود عطار رحمۃ اللہ علیہ سے علوم اخذ کئے۔ دادا کے وصال فرما جانے کے بعد آپ کو آپ کے چچا حضرت علامہ سید تاج الدین الحسنی رحمۃ اللہ علیہ صدر جمہوریہ سوریہ نے اپنی کفالت میں لیا۔ اور اپنے دادا کے تلمیذ شیخ زینا المکی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم کی تکمیل فرمائی۔ ۱۹۲۹ء میں مسند افتاء سنبھالی۔ ۱۹۴۷ء میں مفتی اعظم کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ بروز پیر ۱۹/ شعبان ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء میں وفات پائی۔ آپ ہی حضرت سیدی قطب مدینہ مفتی ضیاء الدین احمد قادری قدس سرہ العزیز کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ سیدی قطب مدینہ ﷫ آپ کی بے حد تعظیم و توقیر فرماتے تھے۔ فقیر قادری راقم الحروف متعدد مرتبہ آپ کی زیارت کا شرف حاصل کر چکا ہے۔

حضرت علامہ سید تاج الدین الحسنی قدس سرہ العزیز نے، سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی ﷫ کی کتاب الدولۃ المکیہ پر ۱۳۳۱ھ میں تقریظ تحریر فرمائی۔ جو کہ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(د) الدولۃ المکیہ پر ۱۳۳۲ھ تک تقاریظ لکھی گئیں۔ اور حضرت علامہ سید احمد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ رامپوری نے اعلیٰحضرت کی خدمت میں ارسال فرمائی۔ سیدنا اعلیٰحضرت ﷫ کا وصال مبارک ۱۳۴۰ھ میں ہوا چھ (۶) سال کے عرصہ

میں اس کتاب کے دس ایڈیشن شائع ہونا کیسے ممکن ہے؟
غالباً پہلا ایڈیشن جو حضرت سیدی مجدد اعظم ﷺ شائع کرنا چاہتے تھے وہ آپ کی حیات طیبہ میں منظر عام پر نہ آسکا خیال کیا جاتا ہے کہ آپ کے وصال کے بعد اس کی طباعت حضرت مفتی اعظم سیدی مصطفیٰ رضا خاں نوری قدس سرہ العزیز کے ہاتھوں ہوئی۔
تفصیل صفحہ نمبر ۳۳۱ تا ۳۳۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۰)

﴿ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے مدینہ منورہ میں قیام کے بعد حجاج کرام کو دوران حج سہولتیں فراہم کرنے کی جانب خصوصی توجہ فرمائی، قیام وطعام سے لے کر آمد ورفت کی دشواریوں کے سدِ باب کے لئے فنڈز جمع کئے۔ اور تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی اس مقصد کے لئے وقف کر دی، خصوصاً حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے سلسلے میں آپ کی خدمات کو عالم اسلام میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔﴾

(انوار قطب مدینہ صفحہ ۲۰۵)

﴿ حضرت قطب مدینہ ﷺ ۱۳۲۷ھ میں دمشق سے بذریعہ ریل گاڑی مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ چند سال بعد حضرت علامہ سید تاج الدین بن حضرت علامہ سید بدرالدین الحسنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کوشش سے حرم نبوی شریف میں حدیث پاک کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۳۳۳ھ میں بوجوہ گرفتار کیا گئے، چند ماہ کے بعد ۱۳۳۳ھ میں مدینہ طیبہ واپسی ہوئی۔ خدمت حدیث کے منصب پر بحال رہے۔ ۱۳۴۴ھ میں سعودی حکومت قائم ہونے کے چند ماہ بعد، قبہ جات گرانے کے فتویٰ کی تصدیق نہ کرنے کے جرم میں حدیث شریف کی خدمت سے حکومت نے علیحدہ کر دیا۔
حضرت مدنی نے فرمایا کہ شروع شروع میں بڑی سختی ہوئی۔
میرے خلاف پہرے لگ گئے، مجھے بدعتی اور مشرک مشہور کیا گیا۔﴾

(انوار قطب مدینہ صفحہ ۲۰۵)

﴾ نجدیوں نے جب اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات مسمار کرنے اور قبہ جات گرانے کا منصوبہ بنایا اور بعض مفتیوں سے اس حرکت کے جواز میں فتویٰ بھی حاصل کر لیا تو بعض لوگ دستخط کروانے کے لئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے مگر آپ نے تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔ جب ایک لاکھ ریال کا نذرانہ پیش کیا گیا تو فرمایا میں فتویٰ فروش نہیں ہوں۔ پھر دھمکی دی گئی کہ دستخط نہ کئے تو مکان جلا دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا مشیت ایزدی کے بغیر آگ نہیں لگ سکتی ...... دستخط نہ کئے تو یہاں سے نکال دیئے جاؤ گے ...... ﴿

(انوار قطب مدینہ صفحہ ۲۰۷)

﴾ مجھ سے لوگوں کا ملنا جلنا بند کرتے رہے۔ ﴿

(انوار قطب مدینہ صفحہ ۲۰۷)

☆ ان حالات وواقعات میں فنڈ زجمع کرنا اور تجارت کرنا کیسے ممکن تھا؟ اور فنڈ ز کی رقم سے تجارت کرنا بھی محل نظر ہے۔

"یہ کذب ہے، بہتان ہے، اختراع ہے"

حضرت سیدی قطب مدینہ ﷺ زندگی بھر چندے کے چکر میں نہیں پڑے، اہل مدینہ منورہ کی خدمت کی کوششیں آخری دم تک جاری رہیں۔ اپنے احباب کو ترغیب دیتے رہے اور جو کوئی اہل مدینہ منورہ کی خدمت کرنا چاہتا حضرت سیدی رحمۃ اللہ علیہ ای کے ہاتھوں اہل مدینہ کی خدمت کروا دیتے۔

۱۳۶۳ھ میں حضرت مفتی اعظم مصطفیٰ علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط ارسال کیا جس میں اہل مدینہ طیبہ کے حالات درج کئے۔

حاجی سلیمان سیٹھ صاحب و حاجی داؤد سیٹھ صاحب نے مدینہ طیبہ میں اہل مدینہ طیبہ کی صحیح طور پر خدمت کی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین .... مدینہ طیبہ میں تقسیم خیرات کی حکایت خود حاجی سلیمان صاحب و حاجی داؤد صاحب بیان فرمائیں گے۔

یہ مکتوب ہفت روزہ الفقیہ، امرتسر ۔ مئی ۱۳۶۳ھ میں شائع ہوا۔ اور یہ سعودی حکومت کے دور حکومت کا انیسواں سال تھا۔

"خصوصاً حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے سلسلے میں آپ کی خدمات کو عالم اسلام میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔"

۱۳۲۷ھ میں آپ بغداد مقدس سے دمشق آئے اور وہاں سے بذریعہ ریل گاڑی مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ حضرت سیدی نے فرمایا:

" اس وقت ترکی کی حکومت امن وراحت کی حکومت تھی۔ کوئی خرابی نہیں تھی۔ میں بغداد شریف سے دمشق آیا، حکومت نے یہاں ایک دائرہ قائم کر رکھا تھا، جو کوئی طالب علم یا علماء و مشائخ میں سے ہو اور وہ مدینہ شریف حاضری کو جانا چاہے تو جو دائرہ تھا، اس کو ریل کا ٹکٹ اور چار دن کے کھانے کا سامان دیتا تھا۔ جبکہ گاڑی تین دن میں مدینہ شریف پہنچ جاتی تھی۔"

حضرت سیدی قطب مدینہ ﷺ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ریلوے لائن تعمیر ہو چکی تھی، آپ اسی ریل گاڑی میں سوار ہو کر مدینہ عالیہ پہنچے۔ تو آپ نے کس حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کی خدمات انجام دیں۔ ریل گاڑی سعودی حکومت کے شروع دور ہی میں ختم کر دی گئی۔ اب ریلوے لائن کے نشانات بھی ختم ہو گئے ہیں۔ باب العنبر یہ میں ریلوے اسٹیشن کی عمارت موجود ہے۔

۱۳۲۷ھ / ۱۹۱۰ء میں بغداد شریف سے براستہ دمشق (شام) بذریعہ ریل گاڑی مدینہ منورہ پہنچے۔

(انوار قطب مدینہ صفحہ ۱۹۷)

(۴)

﴿ حضرت شیخ سیدی عبد الرحمٰن سراج مکی مفتی حنفیہ قدس سرہ (مکہ مکرمہ)

حضرت شیخ محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ احمد الحریری۔ عاشق رسول (ﷺ) شیخ امین قطبی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ نور سیف رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ علوی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ صباغی رحمۃ اللہ علیہ۔ ﷺ

(انوار قطب مدینہ صفحہ ۱۹۹)

☆ مندرجہ بالا مشاہیر کو بھی حضرت سیدی قطب مدینہ ضیاء الدین احمد قادری رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں شمار کیا گیا ہے۔

مفتی مکہ مکرمہ سیدی عبدالرحمٰن عبداللہ سراج قدس اللہ سرہ العزیز

۱۲۴۹ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد حضرت علامہ عبداللہ سراج رضی اللہ عنہ مفتی مکہ مکرمہ اور استاذ العلماء علامہ شیخ جمال عبداللہ سے علوم حاصل کئے۔ آپ نے تقریباً ایک سو مشائخ سے سند حدیث حاصل کی۔ اپنے بیٹے عبداللہ کو ساتھ لیتے ہوئے مصر چلے گئے ۱۳۱۴ھ میں پچھتر (۷۵) سال کی عمر میں وہاں ہی وصال فرمایا۔

سیدی حضرت علامہ عبدالرحمٰن سراج رضی اللہ عنہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ عنہ کے مشائخ میں سے تھے۔

شیخ الاسلام سیدی ضیاء الدین احمد القادری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۴ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۱۴ھ میں سیدی عبدالرحمٰن سراج رضی اللہ عنہ کا مصر میں انتقال ہوا تو اس وقت آپ پہلی بیعت میں حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خوشہ چینی فرما رہے تھے۔

شیخ محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کبھی آپ کا ذکر نہیں سنا۔ حضرت سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا حضرت سیدی والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں یہ نام پہلی مرتبہ سن رہا ہوں اور نہ ہی اس

نام کے کسی شیخ سے میری معرفت ہے۔

حضرت شیخ احمد الحریری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت سیدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کے قیام مدینہ منورہ کے دوران اس نام کے کوئی شیخ موجود نہ تھے۔ حضرت شیخ سید محمد القادری الحریری رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدی ضیاء الدین قادری رضی اللہ عنہ کا تعلق تھا۔

حضرت علامہ سید امین کتبی رضی اللہ عنہ، حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ آپ کو قطب مکہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ سیدی قطب مدینہ سے فیض یافتہ ہیں۔ آپ کو حضرت سیدی و مرشدی سے سند حدیث حاصل تھی اور شہزادۂ اعلیٰحضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔

حضرت علامہ نور سیف الحیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں ایک علم وفضل والے گھرانے میں، امارات، دوبئی کے قصبہ الراس میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان شہسواری میں معروف تھا۔ آپ کی عمر بارہ (۱۲) برس تھی کہ آپ کے والد بمعہ اہل وعیال مکہ مکرمہ ہجرت کر آئے۔ مدرسہ الفلاح میں تعلیم حاصل کی۔ آپ بڑے خوش خلق، نہایت متقی و پرہیزگار، عابد وزاہد اور بڑے سخی انسان تھے۔ مدرسہ الفلاح اور حرم مکہ شریف میں درس وتدریس میں مشغول رہے۔ آپ شیخ عیسیٰ مانع الحیری رئیس کلیہ امام مالک وسابقہ مدیر اوقاف دبئی کے ماموں اور شیخ طریقت ہیں۔ آپ کے والد علامہ سیف بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ سیدی قطب مدینہ ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہ العزیز کے خلیفہ شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ (الاحساء) کے مرید تھے۔ آپ حضرت سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے رہے۔ بروز منگل یکم ذوالقعدہ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء میں مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا۔

محدث کبیر علامہ سید علوی بن عباس بن عبد العزیز مالکی مکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۲۸ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ تکمیل علوم کے بعد ۱۳۴۳ھ میں مسجد الحرام میں درس کا سلسلہ شروع کیا۔ حضرت سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی تعلقات تھے۔ آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں نوری قدس سرہ العزیز اور سیدی مجاہد اعظم علامہ حبیب الرحمٰن عباسی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے۔ شیخ علامہ محمد علوی عباس مالکی مدظلہ العالی آپ کے فرزند ارجمند عالم اسلام کے عظیم مبلغ سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں۔ ۱۳۹۱ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ صباغی رحمۃ اللہ علیہ

اس نام کے کسی بزرگ سے سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کا رابطہ نہ تھا۔ البتہ سیدی احمد السباعی جو کہ حضرت علامہ سیدی عبد الرحمٰن سراج قدس سرہ العزیز مفتی احناف مکہ مکرمہ کے ساتھیوں میں سے تھے، تاریخ مکہ کے مولف شیخ احمد کے دادا تھے۔ ۱۲۹۵ھ میں جب سیدی اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ پہلی مرتبہ حج کے لئے حاضر ہوئے تو آپ سے سیدی احمد السباعی رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد مرتبہ ملاقات ہوئی۔ اور سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ آپ سے فیض یافتہ ہیں۔

(۲۲)

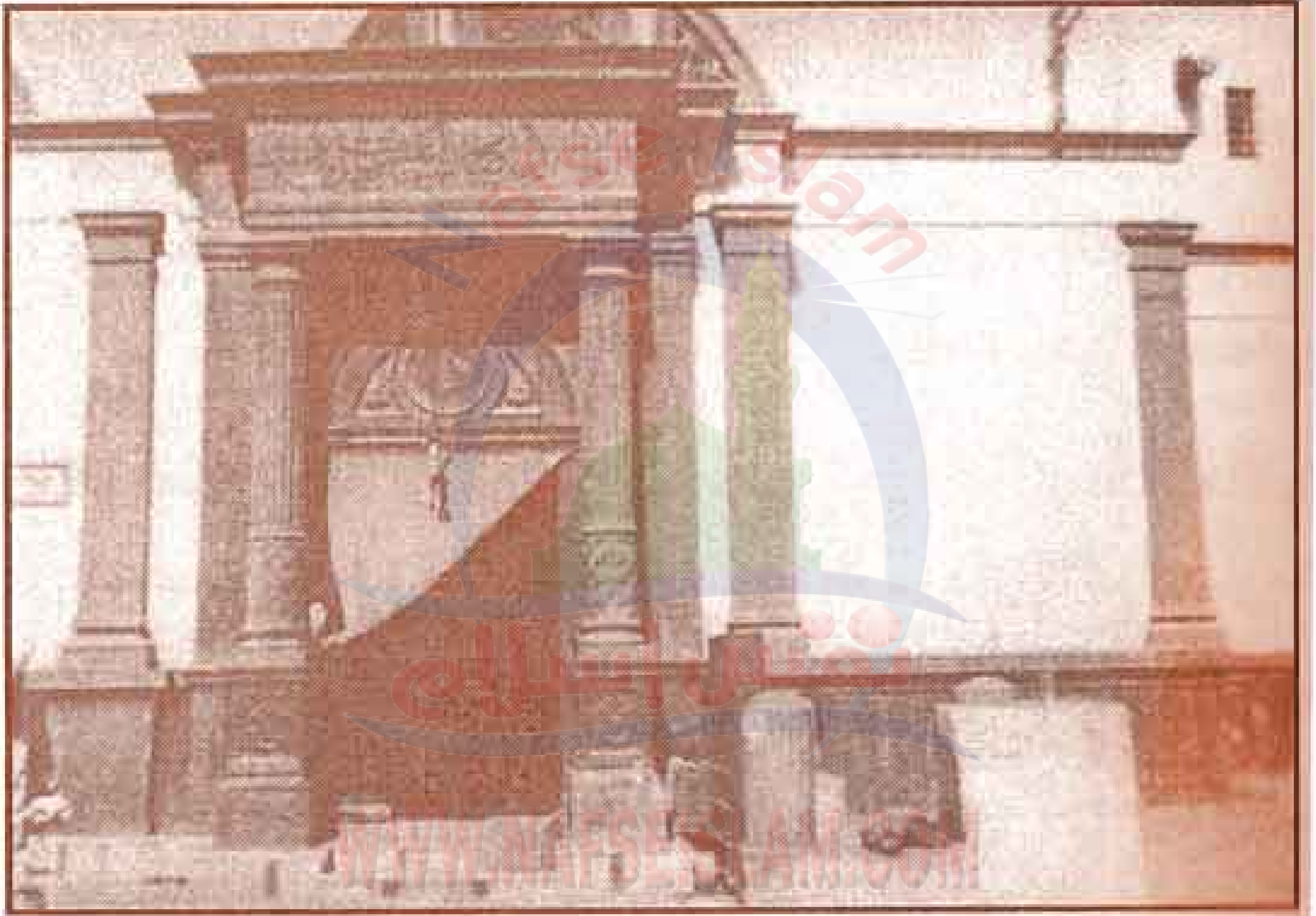
بابا غلام رسول (بلیاں والے) علیہ الرحمہ ۱۳۵۶ھ/۱۹۲۵ء سے قبل کئی سال حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہے اور آپ کے خلف الرشید مولانا فضل الرحمٰن قادری علیہ الرحمہ کے تو بہت ہی قریب رہے اور ان کی زمین پر کاشت بھی

کرتے رہے۔ بعض حضرات نے باباجی کے حوالے سے حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ کے بارے میں غیر واقعی اور غیر تاریخی باتیں لکھدی ہیں، مثلاً:

۱۔ حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ نے کسی صاحب سے فرمایا کہ باباجی سے کہنا کہ ضیاء الدین قادری جنت دیکھنا چاہتا ہے اس کو جنت دکھا دیں، بیداری میں یا خواب میں۔

۲۔ حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ نے باباجی سے فرمایا کہ مہمان آنے والے ہیں کسی صاحب سے روپے قرض لے آؤ تا کہ انتظام کیا جا سکے۔

یہ ساری باتیں بے اصل اور بے بنیاد ہیں۔ یہ فقیر برسوں حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہا اس لئے ان کی عادات اور مزاج سے بخوبی واقف ہے اس کے علاوہ یہ حقیقت بھی قابل توجہ ہے کہ حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ اور اُن کے خاندان سے باباجی کا تعلق خادمانہ تھا ...... امید ہے کہ یہ حضرات اپنی نگارشات میں اصلاح فرمائیں گے۔



باب سيدنا جبرائيل قديماً وحديثاً حيث لم يطرا عليه اي تغيير

بسم اللہ الرحمن الرحیم



ھوالقادر

اظہار تشکر

حضرت سیدنا امام حسنؓ کے قلم مبارک سے فن خط کوفی میں سورۃ یٰسٓ کی چند آیات جو انہوں نے سال ۴۲ھ نبوی میں لکھیں

شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

(ابراہیم ۷)

اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا

وَمَنْ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ

(سورۃ نمل:۴۰)

اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے۔

مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللہ

(کنز العمال)

جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کیا۔

تمام خوبیاں اور شکر اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے اپنے اولیاء کو تعظیم و تکریم کے قابل بنایا۔ اور صلاۃ وسلام اس کے حبیب کریم ﷺ پر جو غوث وغیث اور غیاث ہیں سید المرسلین سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ واصحابہ و ازواجہٖ وابنہٖ سیدنا غوث الاعظم عبد القادر الجیلی و بارک وسلم۔

ازاں بعد فقیر حقیر عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی غفر اللہ ذنوبہ سراپا متشکر ہے، مخدومی و مطاعی، مربی و مرشدی جانشین قطب مدینہ فضیلۃ الشیخ سیدی علامہ حافظ فضل الرحمٰن قادری مدنی دامت برکاتہم العالیہ کا، جن کے فضل وجہد نے اس ناکارہ کو اس لائق کیا کہ حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز کی سوانح نگاری کے عظیم شرف سے مشرف ہو اورنہ

من آنم کہ من دانم

اور اس سے بڑھ کر اور کیا ناشکری ہوگی اگر شیخ الاسلام سیدی قطب مدینہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ آمنہ مدظلھا کے حضور عاجزی و انکساری سے ھدیہ شکر پیش نہ کروں۔ آپ نے نہایت ہی کریمانہ کرم فرماتے ہوئے سیدی و مرشدی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ کے متعلق بڑی اہم معلومات اور اپنے بہن بھائیوں کے حالات سے آگاہی فرمائی۔

حضرت ڈاکٹر پروفیسر علامہ محمد مسعود احمد مجددی دامت برکاتہم العالیہ کا تعاون اور مشورہ ہمدم شریک رہا۔ حضرت علامہ افتخار احمد قادری مدظلہ العالی کا تعاون اور سیدی فضل الرحمٰن قادری کو اس تصنیف کا کئی نشستوں میں پڑھ کر سنانا قابل داد ہے۔ محب مکرم جناب عبدالعزیز خاں قادری ضیائی زید مجدہ و محترم حافظ محمد فیاض احمد قادری سلمہ الرحمٰن نے اہم دستاویزات کیسٹ اور دیگر ضروری معلومات احقر کے کتب خانہ سے تلاش بسیار کی مشقت اٹھاتے ہوئے مسلسل فراہم کرتے رہے۔ تصنیف کے سلسلہ میں جو ان دونوں حضرات نے خدمات انجام دیں وہ ان ہی کا حصہ ہے۔ محب النبی شیخ عبدالروف قادری زید مجدہ نزیل جدہ نے حضرت قطب مدینہ سیدی و مرشدی ﷺ کی آواز مبارک میں ٹیپ شدہ کیسٹ اور مطلوبہ کتب فراہم کیں، اور متواتر تعاون جاری و ساری ہے، اعزیز نعمت غیر مترقبہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ محب مکرم جناب بلال احمد خاں زید مجدہ (سوئیزرلینڈ) کی خدمات وعنایات بے مثال ہیں۔ محبی و حبیبی مصطفٰی بن عبدالمجید پردیسی زید مجدہ کی خدمات قابل داد اور بے نظیر ہیں۔ جناب محمد امین برکاتی زید مجدہ و سیدی محمد عارف برکاتی مدظلہ العالی اور آپ کے ابن کریم مخلصی محمد شہزور برکاتی سلمہ الرحمٰن و محترمی محمد وسیم برکاتی زید مجدہ کی اعانت مسلسل فقیر کی کمر بندی پر رہی۔ محترمی سیدی محمد ناصر قادری نزیل الریاض اور مکرمی محمد ناصر فلک نزیل دوبئی کا کرم خاص شامل حال رہا، پروف ریڈنگ کی خدمت حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف مدظلہ العالی اور حضرت علامہ مفتی محمد حسن علی رضوی دامت برکاتہم اور ڈاکٹر ماجد بن ولید طولہ المدنی نے فرمائی۔ ترتیل اوراق کی ذمہ داری جناب محترم اعجاز حسین بن محمد امین نزیل مدینہ منورہ نے پوری فرمائی۔ مخلصی و محبی مظہر عباس قادری زید حفظہ کے تعاون اور خدمات کا بیان مجھ سے ممکن نہیں۔ پیر طریقت ابوعمر محمد فیصل قادری زید مجدہ المعروف بابا

جان کے زیر سایہ تصنیف کے آخری مراحل طے ہوئے۔ طبع ثانی قرۃ عینی بدر بحانی سیدی محمد عامر پردیسی قادری دامت فیوضہم کی تحریک کا ثمرہ ہے۔ محبی ومخلصی جناب عاصم اعظم چوہدری المعروف بابو بھائی قادری سلمہ الرحمٰن نے طباعتِ ثانی کی نگرانی اور بھرپور تعاون فرمایا۔

محبی ومخلصی جناب عبدالرؤف عثمان قادری ضیائی سلمہ الرحمٰن نزیل مدینہ منورہ کے نصیب میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ عزت لکھ دی کہ یہ دستاویز ان ہی کے وسیلہ سے آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے، ورنہ دینِ جدید کے پرستاروں کے ہاتھوں ظلم کا نشانہ بن چکی تھی۔ ان ہی کو اس کتاب کی کمپوزنگ کا شرف حاصل ہے۔

آخر میں ام حبیب فاطمہ کی خدمت میں ہدیۂ تبرک پیش کرتا ہوں، جن کے شب وروز کے تعاون سے فقیر حقیر تصنیفی مراحل طے کرتا رہا۔ اور جب بلاؤں کے طوفان میں معمولی سا ٹھہراؤ پیدا ہوا اور ہمارا آمنا سامنا ہوا تو پہلا سوال یہ تھا۔

''حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا کیا بنا؟''

جب انہیں یہ خوشخبری ملی کہ وہ ہمارے کریم النفس محبی ومخلصی عبدالرؤف عثمان قادری ضیائی زید مجدہ نزیل مدینہ منورہ کے پاس محفوظ ہے تو غم کے پہاڑ تلے دبی ہوئی مصیبت زدہ کے چہرے پر مسرت کا اظہار نمایاں تھا اور زبان پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وشکر کے کلمات جاری تھے۔

اللہ تعالیٰ اسے اور اس کی اولاد کو رنج والم اور مصیبتوں سے نجات عطا فرمائے۔ حبیب کریم ﷺ اپنی پناہ میں رکھیں۔ طیبہ محبوبہ میں خیر وسلامتی سے زندگی گزارنے اور جنت البقیع شریف میں دفن ہونے کی عزت وشرف سے نوازے آمین، آمین، آمین یارب العالمین۔

ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنے سے اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں۔ رب کریم جل شانہ سے التجا ہے کہ انہیں ان کی حیات میں حبیب کریم سیدنا طہٰ ویٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ واصحابہ وانبہٖ وبارک وسلم کی زیارت مبارکہ کے شرف سے مشرف اور رحمۃ للعالمین ﷺ

کے دست کرم سے حوض کوثر سے سیر اب فرمائے۔

اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

التماس ہے کہ اگر اس کتاب میں فقیر قادری عفی عنہ راقم الحروف سے کوئی لفظی، معنوی، خطا ہوگئی ہو یا غیر تحقیق واقعہ ہو تو مطلع کرنے پر نہ تو ضد کروں گا اور نہ ہی کسی قسم کی عار محسوس کی جائے گی بلکہ تہہ دل سے مشکور ہوتے ہوئے اصلاح کر دی جائے گی۔

والسلام مع الاکرام
سگ غوث و معین
عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری عفی عنہ

اللہ اللہ

سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

”من علم عبدا آیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ فھو مولاہ“

جس نے کسی آدمی کو قرآن مجید کی ایک آیت سکھائی وہ اس کا آقا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

گزارش

واضح رہے کہ فقیر جب ، ظالم قزاقوں کے ہاتھوں تاراج ہوا تو اس کتاب کا اکثر مسودہ بھی غارت گری میں لٹ پٹ گیا تھا ، پھر جو بچا اور جو حاصل ہو سکا وہ مرتب کر کے طباعت کرا دیا گیا تھا۔ الحمد للہ

اب اس میں سے جو مزید حاصل ہو سکا وہ طبع جدید میں شامل کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ مریدین و محبین قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہ العزیز کے لئے مزید فرحت و انبساط کا باعث ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دعا جو

فقیر قادری عفی عنہ



حقوق الطبع محفوظة لـ صلاح الساعدي Copy Right for Salah Al-Saady TEL: 0506339945 P.O. BOX: 3271.	جنت المعلیٰ میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کا قبر مبارک	KUBUR SAIDATI KHADIGA.	HZ.HATICE(R.A) ANAMIZIN CENNETUL MUALLADAKI KABRI.	AL-SAYDAH KHADEGAH GRAVE.	قبر السيدة خديجة الكبرى بجنة المعلى

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



ھوالقادر

نگاہ کرم

حضرت مولانا فضیلۃ الشیخ

علامہ فضل الرحمٰن مدنی قادری مدظلہ العالی

جانشین قطب مدینہ (رحمۃ اللہ علیہ)



حقوق الطبع محفوظة لـ صلاح الساعدي Copy Right for Salah Al-Saady TEL: 0506330945 P.O. BOX: 3771.	مسجد نبوی شریف کا مشہور دروازہ باب السلام	BABUL SALAM DI MASJID AN-NABAWI AS-SYARIF 1326H.	BABUSSELAM KAPISI – MESCIDI NEBEVI 1326H.	BAB AL-SLAM 1326H.	باب السلام بالحرم النبوي الشريف ١٣٢٦هـ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بنعمۃ ربک فحدث

میرے والد ماجد سیدی حضرت ضیاء الملت و الدین علیہ الرحمۃ والرضوان آقا کے نعمت تھے، صرف میرے لئے ہی نہیں بلکہ سارے اہل ایمان کے لئے، ان کے فیوض و برکات شب و روز تقسیم ہوتے، انھوں نے یہ فیوض حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ سے کسب کئے تھے۔

ان کے حالات و خدمات پر متعدد چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہو چکی ہیں، جس جس نے بھی اس موضوع پر جو کچھ لکھا ہے سب کو رب تعالیٰ ان کی کوششوں کا صلہ مرحمت فرمائے۔

لیکن ان کتابوں میں محب مکرم جناب محمد عارف ضیائی دام بالفضل نے ایک طویل کوشش اور بڑی کاوش کی جس کا بہت سا حصہ میں نے خود سنا، یہ کاوش پچھلی سب کاوشوں سے زیادہ جامع اور زیادہ وزنی اور وقیع ہے۔ محبی بھائی عارف ایک طویل عرصہ سے سیدی والد ماجد علیہ الرحمۃ سے وابستہ رہے ہیں ان کو جس قدر والد جلیل سے صحبت رہی یہ شرف کم ہی افراد کو نصیب ہوا، ان کی جلوتوں اور خلوتوں کو انھوں نے بھرپور دیکھا ہے، اس لئے انھیں کو زیادہ حق تھا، کہ ان جلوتوں اور خلوتوں کو دنیا کو دکھائیں۔ بلاشبہ سیدی والد ماجد علیہ الرحمہ ایک عظیم شخصیت تھے، اسکا تقاضا تھا کہ حلقہ احباب میں سے کوئی اس موضوع پر پوری تگ و دو و کد و کاوش اور لگن اور محبت کے ساتھ اٹھتا اور اس موضوع کا حق ادا کرتا۔ الحمد للہ محب مکرم بھائی عارف نے

یہ فریضہ انجام دیا۔

اس کتاب میں جتنقدر مواد ہیں وہ صحیح ہیں، جو واقعات وحقائق درج کئے گئے ہیں وہ میرے علم ودانست میں حق اور درست ہیں۔

سیدی والد ماجد علیہ الرحمۃ والرضوان ایک ایسے ہمہ گیر اور نافع شخصیت تھے جن سے دنیا بھر کے حجاج ومعتمرین ان کی خدمت میں حاضر ہوکر مستفیر ومستفید ہوتے، برصغیر کے حجاج بھی ہوتے، عرب ممالک کے حجاج بھی اور امریکہ ویورپ سے آنے والے حجاج بھی اور یہ سب اپنی سعادت مندیوں سے ان کے فیوض سے بہرہ ور ہوکر واپس جاتے۔

اس کتاب میں اس کے بہت سے شواہد پیش کئے گئے ہیں۔ سیدی والد ماجد علیہ الرحمۃ والرضوان شبانہ روز خدمتِ خلق میں مصروف ہوتے، جس وقت بھی کوئی حاضر ہوتا خالی ہاتھ نہ جاتا، ان کی مستجاب دعاؤں نے بہت سے زخمی دلوں پر مرہم رکھا اور بہت سے دکھی افراد کو شادشاد کیا، ان کی صالح دعاوں سے بے شمار افراد کی حاجتیں پوری ہوتیں، ان کی عظیم تربیت سے بہت سے افراد صالح بنے اور بہت سے راستے سے منحرف لوگ صراطِ مستقیم پر گامزن ہوگئے۔ اس کتاب کے بہت سے صفحات سے ان پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔

علمی دنیا کے بہت سے علمی کاموں میں سیدی والد ماجد علیہ الرحمۃ نے حکمت وتدبر کے ساتھ ایسا تعاون کیا جو انھیں کا حصہ تھا، کتاب کے بہت سارے صفحات اس پر براہین ودلائل فراہم کرتے ہیں۔

مجی بھائی عارف کو رب تعالیٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل میں اس بڑی خدمت کا صلہ عطا فرمائے اور دارین کی برکتوں سے ان کو مالا مال فرمائے۔ اور اس کام میں جس جس نے تعاون کیا ان سب کو بھی مولیٰ ﷻ اپنی رحمتوں سے نوازے اور اپنے حبیب ﷺ کی شفاعت سے بہرہ ور

فرمائے اور دارین میں سب کو کامران اور سرخرو فرمائے۔

اپنا شرف دعاء سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

۲ رمضان ۱۴۲۱ھ بروز شنبہ، المدینۃ المنورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تقدیم

ماہر رضویت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
مجددی مدظلہ العالی

فاضلِ مؤلف شیخ محمد عارف ضیائی زید مجدہ، ضیاء الملت حضرت مفتی محمد ضیاء الدین قادری مدنی علیہ الرحمۃ کے لاڈلے مرید اور خلیفہ ہیں، بچپن سے جو تعلق ہوا وہ قوی سے قوی تر ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ ضیاء الملت نے اپنے دامن سے وابستہ فرما کر " ضیائی مدنی " بنا دیا۔ ان کی زندگی غرور و ریاء سے پاک ہے، حق گوئی ان کی پہچان ہے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

شیخ محمد عارف قادری کی بے باکانہ گفتگو سن کر وہ مشائخ کرام جو مریدوں کے لاڈ پیار اور ان کی جھرمٹ میں رہنے کے عادی ہو گئے ہیں، سناٹے میں آجاتے ہیں مگر سچی بات کہنے میں کسی کی رعایت نہیں کرتے یقیناً یہ

بات سوانح نگاری میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے جس سے بغیر لاگ لپیٹ سچی بات قاری تک پہنچ جاتی ہے۔

۱۹۶۸ء میں شیخ محمد عارف قادری سے راقم کے مراسم شروع ہوئے جب بقول حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ وہ مرکزی مجلس رضا کے بانی تھے۔ موصوف ہی نے فقیر کو امام احمد رضا کی طرف متوجہ کیا پھر مراسم بڑھتے گئے اور دائمی محبت کا نقش قائم ہو گیا۔ چند سال بعد وہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی خدمت کا صلہ عطا فرمایا۔ ایک عرصے تک فقیر سے مراسلت مسدود رہی۔ ۱۹۹۱ء میں جب فقیر حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کے لئے حاضر ہوا تو مدینہ منورہ میں انہیں کے یہاں قیام کیا، پھر مراسم دوستانہ اور مراسلت کی تجدید ہوئی جو الحمد للہ قائم ودائم ہے اور انشاء اللہ قائم ودائم رہے گی۔ شیخ محمد عارف قادری دوستوں اور محسنوں سے منہ نہیں پھیرتے کوئی ان سے منہ پھیر لے تو پھیر لے۔ عاجزی وانکساری ان کی فطرت ہے مگر بد کو نہیں بخشتے جو کچھ کہنا ہوتا ہے منہ پر کہہ دیتے ہیں۔ ان کا دسترخوان بڑا وسیع ہے۔ محبت سے بلاتے ہیں، شوق سے کھلاتے ہیں، کھانے والا کھاتے کھاتے تھک جائے مگر وہ کھلاتے نہیں تھکتے۔ جنت البقیع میں تدفین کی آرزو رکھتے ہیں۔ ایک ایک سے دعائیں کراتے ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کی آرزو پوری فرمائے آمین۔ اس کریم سے جو جیسا گمان رکھے گا، انشاء اللہ ویسا ہی پائے گا۔

شیخ محمد عارف قادری کی رفاقت میں ۱۹۹۱ء میں پہلی بار حضرت ضیاء الملت کے فرزند اکبر اور فاضلِ جلیل حضرت شیخ فضل الرحمٰن قادری دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ جس والہانہ محبت سے فقیر کی پذیرائی فرمائی کس زبان سے اس کا بیان کیا جائے، حضرت کی شفقت ومحبت فقیر کے لئے باعث سعادت ہے، اب بھی مدینہ منورہ حاضری ہوتی ہے فقیر

حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہوتا ہے، مولائے کریم حضرت کا مبارک سایہ قائم ودائم رکھے۔ آمین:

ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا ؎

ضبط کن تاریخ را زندہ شو!
از نفس ہائے رمیدہ پائندہ شو!

اہل سنت وجماعت نے اپنی تاریخ سے غفلت برتی جس سے اغیار نے فائدہ اٹھایا اور اپنے اکابر کو مبالغہ آرائی سے متعارف کرایا اور اس کوشش میں کامیاب بھی ہوگئے مگر حق، حق ہے، باطل، باطل ہے۔ حق کو دبایا جاسکتا ہے مگر وہ دبا نہیں رہتا اس کی فطرت میں اُبھرنا ہے وہ اُبھر کر رہتا ہے۔

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

حضرت ضیاء الملت مفتی محمد ضیاء الدین قادری مدنی علیہ الرحمۃ کی سوانح کی تدوین اہل سنت وجماعت کا عظیم فریضہ تھا سب سے پہلے جناب خلیل احمد رانا نے محنت سے ''انوار قطب مدینہ'' کے عنوان سے سوانح مرتب کی جو عرصہ ہوا شائع ہوچکی ہے اس کے بعد حافظ محمد طاہر قادری نے ''ضیائے مدینہ'' کے عنوان سے اس کو لاہور سے شائع کیا، اب یہ دوسری سوانح فاضل مؤلف شیخ محمد عارف قادری ضیائی پیش کر رہے ہیں، جس میں بہت سا مواد ایسا ہے جو پچھلی سوانح میں نہ آسکا اس لیئے یہ نقشِ ثانی، نقشِ اول سے بہتر اور مکمل کہا جاسکتا ہے۔

اس سوانح میں ابتداء میں ماہ وسال کے عنوان سے حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمۃ کے سوانح شماریات میں پیش کیے گئے ہیں جو نہایت مفید ہیں پھر مدینہ منورہ کے فضائل، حضرت عبد اللہ ﷺ کے حالات، حضرت ضیاء الملت کے اجداد اور ابتدائی حالات، تعلیم و تعلم، بیعت و ارشاد، اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضری، حضور انور ﷺ کے دربار میں حاضری، آداب و اخلاق، کشف و کرامات، اکابرین سے ملاقات، معاصرین علماء، اولاد و امجاد، عرب و عجم کے خلفائے کبار، اسفار کے، مناقب، تاریخی مادے، خطوط، ملفوظات اور نوادرات اور بہت سی جزئیات اور راز و نیاز کی باتیں ہیں۔

سوانح نگاروں نے جو غلطیاں کی ہیں، شیخ محمد عارف نے ان کی اصلاح بھی کر دی ہے، انہوں نے حقائق کو سچائی کے ساتھ نہایت سادہ زبان میں بیان کر دیا ہے۔ ہمارے ادب میں بناوٹ بہت ہے، خود ساختہ معیار بھی بہت ہے، قلم اِدھر اُدھر ہوا نہیں زنجیر ٹھکتی نظر آنے لگتی ہے، شیخ محمد عارف قادری نے سچی باتیں سادگی سے بیان کر دی ہیں، آپ اُن کی تحریر کی تعریف کریں یا نہ کریں مگر حضرت ضیاء الملت کے بارے میں ان کی باتیں دل پر اثر کرتی چلی جاتی ہیں اور شخصیت کے بہت قریب لے جاتی ہیں، جہاں ہم اس عظیم شخصیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ خامیاں کس میں نہیں ہوتیں اپنوں کی خوبیوں پر نظر رکھنی چاہیے، یہ سنت الٰہی ہے یہ حزب اللہ کی عادت ہے۔ اپنوں کی عیب جوئی اور خوردہ گیری حزب الشیطان کی بدعادت ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین!

شیخ محمد عارف قادری حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمۃ کے بہت قریب رہے ہیں اور ایک عرصے ان کی صحبت سے مستفید ہوتے رہے۔ اس لئے اس کتاب میں آنکھوں دیکھی باتیں ہیں، یہی اس کتاب کا وہ عظیم امتیاز ہے جس نے دوسری سوانح سے اس کو ممتاز کر دیا ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ

اخلاف کے سامنے اچھی سیرتیں پیش کی جائیں، وہ مثالی سیرتوں سے محروم ہوتے جارہے ہیں، ان کے انتشارِ فکر کا یہی سب سے بڑا سبب ہے۔ ان کے سامنے دنیا ہے جس کی چمک دمک نے اُن کی آنکھیں خیرہ کر رکھی ہیں۔ اگر وہ اچھی سیرتوں کی چمک دمک دیکھ لیں تو ان کو دنیا ہیچ نظر آنے لگے۔ شیخ محمد عارف قادری مدنی کا ہم کو ممنون ہونا چاہیے کہ انہوں نے اچھی مثالی سیرت پیش کر کے دماغ کو روشن کر دیا۔ انشاء اللہ یہ روشنی سامانِ آخرت بن جائے گی۔

حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمۃ کے جد اعلیٰ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی تھے جو عہد مغلیہ کے مشہور و معروف عالم تھے۔ آپ ہی نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے قافلہ سالار شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کو اپنے ایک مکتوب میں پہلی بار مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد فرمایا جو ایسا مقبول ہوا کہ آپ کو اب اسی لقب سے پکارا جاتا ہے۔

حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمۃ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو اپنے سر کا تاج کہتے، اور مکتوبات امام ربانی کا مطالعہ فرماتے۔ ایسے ہی کاملین مکتوبات شریف کے اسرار و رموز کو سمجھ سکتے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مقامات عالیہ کا ادراک رکھتے ہیں۔

حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم تھے مگر انہوں نے اپنے علم و عرفان کو پوشیدہ ہی رکھا اور عاجزی و انکساری کو پسند فرمایا۔ آپ نے زندگی میں بہت سے سفر کئے۔ سفر محض اللہ کے لئے ہوں تو سیرت میں پختگی پیدا ہوتی ہے نظر وسیع ہوتی ہے، تنگ دلی دور ہوتی ہے، تحمل و بردباری اور صبر کے جوہر پیدا ہوتے ہیں، پھر تراش خراش سے شخصیت چمکتا دمکتا ہیرا بن جاتی ہے۔

حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمۃ کے آداب و اخلاق میں سنت کی جھلک اور چمک نظر آتی ہے۔ دنیا سے بے رغبتی، عیب پوشی، وسیع القلبی دریا دلی، خلوص و للّٰہیت اور اسی قسم کی بہت سی خوبیوں سے آپ کی سیرت مالا مال تھی۔ کسی بھی عارف کی نشانی یہ ہے کہ وہ ظاہر و باطن میں متبع رسول علیہ التحیۃ والتسلیم ہو۔

بغیر اتباع کامل نہ کوئی عارف، عارف بن سکتا ہے اور نہ کوئی ولی، ولی بن سکتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عمامہ سر پر رکھ لیا، یک مشت داڑھی رکھ لی، ٹخنوں سے پاجامہ اوپر کرلیا، بس سنت پر عمل ہوگیا اور نصیحت کرنے کے قابل ہوگئے، نہیں نہیں ایسے عمامے والے، داڑھی والے، ٹخنوں سے اوپر پاجامے والے بہت پھرتے ہیں مگر محبت رسول (ﷺ) اور سنت کی لذت سے محروم ہیں۔ جب تک باطن سنت کے انوار سے منور نہ ہو سنت پر عمل کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ عادات، خیالات، جذبات، احساسات اور احوال و مواجید کا سنت کے سانچے میں ڈھلنا ضروری ہے، جب انقلاب آتا ہے اور وہ انسان بنتے ہیں۔ جو انسان بناتے ہیں، ماحول بدل جاتا۔ ''من الظلمات الی النور'' کا سفر شروع ہو جاتا ہے، دیکھتے دیکھتے ماحول پر رنگ عرفاں چڑھ جاتا ہے، انسان اللہ کے رنگ میں رنگ جاتا ہے اور اس کے رنگ سے بڑھ کر کونسا رنگ ہے؟

حضرت ضیاء الملت کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت کیا ہے؟

یہ وہ حضرات ہیں جن کی زندگی میں سنتیں چمکتی دمکتی نظر آتی ہیں۔ اتباع سنت نبوی علیہ الصلوۃ والسلام سے یہ حضرات ''فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی'' کے مستحق ہوگئے، محبوب کریم ﷺ سے اسی عشق و محبت کی وجہ سے حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمۃ سادات کرام کے ادب و احترام میں مستعد تھے، احترام کرتے وقت وہ شخصیت کو نہیں نسبت کو دیکھتے تھے، وہ مرشد کریم امام احمد رضا محدث بریلوی کے عکسِ جمیل تھے۔ اسی احترام سے عشق و محبت کی سچائی کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمۃ کی شخصیت کا بڑا امتیاز یہ ہے کہ آپ نے دنیا کو اہل دنیا کے سامنے ذبح کردیا۔ شیخ محمد عارف قادری فرماتے ہیں، ایک روز میں نے رات گئے نذر میں آنے والے روپے، ریال، ڈالر، پونڈ وغیرہ جمع کرکے حضرت کے سامنے پیش کئے۔ فرمایا ان کو پھاڑ دو، میں نے

اسی وقت سب کو پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا گلی میں پھینک آؤ۔ میں نے ریزہ ریزہ کر کے گلی میں پھینک دیا۔ پھر کیا ہوا؟ شیخ محمد عارف قادری فرماتے ہیں اسی روز میرے دل سے دنیا کی محبت نکل گئی۔ بیشک '' قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ''، دورِ جدید کے بعض علماء دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں مگر یہ حضرات عالیہ دنیا سے بھاگتے تھے۔ اور دنیا ان کے پیچھے دوڑتی تھی۔ یہ وہی دنیا ہے، حبیب کریم ﷺ نے جس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور فرمایا تو یہی فرمایا،

'' لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ '' محبوب کریم ﷺ نے ہم سے محبت مانگی ہم نے یہ بھی نہ دی، حیف پھر ہم نے کیا دیا!

آپ کی مجلس میں کوئی غیبت نہ کر سکتا تھا، اگر کوئی جرأت کرتا تو آپ بلند آواز سے درود شریف پڑھنے لگتے اور کسی نہ کسی طرح اس کو غیبت سے روک دیتے۔ ہماری محفلوں میں غیبت کا راج ہے، اپنوں کی غیبتیں، محسنوں کی غیبتیں، غیروں کی غیبتیں، گویا غیبت اوڑھنا بچھونا ہو گیا، خود بگڑتے ہیں، دوسروں کو بگاڑتے ہیں۔ حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمۃ کا دامنِ عصمت غیبت سے بالکل پاک تھا، نہ غیبت سنتے، نہ غیبت کرتے۔

وہ ملتے بھی تھے، ملاتے بھی تھے، ہم اپنوں سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں اور دور کرتے چلے جاتے ہیں ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

کسی سے کام نہ لینا، سب کے کام کرنا، کسی کا احسان نہ لینا، سب پر احسان کرنا۔ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ '' ان اللہ یحب المحسنین '' انتہائی ضعف ونقاہت کے باوجود اٹھتے بیٹھتے کسی کا سہارا نہ لیتے۔ راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ کا بھی یہی عالم تھا، یہ حضرات عالیہ سہارا بن کر آتے ہیں پھر کسی کا سہارا کیوں لیں؟

جب راقم نے حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمۃ کے حالات پڑھے تو حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کی یاد تازہ ہوگئی۔ آپ کو حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمۃ سے بڑی محبت تھی۔ جو عالم مدینہ منورہ حاضر ہوتا اس کو آپ کی خدمت میں حاضری کی ہدایت فرماتے۔ جب اللہ اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ تو فرشتے اس کی محبوبیت کا اعلان کردیتے ہیں۔ اور زائرین جوق در جوق چلے آتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ ایسے محبوب کا دنیا سے اٹھ جانا ایک عظیم المیہ ہے۔ اسی لئے فرمایا ''موت العالم موت العالم''۔ وصال کے وقت حضرت غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی ﷺ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ارواح شریف آتی رہیں اور آپ استقبال فرماتے رہے۔ پھر کلمہ طیبہ پڑھتے پڑھتے جانِ عزیز جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دل تو جاتا ہے اس کے کوچہ میں
جا مری جاں، خدا حافظ

دربار رسالت مآب (ﷺ) کے اس غلام کا شاہانہ آن بان سے جنازہ اٹھا، لاکھوں جاں نثار، ان کے لئے جنت البقیع کے دروازے کھول دیے گئے، اس سے پہلے کسی جنازے کے لئے نہیں کھولے گئے۔ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مبارک قدموں میں جگہ ملی، یہیں آپ کو آغوش لحد میں لٹایا گیا۔ یہ کمال محبوبیت، مقبولیت کی نشانی ہے کہ جگہ ملی تو کہاں ملی۔
اللہ نے جسم اطہر بھی محفوظ رکھا کہ جو عشق مصطفیٰ ﷺ کا خزینہ ہے۔
مولیٰ تعالیٰ حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمۃ کی قبر شریف کو نور سے معمور رکھے۔ آمین



۱؎ اکابرین میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں، خواجہ شمس الدین سیالوی، خواجہ اللہ بخش تونسوی، شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، شیخ عمر المختار، سید عبدالرحمٰن، سید حسام الدین جیلانی، شیخ محمد سعید نقشبندی، علامہ غلام رسول ہندی، شیخ ابراہیم الرابی، سید المجتبیٰ، حضرت پیر محمد ابراہیم خان مجددی سرہندی جن کی حضرت ضیاء الملت علیہ الرحمہ نے پرتکلف دعوت کی۔ یہ بات حضرت صاحب قبلہ نے ۷رفروری ۲۰۰۱ء کو ایک ملاقات میں خود فرمائی۔

۲؎ اسفار کے ذیل میں امام احمد رضا اور آپ کے تحقیقی رسالے ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' کا تفصیلی ذکر ہے، علمائے عرب کی طرف سے بکثرت تقاریظ کا عکس بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حواشی میں بہت سی شخصیات کے حالات اور بہت سی معروف اور غیر معروف معلومات بھی آگئی ہیں جو اپنی جگہ اہم ہیں۔

اللہ اللہ

امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''من علمنی حرفا فقد صیرنی عبدا ان شاء باع وان شاء اعتق''

جس نے مجھے ایک حرف سکھایا اس نے مجھے اپنا غلام بنا لیا، چاہے مجھے فروخت کردے یا چاہے تو آزاد کردے۔

۷۸۶

۹۲

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما　　نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

تقدیم

اثر خامہ حضرت مولانا علامہ مفتی محمد حسن علی رضوی بریلوی مدظلہ العالی

جکو کہتے ہیں ضیاء الدین احمد عالمان باوقار
اہل حق کے رہنما تھے سنیوں کے تاجدار

دیار حبیب مدینہ طیبہ مقدسہ ومنورہ میں یہ نوید مسرت روحانی فرحتوں کا باعث ہوئی کہ خلیفۂ سیدنا اعلیٰ حضرت بحر شریعت وطریقت شیخ العرب والعجم قطب العالم قطب مدینہ السیدنا الشیخ محمد ضیاء الدین احمد صاحب مدنی قادری رضوی قدس سرہ العزیز کی جامع ومفصل سوانحیات مبارکہ مخلصم محب محترم حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد عارف صاحب قادری رضوی ضیائی اطال اللہ عمرہ مرتب فرما رہے ہیں۔ محب وفا شعار سراپا خلوص وایثار الحاج عبدالرؤف عثمان قادری کراچوی مقیم دیار حبیب مدینہ طیبہ نے زیر نظر کتاب "سیدی ضیاء الدین احمد القادری" کا کمپیوٹر شدہ مسودہ بھی بغرض تصحیح ونظر ثانی پیش کیا۔ فقیر سگ بارگاہ رضوی محمد حسن علی القادری نے والہانہ دلچسپی

کے ساتھ اس کے اکثر و بیشتر مندرجات کو پڑھا اور پھر جوں جوں دیکھتا گیا قلبی، روحانی، کیف و سرور پیدا ہوتا گیا۔ مکمل تو نہیں مگر اس کتاب کے اکثر و بیشتر مقامات کو بار بار پڑھا۔ واقعی کتاب کے مرتب ممدوح حضرت مولانا حکیم محمد عارف صاحب قادری زید علمہ وفضلہ نے نہ صرف حسن صلاحیت و مہارت سے حق تصنیف ادا فرمایا بلکہ دنیائے اہل سنت کے عظیم المرتبت مسلمہ شیخ الشیوخ عارف کامل خلیفۂ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ ﷺ کی عقیدت و محبت و نیازمندی کا حق ادا کر دیا۔ فقیر کی نظر میں یہ مجموعہ ایک یادگار رو لافانی شاہکار رہے گا۔ محترم مرتب ممدوح فقیر کی نظر میں اس عنوان اور اس موضوع پر توقع سے بڑھ کر کامیاب ہوئے۔ ان کی روح پرور جامع تحریر میں حقیقت و واقعیت بھی ہے اور اسلوب سخن میں غضب کی جاذبیت اور کشش بھی ہے۔

حضرت مصنف حضور سیدنا قطب مدینہ علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت و خلافت بھی رکھتے ہیں اور طویل ترین نیازمندی اور خدمت کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب ہذا کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب کے اکثر و بیشتر مندرجات کا ماخذ خود حضور قطب مدینہ ﷺ کی ذات گرامی ہے اور یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ حضور قطب مدینہ خود پسندی، ریا و نمود وغیرہ سے کس قدر دور و نفور تھے اور کبھی اپنی شخصیت کو شہرت سے عبارت نہ ہونے دیا۔ سراپا اخلاص و نیاز و ایثار ہی سے رہے۔ کتاب کے مطالعہ کے بعد فقیر کی سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ یہ ایک ایسی جامع کتاب ہے جس سے سیدنا مجدد اعظم ممدوح علماء عرب و عجم امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی ایک اور مفصل سوانح عمری ازسرنو مرتب کی جا سکتی ہے اور ایک دو دس بیس واقعات نہیں بکثرت واقعات ایسے سامنے آئے ہیں جن کا آج تک عام سنی رضوی اہل قلم مصنفین کو پتہ ہی نہیں۔ مولانا محمد عارف قادری رضوی سلمہ کا یہ کمال لازوال ہے کہ

حضور قطب مدینہ کے قلب انور میں چھپا ہوا یہ مخفی خزانہ نکال کر رکھ دیا۔ یہ کتاب جہاں سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت اور آپ کے خلیفہ اجل و برحق کا ناقابل فراموش غیر معمولی تعارف کرائے گی وہاں عرب وعجم کے قدیم اکابر علماء اہل سنت اعاظم شیوخ طریقت اور ان سب کی مجدد اعظم امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے عقیدت و محبت اور کمال نیاز مندی بھی ثابت کرے گی۔ یہاں مبالغہ کا کیا کام؟ یہ کتاب اگرچہ حضور سیدنا قطب مدینہ قدس سرہ العزیز کی حقیقی واقعی کراماتوں سے بھرپور ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ خود سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کراماتوں کا جلوہ بھی قدم قدم پر نظر آتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ کوئی ایسی کتاب نہیں جیسا کہ عموماً آج کل کے مصنفین کرتے ہیں کہ اِدھر اُدھر کی کتابوں سے اپنے الفاظ میں نقل کرکے مصنف بن گئے۔ یوں تو ہمارے ذوق مند سنی رضوی اہل قلم نے اپنی محدود معلومات کی حد تک اس موضوع پر چھوٹے موٹے کتابچے شائع کئے ہیں۔ یہ ان کی سعادت مندی ہے لیکن اس طویل وضخیم سوانح عمری "سیدی ضیاء الدین احمد" کا نہ کوئی جواب ہے نہ کوئی مثال ہے اور معتبر و مستند واقعات و روایات اس میں شامل کی گئیں ہیں۔ شیخ العرب والعجم حضور قطب مدینہ قدس سرہ کا علمی روحانی فیضان عالمگیر تھا۔ تقریباً ہر ملک خطہ و علاقہ کے عوام تو عوام خواص علماء و مشائخ اس بحر فیض سے فیض یاب ہوئے اور آپ کی ذات گرامی "عالم مطاع" کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ کا دامن کرم و شفقت اس قدر وسیع تھا کہ نہ صرف قادری برکاتی رضوی حضرات بلکہ حسن عقیدت، محبت و مودت کے ساتھ چشتی، سہروردی، نقشبندی سبھی حضرات جملہ سلاسل کے علماء و مشائخ عوام اہل سنت اور پھر نہ صرف حنفی بلکہ شافعی، مالکی، حنبلی آپ کی شفقتوں، عنایتوں اور مہمان نوازی سے شرفیاب و سرفراز ہوتے تھے۔ اور ہر کوئی آپ کو خود پر سب سے زیادہ شفیق و مہربان و کرم بار پاتا تھا۔ ایسی عظیم و جلیل محبوب و مقبول شخصیت مقدسہ

کی سوانح حیات کس قدر جامع و مستند ہونی چاہیئے تھی یہ حق اور یہ فرض مرتب نے حسن صلاحیت اور ذمہ داری سے ادا فرمایا ہے۔

عام تقدیم نگار کتاب سے دو چار واقعات لے کر اپنی لفاظی و حاشیہ آرائی سے تقدیم رقم کرتے ہیں مگر فقیر سگ بارگاہ قادری رضوی نے بالقصد ایسا نہیں کیا ورنہ یہ تقدیم بہت طویل و ضخیم ہو جاتی اور پھر راوی و مرتب کے اپنے الفاظ میں جو ملاحت و جاذبیت ہوتی ہے وہ باقی نہ رہتی۔

یہاں اس حقیقت واقعی کا اظہار و بیان بھی یقیناً برمحل ہوگا کہ حضور قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علمی، روحانی اور فقہی تعلق جس سواد اعظم احناف اہل سنت و جماعت اور مسلک مجدد اعظم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے تھا اس پر غیرت ایمانی اور تصلب دینی و مستقل مزاجی سے قائم رہتے ہوئے اس مقدس سرزمین پر سکونت پذیر رہنا اور اپنے مسلکی و روحانی معمولات بجا لانا بلاشبہ آپ کی سب کراماتوں سے بڑی کرامت ہے جس سے ثابت و ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سرکار رسالت کی محافظت میں تھے اور بفضلہ تعالیٰ آقا و مولیٰ ملجاء و ماویٰ ﷺ کی ہمہ گیر نصرت و اعانت آپ کو حاصل تھی۔ ع

وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

آہ! کل تک ہم گدایان سرکار رضا جس عظیم و جلیل ہستی پر فخر و ناز کرتے ہوئے عرض گزار ہوتے تھے کہ

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی
طیبہ میں ان کی ذات سلامت رہے کہ جو
تیری اماتوں کا نگہباں ہے آج بھی

ہمارے لئے یقیناً مشعل راہ ہے۔

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

مولیٰ عزوجل اپنے حبیب و محبوب حضور جان نور آقائے اکرم آقائے دوعالم شافع محشر مالک کوثر ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اس کاوش کو کامیاب، مقبول خاص وعام فرمائے اور فاضل وعاشق کامل مرتب کو بہتر سے بہتر جزائے خیر مرحمت فرمائے اور سرکار ابد قرار کے دامن رحمت میں بعافیت سلامت باکرامت رکھے۔ ع

ایں دعا ازمن وازجملہ جہاں آمین باد

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا و مولانا و ملجانا و ماوٰنا محمد
واله واصحابه اجمعین

الفقیر عبدالنبی الولی محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی غفرلہ الولی
خادم اہل سنت وخادم مسلک اعلیٰ حضرت

۷۸۶
۹۲

تقدیم

حضرت علامہ مفتی سید محمد مقبول حسین قادری
حبیبی مدظلہ العالی (الہ آباد)
خلیفۂ اعظم حضرت سیدی مجاہدِ اعظم محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری (ﷺ)

سراپا انکسار و خلوص و محبت کے پیکر عاشق مدینہ ساکن مدینہ ''زادھا اللہ شرفاً وتکریما'' حضرت شاہ محمد عارف صاحب ضیائی رضوی حبیبی دامت فیوضھم کا تذکرہ اس فقیر بے توقیر غفرلہ القدیر کے شیخ امام المجاہدین رئیس التارکین قائد اہل سنت آقائے نعمت محمد حبیب الرحمٰن صاحب قادری عباسی ﷺ وارضاہ عنا بھی ان الفاظ میں کہ میرا عارف میرا عارف فرما کر ان کے حالات و واقعات ساتھ گذرے ہوئے واقعات بیان فرماتے تھے۔ ۱۹۷۱ء میں حرمین شریفین ''زادھا اللہ شرفاً وتکریما'' میں میری دوسری حاضری ہوئی۔ آنے سے قبل سرکار مجاہدِ ملت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے عارف سے ملنا اور میری جانب سے سلام ودعا کہنا۔ چونکہ اس سفر میں فقیر اکیلا تھا دوسرا کوئی شخص شریک نہ تھا میرا قیام مولانا غلام محمد صاحب چشتی کے ساتھ حرہ شرقیہ میں تھا۔ ایک روز میں مسجد اجابہ کی جانب سے حرم شریف کی طرف آرہا تھا کہ راستے میں ایک جواں صالح سے ملاقات ہوئی۔ سلام و جواب سلام کے بعد فرمایا کہ کہاں سے آنا ہوا؟ فقیر نے جواب میں عرض کیا

ہندوستان سے ۔کس شہر سے؟ تو عرض کیا الہ آباد سے، الہ آباد میں کیا مشغلہ ہے؟ تو فقیر نے اپنا تعارف اپنے آقائے نعمت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ذریعے کرایا اور کہا کہ میں سرکار مجاہد ملت دامت فیوضہم کا ایک ادنیٰ غلام اور ان کا کفش بردار ہوں۔ سرکار مجاہد ملت کا نام سنتے ہی بے چین ہو کر سینے سے لگ گئے اور کرید کرید کر سرکار مجاہد ملت کے حالات دریافت فرمانے لگے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت اپنا بھی تعارف فرمائیں۔ فرمایا کہ مجھے محمد عارف رضوی قادری کہتے ہیں تو اب میری باری تھی میں لپٹ گیا کہ یہ مجاہد ملت کے ''میرے عارف'' ہیں جناب عارف صاحب کا سرکار مجاہد ملت کے ساتھ کیسا تعلق ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ صاحبزادے کا نام محمد حبیب الرحمٰن رکھا۔ اور سرکار مجاہد ملت قدس سرہ العزیز کا محمد عارف صاحب سے کیا تعلق تھا؟

وہ حضرت قطب مدینہ دامت فیوضہم کی گفتگو سے اندازہ کر سکتے ہیں۔

قطب مدینہ : بیٹے عارف روٹی لے آؤ۔ آنے والی ہو تو بابا اچھا ہے۔

مستری نور محمد : اس وقت جو ملے وہ ہی لے آؤ۔ تفتیش میں نہ پڑنا۔ جو سامنے آئے لے آنا۔

قطب مدینہ : عارف ہم سے زیادہ بھیتی ہو گیا ہے، مدینہ منورہ کا۔ یہ جن جن جگہوں کے نام لیتا ہے۔ میں جانتا بھی نہیں ہوں۔

مستری نور محمد : عارف تے مدنی ہے جی۔ ہے جو عارف تو اس کا کوئی کیا مقابلہ کرے؟

قطب مدینہ : اللہ تعالٰی اسے نیک صالح کرے۔

مستری نور محمد : اللہ تعالٰی نے اسے بصیرت عطا فرمائی ہوئی ہے۔

ہندوستان سے ایک عالم حضرت مولانا حبیب
الرحمٰن صاحب آتے ہیں۔ اچھے بندے ہوں
عارف خوب پہچانتا ہے۔ دن رات ان کے ساتھ
ہی رہتا ہے۔

قطب مدینہ : وہ بھی عارف کے عاشق ہیں۔ سال گذشتہ آئے
تھے اور انہوں نے کئی دفعہ پوچھا عارف نہیں آیا،
عارف نہیں آیا۔!

یہ حضرت شاہ محمد عارف صاحب ضیائی قادری سے میری پہلی ملاقات
تھی۔ اس وقت حضرت صاحب کا قیام رباط حضرت پیر جماعت علی صاحب
رحمۃ اللہ میں تھا، ساتھ لے گئے، جب تک میرا قیام رہا اکثر بیشتر ملاقات کرتا
رہا، پھر جب بھی شرف نیاز حاصل ہوتا کرم پر کرم فرماتے رہے۔ اللہ رب
العزت ان کے سایۂ عاطفت کو اہل سنت پر دراز فرمائے اور انہیں صحت کاملہ
وشفائے عاجلہ مرحمت فرمائے۔

میرے شیخ امام المجاہدین رئیس التارکین قائد اہل سنت مجاہد ملت
حضرت مولانا علامہ شاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیوخ
سے جمیع سلاسل کی اجازت حاصل تھی مگر آپ پر نسبت قادریت غالب تھی۔
سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنہ وارضاہ عنا سے لگاؤ کا یہ
حال تھا کہ فرماتے تھے کہ میرا اسم اعظم تو ''حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانی شیئا للہ'' ہے۔ اس اعتبار سے فقیر کے ذہن میں یہ بات آئی کہ
حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو جتنے طرق سے سلسلہ عالیہ قادریہ کی
اجازت ہے ان سب کو جمع کروں۔ جہاں تک سلاسل قادریہ کے شجرے
دستیاب ہو سکے ان سب کو جمع کر لیا۔ چونکہ مقتدائے اہل سنت ضیاء ملت
حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی ﷫ نے سرکار مجاہد ملت

علیہ الرحمۃ والرضوان کو سارے سلاسل کی بالخصوص سلسلہ قادریہ معمریہ حبیبیہ کی اجازت فرمائی تھی مگر وہ سندیں حاصل نہ تھیں۔

امسال ۱۴۰۰ھ میں مدینہ منورہ ''زادھا اللہ شرفاً وتکریما'' میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ جناب الحاج الشاہ محمد عارف صاحب قادری رضوی ضیائی حبیبی سے شرف نیاز حاصل ہوا، چونکہ موصوف قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت قریب رہے حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ان پر بے پناہ کرم تھا۔ ذہن میں یہ بات آئی کہ شاید آپ سے میری مراد حاصل ہو جائے۔ لہذا سلاسل کے بارے میں تذکرہ کیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کو معمریہ حبیبیہ کی اجازت کئی سندوں سے تھی اور فرمایا کہ میں قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب لکھ رہا ہوں جو عنقریب شائع ہو کر منظر عام پر آجائیگی۔ اس سے آپ کو سب کی تفصیل مل جائے گی۔ میں نے کہا کہ حضرت سلاسل کی نقل عطا فرما دیتے تو اس فقیر پر نیز دیگر احباب پر کرم ہوتا۔ لہذا حضرت شاہ محمد عارف صاحب رضوی ضیائی حبیبی دامت فیوضھم القدسیہ نے مذکورہ کتاب کے مسودہ سے شجرے نقل کرا دیئے، اور مزید یہ ارشاد فرمایا کہ اس کتاب پر تم اپنے کچھ تاثرات تحریر کر دو۔

کتابوں پر تقریظات وغیرہ تحریر کرنا تو اہل علم کے شایان شان ہے اور وہی اسکے اہل ہیں۔ یہ فقیر بے توقیر اس کا اہل کہاں۔ مگر حکم کے تحت فقیر صرف اتنا عرض کرتا ہے کہ بقیۃ السلف سید العارفین امام العاشقین قطب مدینہ حضرت مولانا الحاج الشاہ ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی ﷺ کی ذات بابرکات عالم اسلام میں عموماً اور ارباب اہل سنت میں خصوصاً تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ جن حضرات کی اپنی خوش بختی سے انکی زیارت نیز ان کی مجلسوں میں حاضری کی سعادت حاصل ہوتی تھی۔ (الحمد للہ یہ فقیر دو بار

حضرت کی زیارت سے مستفیض ہو چکا ہے)۔

وہ بھی اب رفتہ رفتہ رخصت ہوتے جارہے ہیں جو بعد والے ہیں جن کو حاضری وزیارت کی سعادت حاصل نہیں ہوئی۔ وہ کیا جانیں گے اور انکی برکتوں سے کیسے فیضیاب ہونگے۔ جناب الحاج الشاہ محمد عارف صاحب دامت فیوضھم القدسیہ کا آنے والے ہر صحیح العقیدہ سنی پر احسان عظیم ہے کہ انھوں نے اس اہم کام کے کرنے کا ارادہ فرمایا۔ انکا یہ فعل یقیناً سیدی علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کے مصداق ہے جو انھوں نے اپنی مشہور زمانہ کتاب الطبقات الکبری کے ابتداء میں کتاب مذکور کے تالیف کرنے کے فائدے کے بیان میں فرمایا:

”ثم اعلم یا أخی ان کل من طالع فی هذا الکتاب علی وجه الاعتقاد و سمع مافیه فکانه عاصر جمیع الاولیاء المذکورین فیه سمع کلامهم و ذلک لان عدم الاجتماع بالشیخ لا یقدح فی محبته و صحبته فانا نحب رسول الله ﷺ والصحابة، والتابعین والائمة المجتهدین وما رأینا هم ولا عاصرناهم، وقد انتفعنا بأقوالهم و اقتدینا بأفعالهم کما شاهدناهم۔“

ترجمہ: پھر اے بھائی جان لو کہ ہر وہ شخص جو اس کتاب کا حسنِ اعتقاد کی صورت میں مطالعہ کرے گا اور جو اس میں سے سنے گا، تو گویا کہ اس نے ان تمام اولیا مذکورین کی مجالس میں وقت گذارا جن کا اس کتاب میں ذکر خیر ہے۔ اور ان کے ارشادات سنے، اور یہ اس لئے کہ شیخ کے ساتھ اجتماع نہ ہونے سے محبت اور صحبت سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔ بس بے شک ہم رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام و تابعین اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت کرتے ہیں اور ہم نے ان کی زیارت کا شرف نہ پایا اور نہ ان کی

صحبت سے مستفیض ہوئے لیکن ہم نے ان کے اقوال سے نفع حاصل کیا اور ان کے افعال کا اقتداء کیا گویا کہ ہم ان کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں۔

لہذا ہر وہ خوش عقیدہ اہل سنت کثر اللہ سوادھم جو حضرت قطب مدینہ ﷺ کی زیارت کی سعادت سے مستفیض نہیں ہوا تھا وہ یقیناً اس کتاب کے مطالعہ سے اپنے کو قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی ﷺ کی محفل میں حاضر پائے گا۔ اور ان کے فیوض و برکات سے اپنے آپ کو یقیناً مستفیض پائے گا۔

حضرت شاہ محمد عارف صاحب رضوی ضیائی حبیبی دامت فیوضھم القدسیہ کا یقیناً سارے معتقدین و محبین پر احسان عظیم ہے۔ رب قدیر بطفیل حبیبہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت الحاج الشاہ محمد عارف صاحب رضوی دامت فیوضھم القدسیہ کو اس کا دارین میں بہتر سے بہتر اجر و صلہ عطا فرمائے۔ اور ان کا مدینہ منورہ ''زادھا اللہ شرفا وتکریما'' میں قیام کا جو قصد ہے اس میں انھیں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ تسلیماً کثیراً کثیراً دائما ابدا۔ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اور رب کریم اس کتاب کی اشاعت کا غیب سے جلد از جلد انتظام فرمادے: آمین

فقیر سید محمد مقبول حسین حبیبی غفرلہ
مفتی و خطیب و امام
جامع مسجد شہر الہ آباد یو۔ پی ہند
نزیل مدینہ ۵ صفر ۱۴۲۲ھ
مطابق ۳۰ مارچ ۲۰۰۱ء بروز جمعہ

لے کیسٹ مملوکہ عبد الروف عثمان قادری نزیل مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۷۸۶
۹۲

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف قبلہ مدظلہ العالی

الحمد لولیہ، والصلاۃ والسلام علی نبیہ، وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

اما بعد

مورخہ ۵ محرم ۱۴۲۲ھ مطابق ۳۰ مارچ ۲۰۰۱ء بروز جمعہ مبارکہ فرائض حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ سرکار ابد قرار علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہ بیکس پناہ کی آستاں بوسی کی غرض سے حاضری ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذلک تین روز بعد دوشنبہ کو عزیز مکرم حضرت مولانا افتخار احمد صاحب قادری زیدمجدہ سے ملاقات ہوئی، دوران گفتگو موصوف نے جناب شیخ حکیم محمد عارف صاحب قادری ضیائی زیدمجدہ کا ذکر خیر فرماتے ہوئے فرمایا کہ شیخ ضیائی صاحب آپ سے ملاقات کے خواہش مند ہیں، انشاء اللہ تبارک وتعالی ہم لوگ آج ہی بعد نماز عشاء آپ کی قیام گاہ پر آئیں گے، حسب وعدہ یہ دونوں حضرات فقیر کی قیام گاہ پر تشریف لائے دیر تک ہم لوگ مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کرتے رہے، دوران گفتگو جناب شیخ محمد عارف

صاحب ضیائی نے اپنی تالیف ''سیدی ضیاء الدین احمد القادری'' علیہ الرحمۃ کا ذکر فرمایا جو قطب مدینہ حضرت الشاہ علامہ ضیاء الدین احمد صاحب خلیفہ و تلمیذ مجدد اعظم اعلیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے حالات پر مشتمل ہے۔ جناب شیخ ضیائی صاحب نے فقیر سے فرمایا کہ آپ بھی اس کتاب کو دیکھ لیں اور اپنے تاثرات بھی تحریر کر دیں۔ میں نے منظور کرلیا۔ ضیائی صاحب دوسرے روز صبح سویرے کتاب کا مسودہ لے کر آنے کا وعدہ فرما کر تشریف لے گئے۔ حسب وعدہ دوسرے روز آپ تشریف لائے اور مسودہ میرے حوالہ فرما دیا جو تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے۔

مدینہ منورہ میں حکومت وقت کی طرف سے حجاج کو ۹ یا ۱۰ یوم قیام کی اجازت ہے۔ ظاہر ہے کہ اس مختصر قیام میں دوسری مصروفیات کے ساتھ اس ضخیم کتاب کا مسودہ بغور مطالعہ کرنا مشکل تھا۔ جبکہ ہمارے قیام کی مدت صرف پانچ روز باقی رہ گئی تھی۔ بہر حال کتاب کے ضروری مندرجات کو سرسری نظر سے دیکھنا شروع کیا۔ کتاب کے چیدہ چیدہ مقامات کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضرت شیخ محمد عارف صاحب ضیائی قادری زیدمجدہ نے عقیدت کے گلہائے رنگا رنگ کو تحقیق کے ہاتھوں حقیقت کے مضبوط دھاگے میں پروکر اپنے شیخ طریقت، روحانی مربی قطب مدینہ ضیاء الملت والدین علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ پر ضیاء میں اپنی نیازمندی کا پرخلوص نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی مقدس سعادت حاصل کی ہے۔ آپ کی یہ مبارک اور حسین کوشش یقیناً اپنے شیخ معظم کے ساتھ سچی وارفتگی اور حقیقی وابستگی کی کھلی دلیل ہے۔

جناب شیخ محمد عارف صاحب قبلہ کو میں بہت پہلے سے جانتا تھا۔ مگر بحیثیت مصنف اور قلم کار پہلی بار متعارف ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک مصنف اور مؤلف میں جو تصنیفی اور تالیفی خصوصیات ہونی چاہیے۔ ان میں سے بہت

کچھ موصوف کے اندر موجود ہیں۔آپکی یہ تالیف بے سروپا قصوں، من گھڑت روایتوں، اور مبالغہ آرائیوں سے پاک ہے۔یہ کتاب سوانح نگاری، تاریخ نویسی، سیرت بیانی، اور ادب وتصوف کا ایک حسین گلدستہ ہے۔جس سے انشاء اللہ مشام جاں معطر ہوگی اور روح عقیدت کو فرحت وسکون حاصل ہوگا۔

زینت مدینہ، شیخ العرب والعجم، قطب دیار حبیب سیدی ومولائی حضرت العلام المفتی، الشاہ محمد ضیاء الدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکات چودھویں صدی کی عبقری شخصیت تھی۔جس کے علمی وقار اور روحانی فیوض وبرکات سے جہان اہل سنت متنیر ومستفیض ہوا۔اس مرکزی ہمہ گیر شخصیت پر تحقیق اور تفصیلی کام کی ضرورت تھی۔الحمد للہ جو شیخ محمد عارف صاحب قبلہ ضیائی کے حصہ میں یہ مبارک کام آیا اور انہوں نے بڑی محنت، عرق ریزی اور ذمہ داری کے ساتھ اس کو انجام دیا۔جس میں حضرت قبلہ گاہی ضیاء الملت والدین سرکار قطب مدینہ کی بافیض علمی وروحانی شخصیت کے اہم اور ضروری گوشوں کو سمیٹ لیا ہے۔

جزاھم اللہ خیرا الجزا۔

اب تک جن خوش نصیب حضرات نے اس سلسلہ میں جو کوششیں کی ہیں اور حضرت قطب مدینہ کے سوانحی خاکہ پر چھوٹی بڑی کتابیں شائع کی ہیں وہ تمام حضرات کو بمفحوائے الدال کفاعلہ علی الخیر۔۔۔اجر وثواب کے مستحق ہیں اور ان کے کارنامے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس لئے ان حضرات کی تمام مساعی جمیلہ مستحق داد وتحسین بھی ہیں۔مگر اس سلسلہ میں اب تک جتنے کام ہوئے ہیں ان میں سب سے عظیم اور وقیع کام جناب شیخ ضیائی صاحب قبلہ کا ہے۔آپ نے ایک تفصیلی علمی، روحانی، معلوماتی، مستند دستاویز کتابی شکل میں اہل علم کے ہاتھوں دیدی ہے۔ رب کریم سے دعا ہے کہ مؤلف کے علم وعمل

میں توانائی اور عمر میں ایمانی برکتیں عطا فرمائے۔ اور آپکی اس عظیم کاوش کو شرف قبول بخشے۔ آمین آمین

بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

فقط

محمد مجیب اشرف عفی عنہ
بانی و مہتمم الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ
ناگپور مہاراشٹر الھند
نزیل حال مدینہ منورہ
مورخہ ۱۳ محرم ۱۴۲۲ھ
مطابق ۷ اپریل ۲۰۰۱ء روز شنبہ

ﷺ ﷺ

حضور سرور عالم ﷺ کی مقدس اور نورانی آنکھیں بہت ہی خوبصورت تھیں، قدرتِ الٰہی سے سرمگیں، کہ سرمہ کے بغیر معلوم ہوتا کہ سرمہ لگا ہوا ہے۔ آنکھوں کی سفیدی میں باریک سرخ ڈورے تھے جن کو علاماتِ نبوت میں شمار کیا گیا۔ پلکیں نہایت خوشنما اور دراز تھیں۔

نرگسیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

(ذکر جمیل۔۔حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تقدیم

حضرت علامہ سید محمد حسینی اشرفی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ۔ ناگپور

بحمدہ تعالیٰ امسال ۱۴۲۱ھ میں اپنی اہلیہ کے ساتھ چوتھی بار حج بیت اللہ و زیارت روضۂ نبوی ﷺ سے مشرف ہوا۔ بعد حج بیت اللہ بتاریخ ۳۰ر مارچ ۲۰۰۱ء کو ہمارا قافلہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف مدظلہ العالی کی قیادت میں ٹھیک ۱۱ بجے دن مدینہ منورہ پہنچا۔ ۳ر اپریل ۲۰۰۱ء کو بعد نماز عشاء جبکہ ہم اپنے اپنے کمروں میں پہنچ چکے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد کرم فرما الحاج علی محمد کھتری پور بندر والے آئے اور مجھ سے کہا کہ حضرت کے کمرے میں مدینہ کی دو اہم شخصیتیں تشریف لائی ہیں، آپ کو بلوا رہی ہیں، میں حاضر ہوا، وہ دو اہم شخصیتیں کون ہیں، حضرت علامہ افتخار احمد صاحب اعظمی مصباحی اور دوسری شخصیت حضرت علامہ الشاہ محمد عارف صاحب قادری ضیائی کی تھی۔ پہلی بار میں نے نام بھی سنا اور صورت بھی دیکھی، شخصیت بہت متاثر کن ہے، ماشاء اللہ صورت اور سیرت سے سنت نبوی ﷺ کا پیکر ہیں۔ پہلی ملاقات میں حضرت علامہ الشاہ محمد عارف صاحب قادری ضیائی نے جس

پر تپاک انداز میں ملاقات فرمائی اور جس حسنِ اخلاق کو پیش فرمایا میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ایسا محسوس ہوا کہ یہ میری پہلی ملاقات نہیں ہے بلکہ میرے دیرینہ کرم فرما ہیں۔ حضرت علامہ الشاہ محمد عارف صاحب قادری ضیائی سے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی، درمیانِ گفتگو میں حضرت علامہ الشاہ محمد عارف صاحب قادری ضیائی نے اپنی تصنیف کا ذکر فرمایا جو ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

حضرت استاذِ مکرم مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ سے فرمایا کہ آپ اس کو ضرور دیکھیں اور اس کے حسن وقبح پر گہری نظر ڈالیں، حضرت علامہ الشاہ محمد عارف صاحب قادری ضیائی نے مجھ سے بھی فرمایا کہ آپ بھی ضرور دیکھیں اور اپنی رائے تحریر کریں، حضرت علامہ الشاہ محمد عارف صاحب قادری ضیائی اپنی تصنیف حسبِ وعدہ استاذِ مکرم کی خدمت میں دوسرے دن صبح ساڑھے سات بجے پہنچا گئے، حضرت استاذِ محترم نے ۳/ اپریل ۲۰۰۱ء کو دوپہر میں وہ کتاب مجھے عنایت فرمائی اور فرمایا کہ آپ یہاں سے یہاں تک دیکھئے۔ حکم کے مطابق میں نے اسی وقت بعض مقامات پر گہری نظر اور بعض بعض جگہوں کو سرسری طور پر دیکھا ماشاءاللہ تصنیف کو خوب سے خوب تر پایا۔ حضرت علامہ الشاہ محمد عارف صاحب قادری ضیائی نے بڑی گہرائی و گیرائی سے تصنیف کا کام انجام دیا ہے۔

حضرت علامہ الشاہ محمد عارف صاحب قادری ضیائی کی تصنیف میں جابجا عشقِ رسول (ﷺ) کا جلوہ صاف چھلکتا نظر آتا ہے جو جماعت اہلِ سنت کا طرۂ امتیاز ہے، اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ اور آپ کے خلیفۂ اجل حضرت سیدی ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے تذکرۂ جمیل کو جس انداز سے ذکر فرمایا ہے اس میں آپ کی عقیدت کی جولانی صاف دکھائی دیتی ہے، اس کے ساتھ "زیارتِ اکابر" کے عنوان سے ایک

طویل مقالہ تحریر فرمایا ہے اس میں بھی خوب تحقیق وتدقیق کی ہے۔ ہر صورت میں آپ نے صحت اور عقیدت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا، اس میں آپ کی عرق ریزی اور حسن عقیدت قابل لحاظ ہے، اہل علم کے لئے یہ بہت بڑا سرمایا ہے، زندہ قومیں اپنے بزرگوں کو ایسے ہی علمی کارناموں سے زندہ رکھتی ہیں۔ حضرت علامہ الشاہ محمد عارف صاحب قادری ضیائی نے اہل سنت کے لئے بڑا علمی سرمایا عطا کیا ہے، یقیناً آپ اپنی اس علمی کاوش سے قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے رہیں گے۔ اس پر میں سیر حاصل تبصرہ تو نہیں لکھ سکتا، اس لئے کہ میں سفر میں ہوں، معمولات اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ اس پر طویل تبصرہ لکھ سکوں۔ جبکہ حضرت استاذی النعیم مدظلہ العالی نے اس پر جاندار و شاندار تبصرہ فرمایا ہے وہ بہت اہم اور کافی ہے۔

انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ جب یہ علمی ذخیرہ زیور طباعت سے آراستہ ہوگا تو میں اس پر ضرور تبصرہ اپنے رسالے ''ماہنامہ سنی آواز'' ناگپور میں شائع کروں گا۔ خدائے تعالیٰ حضرت علامہ الشاہ محمد عارف صاحب قادری ضیائی کی اس سعی کو قبول فرمائے اور نجات اخروی کا سبب بنائے۔ آمین

سید محمد حسنی اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ
رائچور (کرناٹک) و چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز و
ٹرسٹی دارالعلوم امجدیہ
محلہ گاڑی کھیت ناگپور ۴۴۰۰۰۸
۱۷/ اپریل ۲۰۰۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت علامہ افتخار احمد قادری مدظلہ

قطب مدینہ کا عالمانہ وقار

من یؤت الحکمۃ فقد أوتی خیرا کثیرا

(آیۃ ۲۶۹ سورۃ البقرۃ)

جسے علم و حکمت عطا ہوتے ہیں اسے بہت زیادہ خیر عطا ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام والمسلمین "مرشد العرب والعجم" قدوۃ السلف فضیلت مآب حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین مدنی قدس سرہ العزیز کی شخصیت عالم عرب وعجم میں محتاج تعارف نہیں۔ ۱۹۷۰ء میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی میں جب میں نے تدریس کا کام شروع کیا اسی وقت سے حضرت کی شخصیت سے غائبانہ تعارف کا آغاز ہوا اور اکثر علماء کرام وحجاج ومعتمرین زیارت مدینہ منورہ کے بعد آتے تو حضرت کا ذکر خیر ضرور کرتے۔ حضرت حافظ ملت جلالۃ العلم علامہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ مؤسس الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سفر حج سے جب واپس تشریف لاتے تو سفر حج کی جب تفصیل بتاتے تو اس کا ایک حصہ یہ بھی ضرور ہوتا کہ مدینہ منورہ میں ماشاء اللہ تعالیٰ اہل سنت کی مایہ ناز شخصیت حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین قادری مرجع خلائق ہیں۔ ان کی زیارت سے بھی سرفراز ہوا۔ اس طرح اب

جہاں میری روح وجسم وقلب وذہن حرمین شریفین کے لئے بے قرار تھے وہیں حضرت کی زیارت کے لئے میری بے چینی بھی بڑھ رہی تھی۔ مگر میری بدقسمتی اور قضا وقدر کا معاملہ یہ رہا کہ پہلی مرتبہ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ ہجری میں حرمین طیبہ کی حاضری کی سعادت ملی تو حضرت اس سے تقریباً ۹ ماہ قبل اپنے مالکِ حقیقی سے واصل ہو چکے تھے۔ (قدس سرہ العزیز)

ان کے وارثِ حقیقی حضرت شیخ علامہ فضل الرحمٰن قادری مدظلہ العالی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ صدیقِ مکرم حضرت مولانا محمد یسین صاحب مصباحی بھی رفیقِ ملاقات تھے۔ حضرت علامہ حافظ شیخ فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ نے جس انداز سے استقبال اور کرمِ ضیافت سے نوازا وہ بھی ایک ناقابل فراموش یادگار ہے۔

فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء وابقاہ لخدمۃ الاسلام والمسلمین

حضرت ضیاء الملۃ والدین علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ کاشانہ جوبابِ مجیدی سے متصل ہی تھا۔ سارے اہل سنت اور جمیع اہل حق کے لئے ایک عظیم مرکز تھا۔ دس دن کے دوران قیام میں ہمارا مشاہدہ رہا کہ اس مرکز پر ہندوستانی بھی ہیں اور پاکستانی وبنگلہ دیشی بھی۔ ایشیائی بھی ہیں، افریقی بھی، یورپین بھی ہیں اور امریکن بھی۔ حضرت کی یہ منزل نہ صرف تربیتی مرکز ہے بلکہ روحانی بھی ہے اور علمی بھی۔ تربیت وروحانیت کے فیوض بھی اس در سے بٹتے ہیں اور علمی انوار وبرکات بھی تقسیم ہوتے ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ ضیاء الدین مدنی کی خدمت میں علم ومعرفت کے پیاسے آتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے۔

آپ کی عالمانہ شان یہ ہوتی کہ لایعنی گفتگو کبھی نہ فرماتے جیسا کہ حدیث میں آیا

من حسن اسلام المرء ترک ما لا یعنیہ

انسان کا اچھا اسلام یہ ہے کہ لایعنی باتوں کو ترک کر دے

آپ کا علمی تواضع بھی اس آیت کریمہ کے مطابق تھا

تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین

(سورۃ القصص آیۃ ۸۳)

ہم دار آخرت کی کامرانی ان کے لئے مقرر کرتے ہیں جو زمین میں اپنا سر اونچا نہیں کرتے اور نہ فساد چاہتے ہیں اور بہتر انجام اہل تقویٰ کے لئے ہے۔

مجلس میں جب حاضرین کسی موضوع پر استفسار کرتے تو آپ جواب میں پہل نہ کرتے، مجلس کے علماء سوالوں کے جوابات دیتے، کبھی ایسا ہوتا کہ موجودہ علماء میں کوئی جواب نہ دیتا تو آپ افادات کا سلسلہ شروع فرماتے۔ اور علوم و معارف کے دریا بہا دیتے اور مجلس کے علماء ان افادات پر حیران و ششدر رہ جاتے۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کا بھی یہ روشن باب ہے کہ آپ کلام نہ فرماتے تھے۔ جب سوالات ہوتے تو گفتگو شروع کرتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ علم کا ایسا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے جس کا کوئی ساحل نہیں۔

شیخ الاسلام حضرت ضیاء الدین مدنی قدس سرہ کا کاشانہ ہی صرف قاسم علوم نہ تھا بلکہ ایک طویل عرصہ تک آپ حرم نبوی شریف میں بھی محدث کی حیثیت سے درس حدیث بھی دیتے رہے۔ اس دوران نہ جانے کتنے طالبان حدیث نے اپنی علمی تشنگی بجھائی ہے۔

آپ کی علمی شخصیت کا یہ باب تو ایسا روشن ہے جس میں آپ منفرد نظر آتے ہیں کہ دنیا بھر کی عظیم شخصیتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور علمی

استفادہ اور اکتساب فیض کرتیں۔ ان میں سے چند شخصیات کا ذکر یہاں فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ سید علوی عباس الحسنی المالکی محدث کبیر مکہ مکرمہ

(۲) حضرت مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری

(۳) حضرت مجاہد ملت علامہ شاہ حبیب الرحمٰن عباسی قادری رئیس اڑیسہ

(۴) قطب مکہ حضرت علامہ سید امین کتبی مکہ مکرمہ

(۵) عاشق النبی حضرت علامہ نور سیف مکہ مکرمہ

(۶) نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ شاہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری

(۷) حضرت علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری مفتی اعظم پاکستان

(۸) فضیلت مآب السید سلیمان اسماعیل الواعظ نقیب حضرۃ جیلانیہ بغداد

(۹) غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی

(۱۰) حضرت سید شریف تاج الدین ابن ہمام القدوۃ حافظ الحدیث الشیخ بدرالدین مغربی

(۱۱) فضیلۃ الشیخ حضرت محمد سامی آفندی استنبول

(۱۲) حضرت علامہ مولانا سردار احمد محدث اعظم پاکستان

(۱۳) حضرت شیخ علامہ عبدالحیٔ بن عبدالکریم الکتانی

(۱۴) حضرت شیخ قاسم بن احمد القیسی بغدادی

(۱۵) حضرت شیخ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم غلاینی دمشقی

(۱۶) حضرت علامہ سعد اللہ الحریری دمشقی

(۱۷) حضرت علامہ عبدالکریم مدرس وخطیب حضرۃ جیلانیہ بغداد شریف

(۱۸) حضرت علامہ سید فخر الدین بن ابراہیم الحسنی

وغیرہم قدس اللہ اسرارہم

یہ ساری شخصیتیں علوم و معارف کے اساطین عباقرۂ علم و فن اور کبار علماء میں سے ہیں۔ یہ حضرات حضرت شیخ ضیاء الدین قدس سرہ کی خدمت میں آ کر استفادہ علمی اور اکتساب فیض کرتے اور بلاشبہ یہ علمی استفادہ آپ کی جلالت شان اور جلالت علمی کا شاہد عادل ہے۔ کتاب کے آئندہ صفحات میں یہ حقائق قدرے تفصیل سے پیش کئے گئے ہیں۔

اس مقام پر آپ کا وہ علمی مباحثہ پیش کرنا مناسب ہوگا جس میں آپ نے گورنر مدینہ منورہ سے وسیلہ کے موضوع پر بصیرت افروز گفتگو فرمائی ہے۔

واقعہ کی تفصیل آگے کے صفحات میں ملاحظہ کریں۔ میں صرف وسیلہ سے متعلق سوالات و جوابات کا اختصار ذیل میں پیش کرتا ہوں جس سے آپ کی جلالت علمی پر بھرپور روشنی پڑتی ہے۔

گورنر نے سوال کیا: ما ذا تقول فی الوسیلۃ ؟

وسیلہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

قال الشیخ : لا یوجد اختلاف بیننا و بین علماء نجد فی الوسیلۃ اساساً

قال الامیر : وھو غضبان : کیف ھذا؟

قال الشیخ : ان الشیخ محمد بن عبدالوھاب یقول بقولہ عزوجل ’وابتغوا الیہ الوسیلۃ‘

قال الامیر : المراد بالوسیلۃ الاعمال الصالحۃ۔

قال لشیخ : الاعمال الصالحۃ خالق ام مخلوق ؟

لم یرد الامیر علی ذلک

ثم اعاد الشیخ سوالہ

ولم یرد علیہ الامیر

فقال الشیخ : ان قلت : انها خالق، خرجت من الدین

قال الامیر : انها مخلوقة۔

قال الشیخ : ھل ھی مقبولة عند اللہ أم مردودة ؟

قال الامیر : لا ادری واللہ یعلم بقبولھا وردھا۔

قال الشیخ : ھذا ھو الاختلاف فی الوسیلة بیننا و بین علماء نجد

ہمارا اور علمائے نجد کا بس اسی نقطہ پر اختلاف ہے۔ وہ وسیلہ اس مخلوق (اعمال صالحہ) کو بتاتے ہیں جن کے بارے میں ان کو مقبول اور مردود ہونے کا علم نہیں اور ہم ان حضرات کا وسیلہ لاتے ہیں جو اللہ عزوجل کے یہاں ایسے مقبول ہیں کہ اگر ان کی مقبولیت کے بارے میں کسی کو شک ہو جائے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

جب حضرت شیخ نے یہ نکتہ پیش کیا گورنر مدینہ کی شدت نرمی سے بدل گئی۔ ملاطفت کے انداز میں۔ باتیں کرنے لگا اور کہنے لگا یہ خبثاء و شیاطین مجھ تک اس قسم کی باتیں پہنچاتے ہیں۔ پھر اس نے حضرت شیخ مدنی کی خدمت میں چائے پیش کی اور جانے کی اجازت دی۔

سبحان اللہ! اس علمی نکتہ نے امارت کی شوکت و سطوت اور غرور تعلّی کے پندار کو پاش پاش کر دیا۔ اس کے بنائے ہوئے شیش محل کو چکنا چور کر دیا اور زبان سے نہ سہی دل سے اعتراف کر لیا گیا کہ وسیلہ شخصیات حق ہے۔ نہ صرف حق ہے بلکہ اسی میں قوت ہے۔ اسی میں سطوت ہے اور یہی جلوت ہے۔ امام رازی کے سامنے یہ نکتہ آتا تو ان کی زبان پر أجــــــدت و أبــدعـت کے بے ساختہ کلماتِ آفریں ادا ہوتے۔ امام غزالی یہ نکتہ سنتے تو نہ جانے کلمات تحسین کے کیا کیا الفاظ ادا فرماتے۔ امام ذھبی کے کانوں تک یہ نکتہ پہنچتا تو ان کی روح پھڑک اٹھتی اور امام سیوطی کی فکر تک یہ

نکتہ پہنچا تو حضرت شیخ علامہ ضیاء الدین کو اپنا محبوب بنا لیتے۔

حق تو یہ ہے کہ یہ وہ علمی نکتہ ہے جس کے سامنے اس موضوع پر آنے والے باطل کے سارے نکتے بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں اور انکار وسیلہ کا قصر عالی زمین بوس ہو گیا ہے۔

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

(سورۃ اسراء آیۃ ۸۱)

حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل کو تو فنا ہی تھا۔

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ حق کی فطرت ہے کہ وہ سربلند ہوتا ہے۔

الحق یعلو و لا یعلی

حق سربلند ہوتا ہے اور باطل اس کے آگے سرنگوں ہو جاتا ہے۔

اسی طرح رفیق مکرم برادرم محمد عارف ضیائی صاحب نے اس کتاب میں حضرت ضیاء الملۃ والدین قدس سرہ العزیز کی رائے سے صادر ہونے والے نہ جانے کتنے حقائق و دلائل اور واقعات پیش کیے ہیں۔

دراصل مکرم عارف ضیائی صاحب نے ان کی شخصیت کا بھرپور مطالعہ کیا اور ایک طویل عرصہ تک عمیق نظروں سے انہیں دیکھتے رہے ان کے شب و روز دیکھے، ان کی شامیں، ان کی صبحیں دیکھیں، ان کے علوم و معارف کے فیوض و برکات دیکھے، ان کی عبادت و ریاضت دیکھی، ان کے اخلاق و کردار کا مشاہدہ کیا، ان کی عزیمت اور ان کا احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا جلوہ دیکھا تو ان کی روح بے قرار ہوئی کہ جو دیکھا ہے اسے دوسرے کو بھی دکھائیں کہ ان مشاہدات میں عالم کے لئے اور اہلِ حق کے لئے بہت کچھ سامانِ ہدایت ہے۔ ان کی حیات رشد و اصلاح کا پیکر ہے تو اس سے دوسرے افراد بھی مستفید ہوں۔ ان کی زندگی استقامت و عزیمت کا کوہ

گراں ہے تو عزیمت واستقامت کے جو ہر دوسروں میں بھی پیدا ہوں ۔ اس لئے مؤلف کتاب مکرم شیخ عارف ضیائی صاحب قابل صد مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اس راہ میں ایک طویل سفر کیا اور سعی مسلسل وجہد پیہم سے کام لیا۔ اور شخصیت کے صحیح خدوخال اور حقائق و واقعات قلمبند کئے ۔ میں نے کتاب کا بیشتر حصہ دیکھا ہے، اور پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس میں جو کچھ پیش کیا گیا ہے وہ تحقیق کے معیار پر پورا اترتا ہے ۔

رب قدیر اپنے حبیب عزیز علیہ الصلوۃ والتسلیم کے صدقہ وطفیل ان کی جہود ومساعی کو قبول فرمائے اور دارین کی برکتوں اور رحمتوں سے انہیں اور ان کے اہل خانہ اور احباب ومخلصین ومعاونین سب کو سرفراز فرمائے اور مزید ایجابی کاموں کی توفیق بخشے ۔ آمین

اپنا شرف دعاء سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

افتخار احمد قادری
المجمع الاسلامی مبارکپور، اعظم گڑھ
۲۲ صفر ۱۴۲۲ھ

تقریظ

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اسماعیل صاحب رضوی ضیائی

دامت برکاتہم العالی

شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ کراچی

حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی صاحب نے اپنے پیر و مرشد حضرت علامہ مولانا حافظ ضیاء الدین احمد القادری علیہ الرحمۃ و رضوان کی سوانح حیات پر ایک جامع کتاب تالیف فرمائی ہے اور اس کتاب کو اپنے پیر و مرشد ہی کے نام سے یادگار کے طور پر لکھا ہے۔ اس کتاب میں آپ کے پیدائش تا وصال ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ ویسے تو ایک دو کتابیں آپ کی سوانح پر پہلے بھی بازار میں آگئیں ہیں لیکن کتاب مذکور نے آپ کی زندگی کے کسی بھی گوشہ کو نہیں چھوڑا اس اعتبار سے یہ کتاب جامع ہے۔ میں نے مختلف مقامات سے کتاب کا مطالعہ کیا ہے واقعی کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ کتاب مواد کے لحاظ سے نہایت عمدہ اور جامع ہے، کتاب کی عبارت نہایت سلیس اور عام فہم ہے۔ اردو ادب میں ایک نئی کتاب کا اضافہ ہے۔ حضرت مولانا عارف قادری صاحب نے کتاب کی تصنیف میں نہایت عرق ریزی کی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ موصوف نے اس کی تحریر میں بہت محنت کی ہے اور ان سلسلوں کا تسلسل بھی بیان کر دیا ہے جو آپکے پیر و مرشد کو حاصل ہیں، یہ ایک نہایت عمدہ اور اچھا کام ہے کہ آپکے مریدوں کیلئے نہایت آسان کر دیا ہے، کتاب موصوف میں نہ صرف پیر و مرشد کے حالات ہیں بلکہ کئی پاکیزہ ہستیوں کا تذکرہ بھی اس میں شامل ہے اس کتاب کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ بزرگوں کی جائے ولادت اور وطن مالوف کو بھی خوب وضاحت کے ساتھ جغرافیائی اعتبار سے بیان کر دیا ہے۔

تصنیف و تالیف کا کام کس قدر مشکل ہے یہ انہیں کو معلوم ہے جو اس

کارِ خدمت کو انجام دیتے ہیں۔ کتاب مذکور تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ اتنی بڑی کتاب کا لکھنا اور مکمل تحقیق کے ساتھ کام کرنا اس مشقت کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو کہ کرتا ہے۔ معلوم نہیں مولف نے اس کی تالیف میں کئی راتیں صرف کردی ہوں گی یہ سب مولف موصوف پر پیر و مرشد کا فیض اور ان کی کرامت ہے۔ پیر و مرشد اسی خراج تحسین کے مستحق تھے۔

حضرت ممدوح نے پوری زندگی دیارِ حبیب (ﷺ) میں گذاری یہ ان کے سچے عشق اور محبت کی دلیل ہے۔ حضرت ممدوح کی روضۃ الرسول (علیہ السلام) سے اس قدر محبت تھی کہ کہیں مدینہ طیبہ سے باہر بھی گئے تو فوراً واپس آگئے اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محبوب کے شہر کے علاوہ کہیں اور جگہ مدفن بن جائے۔ کتاب کے مطالعہ سے کئی نئی چیزیں سامنے آئیں جو بہت سے لوگوں کو معلوم نہیں ہوں گی۔ مثلاً حضرت پیر طریقت قطب مدینہ علیہ الرحمہ کا سلسلہ صرف چند واسطوں سے سرکار بغداد رضی اللہ عنہ تک پہنچ جاتا ہے۔ مجھے اس کتاب کے پڑھنے کے بعد یہ معلوم ہوا حالانکہ میں خود قطب مدینہ علیہ الرحمہ کا مرید ہوں۔ ۱۹۷۱ء میں شرف حاضری نصیب ہوا اور عرصہ دو ماہ سے زیادہ آپ کی خدمت میں رہنے کا موقع نصیب ہوا نہ میں نے آپ سے پوچھا نہ ایسا کوئی تذکرہ اس وقت سامنے آیا۔ ضیائی برادران کے لئے بڑا مژدہ ہے کہ ان کا سلسلہ اپنے پیر و مرشد کے واسطے سے سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کے قریب تر ہوگیا۔

مولانا عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری صاحب صد مبارک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے خصوصاً اہل طریقت اور عوام الناس کیلئے ایک نہایت مفید کتاب تالیف فرمائی۔

مولف موصوف نے سرکار بغداد کے حالاتِ زندگی تفصیل کے ساتھ

ذکر کیے ہیں اور پیر طریقت علیہ الرحمہ والرضوان کو جن سے عقیدت ومحبت وقربت تھی اسے بھی سہل طریقہ پر بیان کیا پیر طریقت جہاں سادات حضرات سے تعظیم وتکریم سے ملتے اور محبت والفت کا اظہار فرماتے اسی طرح اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے ساتھ بھی ان کا یہی طریقہ اور ان کے خانوادوں کے ساتھ بھی اسی جذبے اور محبت سے ملتے۔ پیر طریقت علیہ الرحمۃ کے ان تمام اوصاف اور خوبیوں کو جو حضرت میں پائی جاتی تھیں مؤلف موصوف نے تمام ہی کو نہایت آسان انداز میں لیکن جامعیت کے ساتھ بیان کیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گوں ہوں کہ موصوف کی تصنیف کو مقبول عام وخاص بنائے اور آپ کی سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور ہر فرد کیلئے یہ کتاب خیر جلیس فی الزمان کتاب کا صداق بن جائے۔

فقط

محمد اسماعیل خادم مدرسہ امجدیہ

۱۳ شوال ۱۴۲۵ھ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

قطب مدینہ قدس سرہ العزیز:

"بہار شریعت تھی مگر اب نظر نہیں آتی ہو سکے تو لے آنا۔ صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہار شریعت ایسی جامع کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ اس وقت اس کی نظیر پیش کرنا دشوار ہے۔ اکثر مسائل آپ کو اس میں مل جائیں گے۔ جو لوگ عربی نہیں جانتے ان کے لئے تو یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے"

۱۳۳

۸۶ء

۹۲

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد جان نعیمی قبلہ مدظلہ العالی

الحمدللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وعلی آلہ

وصحبہ اجمعین۔ اما بعد

مؤلف کتاب سیدی ضیاء الدین احمد القادری، حضرت صوفی کامل شیخ محمد عارف ضیائی مدنی زید عنایہ کا ذکر خیر، مسعود ملت و دین شیخ کامل پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی نقشبندی لازالت شمس فیوضہ بازغۃ سے ہمیشہ سنا کرتا تھا اور بالخصوص ۱۹۸۶ء میں جب حریم ناز کی حاضری کے لئے مدینہ منورہ (زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً) جانا ہوتا تو آپ سے ملاقات کے بارے میں تاکید فرماتے تھے۔ لیکن شومی قسمت وہاں ملاقات نصیب نہ ہوئی، چند ماہ قبل حضرت شیخ محمد عارف مدنی زید عنایہ کراچی تشریف فرما ہوئے۔ حضرت مسعود ملت و دین کے تعارف وتوسل سے دارالعلوم تشریف لائے، پہلی ہی ملاقات سے دل نے گواہی دی کہ واقعی آپ حضرت قطب مدینہ قدس سرہ العزیز کے فیض یاب ہیں، جس کے آثار آپ کے پُرکشش چہرے

سے نمودار تھے ۔ پھر جب تک حضرت کا کراچی میں قیام رہا شرف ملاقات جاری رہا، راقم السطور کے ساتھ آپ کی شفقت و محبت سرمایہ زندگی ہے۔

حضرت ضیاء الملت والدین شیخ العرب و العجم قطب مدینہ سیدنا ضیاء الدین قادری مدنی قدس سرہ العزیز کے پاکیزہ حالات زندگی پر متعدد رسائل وکتب لکھی گئی ہیں، لیکن فقیر کی نظر میں زیر نظر کتاب بایں موضوع تمام کتابوں کی تفسیر و تکملہ ہے ۔ کیونکہ حضرت قطب مدینہ قدس سرہ العزیز کے لیل ونہار، خلوت و جلوت کو اس کے خلیفۂ خاص حضرت شیخ محمد عارف مدنی زید عنایہ نے بالمشافہ حالات زندگی کو قلم بند کر کے طالبان راہ ہدیٰ کے لئے آسانی فرمائی ۔ حضرت مؤلف زید عنایہ نے فقیر کو بھی حضرت قطب مدینہ اور زیر نظر کتاب کے بارے میں کچھ کلمات لکھنے کو فرمایا، یقیناً یہ میری سعادتوں کی معراج ہے ۔

حضرت ضیاء الملت والدین قطب مدینہ قدس سرہ العزیز کی زیارت نہ کر سکا لیکن بحمدہ تعالیٰ ان کے دیدار پر انوار سے مستفیض ہونے والی آنکھوں کو دیکھ کر اور ان کے حسن گفتار و کردار کی گواہی دینے والوں کی گفتگو سن کر اپنی زندگی کے ان لحات پر فخر محسوس کرتا ہوں ۔ کیونکہ ۔

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست

بچپن میں حضرت ضیاء الملت والدین قطب مدینہ قدس سرہ العزیز کا ذکر خیر اپنے والد گرامی حضرت فقیہ العصر شیخ طریقت و شریعت مفتی محمد عبداللہ نعیمی شہید قدس سرہ العزیز سے سنا کرتا تھا، اور اکابرین اسلام کی تحریرات و تقریرات سے بھی حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بارے میں پڑھا سنا، جس کا خلاصہ یہ سامنے آیا کہ حضرت ضیاء الملت والدین قدس سرہ العزیز کی

ذات گرامی نہ صرف کونا گوں صفات سے متصف تھی، بلکہ مجمع الصفاتِ حسنہ تھی، آپ کی شخصیت عالم اسلام کے لئے سر چشمہ انوار نبوت اور تنویر مہر رسالت تھی، اور تعلیمات اسلام کا مجسمۂ پیکر تھی۔ آپکی ذات گرامی اسوہ نبوی (ﷺ) کا جیتا جاگتا نمونہ تھی، اور آپ کی حیات مبارکہ پر عشق الٰہی اور عشق مصطفیٰ (ﷺ) غالب تھا، یقیناً یہ کمال ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا اسی کو حاصل ہوتا ہے جس کو عطاء خاص سے نوازا جاتا ہے۔

للہ در القائل۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اور آپ کا ہر پہلو سنت مصطفیٰ (ﷺ) پر محیط تھا۔

نعم ما قیل۔

شریعت کا جو حامل ہے طریقت میں جو کامل ہے
رسول ﷺ کی سچی محبت جس کی منزل ہے

آخیر میں فقیر دعا گو ہے کہ مولاء کریم بطفیل حبیب کریم ﷺ مؤلف کتاب کی اس عظیم خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور تمام ناظرین مخلصین کو اس سے نفع تام حاصل کرنے کی توفیقِ رفیق عنایت فرمائے اور اس کتاب مستجاب کو ذریعۂ فلاح ونجات، رافع درجات بنائے نیز حضرت

مؤلف زید عنایہ کو دارین میں اس کا بہترین صلہ اور اجر عظیم عطاء فرمائے (آمین)

بجاہ سید المرسلین ﷺ



کتبہ:

الفقیر الی عفو ربہ الکریم عبدہ

محمد جان نعیمی غفر لہ المنان

بحرمت سید المرسلین ﷺ

۲۷ صفر ۱۴۲۶ھ

امیر مرکزی جماعت اہل سنت سندھ

مہتمم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ

ملیر کراچی۔ پاکستان

۱۲۷

۷۸۶

۹۲

۱۱۰

تقریظ

علامہ مولانا ڈاکٹر خالد صدیقی القادری چشتی تاجی
امتیازی (پی ایچ ڈی) المعروف خالد بابا
خلیفہ اولاد غوث الاعظم الشیخ عبدالقادر منصور الدین گیلانی بغدادی
سرپرست اعلیٰ حلقہ قادریہ امتیازیہ
ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کراچی

مدینہ منورہ کی حاضری عشاق کی سب سے بڑی آرزو ہوتی ہے۔

سچ کہا کسی نے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سرکار ﷺ نے پہلی مرتبہ کرم بسلسلہ حاضری ۱۹۹۳ء میں فرمایا، پھر سال دو سال بعد جب آپکی مرضی ہوئی آپ کرم فرماتے رہے اور تا حال فرما رہے ہیں۔ امید ہے آئندہ بھی فقیر پر سرکار کی یہ عنایت جاری رہے گی۔ انشاء اللہ اب رمضان کے مہینے میں یہ ساتویں حاضری ہوگی۔

تیسری یا چوتھی حاضری پر مدینہ منورہ کے ایک ساتھی محمد ظفر اقبال جو بہاولپور کے رہنے والے ہیں، یہاں مسجد نبوی (ﷺ) میں بن لادن کمپنی میں الیکٹریشن ہیں۔ انہوں

نے تذکرہ کیا کہ خالد بابا، مدینے میں کئی بزرگوں سے مل چکے ہیں۔خاص طور پر حضرت فضل الرحمن مدنی رحمتہ اللہ علیہ، پیر عباسی، بابا عبد الحمید صاحب رحمتہ اللہ علیہ، شیخ ذکریا رحمتہ اللہ علیہ مگر آپ کی حضرت عارف ضیائی صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات نہیں ہوئی۔آج باب العوالی چلتے ہیں اور حضرت عارف ضیائی صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات کرتے ہیں۔فقیر فوراً تیار ہو گیا۔جب سیڑھیاں چڑھ کر حضرت صاحب کے یہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ گھر پر تشریف نہیں رکھتے۔دیدار کی حسرت لئے واپس آگئے۔پانچویں حاضری میں پھر شوق ملاقات نے دل میں چٹکیاں لیں۔مدینے کے ساتھیوں سے تذکرہ کیا، انہوں نے ایک لرزا دینے والے حادثے کا ذکر کر دیا۔جس کی وجہ سے پھر ملاقات نہ ہو سکی۔اب تشنگی اور بڑھ گئی۔

۲۰۰۱ء میں یہ فقیر کراچی کے دار العلوم نعیمیہ کے ناظم تعلیمات استاذ الاساتذہ حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی کی خدمت میں حاضر تھا۔کہ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بجی، مفتی صاحب نے فون پر جو بات کی اس کا لب لباب یہ تھا کہ ہاں مدینے والے محمد عارف ضیائی صاحب کراچی تشریف لائے ہوئے ہیں۔یہ خوشخبری سن کر دل قابو میں نہ رہا۔حضرت مفتی صاحب قبلہ سے عرض کیا کہ حضور، عارف ضیائی صاحب کا قیام کہاں ہے؟ آپ نے پوچھا آپ جانتے ہیں؟ فقیر نے عرض کیا جانتا ہوں، پہچانتا نہیں ہوں آپ کرم فرمائیں گے تو پہچان بھی لوں گا۔مفتی صاحب نے تبسم فرمایا اور پھر آپ کی قیام گاہ کا پتہ بتا کر اگلی باتیں کرنے لگے۔اسی دن دار العلوم سے فارغ ہو کر فقیر گھر نہیں گیا سیدھا حضرت محمد عارف صاحب ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔وہ جو کسی نے کہا ہے کہ "کچھ لوگ پہلی ملاقات میں اپنا گرویدہ کر لیتے ہیں" بس ایسا ہی ہوا۔حضرت کی شخصیت، آپ کی مدینہ منورہ، سرکار مدینہ ﷺ اور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ سے محبت اور عقیدت دیکھ اور سن کر آپکے اخلاق، آپکی عاجزی انکساری اور محبت آنے والوں کے ساتھ رویہ اور بار بار مدینہ منورہ کے ذکر پر نمناک ہو جانا، مدینے میں موت کی آرزو کا اٹھتے بیٹھتے دہرانا، سب دل پر نقش ہو کر رہ گیا۔پھر جب جب موقع ملا فقیر حضرت کی خدمت میں

حاضر ہوتا رہا۔ اور آپکی صحبت بابرکت سے فیض پاتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک گیارہویں شریف کی محفل پر حضرت سے فقیر نے فقیر خانے پر آنے کی درخواست کی جسے حضرت نے خندہ پیشانی سے قبول فرما کر فقیر کی عزت افزائی فرمائی۔

پھر ایک روز حضرت پھر عازم حرمین شریفین ہوئے اور یوں یہ وقتی جدائی صحبتوں اور زیارتوں میں حائل ہوگئی۔ لیکن حضرت مدینہ منورہ کی مست اور خوشبو سے معطر فضاؤں سے اس فقیر کی خبر گیری مواصلاتی ذریعے سے گاہے بگاہے فرماتے رہتے ہیں۔ اسی اثناء میں حضرت نے فرمایا کہ بھائی عبدالروف کے پاس کراچی میں کتاب "سیدی ضیاء الدین احمد القادری ﷺ" کا مسودہ ہے۔ دیکھ لیں اور تقریظ بھی لکھ دیں۔ فقیر کو اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا بخوبی احساس ہے مگر حضرت کا حکم اور ضیائی فیض کے خوان نعمت سے خوشہ چینی کے تصور نے فقیر کو خامہ فرسائی پر اکسایا۔ یوں یہ تحریر سینہ قرطاس پر منتقل ہوئی۔

مسودہ کو جوں جوں پڑھتا گیا ذہن روشن سے روشن ہوتا چلا گیا، حضرت کے اخلاق کریمانہ اور عادت شریفانہ کا تو دل سے قائل تھا۔ اب صحبت ولی کے حوالے سے قلمکاری کی ضیاء جو دیکھی تو بے ساختہ زبان سے نکلا کہ درحقیقت عارف ضیائی نے اپنے قلب ونظر کو اتنی جلا دی ہے کہ وہ ضیاء الدین کی ضیاء سے چمکنے لگا۔ واقعات کا انداز بیاں نہایت سادہ وآسان ہے نہ تصنع ہے نہ بناوٹ، حضرت عارف ضیائی لگی لپٹی نہیں رکھتے۔ دانستہ یا نادانستہ جس کسی سے بھی حضرت ضیاء الدین مدنی کے واقعات وحالات لکھنے میں غلطی ہوئی ہے تو ٹوکتے روکتے اور سمجھاتے ہیں پھر اصل واقعہ بیان کردیتے ہیں۔ شیخ العرب والعجم حضور قطب مدینہ قدس سرہٗ کوئی غیر معروف ہستی نہیں۔ آپکی شہرت دراصل اللہ رب العزت کے اس قول کے مطابق ہے کہ "پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کرونگا" (القرآن)۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ولی کے چرچے کو عام کرنے میں سیدی محمد عارف ضیائی کو بھی شامل کرلیا ہے۔ یہ ضروری تھا کہ اللہ جل شانہ کے اس ولی (قطب مدینہ) کا ایک جامع اور مستند تذکرہ حیات سامنے آئے۔ اور یہ کام اللہ جل شانہ نے اپنے ایک نیک بندے سیدی محمد عارف ضیائی سے لے لیا۔ قابل مبارکباد ہیں وہ مریدین ومحبین جو اپنے

بزرگوں کے واقعات کو دنیا کے سامنے تحریری شکل میں جمع کر کے پیش کرتے ہیں۔اور یہ تذکرے مولفین ومرتبین کو بھی امر کر دیتے ہیں۔ ؎

ذکر اتنا تیرا کیا ہم نے
قابل ذکر ہوگئے ہم بھی

سیدی محمد عارف ضیائی صاحب نے قطب مدینہ کے جو حالات و واقعات قلمبند فرمائے ہیں انکے پڑھنے سے روح میں ایک خاص کیف وسرور پیدا ہو جاتا ہے۔پڑھنے والا بے خودی میں خود کو حضرت قطب مدینہ کی محفلِ پُر انوار میں محسوس کرنے لگتا ہے۔اور یہی مولف و مُرتب کا کمال ہوتا ہے کہ قاری مطالعے کے دوران صاحبِ تذکرہ کے انوار وتجلیات سے مستفیض ہونے لگے۔

سیدی محمد عارف ضیائی صاحب نے ''سیدی ضیاء الدین احمد القادری'' مرتب فرما کر حق نعمت ادا کر دیا، اللہ کرے زورِ قلم اور بھی زیادہ۔

اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وجہ تخلیق کون ومکاں کے صدقے اور سرکار پیران پیر دستگیر سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے طفیل حضرت سیدی محمد عارف ضیائی مدنی دامت برکاتہم العالیہ کی اس سعی بابرکت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس تالیف لطیف کو مولف و قارئین کی مغفرت کا سبب بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

طالبِ غبارِ راہِ مدینہ

فقیر محمد خالد حسین قادری عفی عنہ

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

۲۲ اپریل ۲۰۰۵ء

کراچی۔ پاکستان

ﷺ ﷺ

زانوئے مقدس اور پائے مبارک (ﷺ)

انبیاء تہ کریں زانو ان کے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

ساقِ اصلِ قدم شاخِ نخلِ کرم
شمعِ راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش۔ امام احمد رضا خاں قادری)

۱۴۲

۷۸۶

۹۲

تقریظ

شعلہ بیاں حضرت علامہ سید مظفر شاہ

اختر القادری

قبلہ مدظلہ العالی

الحمد للہ رب العالمین

والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلیٰ الہ و صحبہ وسلم

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں تحمیدی جملے عرض کرنے، اور اس کے حبیب کریم رؤف رحیم صاحب صد صلاۃ و تکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی بارگاہ بابرکت میں ہدیۂ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

اس پُر فتن دور میں جبکہ ہر جگہ بدمذہبیت کی یلغار ہے۔ دین متین کی بنیاد کو کمزور کرنے کی ناکام کوششیں کی جارہی ہیں۔ چاہے وہ پیغام کلام الٰہی کی تبلیغ میں معنوی تحریف ہو یا احادیث مبارکہ کی تشریح میں۔

جب بھی اسلام پر ایسا دور آپڑتا ہے تب ہی خالق بحر و بر دین اسلام کی بقا و سلامتی کے لئے اپنے محبوب کریم علیہ الصلاۃ و التسلیم کی شریعت کے تحفظ کے لئے عقائد باطلہ اور فکر سوقیانہ کی تردید کے لئے، دجل و فریب اور لادینیت اور بدمذہبیت کے گھٹا ٹوپ سیاہ بادلوں کو چاک کرنے کے لئے ایک مردِ حق کو پیدا فرماتا ہے۔ جو مسافران حق اور

متلاشیان صراط مستقیم کو گمراہی کے عمیق گڑھوں سے بچا کر ساحل ہدایت پر مستقیم کر دیتا ہے اسلامی رہبران کی اصطلاح میں ایسے مظہر انوار الٰہیہ کے منبع اور حق و انصاف کی کامل تصویر کو مجدد کہا جاتا ہے۔ ہر صدی پر مجدد تشریف لائے اور عنایات الٰہی کے طفیل دین کے پرچم کو بلند رکھا۔

موجودہ صدی کے افق علم پر جس عظیم مجدد کا وجود طلوع ہوا دنیا نے انہیں شیخ الاسلام امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے نام سے جانا اور مانا۔

فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے تجدیدی کارنامے کس ذی علم کی نظر سے اوجھل ہیں؟ مگر آپ نے تلامذہ اور مریدین کی تربیت بھی اس حوالے سے فرمائی کہ اگر اس صدی میں ان کو مجدد کہا جائے تو ہرگز مبالغہ غیر حق نہ ہوگا بلکہ مبالغہ حق ہوگا۔

فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے مریدین اور تلامذہ میں سے ایک شیخ العرب والعجم قطب مدینہ حضرت ضیاء الملت والدین محمد ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کی شخصیت علوم شرعیہ اور علوم روحانیہ میں بہت ظاہر و مشہور ہے۔ دراصل قرآن مجید فرقان حمید نے تحفظ ایمان و اعمال اور دخول جنت کا ذریعہ جو بیان فرمایا اسکا ذکر سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۹ میں اس طرح پر ہوا۔

یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین یعنی اہل ایمان، ایمان لاچکے اچھے اعمال کر چکے اب ایمان اور عمل صالحہ کی بقاء و تحفظ کے لئے سچوں کے ساتھ ہو جاؤ یعنی محض ایمان اور اعمال صالحہ سے ہی نجات بالخیر ہو جائے؟ نہیں بلکہ ارشاد ہوا اس کو بچانے کے لئے ہمارے پیاروں کے دامن سے جڑ جاؤ اور سورۃ فاتحہ پر بھی واضح اشارہ ہے کہ سیدھا راستہ تو سب بتائیں گے مگر سیدھا راستہ وہی ہوگا جس کو ہمارے محبوب بندوں نے اپنایا ہوگا تو ثابت ہوا کامل روشنی وہی ہے جو اللہ کے محبوبوں کے تبع سے حاصل ہو۔ اس پُرفتن دور میں اپنے عقائد اور ایمان کے تحفظ کے لئے ایک مشہور و معروف نصیحت، حضرات علماء ربانیین و صوفیاء کاملین نے بیان کی ہے کو وہ حدیث نبوی (ﷺ) نہیں مگر اسکے معنی میں اسقدر پختگی ہے کہ اپنا لیا جائے تو وہ یقیناً صراط الذین انعمت علیھم کی عملی تفسیر بن سکتا ہے۔ اس عظیم نصیحت کو حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم

اور علامہ سید محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ، علامہ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اپنی تفاسیر میں نقل کیا اور میرے امام فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے الامن والعلی میں نقل فرمایا کہ اذا تحیرتم بالامور فاستعنوا باھل القبور کہ جب تم پر ایسے دور آ جائیں کہ ہر شخص بظاہر قرآن وسنت کا لبادہ اوڑھ کر تمہیں گمراہ کر رہا ہو تو خبردار اس وقت ان کو چھوڑ کر ان صلحاء کا مسلک اور جواب دیکھو جو اپنی قبروں میں آرام فرما رہے ہیں۔ یقیناً یہ عظیم کتاب کے مطالعہ سے ہمیں اپنے اسلاف کا مسلک اور ان کا تصلب فی الدین معلوم ہوتا ہے۔ اس کتاب کے اہم مقامات سے سردست اتنا عرض کردوں کہ ہمیں یہ معلوم ہوا کہ تمام عالم اسلام کے صوفیاء اور علماء حضرت قطب مدینہ ﷺ کی کس قدر تعظیم اور آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ بالخصوص حضرت قطب عالم پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت بابوجی علیہ الرحمہ کو فاضل بریلوی اور ان کے خلفاء بالخصوص حضرت قطب مدینہ سے بے پناہ عقیدت تھی۔

یہ فقیر حضرت شیخ الاسلام عالم باعمل صوفی کامل عارف باللہ حضرت عبد المصطفےٰ محمد عارف قادری ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ بے پناہ محنت اور تحقیق سے یہ عظیم علمی اور روحانی سرمایہ اہلسنت کو عطا فرمایا۔ اللہ رب العزت حضرت کے حسنات میں مزید ترقی اور برکتیں عطا فرمائے اور مجھ حقیر فقیر سراپا پر تقصیر کو بھی فیضان قطب مدینہ ﷺ سے بہرہ مند فرمائے

امین بجاہ طٰہٰ ویٰسین علیہ السلام

ابو حفص سید مظفر شاہ اختر القادری

۲۱ ذیقعد ۱۴۲۶ھ

۷۸۶

۹۲

تقریظ

حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز حنفی
دارالعلوم امجدیہ کراچی
قبلہ مدظلہ العالی

باسمہ تعالی

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد ابن عبداللہ رحمۃ للعالمین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

بحمدللہ یہ ناچیز حج بیت اللہ کی ادائیگی سے جب فارغ ہوا تو مدینہ منورہ کی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی جو کہ بہت اہم ہے اس لئے کہ بقول میرے اعلیحضرت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا عاشق مصطفے (ﷺ) محدث و محقق بریلوی ؒ۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے

اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

شہر مصطفے ﷺ میں عرصہ دراز سے مقیم قطب مدینہ شیخ العرب والعجم خلیفہ اعلیحضرت قبلہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید باصفا مکرم و محترم

محمد عارف ضیائی مدظلہ العالی سے بھی ملاقات ہوئی۔ حضرت قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کے یہ وہ مرید ہیں جنہوں نے اپنے شیخ طریقت کی خدمت میں ایک طویل عرصہ گزارا اور اپنے شیخ اور ان کے معمولات و مشاغل کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور ان سب کو قلمبند کیا، اب کتاب کی صورت میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کا مسودہ اس ناچیز کو بھی دکھایا میں نے اس کے چیدہ چیدہ مقامات سے کچھ حصہ کا مطالعہ کیا۔ یہ ایک بہت اچھی کوشش ہے جس میں انہوں نے حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمۃ کی زندگی کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے جس قدر بھی لکھا گیا ان سب میں یہ تفصیل نہ ہو۔ مکرم و محترم جناب محمد عارف ضیائی صاحب کی یہ سعادت ہے کہ انہوں نے اپنے قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح عمری کو اس انداز سے پیش کیا ہے کہ پڑھنے والے کی دلچسپی بھی قائم رہے اور اس کو حضرت کی زندگی سے متعلق معلومات کا خزینہ بھی حاصل ہو جائے۔ اللہ رب العزت سے دعاء ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے طفیل اس کتاب کے مؤلف محترم محمد عارف قادری ضیائی صاحب کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کے قارئین کو زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق لبیب عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین۔

سگ درگاہ مصطفیٰ
خاک پائے غوث و رضا
عبد العزیز حنفی
نزیل مدینۃ المنورۃ
بتاریخ ۹ محرم الحرام ۱۴۲۷
مطابق ۸ فروری ۲۰۰۶
بروز بدھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی

بانی مکتبہ قادریہ لاہور

عربی کا مشہور شعر ہے۔

ما کل ما یتمنی المرءُ یدرکه
تجری الریاح بما لا تشتهی السفن

ضروری نہیں کہ آدمی کی ہر خواہش پوری ہو جائے (یہ تو خالق کائنات کی صفت ہے کہ وہ جو کچھ چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے) ہوائیں عموماً کشتیوں کی خواہش کے برعکس چلا کرتی ہیں۔

راقم کی بڑی آرزو تھی کہ اہلسنت کے تین علماء و مشائخ کی زیارت ہو جائے۔

۱۔ حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی فرزند اصغر امام احمد رضا بریلوی

۲۔ حضرت ضیائے مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی

۳۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن، رئیس اعظم اڑیسہ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

لیکن بقول شخصے ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

دوسری کئی آرزوؤں کی طرح یہ آرزو بھی تشنہ اور نا تمام رہی، پچھلی مرتبہ جب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی تو ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھا کہ حضرت قطب وقت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس اللہ سرہ العزیز کی رحلت کی خبر ملی کفِ افسوس مل کر رہ گیا، ایک تو اس خطہ پاک میں نووارد اور ناواقف تھا، دوسرا یہ کہ کوئی راہنمائی کرنے والا نہیں تھا اور تیسرا یہ کہ پاسپورٹ معلم کے پاس تھا اور وہ ہم جیسے لوگوں سے کب ملتا تھا، اس کا نمایندہ کبھی کبھار دکھائی دے جاتا تھا، اس طرح راقم حضرت کی زیارت اور نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت سے محروم رہا، مدینہ طیبہ حاضری ہوئی تو آپ کے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی سے ملاقات ہوئی، ان کے پاس تعزیت کی اور حضرت کی روح اقدس کے لئے ایصال ثواب کیا۔

واپسی پر ہوائی جہاز پر سوار ہوا، جہاز کے عملے نے پاکستانی اخبارات تقسیم کئے، میرے حصے میں روزنامہ جنگ آیا، میں نے دل میں سوچا کہ اللہ خیر کرے، کوئی خیر کی خبر دیکھنا نصیب ہو، تقریباً ایک ماہ بعد پاکستانی اخبار دیکھ رہا ہوں، اچانک آخری صفحے پر ایک بیان پر نظر پڑی تو میں کئی لمحوں تک سناٹے میں رہ گیا، وہ مولانا شاہ فرید الحق کا کراچی سے حضور مفتی اعظم ہند کی وفات پر تعزیتی بیان تھا، اور مجاہد ملت تو چند ماہ پہلے رحلت فرما گئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی قدس اللہ سرہ العزیز سیالکوٹ، پاکستان کے رہنے والے تھے مجلس رضا لاہور نے ایک ضخیم کتاب "قطب مدینہ" کے نام سے شائع کی جو مختلف حضرات کے مقالات پر مشتمل تھی، پھر رضا اکیڈمی لاہور نے ایک کتابچہ "ضیائے قطب مدینہ" کے نام سے شائع کیا، اس کے باوجود ضرورت تھی کہ حضرت ضیاء الملت والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بارے میں ایک جامع اور مبسوط کتاب لکھی جاتی جس میں حضرت کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی گفتگو کی جاتی، ان کے حالاتِ زندگی، تعلیمی سفر، اساتذہ اور مشائخ کا تذکرہ، بغداد شریف کی حاضری، پھر مدینہ منورہ حاضری، وفات، اولاد اور خلفاء، معمولات، نظریات، ملفوظات اور کرامات سب کچھ بیان کیا جاتا۔

اس سال رمضان المبارک میں اہلیہ محترمہ کے ہمراہ عمرہ ادا کرنے اور اس کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہونے کی سعادت ملی تو وہاں ایک ہزار چار سو صفحات پر مشتمل دو جلدوں کا حامل تذکرہ "سیدی ضیاء الدین احمد القادری" رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے دیکھنے کے لئے ملا جسے حضرت کی بارگاہ میں سالہا سال حاضر رہنے کی سعادت اور آپ کی اجازت و خلافت حاصل کرنے والے راقم کے دیرینہ دوست اور کرم فرما جناب عبد المصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی مدظلہ العالی نے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب حزب القادریہ لاہور سے جناب محترم عبد العزیز خاں مدظلہ العالی نے چھپوائی ہے اور راقم کو مل گئی ہے۔ بلاشبہ اس کتاب کے مرتب کرنے والے اور شائع کر کے فری تقسیم کرنے والے سب ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے امت مسلمہ کو اپنے وقت کے ایک قطب کے مستند حالات، ان کی استقامت، عقیدے کی پختگی، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم ﷺ کی ذات اقدس پر نا قابل شکست ایمان سے روشناس کرایا ہے۔

ان کی زندگی امام احمد رضا بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز کے اس شعر کی عملی تصویر تھی۔

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے

اب تو غنی کے در پر بستر جما دیے ہیں

وہ کھانے کی کسی دعوت پر تشریف نہیں لے جاتے تھے چاہے ارباب حکومت کی طرف سے دعوت ہوتی یا کسی پیر طریقت کی طرف سے، فرماتے میں سرکار دو عالم ﷺ کے دروازے پر پڑا ہوں جو ٹکڑا آپ عنایت فرماتے ہیں کھا لیتا ہوں، کھانے کے لئے کہیں نہیں جاتا۔

یہ بھی امام احمد رضا بریلوی کا شعر ہے۔

جان ہے عشق مصطفیٰ، روز فزوں کرے خدا

جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

حضرت ضیاء الاسلام والدین اس شعر کی بھی عملی تفسیر تھے، ہر روز باب مجیدی

کے سامنے واقع اپنے گھر (اب وہ جگہ مسجد نبوی شریف میں شامل کی جا چکی ہے) محفل میلاد منعقد کرتے اور محفل کے آخر میں حاضرین کو کھانا کھلاتے نجدیوں کا حرمین شریفین پر تسلط آپ کے سامنے ہوا، ان کی حکومت کے دور میں بھی آپ نے طویل عرصہ مدینہ منورہ میں اس طرح گزارا کہ ہر روز آپ کے دولت کدے پر محفل میلاد ہوتی تھی، جس میں پاکستان اور ہندوستان ہی نہیں دوسرے ممالک کے لوگ بھی شریک ہوتے تھے، حد یہ کہ جب آپ آخری دنوں میں ہسپتال میں داخل تھے تب بھی محفل میلاد کا سلسلہ جاری رہا۔ بعض حضرات نے کچھ نجدیوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ

"ان کی رگوں میں خون کی جگہ میلاد شریف رواں دواں ہے۔"

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی امام احمد رضا بریلوی کے مرید اور خلیفہ تھے گو کہ انہیں حضرت مولانا وصی احمد سورتی، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی، محدث اعظم دنیائے عرب علامہ شیخ بدر الدین حسنی اور دیگر بہت سے مشائخ سے خلافت و اجازت حاصل تھی لیکن ان پر مرشد کا رضوی رنگ غالب تھا، وہ فرمایا کرتے تھے باپ ایک ہی ہوتا ہے، البتہ چچے متعدد ہو سکتے ہیں۔

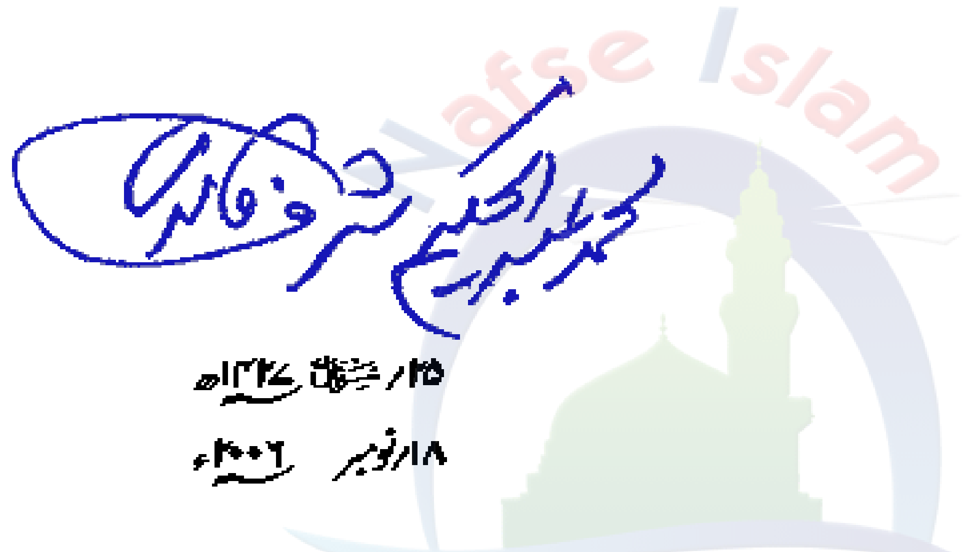
مولانا محمد عارف قادری ضیائی نے اس کتاب میں بہت سے آنکھوں دیکھے اور کانوں سنے واقعات بیان کئے ہیں، پھر انہوں نے لکھنے کے بعد حضرت صاحبزادہ سیدی فضل الرحمن کو بھی یہ کتاب سنا دی تھی، اس لئے اس کی استنادی حیثیت بڑھ جاتی ہے۔

ایک قابل داد کام اس کتاب کے ذریعے سے یہ ہو گیا ہے کہ الدولۃ المکیۃ کی کئی ایسی تقریظات اس میں شامل کر دی گئی ہیں جو اس سے پہلے شائع نہیں ہوئیں، یہ حضرت ضیاء الحرمین کے پاس محفوظ الدولۃ المکیۃ کے نسخے پر لکھی گئی تھیں۔

اس کتاب کے بعد جناب مولانا محمد عارف قادری ضیائی نے حضرت مجاہد ملت مولانا محمد حبیب الرحمن قادری، رئیس اعظم اڑیسہ کے حالات پر بھی ایک کتاب لکھ دی ہے، ان دونوں کاموں پر وہ تمام اہلسنت کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں۔

مولائے کریم ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، اپنی حفاظت میں رکھے، انہیں اور

ہمیں ایمان کی سلامتی کے ساتھ جنت البقیع میں سرکار دو عالم کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین



۱۵/ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ

۱۸/ نومبر ۲۰۰۶ء

اللہ اللہ

عرض: گناہ صغیرہ و کبیرہ میں کیا فرق ہے۔

ارشاد: گناہ کبیرہ سات سو ہیں ان کی تفصیل بہت طویل، اللہ کی معصیت جس قدر ہے سب کبیرہ ہے۔ اگر صغیرہ و کبیرہ کو علیحدہ شمار کرایا جائے تو لوگ صغائر کو ہلکا سمجھیں گے وہ کبیرہ سے بھی بدتر ہو جائے گا جس گناہ کو ہلکا جان کر کرے وہی کبیرہ ہے ان کے امتیاز کے لئے صرف اس قدر کافی ہے کہ فرض کا ترک کبیرہ ہے اور واجب کا صغیرہ جو گناہ بے باکی اور اصرار سے کیا جائے کبیرہ ہے۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم الله الرحمن الرحيم

تقريظ
الدكتور محمد سعيد بن وليد بن محمد سعيد
طوله المدني زيد مجده

اللهم اني أقدم اليك بين يدي كل نفس ولمحة و طرفة يطرف بها أهل السموات وأهل الأرض، وكل شيئ هو في علمك كائن، أوقد كان، أقدم اليك بين يدي ذلك كله.

اللهم لك الحمد حمداً كثيرا دائما مثل ما حمدت به نفسك وأضعاف ماتستوجبه من جميع خلقك كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطانك في كل لمحة ونفس عدد يا مولانا العظيم ما في علمك.

اللهم اني أسألك بنور وجه الله العظيم، الذي ملأ أركان عرش الله العظيم، وقامت به عوالم الله العظيم، أن تصلي على مولانا محمد ذي القدر العظيم، وعلى آل نبي الله العظيم، بقدر عظمة ذات الله العظيم في كل لمحة ونفس عدد ما في علم الله العظيم، صلاة دائمة بدوام الله العظيم، تعظيما لحقك يا مولانا يا محمد يا ذ الخلق العظيم، وسلم عليه وعلى آله مثل ذلك، وبعد:

فقد جرت عادة العلماء والأولياء والمريدين تسطير أخبار شيوخهم ومن له فضل عليهم وذلك من باب شكر النعمة كما ورد في

الحديث:

"من لم يشكر الناس لم يشكر الله."

ومن أولئك الامام العلامة الشمس محمد بن عبدالرحمن السخاوي حيث ألف في شيخه العلامة محدث الدنيا الحافظ أحمد بن حجر العسقلاني كتاب (الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الاسلام ابن حجر)، ومنهم العلامة الفقيه الشيخ أحمد بن المبارك اللمطي الذي سطر أخبار شيخه العارف بالله قطب العارفين سيدي عبد العزيز الدباغ ﷺ في كتابه الشهير (الابريز في أخبار سيدي عبدالعزيز)، وكذلك فعل سيدي القطب عبد الوهاب الشعراني في شيخه العارف علي الخواص، ومثله سيدي السيد جعفر بن حسن البرزنجي ﷺ حيث ألف في العارف سيدى أحمد القشاشي ﷺ كتاب (البرود المحبرة الحواشي في مناقب سيدي أحمد القشاشي)، وهكذا تابع الثلامذة المخلصون على تسطير أخبار هؤلاء الأولياء العارفين رضوان الله عليهم.

وقد أسعدني الحظ بالتعرف على سيدنا ومولانا العارف الصفي الوفي الصابر الذاكر الشيخ عبد المصطفى محمد عارف بن قمر الدين القادري الضيائي مسلكا ومشربا، الحنفي فقها ومذهبا، الماتريدي عقيدة ومنهجا، العثماني نسبا، المدني موطنا وقدم الي هذا الكتاب، فوجدته قد نهج منهج العلماء السابقين بتأليفه هذا الكتاب المانع الجامع لأخبار وأنوار قطب المدينة المنورة العارف بالله الولي الكامل والامام الزاهد والمسند المعمر البركة محمود السكون والحركة سيدي ومولاي ضياء الملة والدين ضياء الدين احمد بن عبد العظيم بن قطب الدين الشيخ القادري الحنفي الماتريدي الصديقي السيالكوتي المدني المولود سنة ۱۲۹۴ ھ، والمتوفى سنة ۱۴۰۱ ھ عن ۱۰۷ سنوات تقريباً، رضي الله

عنه وأرضاه ونفعنا بأنواره وأسراره.

وقد تصفحت هذا السفر العظيم الذي قارب الألفي صفحة، وسرحت فيه نظري على عدم معرفتي باللغة الأوردية الا أني استفدت منه استفادة عظيمة جمة بعد ترجمة ما احتجت الى ترجمه باللغة العربية، فوجدت في هذا الكتاب ما سلب لبي، وأخذ بمجامع قلبي، من تاريخ صحيح لحياة الامام ضياء الدين ورحلاته اضافة الى ما حواه هذا السفر العظيم من تاريخ الأحداث حدثت في المدينة المنورة كا لسفر الشهير لدى أهل المدينة بسفر برلك، حيث قام والي المدينة من قبل الحكومة العثمانية بترحيل أهل المدينة المنورة ترحيلا اجباريا ففرقوا بين الأم وولدها، والرجل وزوجه، والأخ وأخيه، ولم يبق في المدينة المنورة سوى ١٢٥ شخصا ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم.

كما حوى هذا الكتاب الحافل على تراجم مهمة نادرة لمشايخ سيدي ضياء الدين احمد القادري رضوان الله عليه الذين قرأ عليهم الكتب الحديثية ونال منهم الاجازات العامة والخاصة، ومن أولئك شيخه وشيخ فتحه الامام العلامة العبقري المفتي أحمد رضا خان البريلوي الحنفي القادري، والشيخ المحدث وصي أحمد السورتي الذي قرأ عليه الكتب الستة.

واخذ رضي الله عنه في الشام عن المحدث العلامة الشيخ الأكبر سيدي بدرالدين الحسني، وفي المدينة المنورة أخذ فيها عن العلامة المحدث محمد عبد الباقي الأيوبي اللكنوي، والسيد المسند عباس بن محمد رضوان المدني، والسيد علوي بن أحمد بن عبدالله باققيه شيخ السادة فيها، وغيرهم.

وقد التقى هذا الامام الهمام بعُمَد الطريقة السنوسية الادريسية

ورؤسائها وأخذ عنهم ومنهم الامام العلامة القطب الرباني و الغوث الصمداني سيدي محمد المهدي بن سيدي محمد بن علي السنوسي ﷺ حيث تلقى عنه الشيخ ضياء الدين الطريقة السنوسية القادرية، كما أخذ عن العلامة المعمر سيدي عمران بن بركة الفيتوري الحسني وتلقى عليه المسلسلات العشرة، وأخذ عن سيدي القطب أحمد بن عبدالقادر الريفي المازوني، وأخذ عن شيخ الطريقة في وقته المجاهد العظيم القطب سيدي أحمد الشريف بن محمد الشريف بن محمد بن علي السنوسي و كانت بينهما صلات ورسائل وأسرار رضي الله عنهما.

كما اجتمع الامام سيدي ضياء الدين بالمجاهد العظيم فخر الأمة سيدي عمر المختار ﷺ، وغير هؤلاء ممن اجتمع بهم في رحلاته الى بغداد وتركيا وسوريا والهند وأسماء تلامذته و خلفائه كل هذا وغيره تجده مرقوما في هذا السفر المبارك.

ثم عرج شيخنا عبد المصطفى حفظه الله بجاه سيدنا المصطفى، الى ترجمة بعض العلماء ممن لهم صلة بهذا العالم المفضال، وأتبعه بأخبار سيدي العالم العارف فضل الرحمن بن الضياء القادري رحمه الله تعالى وأخبار شيوخه وتلامذته.

ومما تميز به هذا السفر المبارك هو ما حواه في ثناياه من المراسلات والمكتوبات التي زادت هذه الصفحات رونقة وبهاء .

وكلما مضيت على تنسم هذه الروضة الغناء، والتمتع بشميم ورودها الفيحاء، أسفت وزاد أسفي أني لا أتقن اللغة الأوردية، وأسأل الله أن يسخر من يستطيع أن يترجم هذا الكتاب الى اللغة العربية حتى يستفيد منه العرب والعجم والحاضر والباد.

وجزى الله سيدي العارف عبد المصطفى محمد عارف القادرى

خير الجزاء على هذا التاريخ العلمي الموثق لعارف من أكابر الأولياء في عصره سيدي ضياء الدين والملة، والذي جمع فيه وأوعى وأبدع فيه وأمتع، وقد قلت في هذا السفر الجليل:

اذا ما رمت أخبارا — تطل عليک من خُلَّة
وأنواراً تدل على — حقائق هذه الطُّلة
عليک بسفر (عارفا) — ضياء الدين والملَّة

واني وان كنت قد كتبت هذه السطور عجلا مستعجلا الا أني رجوت ما يرجوه العبد الفقير من ادراک شيء من هذه النفحات الالهية والأسرار الربانية.

لعل المامةً بالجزع ثانية
يهب منها نسيم البرء من عللي

هذا وصلى الله وسلم على سيدنا محمد بجميع حقائق الكمال، وبالعظمة الجامعة للجلال والجمال، صلاة لا يحصرها الغدو والآصال، وعلى جميع الأصحاب والآل.

٥ محرم الحرام ١٤٢٨هـ

وكتبه الفقير الى ربه الغني
محمد سعيد بن وليد بن محمد سعيد طوله المدني
٥/محرم سنة ١٤٢٨هـ
المدينة المنورة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ تقریظ

حضرت ڈاکٹر محمد سعید بن ولید بن محمد سعید طولہ المدنی زید مجدہ العالی

اے اللہ میں تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، تیری طرف، ہر سانس اور ہر وقت اور ہر پلک جھپکنے میں کہ جھپکتے ہیں اس کو آسمان والے اور زمین والے، اور ہر وہ چیز کہ تیرے علم میں، ہونے والی ہے یا ہو چکی، ان سب کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں سب اوقات میں۔

اے اللہ تیرے لئے حمد ہے، حمد کثیر، اور ہمیشگی کی جو تو نے خود اپنے لئے فرمائی، اور کئی گنا حمد، جس کا تو اپنی جمیع مخلوق کی جانب سے مستحق ہے۔ جیسا کہ تیری پُر جلال اور عظیم بارگاہ میں مناسب ہے، ہر لحہ اور ہر سانس، وہ عدد اے میرے مولیٰ عظیم جو تیرے علم میں ہیں۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بوسیلہ نور وجہ اللہ العظیم کے۔ وہ نور جس نے عظیم عرش الٰہی کے ارکان کو بھر دیا اور جس نور سے عظمت والے خدا کے سب عالم قائم ہیں، یہ کہ رحمت بھیجے تو ہمارے سردار محمد ﷺ، صاحب قدر عظیم پر، اور اللہ تعالیٰ کے عظیم نبی کی اولاد پر، بقدر بزرگی اللہ عظیم کے، ہر لحہ اور ہر سانس میں، شمار اس کا خدائے عظیم کے علم میں ہے۔ ہمیشہ رہنے والی رحمت کے ساتھ، ہمیشگی خدائے بزرگ و برتر کے واسطے۔ تعظیم اور حرمت آپ کے حق میں اے ہمارے سردار، یا محمد ﷺ، اے خلق عظیم والے، سلام آپ

پر اور آپ کی اولاد پر، اسی کے مثل، اور اس کے بعد۔

علماء و اولیاء اور مریدین کی عادت جاری ہے کہ وہ اپنے شیوخ اور ارباب فضل جن کا ان پر احسان ہوتا ہے ان کے حالات و سوانح قلم بند کرتے ہیں۔ اور نعمت کے متعلق جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"جس نے بندوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا۔"

اور انہیں میں سے امام محدث آفتاب علم و معرفت محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی ہیں، جنہوں نے اپنے شیخ العلامہ فقیہ محدث الدنیا حافظ احمد بن حجر العسقلانی کی سوانح پر کتاب (الجواہر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر) تالیف کی۔ اور انہی میں سے العلامہ الفقیہ الشیخ احمد بن المبارک السلطی ہیں، جنہوں نے اپنے شیخ العارف باللہ قطب العارفین سیدی عبد العزیز الدباغ رضی اللہ عنہ کی مشہور سوانح پر (الابریز فی اخبار سیدی عبد العزیز) کتاب تحریر فرمائی۔ اور اسی طرح سیدی القطب عبد الوھاب الشعرانی رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ العارف علی الخواص کے حالات ضبط کئے ہیں۔ اور اسی طرح سیدی السید جعفر بن حسن البرزنجی رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ العارف سیدی احمد القشاشی رضی اللہ عنہ کے احوال پر کتاب (البرود المحبرۃ الحواشی فی مناقب سیدی احمد القشاشی) اور اسی طرح مخلص تلامذہ ان مشائخ کی اتباع کرتے ہوئے الاولیاء العارفین رضوان اللہ علیہم کے حالات محفوظ کرتے ہیں۔

میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے سیدنا و مولانا العارف الصفی الوفی الصابر الذاکر الشیخ عبد المصطفیٰ محمد عارف بن قمر الدین القادری الضیائی مسلکا و مشربا، الحنفی فقھا و مذھبا، الماتریدی عقیدۃ و منھجا، العثمانی (ارائیں) نسبا، المدنی موطنا سے تعارف ہوا۔ جنہوں نے مجھے یہ کتاب پیش کی، پس میں نے ان کی تالیف میں علمائے سابقین کا روشن و کشادہ راستہ اور طور طریقہ پایا۔ یہ بے مثل کتاب جامع معلومات اور انوار قطب المدینہ المنورہ العارف باللہ الولی الکامل والامام الزاھد والمسند المعمر البرکۃ محمود السکون والحرکۃ سیدی و مولائی ضیاء الملت والدین ضیاء الدین احمد بن عبد العظیم بن قطب الدین الشیخ القادری الحنفی الماتریدی

الصدیقی الیا لکوئی المدنی، آپ کی ولادت ۱۲۹۳ھ میں ہوئی اور وفات ۱۴۰۱ھ میں تقریباً ایک سو سات (۱۰۷) برس کی عمر میں ہوئی رضی اللہ عنہ وارضاہ ونفعنا بانوارہ واسرارہ۔

اور اس فصاحت وبلاغت والے سفر عظیم میں جو دو ہزار صفحات کے قریب ہیں، کی ورق گردانی کی۔ اور میں اسے دیکھتے دیکھتے حیرت میں ڈوب گیا، مگر اردو زبان پر عبور نہ ہونے کی وجہ سے میرے دل پر ہجوم ہوا۔ پس اس کے عربی ترجمہ کے بعد، میں نے اس کتاب سے وہ سب کچھ پا لیا جو چھن گیا تھا، اور وہ حاصل کیا جس نے میرے دل پر ہجوم کر لیا تھا، یعنی صحیح تاریخ سوانح حیات الامام ضیاء الدین۔ مزید آپ کے سفر خصوصاً مدینہ منورہ کا وہ واقعہ جو اس عظیم سفر کے حوادث کی تاریخ سے وجود میں آیا۔

مدینہ منورہ کا مشہور پرانا سانحہ عظیمہ، جسے اہل مدینہ منورہ کا سفر برلک (جنگ اور قحط کے زمانہ میں اہل مدینہ کا ترکیہ اور شام کی طرف سفر کرایا گیا) ہے۔ والی مدینہ منورہ جو حکومت عثمانیہ کی طرف سے متعین تھا، نے جبراً اہل مدینہ کو سفر کرایا، تو سب بچھڑ گئے، ماں اپنے بیٹے سے، اور مرد اپنی بیوی سے، اور بھائی اپنے بھائی سے، پس مدینہ منورہ میں سوائے ایک سو پچیس (۱۲۵) اشخاص کے علاوہ کوئی نہ بچا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جیسا کہ یہ کتاب سیدی ضیاء الدین احمد القادری رضوان اللہ علیہ کے شیوخ کے اہم اور نادر حالات سے بھرپور ہے، جن سے آپ نے کتب حدیث پڑھیں اور ان سے عام وخاص اجازتیں حاصل کیں، اور ان مشائخ میں سے آپ کے شیخ، شیخ فحۃ الامام العلامہ العبقری احمد رضا خان البریلوی الحنفی القادری، اور الشیخ المحدث وصی احمد السورتی، جن سے آپ نے کتب صحاح ستہ پڑھیں۔ اور آپ ﷺ نے شام میں المحدث العلامہ الشیخ الاکبر سید بدر الدین الحسنی سے اخذ فرمایا۔ اور مدینہ منورہ میں، حاصل کیا العلامہ المحدث محمد عبد الباقی الایوبی الکھنوی اور السید المسند عباس بن رضوان مدنی، اور السید علوی بن عبد اللہ باقفیہ جو اس وقت شیخ السادہ تھے، اور ان کے علاوہ دوسروں سے بھی۔

اور اس الامام الھمام نے عزم والے الطریقۃ العلویۃ القادریہ کے سرداروں

سے ملاقاتیں کیں اور ان سے اخذ کیا، ان میں سے الامام العلامہ القطب الربانی الغوث الصمدانی سید محمد المہدی بن سیدی محمد بن علی السنوسی رضی اللہ عنہ سے فیوض حاصل کئے اور ان سے الشیخ ضیاء الدین نے الطریقۃ السنوسیۃ القادریہ حاصل کیا۔ اور اس طرح حاصل کیا سیدی العلامہ المعمر سید عمران بن برکۃ الفیتوری الحسنی سے، اور آپ سے المسلسلات العشرہ کی روایت حاصل کی، اور سیدی القطب احمد بن عبد القادر الریفی المازونی سے حاصل فرمایا۔

اور اس وقت کے شیخ الطریقت المجاہد العظیم القطب سیدی احمد الشریف بن محمد الشریف بن محمد بن علی السنوسی سے مجاز و ماذون ہوئے۔ نیز آپ سے ملاقاتیں رہیں اور خط و کتابت اور اسرار کا سلسلہ جاری رہا رضی اللہ عنہما۔

سیدی ضیاء الدین کی ملاقات ہوئی المجاہد العظیم فخر الامۃ سیدی عمر المختار رضی اللہ عنہ سے اور ان کے علاوہ بغداد و ترکیہ اور سوریا و ہند کے سفروں میں۔ جن حضرات سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں اور آپ کے تلامذہ اور آپ کے خلفاء کے اسماء اور چھپی ہوئی خوبیاں اس سفر مبارک میں مرقوم ہیں۔

پھر اس سے بڑھ کر ہمارے شیخ عبد المصطفیٰ حفظہ اللہ بجاہ سیدنا المصطفیٰ، نے بعض ان علماء کا تذکرہ لکھا جن کا اس العالم المفضال (سیدی ضیاء) سے تعلق تھا۔ اور اسی طرح حالات بیان کئے سیدی العالم العارف فضل الرحمٰن بن الضیاء القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اور حالات قلم بند کئے آپ کے مشائخ اور آپ کے تلامذہ کے۔

اور اس سفر مبارک (تالیف) کو ممتاز کر دیا، ان خوبیوں نے جو اس میں پنہاں ہیں، ان میں سے، مراسلات اور مکتوبات نے اس کے صفحات کی رونق کو بڑھا دیا اور ضیاء بخشی۔

اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیا، صبح کی معطر ہوا اور اس ثمرہ والے باغ سے فائدہ حاصل کیا اور اس کے کھلے ہوئے پھولوں کی مہک سونگھی۔ افسوس بے حد افسوس کہ مجھے پوری طرح اردو زبان پر عبور حاصل نہیں، اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ کسی ایسے کو توفیق دے جسے اس کتاب کا عربی زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہو، تا کہ عرب و عجم اور شہری و دیہاتی مستفید ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ جزا دے سیدی العارف عبد المصطفیٰ محمد عارف القادری کو خیر الجزاء،
اس ٹھوس علمی تاریخ پر، جس سے اکابر اولیاء کی معرفت حاصل ہوئی جو سیدی ضیاء الملت
کے ہمعصر تھے۔ اور اس میں آپ نے انمول چمکنے والے موتیوں کو احسن خلق اور اطیب
طریقہ سے جمع کیا ہے۔

اور کہا میں نے اس سفر جلیل کے لئے:

اگر بلندیوں سے آنے والی معلومات کو دیکھنا چاہو، ایک غنچہ میں تو
تم پر لازم ہے کہ ہمارے عارف کے ساتھ سفرِ ضیاء الدین والملت۔

اور میں ان سطور کے لکھنے میں نہایت ہی عجلت میں تھا، مگر اس بندۂ فقیر نے نہایت کوشش کی
جو میں کرسکتا تھا، تا کہ اس میں سے انوار الٰھیہ اور اسرار ربانیہ کا کچھ ادراک حاصل کر
سکوں۔

تا کہ ان بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں جمع کروں
جس سے مہکنے والی نسیم چلے تو میری بیماریاں جاتی رہیں

یہ ہے اور صلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد مجمع حقائق الکمال والمعظمۃ الجامعۃ للجلال والجمال، صلاۃ
لا تحصر عد العدد ولا اصال، وعلی جمیع الاصحاب والآل۔

اور لکھا اس کو جو اپنے غنی رب کا فقیر ہے
محمد سعید بن ولید بن محمد سعید طولہ المدنی



بئر الخاتم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھوالقادر

قطب مدینہ منورہ

سیدی ضیاء الدین احمد قادری قدس سرہ العزیز وأعلی اللہ مقامہ

کا

سوانحی خاکہ

وہ جو تیرے فقیر ہوتے ہیں

آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

المدينـــة المنــورة

الماضـــى والحاضـــر



المدينة المنورة فى أوائل القرن الرابع عشر الهجرى

● فى المدينة المنورة أنشئت أول بلدية فى العالم الاسلامى

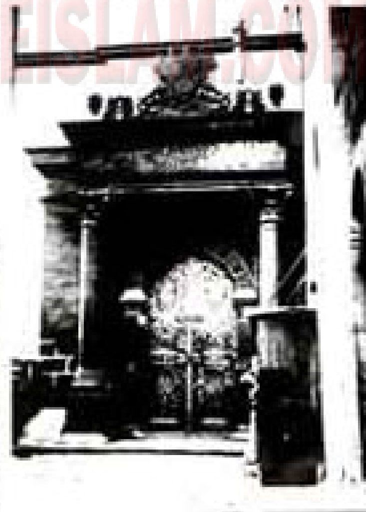


بقيع الغرقد عام ١٣٢٦هـ



صورة تبين صحن المسجد النبوى وذلك سنة ١٣٢٦هـ





باب الرحمة من عمارة الدولة العثمانية



صورة لباب السلام بالمسجد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ھوالقادر

قطب مدینہ ﷺ ماہ وسال کے آئینہ میں

۱۔	ولادت باسعادت۔ کلاس والا ضلع سیالکوٹ پاکستان (متحدہ بھارت) بروز دوشنبہ صبح النور	۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء
۲۔	نزول لاہور، مدت قیام ڈیڑھ برس	۱۳۱۱ھ
۳۔	آمد پیلی بھیت۔ عمر ۱۹ برس، مدت قیام چار برس	۱۳۱۳ھ
۴۔	زیارت حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی	۱۳۱۳ھ
۵۔	بیعت از سیدنا اعلیٰحضرت ﷺ عمر بیس برس	۱۳۱۴ھ
۶۔	حاضری مارہرہ شریف بغرض زیارت سیدنا ابوالحسین نوری	۱۳۱۴ھ
۷۔	خلافت واجازت از سیدنا اعلیٰحضرت ﷺ عمر اکیس برس کے	۱۳۱۵ھ
۸۔	خلافت از حضرت وصی احمد محدث سورتی ﷺ عمر بائیس برس	۱۳۱۶ھ
۹۔	خلافت از حضرت علامہ عبدالسلام جبل پوری ﷺ	۱۳۱۶ھ
۱۰۔	خلافت از قطب پنجاب علامہ غلام قادر بھیروی	۱۳۱۸ھ
۱۱۔	حاضری بغداد مقدس، مدت حاضری نو برس و چند ماہ	۱۳۱۸ھ
۱۲۔	خلافت واجازت از حضرت سید شیخ مصطفیٰ قادری کلیدار غوث الاعظم ﷺ	۱۳۱۹ھ
۱۳۔	حضرت سید مصطفیٰ قادری کلیدار سلطان الاولیاء کا وصال	۱۳۱۹ھ
۱۴۔	الامام محمد المہدی السنوسی ﷺ سے خلافت	۱۳۱۹ھ
۱۵۔	وفات الامام محمد المہدی السنوسی ﷺ	۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء

۱۶۔	خلافت واجازت از سید احمد شرف الدین کلید ار غوث الاعظم	۱۳۲۱ھ
۱۷۔	حالت جذب عرصہ چار سال	۱۳۲۲ھ تا ۱۳۲۵ھ
۱۸۔	خلافت واجازت از حضرت سید حسین الحسنی الکردی	۱۳۲۶ھ
۱۹۔	سیدنا اعلیٰحضرت ﷺ نے اپنی تصنیف حسام الحرمین علماء سے تقاریظ حاصل کرنے کے لئے ارسال فرمائی	۱۳۲۶ھ
۲۰۔	سید حسین الحسنی الکردی ﷺ کی بارگاہ میں حاضری مدت ڈیڑھ سال	۱۳۲۶ھ و ۱۳۲۷ھ
۲۱۔	مدینہ طیبہ میں حاضری	۱۳۲۷ھ
۲۲۔	زیارت سیدی محمد مصطفےٰ ماء العینین الشنقیطی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۲۷ھ
۲۳۔	قطب پنجاب حضرت علامہ غلام قادر بھیروی کی رحلت	۱۳۲۷ھ
۲۴۔	پہلا حج و حضرت علامہ شاہ محمد عبد الحق الٰہ آبادی مہاجر مکی قدس سرہٗ سے اجازت سلاسل و دلائل الخیرات	۱۳۲۸ھ
۲۵۔	وفات سیدی ماء العینین قدس سرہٗ	۱۹۱۰ء ۱۳۲۸ھ
۲۶۔	قیام مقام الغریرین (فتح شریف کی شرقی جانب)	۱۳۲۸ھ
۲۷۔	خلافت واجازت از الشیخ المعمر السید احمد بن عبد القادر الدرقاوی الریفی	۱۳۲۸ھ
۲۸۔	خلافت واجازت از حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ	۱۳۲۹ھ
۲۹۔	حضرت علامہ شاہ عبد السلام جبلپوری قطب ایم۔پی کی وفات	۱۳۲۹ھ
۳۰۔	الشیخ المعمر السید احمد بن عبد القادر الدرقاوی الریفی کا ''الناج'' میں انتقال	۱۳۲۹ھ
۳۱۔	خلافت از علامہ شیخ احمد شمس القادری المالکی المدنی	۱۳۳۰ھ
۳۲۔	قیام باب السلام زقاق الزرندی	۱۳۳۱ھ
۳۳۔	حضرت امام اہل سنت اعلیٰحضرت ﷺ نے الدولۃ المکیہ ارسال فرمائی	۱۳۳۲ھ
۳۴۔	پہلا سفر ترکیہ	۱۳۳۳ھ

۳۵۔	شیخ الدلائل حضرت علامہ شاہ محمد عبدالحق مہاجر مکی کی رحلت	۱۳۳۳ھ
۳۶۔	حضرت علوی با فقیہ علیہ الرحمہ کا انتقال	۱۳۳۳ھ
۳۷۔	واپسی مدینہ منورہ ترکیہ میں چندہ ماہ قیام کے بعد	۱۳۳۴ھ
۳۸۔	نکاح اول از سیدہ فاطمہ بنت عبدالرحمٰن اکبر (بیت الاشراف)	۱۳۳۴ھ
۳۹۔	استاذ محترم حضرت شاہ وصی احمد محدث سورتی کا وصال	۱۳۳۴ھ
۴۰۔	خلافت واجازت از شیخ سید محمد القادری الحریری قدس سرہ	۱۳۳۴ھ
۴۱۔	خلافت واجازت از مجاہد فی سبیل اللہ سید احمد شریف السنوسی	۱۳۳۵ھ
۴۲۔	خلافت واجازت از علامہ بدر الدین محدث شامی حسنی	۱۳۳۷ھ
۴۳۔	وفات شیخ سید محمد القادری الحریری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۳۳۷ھ
۴۴۔	دوسرا سفر حاضری اجمیر شریف و بریلی شریف قیام دو ماہ دو دن	۱۳۳۹ھ
۴۵۔	پیر و مرشد سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں قادری کا وصال	۱۳۴۰ھ
۴۶۔	محدثِ مدینہ ابی العباس علامہ شیخ احمد شمس کا انتقال	۱۹۲۳ء ۱۳۴۲ھ
۴۷۔	تیسرا سفر عراق	۱۳۴۳ھ
۴۸۔	حضرت علامہ ابو الخیر محمد بن احمد بن عابدین دمشقی کا وصال	۱۳۴۳ھ
۴۹۔	پیدائش سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہٗ باب السلام زقاق الزرندی	
	ربیع الآخر ۱۹۲۵ء	۱۳۴۴ھ
۵۰۔	قیام باب السلام سقیفۃ الرصاص	۱۳۴۴ھ
۵۱۔	حضرت علامہ سید عباس رضوان علیہ الرحمہ کا وصال	۱۳۴۶ھ
۵۲۔	مجاہد فی سبیل اللہ السید احمد شریف السنوسی کی وفات	۱۳۵۱ھ
۵۳۔	چوتھا سفر حیدرآباد دکن بغرض علاج سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہٗ	
	جب کہ ان کی عمر ۸ برس تھی	۱۳۵۲ھ
۵۴۔	خلافت از شبیہ غوث الاعظم شاہ علی حسین جیلانی اشرفی	۱۳۵۳ھ
۵۵۔	سیدی فضل الرحمٰن کو خلافت از حضرت شاہ علی حسین جیلانی اشرفی	۱۳۵۳ھ

۵۶۔ محدثِ اعظم علامہ شیخ بدر الدین حسنی کا سانحہ ارتحال — ۱۳۵۴ھ

۵۷۔ غوثِ زماں حضرت شاہ علی حسین اشرفی کی رحلت — ۱۳۵۵ھ

۵۸۔ ملی امیر مدینہ منورہ عبد العزیز بن ابراہیم — ۱۳۵۶ھ

۵۹۔ پیدائش صاحبزادی جناب آمنہ — ۱۳۵۷ھ

۶۰۔ تیسری صاحبزادی فضیلت کی پیدائش — ۱۳۵۸ھ

۶۱۔ وفات ام فضل سیدہ فاطمہ بنت عبد الرحمٰن اکبر (بیت الاشراف) — ۱۳۵۹ھ

۶۲۔ نکاح ثانی از سیدہ فاطمہ (بیت الطاہر) — ۱۳۶۰ھ

۶۳۔ صاحبزادی فضیلت کی وفات — ۱۳۶۱ھ

۶۴۔ حضرت سیدی فضل الرحمٰن کا نکاح — ۱۳۶۲ھ

۶۵۔ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں کا وصال — ۱۳۶۲ھ

۶۶۔ حضرت علامہ عبد الباقی لکھنوی مہاجر مدنی کا وصال — ۱۳۶۴ھ

۶۷۔ حضرت مفتی اعظم سیدی مصطفیٰ رضا قادری نوری کی معیت میں حج — ۱۳۶۴ھ

۶۸۔ مولانا فضل الرحمٰن کو حضرت مفتی اعظم سے خلافت — ۱۳۶۴ھ

۶۹۔ پہلے پوتے سیدی حبیب الرحمٰن کی ولادت — ۱۳۶۵ھ

۷۰۔ خطاب قطب مدینہ منورہ (۱۹۵۱ء) — ۱۳۷۰ھ

۷۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد حسین پسروری کا وصال — ۱۳۷۰ھ

۷۲۔ دوسرے پوتے سیدی رضوان قادری کی ولادت باب السلام
سقیفۃ الرصاص — ۱۳۷۳ھ

۷۳۔ حضرت مبلغ اعظم علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی کا انتقال ۲۳ ذوالحجہ — ۱۳۷۴ھ

۷۴۔ قیام باب المجیدی زقاق ضروان (مدت قیام ۲۷ برس) — ۱۳۷۴ھ

۷۵۔ وفات زوجہ ثانی سیدہ فاطمہ (بیت الطاہر) — ۱۳۷۵ھ

۷۶۔ تیسرے پوتے سیدی خلیل الرحمٰن کی پیدائش باب المجیدی — ۱۳۷۷ھ

۷۷۔ سیدی السید کامل بن مہدی مغربی مدنی کا وصال — ۱۳۸۴ھ

۷۸۔	آخری حج	۱۳۸۶ھ
۷۹۔	برادر اصغر جناب مقبول احمد کا انتقال رمضان المبارک	۱۴۰۱ھ
۸۰۔	وفات مجاہد اعظم محمد حبیب الرحمٰن قادری ۱۳ مارچ ۱۹۸۱ء / ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ	
۸۱۔	وصال بوقت اذان جمعہ ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء ۲ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ	
۸۲۔	عمر شریف	۱۰۷ برس
۸۳۔	کل مدت قیام مدینہ منورہ	۷۳ برس
۸۴۔	مفتی اعظم شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری کا وصال ۱۴ محرم ۱۴۰۲ھ	
۸۵۔	وفات سیدی حبیب الرحمٰن بن سیدی فضل الرحمٰن	۱۴۱۳ھ
۸۶۔	وفات جنابہ حفصہ زوجہ سیدی فضل الرحمٰن	۱۴۱۵ھ
۸۷۔	وفات حضرت علامہ سیدی فضل الرحمٰن قادری قدس سرہٗ	۱۴۲۳ھ
۸۸۔	وفات قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی قدس سرہٗ	

۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء / ۱۷ شوال ۱۴۲۴ھ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

عرض : کیا صف اول میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے؟

ارشاد : حدیث میں فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ صف اول میں نماز پڑھنے کا اس قدر ثواب ہے تو ضرور اس پر قرعہ اندازی کرتے یعنی ہر ایک صف اول میں کھڑا ہونا چاہتا اور جگہ کی تنگی کے سبب قرعہ اندازی پر فیصلہ ہوتا سب سے پہلے امام پر رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے پھر صف اول میں جو اس کے محاذی کھڑا ہو اس محاذی کے دائیں جانب پھر بائیں اسی طرح دوسری صف میں پہلے محاذی امام پر پھر دائیں پر یوں ہی آخر صفوف تک۔

(ملفوظات۔امام احمد رضا خاں قادری)



كهف بني حرام

غارِ سجدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھوالقادر

مختصر تعارف

مصطفےٰ (ﷺ) جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام



حضرت سیدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کے کمرہ کی تصویر مسند کے ساتھ الماری اور
اس کے اوپر لٹکی ہوئی پان کے لوازمات والی تھیلی جو کہ ہمیشہ حضرت علامہ
شاہ احمد نورانی صدیقی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا اپنے ہاتھوں
سے تیار فرماتیں اور حضرت سیدی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش فرماتیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھوالقادر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم (ﷺ)

بس رہا ہے میری آنکھوں میں وہی جانِ بہار
جس کا ہم رنگ کوئی پھول، چمن بھر میں نہیں

اس دورِ قحط الرجال میں ایک نمونہ سلف صالحین ہستی جو، جودوسخا، حلم وحیا، علم و عمل، زہدوتقویٰ، عبادت وریاضت، صبرواستقامت اور عشقِ مصطفیٰ (ﷺ) میں اپنی نظیر نہیں رکھتی تھی۔ جن کا ایک ایک سانس یادِ خدا اور یادِ حبیب خدا (ﷻ و ﷺ) میں گزرتا تھا۔ اور جو ذکرِ محبوب رب ذوالمنن کے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں گزار سکتے تھے۔ جن کی محفل مجلس ذکر رسولِ مقبول (ﷺ) تھی۔ جن کی مجلس اہل صفا کی مرجع تھی۔ جن کی محفل میں دنیا بھر کے اتقیا واصفیا، علما وفضلاء کھنچے چلے آتے تھے۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت جانتے تھے۔ جو ریا و سمعہ سے بالکل ناآشنا تھے۔ جن کا دسترخوان نہایت وسیع تھا۔ اور جو حضورِ پُرنور سرکارِ دو جہاں ﷺ کے مہمانوں کی خدمت کو باعث فخر وعزت سمجھتے تھے۔ اور اس میں کسی واقف و ناواقف کی تخصیص نہیں کرتے تھے۔ اُن کے نزدیک حضورِ پرنور ﷺ کے مہمانوں میں کوئی بھی بیگانہ نہیں، سب یگانہ تھے جو حضورِ پرنور آقائے نامدار ﷺ کے عشق میں اپنے وطن کو خیرباد کہہ کر چوہتر (۷۴) برس درِ حضور (ﷺ) پر حاضر رہے۔ اور حیات ابدی پا گئے۔

جو تقلیل طعام، تقلیل کلام اور تقلیل منام کے اصول پر پورے طور پر کاربند تھے۔ جن کی مجلس میں کسی کی غیبت وبرائی نہیں ہوتی تھی۔ اور وہ اپنے عقیدت کیشوں اور دامن

گرفتگان کو اتباع شریعت اور پردہ پوشی کی پُر زور تلقین فرماتے تھے۔ یعنی ستار العیوب جل شانہ کی صفت ستاری کا مظہر بننے کی ہدایت کرتے تھے۔

جن کے مریدین حجاز مقدس کے علاوہ ترکی، سوریا، انڈونیشیا، مصر، عراق، ایران، یمن، لیبیا، المغرب، الجزائر، سوڈان، متحدہ عرب امارات، مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش)، پاکستان، افغانستان، بھارت، برطانیہ، امریکہ وافریقہ وغیرہ میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

اور جن کے صدہا خلفاء اطراف واکناف عالم میں رشد وہدایت میں مصروف ہیں۔ جو زبردست فقیہ اور محدث تھے۔ اور امام اہل سنت مجدد اعظم اعلحضرت عظیم البرکت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی قدس سرہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ اور جنہیں دیگر متعدد مشاہیر وشیوخ سے اجازت وخلافت کا شرف حاصل تھا۔ جن کی زندگی مسلسل جہاد تھی۔ مگر وہ باایں ہمہ کمالات عالیہ اپنے آپ کو چھپائے بیٹھے تھے۔ اور اپنے آپ کو صرف اور صرف سید الانبیاء حبیب کبریا ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ کا ادنیٰ گدا سمجھتے تھے۔

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

اور در محبوب خدا (جل جلالہ و ﷺ) کے گداؤں کی یہ شان ہے۔

تمہارے در کے گداؤں کی شان عالی ہے
وہ جس کو چاہتے ہیں تاجدار کرتے ہیں

اس عالم ربانی وعارف حقانی، شیخ العرب والعجم کا نام نامی واسم گرامی

حضرت مولانا علامہ مفتی حافظ شیخ ضیاء الدین احمد قادری رضوی مہاجر مدنی رضی اللہ عنہ

ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھوالقادر

مختصر حالاتِ زندگی



مزارِ مبارک علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمہ

آپ نے پہلی بار حضرت شیخ احمد سرہندی کو "مجددالالفِ الثانی" تحریر فرمایا
سیالکوٹ۔ پاکستان

سیالکوٹ

پاکستان کا ایک مشہور شہر، صوبہ پنجاب کا ضلع، اس ضلع کا کل رقبہ تقریباً ۲۰۶۷ مربع میل ہے۔سیالکوٹ ضلع کی آبادی تقریباً ۳۰ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔سیالکوٹ کا اصل شہر سطح سمندر سے ۸۰۰ فٹ کی بلندی پر ہے۔مشرق اور شمال کی جانب اس کی حدیں بھارت اور کشمیر سے جا ملتی ہیں۔ ضلع سیالکوٹ دریائے راوی اور چناب کے درمیانی علاقے میں واقع ہے۔اس کا بالائی علاقہ بہت زرخیز ہے۔یہاں پر سالانہ بارش کا اوسط ۳۶ انچ کے قریب ہے۔گندم، چاول، جو، جوار اور گنے کی فصلیں بہت اچھی ہوتیں ہیں۔

صرف سیالکوٹ شہر کی آبادی ۷ لاکھ (موجودہ آبادی تیں لاکھ سے زیادہ ہے) سے زیادہ ہے۔اس شہر کا محلِ وقوع سیاسی اور فوجی اعتبار سے بہت اہم ہے۔یہ شہر صنعت و حرفت کا بہت اہم مرکز بن چکا ہے۔اس کا بنا ہوا کھیلوں کا سامان، آلات جراحی اور آلاتِ موسیقی بہت مشہور ہیں۔تمام دنیا میں ان چیزوں کی بہت مانگ ہے۔

اس شہر کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کی بنیاد راجہ سَل (یا سَلا) نے رکھی تھی، وہ پانڈووں کا ماموں تھا۔اس نے یہاں ایک قلعہ بھی بنوایا تھا۔اور اس بستی کا نام اپنے نام کی مشابہت سے سلکوٹ رکھ دیا تھا۔بعد میں بکرماجیت کے عہد میں ایک ہندو راجہ سالی ورہن نے اس پر قبضہ جمالیا تھا۔آج کل اس کے بارے میں ایک نیا نظریہ بھی سننے میں آتا ہے کہ سیالکوٹ ایک قدیم شہر "سکالا" کے کھنڈرات پر آباد ہے۔اور یہ کہ یونانی بادشاہوں کے زمانے میں یہ شہر یوتھی ڈی مسکس (EUTHYDEMUS) خاندان کے بادشاہوں کا دارالحکومت بھی بنا رہا۔لیکن بعد میں پربن قبائل نے اپنا قبضہ جمالیا۔

شہر سیالکوٹ میں ایک گوردوارہ جو "بابے کی بیری" کے نام سے مشہور ہے، موجود ہے۔یہاں ہر سال میلہ لگتا ہے۔اس کے علاوہ ایک مشہور صوفی بزرگ حضرت علی الحق کا مزار بھی یہاں موجود ہے۔جسے دیکھنے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔

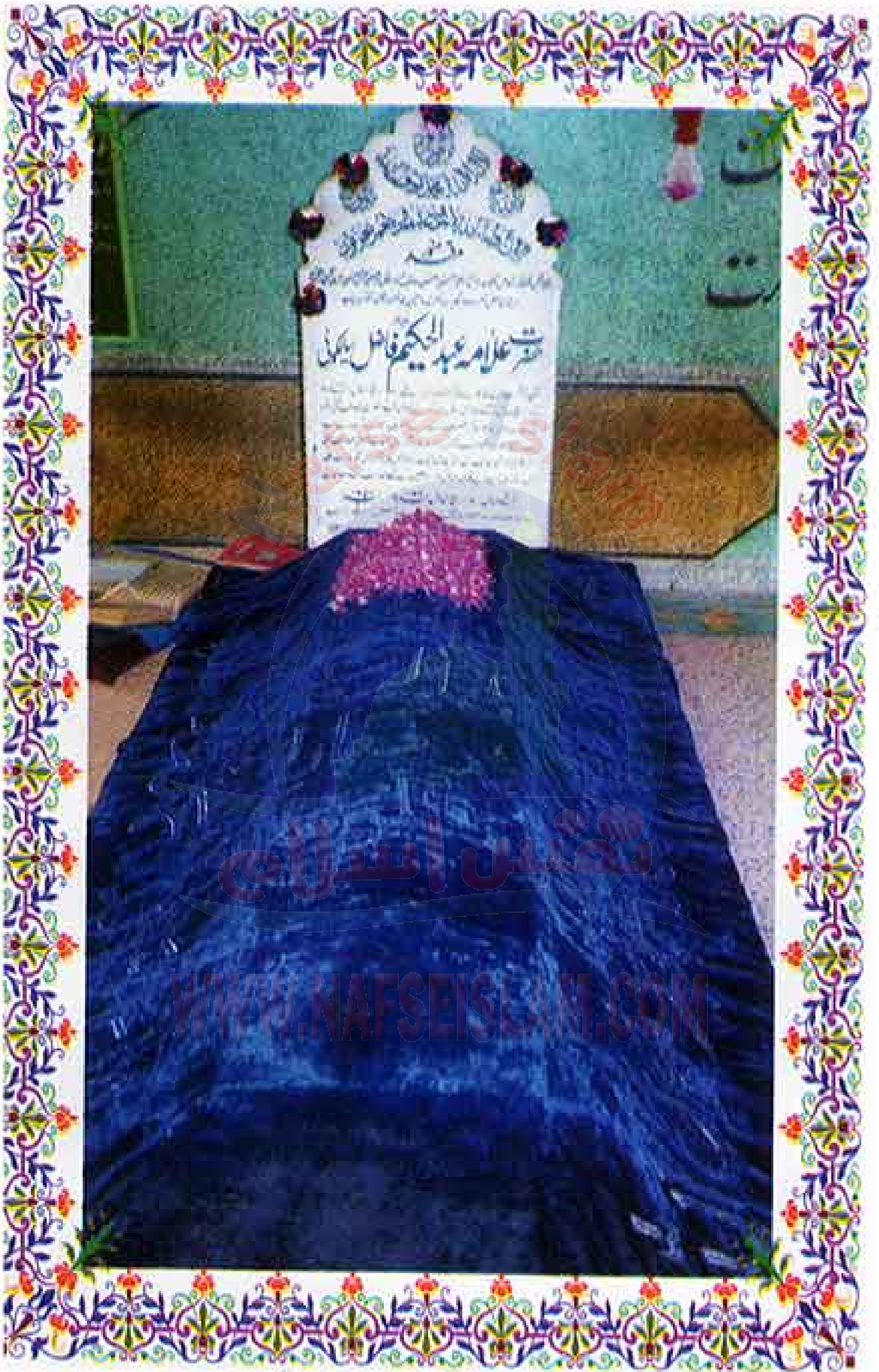
مغلوں کے زمانے میں سیالکوٹ شہر تمام ہندوستان کے علمی مرکزوں میں خاصہ اہم مرکز شمار ہوتا تھا۔ پاکستان کے قومی شاعر حضرت علامہ اقبال اور آج کل کے مشہور شاعر فیض احمد فیض اسی شہر میں پیدا ہوئے۔[۱]

حضرت قطب مدینہ قدس سرہ کے جد اعلیٰ حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (المتوفی ۱۰۶۷ھ) ہی کی وجہ سے مغلوں کے دور میں اہم علمی مرکز رہا۔ آپ کا مزار مبارک سیالکوٹ میں ہے۔ حضرت کے استاذ محترم محمد حسین پسروری (المتوفی ۱۳۲۷ھ) کا مزار شریف جامع مسجد حنفیہ محلہ رنگ پورہ سیالکوٹ میں ہے۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

مجدد اعظم امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"اساتذہ و شیوخ علوم شرعیہ بلاشبہ آبائے معنوی و آبائے روح ہیں۔
جن کی حرمت و عظمت آبائے جسم سے زیادہ ہے، کہ وہ پدر آب و گل ہیں
اور یہ پدر جان و دل ہیں"



مزارِ مبارک علامہ عبدالحکیم سیال کوٹی علیہ الرحمہ

سیال کوٹ۔ پاکستان

آفتابِ پنجاب علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
قطب مدینہ قدس سرہٗ کے جدِ اعلیٰ

عہد جلال الدین محمد اکبر کے، درخشندہ مہتاب، آفتاب پنجاب امام العصر حضرت علامہ عبدالحکیم قادری نوشاہی قدس سرہٗ ۹۶۸ھ میں حضرت شیخ شمس الدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن خلیفۃ الرسول امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم گھر پر اور پھر مقامی مدرسہ میں حاصل کی۔ اس وقت سیالکوٹ کی عنان حکومت راجہ مان سنگھ کے ہاتھ میں تھی۔ اس دور میں کشمیر کے ایک متبحر، نامور عالم حضرت مولانا کمال الدین کشمیری اور ان کے بھائی مولانا جمال الدین باوجوہ کشمیر سے سیالکوٹ آئے۔ سیالکوٹ میں ایک انتہائی متمول، اور بہت بڑا جاگیردار میاں محمد وارث نامی تھا۔ اس نے سیالکوٹ کے کشمیری محلہ میں ایک بہت بڑی مسجد اور دینی علوم کا مدرسہ قائم کیا ہوا تھا۔ مولانا کمال الدین کشمیری قدس سرہٗ نے اس درس گاہ سے درس وتدریس کا آغاز فرمایا۔ ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے علم کے متلاشی ان کی بارگاہ میں آنے لگے۔ معروف ہے کہ جنات بھی آپ کے حلقہ درس میں شامل تھے۔ حضرت علامہ کو تفسیر، حدیث، فقہ، علم الکلام، فلسفہ اور منطق پر کامل عبور تھا۔

حضرت علامہ عبدالحکیم قادری سیالکوٹی قدس سرہ نے اسی بحرِ بے کنار سے فیض حاصل کیا۔ علامہ موصوف کے علاوہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور نواب سعد اللہ خاں وزیر اعظم شاہ جہاں بھی مولانا کمال الدین کے شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی کو مجدد الف ثانی کا خطاب آپ ہی کا عطا کردہ ہے۔

آفتابِ پنجاب قدس سرہٗ عہد اکبر میں لاہور کے مدرسہ عالیہ میں مدرسِ اعلیٰ کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ لاہور میں آپ اکثر حضرت میاں میر قادری رضی اللہ عنہ سے ملاقات

کرتے رہتے۔

سنہ ۱۰۱۴ھ کو مغل بادشاہ جہانگیر تخت کا وارث ہوا۔ بادشاہ حضرت علامہ کا بے حد قدردان تھا۔ مغل بادشاہ شاہجہان علماء و مشائخ کا بہت احترام کرتا تھا۔ حضرت علامہ کا بھی دلی معتقد تھا اور بے پناہ تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا۔ آپ کو آگرہ کے شاہی مدرسہ کا مدرس اعلیٰ مقرر کر دیا۔ جہاں اس زمانے کا مشہور شاعر محمد جان قدسی بھی ایک استاد تھا۔

حضرت علامہ قدس سرہٗ کا ایک ہم مکتب سعد اللہ خاں شاہ ہند کا وزیر اعظم تھا۔ اس نے حضرت علامہ کی تصنیف ''حاشیہ درہ ثمینہ'' بادشاہ کو پیش کی۔ اس کتاب سے بادشاہ اس قدر متاثر ہوا کہ آپ کو سونے اور چاندی کے رائج الوقت سکہ میں تولوایا۔ اور دو مرتبہ چھ، چھ ہزار روپیہ پیش کیا۔ اور چند دیہات مرفوع القلم عنایت کئے۔ جو برطانوی دور اقتدار تک آپ کے خاندان میں رہے۔

آپ کا بہت بڑا ذاتی کتب خانہ تھا۔ جو کمیاب و نایاب کتب سے بھرا ہوا تھا۔ جو کہ مخطوطوں کا ایک عظیم شاہکار تھا۔ جس کا شمار ہندوستان کے بڑے کتب خانوں میں ہوتا تھا۔ سکھوں کے دور اقتدار میں جہاں مسلمانوں کی دیگر اور قیمتی یادگاروں کو تباہ و برباد کیا گیا۔ ان ہی کے ساتھ یہ عظیم خزانہ فنا ہوا۔

حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی سخی تھے سنہ ۱۰۵۲ھ میں اپنی جاگیر واقع محلہ ''میانہ پورہ'' میں ایک مسجد اور مدرسہ تعمیر کروایا۔ طلبہ کے قیام و طعام کا مکمل بندوبست کیا۔ انسانوں کی خدمت کے لئے مسافر خانہ تعمیر کروایا۔ جہاں کھانے پینے کا معقول انتظام بڑی نفاست سے کیا۔ اسی علاقہ میں ایک خوبصورت باغ بھی بنوایا۔ سلطان وقت ایک لاکھ روپیہ ماہوار آپ کے آخری ایام تک ارسال کرتا رہا۔

حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے سربر آوردہ علماء کرام میں سے تھے۔ فقہ، حدیث و تفسیر میں کامل دسترس رکھتے تھے، مگر معقولات میں امامت کے درجہ پر فائز تھے۔ آپ کے تلامذہ میں حضرت نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہٗ کے صاحبزادہ محمد ہاشم دریا دل کے علاوہ علامہ سید فیض اللہ نوری بن سید صالح محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (مرید و خلیفہ حضرت

نوشہ گنج بخش قادری) و علامہ عبدالرحیم مرادآبادی اور سید محمد اسمٰعیل بلگرامی معروف ہیں۔

آپ کے ایک ہی صاحبزادہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو علم و عمل اور زہد و تقویٰ میں والد کا نمونہ تھے۔

آپ نے تمام زندگی درس و تدریس اور تالیف و تصنیف میں بسر کی۔ آپ کی تصانیف میں سے کتب ذیل مشہور ہیں۔

۱۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی
۲۔ حاشیہ مطول
۳۔ حاشیہ کتاب مشہور
۴۔ حاشیہ مقدمات اربعہ تلویح
۵۔ حاشیہ شرح مواقف
۶۔ حاشیہ شرح عقائد دوانی
۷۔ حاشیہ شرح علی القطب، علی الشمسیہ
۸۔ حاشیہ شرح کافیہ
۹۔ حاشیہ بر حاشیہ خیالی
۱۰۔ حاشیہ شرح مفیہ
۱۱۔ حاشیہ شرح عقائد تفتازانی
۱۲۔ حاشیہ شرح مطالع
۱۳۔ حاشیہ قطبی
۱۴۔ حاشیہ عبدالغفور
۱۵۔ حواشی بر حواشی شرح حکمت العین
۱۶۔ حواشی بر حواشی ہدایۃ الحکمۃ میبذی
۱۷۔ حواشی بر حواشی مراۃ الارواح
۱۸۔ تکملہ حاشیہ عبدالغفور بر فوائد ضیائیہ
۱۹۔ الدرۃ الثمینۃ فی اثبات الواجب تعالیٰ
۲۰۔ ترجمہ فارسی خزینۃ الطالبین
۲۱۔ دلائل التجدیدیہ
۲۲۔ سیالکوتی علی التصورات
۲۳۔ تکملہ عبدالحکیم شرح جامی
۲۴۔ شرح تہذیب محشی
۲۵۔ القول الحمید
۲۶۔ حاشیہ خیالی
۲۷۔ حاشیہ درۃ ثمینۃ فی اثبات علم واجب
۲۸۔ زبدۃ الافکار

۲۹۔ حاشیہ علی الجرجانی

۳۰۔ حاشیہ علی شرح العقائد النسفی

۳۱۔ عقائد السیالکوتی

۳۲۔ حاشیہ علی شرح تصریف العزی للسعد

علامہ موصوف کی تصنیف ''سیالکوتی علی التصورات'' جو علم منطق پر معرکۃ الآرا تصنیف تھی اسے ''جامعہ الازہر'' کے نصاب میں شامل کیا گیا اور متعدد مرتبہ مصر سے طبع ہوئی۔

طبیعت میں بہت زیادہ عجز و انکسار تھا۔ مخلوق خدا کی خدمت سے بہت محبت تھی۔ ہر کسی سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ اس عالم و عارف کی جلالت علمی پر پنجاب ہمیشہ ناز کرتا رہے گا۔

علامہ زمان، آفتاب پنجاب حضرت عبد الحکیم قادری سیالکوٹی قدس سرہٗ ۹۹ سال کی عمر پا کر ۱۸ ربیع الاول ۱۰۶۷ھ میں رحلت فرما گئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ولادت

آفتاب پنجاب حضرت علامہ عبدالحکیم قادری سیالکوٹی کے دودمان جلیلہ میں قطب مدینہ ضیاء الملت والدین سیدی ومرشدی حافظ علامہ ضیاء الدین احمد القادری الرضوی قدس سرہ بن شیخ عبدالعظیم بروز پیر ربیع الاول ۱۲۹۴ھ میں بمقام قصبہ کلاس والا، ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ "احمد مختار" مادہ تاریخ ولادت باسعادت ہے۔ بچپن ہی میں سیالکوٹ شہر کے محلہ خراسیاں میں اپنے جد امجد حضرت شیخ قطب الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مقیم ہو گئے۔

بعض مؤلفین کو سہو ہوا، اور انہوں نے حضرت سیدی قطب مدینہ قدس سرہ کی تاریخ ولادت ۱۲۹۱ھ اور مادہ تاریخ ولادت "یا غفور" تحریر کیا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ پیدائش ۱۲۹۴ھ بیان فرمایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میرا پیدائشی نام "احمد مختار" ہے اور اسی سے مادہ تاریخ ولادت نکلتا ہے۔ میرے دادا حضرت شیخ قطب الدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعد میں میرا نام ضیاء الدین رکھ دیا تھا۔

نیز حضرت قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ فقیر کی عمر حضرت شہزادے میاں (حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ) سے سولہ برس زیادہ ہے۔ سیدی مصطفیٰ رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۱۳۱۰ھ کی ہے تو قطب مدینہ قدس سرہ کی ولادت ۱۲۹۴ھ ہوئی۔

حضرت قطب مدینہ قدس سرہ کے خلیفۃ المخلوس سے تاریخ ولادت ۱۲۹۴ھ کی تصدیق وتائید ہوتی ہے۔



حفیظ الحفوس کا عکس ۵

آپ کے مورثِ اعلیٰ میں حضرت شیخ عبد اللہ قادری قدس سرہٗ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آج سے دو سو برس پہلے مدینہ طیبہ میں ہجرت کر کے آگئے تھے۔ مدینہ طیبہ میں "شیخ ساکت" (چپ شاہ) کے نام سے معروف تھے۔ قطب مدینہ فرماتے تھے کہ اہل مدینہ ان کی کرامات کا ذکر کرتے تھے۔ آپ کے اجداد میں سے دوسرے حضرت شیخ عبد الحلیم قادری رحمۃ اللہ علیہ جید عالم اور باکمال صوفی تھے۔ قطب مدینہ قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ میرے اجداد تمام ہی قادری تھے۔ اور قادری اجداد اکثر چشتی تھے۔

حضرت سیدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میرے جدِ امجد کے دو بھائی اور تھے، ان میں سے چھوٹے دادا کا نام علی گوہر قادری اور بڑے دادا کا نام عبد المعین قادری تھا۔ آج سے تقریباً ڈیڑھ سو برس قبل حج پر آئے تھے اور پھر مدینہ طیبہ ہی میں رہ گئے، اللہ تعالیٰ نے بقیع شریف ان کے نصیب میں کر دی۔"



حضرت خالد بن ولید سیف اللہ کی تلوار

سلسلہ تعلیم

ابتدائی تعلیم جدِ مکرم سے حاصل کی۔ پھر سیالکوٹ کے مشہور و متبحر عالم و عارف حضرت علامہ مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۷ھ) کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

اس کے بعد لاہور ⁵ میں شیخ العرفاء مفتی اعظم حضرت علامہ غلام قادر ہاشمی چشتی نظامی بھیروی قدس سرہ (۱۲۶۵ھ تا ۱۳۲۷ھ)۔ خطیب مسجد بیگم شاہی کی خدمت اقدس میں تقریباً ڈیڑھ سال رہ کر اکتساب فیض کیا (اور بعد میں اجازت و خلافت سے نوازے گئے)۔ علوم و فنون کے اس بحر زخار میں غواصی کے بعد پیلی بھیت ⁶ (بھارت) تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت مولانا علامہ وصی احمد محدث سورتی مرحوم و مغفور (المتوفی ۱۳۳۴ھ) کے حلقۂ درس میں شامل ہو گئے۔ تقریباً چار سال ان کے خرمنِ فیض سے خوشہ چینی کرتے رہے۔

فرمایا:

> "ہمارے پنجاب سے حدیث شریف کے دورے کے لئے لوگ پیلی بھیت میں بھیجے جاتے تھے۔ وہاں حضرت شاہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ اور کامل اولیاء اللہ میں سے تھے، میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث شریف کے دورے میں شریک رہا۔" ⁷

درس نظامی کی تکمیل کی اور دورہ حدیث کے بعد سند فراغت حاصل کی۔ حضرت مجدد اعظم شاہ احمد رضا خان قادری محدث بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے دست کرم سے دستار بندی فرمائی۔ بعد میں حضرت محدث سورتی سے خلافت کا شرف بھی پایا۔ (سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے اجازت و خلافت کے بعد۔)

حضرت مولانا علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ کو اجازت وخلافت کا شرف حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی قدس سرہٗ بن شاہ اہل اللہ ﷫ سے سلسلہ عالیہ قادریہ ونقشبندیہ میں حاصل تھا۔ [۱۲]

یہاں آپ کے ہم سبق طلباء میں پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (المتوفی ۱۳۵۳ھ) خلیفہ مجاز حضرت مجدد اعظم سیدنا اعلیٰحضرت (﷫) صدر شعبۂ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ وحضرت سید خادم حسین (۱۹۰۲ء) بن حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہما۔ اور مولانا فضل حق رحمانی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی) بھی شامل تھے۔

اللہ اللہ

حیات النبی (ﷺ)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

موئے مبارک (ﷺ)

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو

(حدائق بخشش۔ اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلوی)

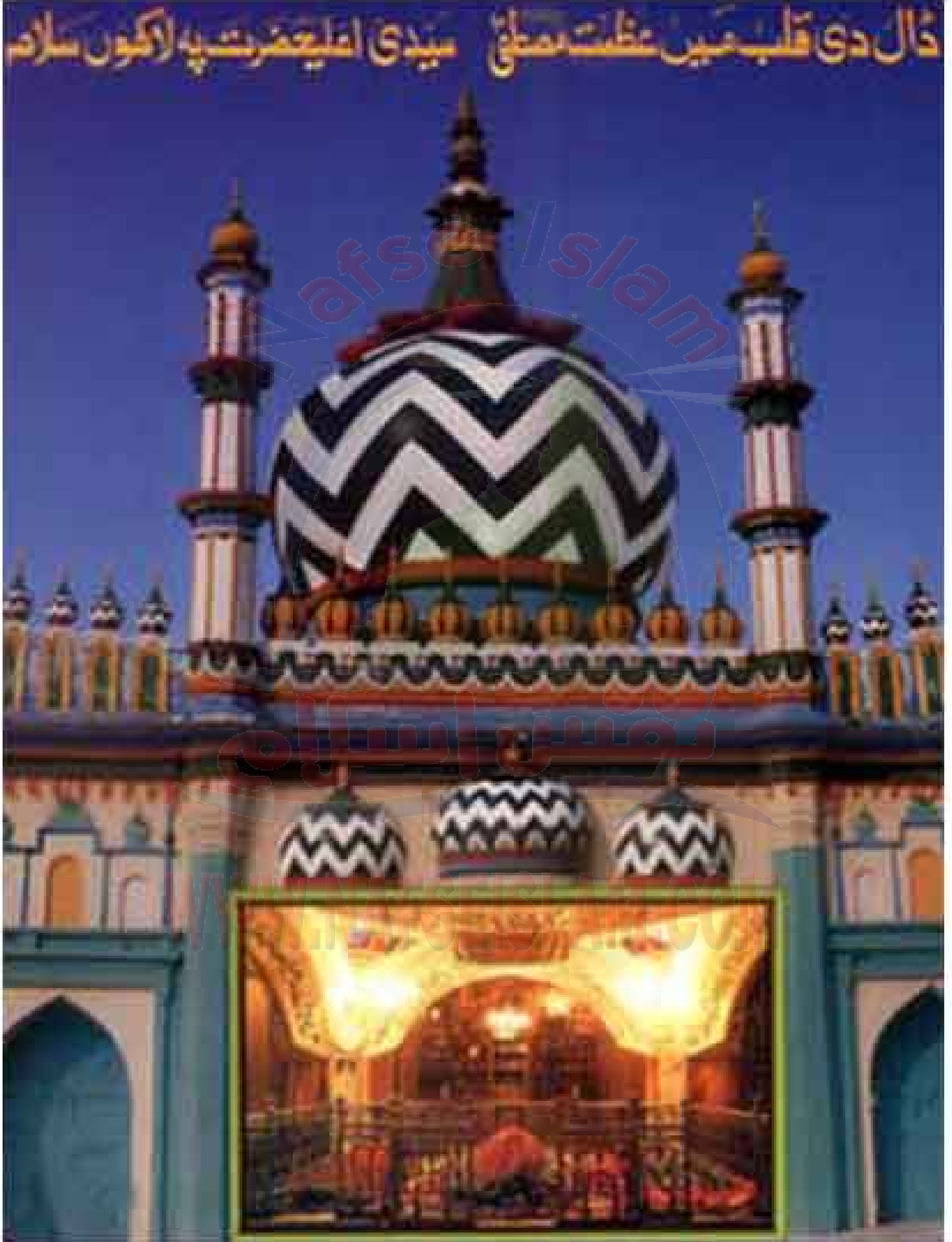
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



ھوالقادر

بحضور مجدد اعظم قدس سرہ

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ (ﷺ)
حضرت اعلیٰحضرت (رضی اللہ عنہ) پہ لاکھوں سلام


ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ   سیدی اعلیٰحضرت پہ لاکھوں سلام

رشکِ بریلی

بریلی ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کا مشہور شہر ہے۔ جہاں اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قادری نے اپنے مدرسہ "جامعہ منظر اسلام" کی بنیاد ڈالی۔

بریلی شہر دھلی سے ایک سو تیس میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہے۔ یہ روہیل کھنڈ ڈویژن اور ضلع بریلی کا صدر مقام ہے۔ ۱۹۷۱ء میں یہاں کی آبادی سوا تین لاکھ تھی۔ جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔

بریلی کی بنیاد ۹۳۳ھ/ ۱۵۲۷ء میں رکھی گئی۔ مغل بادشاہ اکبر نے یہاں ایک قلعہ بنوایا تھا۔ بعد میں اس قلعہ کے گرد لوگ بسنا شروع ہو گئے اور یہ ایک قصبے کی شکل اختیار کر گیا۔ شاہ جہاں کے دور میں اسے روہیل کھنڈ کا دار الحکومت بنا دیا گیا۔ اورنگ زیب کے بعد ہندوؤں نے یہاں سے مغلوں کے صوبے دار کو نکال کر خود حکومت سنبھالی مگر بہت جلد ان میں پھوٹ پڑ گئی اور حکومت کی بھاگ دوڑ ایک روہیلہ سردار علی محمد خان کے ہاتھ آ گئی۔ ۱۱۶۲ھ/ ۱۷۴۹ء میں حافظ رحمت خان اس کا جانشین بنا۔ ۱۱۸۶ھ/ ۱۷۷۴ء میں سعادت یار خاں وزیر اودھ کے ماتحت اس شہر کا صوبیدار مقرر کیا گیا۔

۱۲۱۶ھ/ ۱۸۰۱ء میں یہ شہر انگریزوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء اور ۱۲۵۷ھ/ ۱۸۴۲ء میں یہاں زبردست ہندو و مسلم فسادات ہوئے اور ۱۸۵۸ء تک یہ شہر انگریزوں کی عملداری سے باہر رہا۔ ۱۹۴۷ء میں یہاں کی اکثر مسلمان آبادی پاکستان ہجرت کر گئی۔

بریلی کی قابل ذکر عمارات میں جامع مسجد (تعمیر شدہ ۱۶۵۷ء)، مقبرہ رحمت خاں (۱۷۷۵ء)، کمپنی باغ اور مرزائی باغ اہم ہیں۔

بریلی سڑکوں اور ریل کے ذریعے اردگرد کے تمام شہروں سے ملا ہوا ہے۔ یہ دہلی سے لکھنؤ جانے والی ریلوے لائن کا جنکشن ہے۔ یہاں کی اہم صنعت شکر سازی ہے۔ اس

کے علاوہ یہاں ماچس، کپڑے اور کپڑوں سے بننے والی مصنوعات خصوصاً تحت اور دریاں بنانے کی فیکٹریاں بھی کام کر رہی ہیں۔

ضلع بریلی ہمالیہ کے دامن میں واقع ہے جو جنوب کی طرف بتدریج ڈھلوان ہوتا جاتا ہے۔ ضلع کی کل آبادی ۱۹۷۱ء میں بیس لاکھ کے قریب تھی جو ۱۵۹۱ مربع میل پر آباد ہے۔ یہاں کی زمین زرخیز ہے۔ اور گنگا سے نکلنے والی نہروں سے سیراب ہوتی ہے۔ اہم فصلیں گندم، چاول اور گنا ہیں۔

روہیل کھنڈ ڈویژن بجنور، بدایوں، مرادآباد، پیلی بھیت، رام پور، شاہجہان پورہ، اور بریلی کے ضلعوں پر مشتمل ہے۔ اس کی کل آبادی ۱۹۷۱ء میں ایک کروڑ کے لگ بھگ تھی۔ [۱۳]

بریلی کو امام اہل سنت مجدد اعظم مفتی احمد رضا خان قادری قدس سرہ کا مولد و مسکن اور مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ فاضل بریلوی کے جد امجد حضرت علامہ رضا علی خان قادری و والد محترم امام المحققین حضرت علامہ نقی علی خان قادری، برادر محترم مولانا حسن رضا خان و مولانا محمد رضا خان کے مزارات بھی اسی شہر بریلی کے سٹی قبرستان میں واقع ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اللہ اللہ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ

فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِیْ

حاضری مرشد

حضرت محدث وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ کو امام اہل سنت مجدد اعظم محدث بریلوی قدس سرہ سے نہایت درجہ محبت ومودت بلکہ عقیدت تھی اور وہ ہر جمعرات کو اعلیٰحضرت قدس سرہ کی ملاقات کے لئے بریلی شریف جاتے اور اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کر کے آپ کے ساتھ کھانا تناول فرما کر پیلی بھیت واپس تشریف لے جاتے۔ حضرت محدث سورتی قدس سرہٗ کی معیت میں ان کے دو خوش بخت شاگرد بھی بریلی شریف حاضر ہوتے۔ ایک سیدی و مرشدی حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ، دوسرے حضرت مولانا عبد الرحمٰن، اعظم گڑھی علیہ الرحمۃ تھے۔

حضرت شیخ فرماتے :

"آپ (حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ) کی عادت مبارک تھی کہ ہر جمعرات ظہر کی نماز پڑھ کر کھانا کھایا، عصر کے قریب ریل کا وقت ہوتا جو بریلی جاتی اس گاڑی میں بیٹھ جاتے اور مغرب سے پہلے بریلی شریف پہنچ جاتے جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے، نماز جمعہ کے بعد کھانا کھاتے اور پھر پیلی بھیت واپس آجاتے اس طرح تین برس سے زیادہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوتی رہی۔"

ان حاضریوں کے دوران حضرت شیخ العالم سیدی و مولائی ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰحضرت مجدد اعظم مفتی شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۳۱۲ھ میں بیعت ہو گئے اور اس ہفتہ واری حاضری میں سلوک کی منازل طے کرتے رہے۔ اور مرشد ارشد کی نظر کیمیا اثر نے آپ کو اوج کمال تک پہنچا دیا۔ بالآخر ۱۳۱۵ھ میں شرف خلافت

سے نوازے گئے۔اس وقت آپ کی عمر مبارک صرف اکیس برس کی تھی۔(یاد رہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ بھی اکیس برس کی عمر میں خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے تھے۔)اور ابھی تحصیل علوم سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے۔اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم رضی اللہ عنہ سے شرف خلافت سے مشرف ہونے والوں میں حضرت سیدی ومولائی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی غالباً گیارھویں نمبر پر تھی۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

چہرہ انور (ﷺ)

شش جہت روشن زتاب روئے تو
ترک و تاجیک و عرب ہندوئے تو

ماہ را مہر رخت نور و بہا
مہر را تنویر قلب و ضیاء

ک گیسو، ہ دہن، ی ابرو آنکھیں ع ص
کھیعص ان کا ہے چہرہ نور کا

(حدائق بخشش۔امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم



ھو القادر

بحضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیا

اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام



بغداد مقدس

تمہاری مہک سے گلی کوچے مہکے
ہے بغداد رشکِ ارم غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

بغداد شریف عراق کا سب سے بڑا شہر اور ملک کا دارالحکومت ہے۔ میسو پوٹیمیا نامی میدان میں آباد ہے۔ دریائے دجلہ شہر کے درمیان سے گزرتا ہے۔ دریائے فرات بغداد شریف سے ۲۵ میل کے فاصلے پر بہتا ہے۔ یہ شہر انتظامی تجارتی، ثقافتی ہر لحاظ سے ملکِ عراق کا مرکز ہے۔ شہر بغداد شریف سے تھوڑی دوری پر ہی حکومتِ عراق نے تیل صاف کرنے کی بہت بڑی ریفائنری لگائی ہے۔ یہ شہر قدیم اقوام میں سے سومری اور بابلی تہذیب کے آثار کا مرکز ہے۔ چنانچہ بابیلون، اور سلوشیا جیسے شہر بغداد ہی کے نواح میں آباد تھے۔ بغداد کو ۶۲ ہجری میں عباسی خلیفہ منصور نے آباد کیا۔ اس کا نام "مدینۃ السلام" رکھا۔ اور اسے خلافت عباسیہ کا دارالخلافہ قرار دیا۔ اس شہر نے خلیفہ منصور، مہدی، ہادی، ہارون رشید، امین رشید اور مامون رشید کے ادوار ۶۲ ہجری تا ۸۳۳ء میں بے انتہا ترقی کی اور دنیا بھر میں عروس البلاد کہا گیا۔

خلیفہ معتصم نے دارالخلافہ بغداد سے "سامرہ" منتقل کیا، تو اس کی رونق کچھ پھیکی پڑ گئی۔ وہ ۸۳۶ء کا زمانہ تھا۔ مگر پھر ۸۹۲ء میں دارالخلافہ بغداد منتقل کیا گیا تو اس کی بہاریں دوبارہ لوٹ آئیں، علمی، ثقافتی، صنعتی، تجارتی ہر لحاظ سے بغداد اپنی مثال آپ ہو گیا۔

۱۲۵۸ء میں ہلاکو خاں نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور اسے برباد کر ڈالا۔ اور اس کی عظمت داستانِ پارینہ بن گئی۔ تیمور لنگ نے بھی ۱۴۰۰ء میں بغداد کو

نقصان پہنچایا۔ ترکوں کے عہد میں اس شہر کو کوئی خاص ترقی نہیں ملی۔ حتی کہ ۱۹۲۱ء میں اس شہر کو عراق کا دار الحکومت قرار دیا گیا۔ اور اس کی رونق میں اضافہ ہونا شروع ہوا۔

شہر بغداد انتظامی لحاظ سے چھ حصوں پر منقسم ہے۔ بغداد، الاعظمیہ، الکاظمیہ، المحمودیہ، تکریت، سامرہ۔ بغداد شہر کی آبادی تین ملین ہے۔ بغداد شریف میں چلنے والی ٹیکسیوں کی تعداد پچاس ہزار ہے۔ کاریں اس پر مستزاد۔ اسلامی آثار اور نشانیوں سے یہ شہر منور ہے۔ سلطان الاولیاء غوث الاعظم الشیخ سید عبد القادر جیلانی، امام اعظم ابوحنیفہ، امام کاظم، حضرت جنید بغدادی اور ان کے علاوہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے پندرہ مشائخ اسی شہر مبارک میں آرام فرما ہیں۔ رضی اللہ عنہم، المدرسۃ المستنصریہ، قصر عباسی، قبر زبیدہ خاتون اور متعدد مساجد و مقابر اور معابد سے اس شہر کو رونق حاصل ہے۔ [۱۲]

علاوہ ازیں حضرت سیدنا یوشع علیہ السلام، سیدنا السید امام موسیٰ کاظم۔ سیدنا السید امام محمد تقی، حضرت امام غزالی، سیدنا امام احمد بن حنبل، امام ابو یوسف، حضرت بشر حافی، شیخ ابوبکر شبلی، حضرت حبیب عجمی، حضرت ابوالحسن سری سقطی، حضرت سیدنا داؤد طائی، سیدی ذوالنون مصری، سیدی ابراہیم خواص، سیدنا معروف کرخی، حضرت خواجہ عمر شہاب الدین سہروردی، سیدنا السید اسماعیل و سیدنا السید ابراہیم بن سیدنا السید امام موسیٰ کاظم، حضرت بہلول دانا، شیخ ابوالحسن نوری، حضرت منصور حلاج، حضرت علامہ محمود آلوسی، حضرت جمال الدین جمال، حضرت سیدی محمد الہندی، سیدنا السید عبد الوہاب وقطب الآفاق سیدنا السید عبد الرزاق بن غوث الثقلین سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ و دیگر کئی اکابرین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات ہیں۔

ھوالقادر

یا رب بجمالِ نام عبدالقادر
یا رب بنوالِ عام عبدالقادر
منگر بقصور و نقصِ ماقادریاں
بنگر بکمالِ تامِ عبدالقادر

(سیدی مجدد اعظم رضی اللہ عنہ)



عکس الحضرۃ الکیلانیۃ بغداد مقدس

سیدنا السید عبدالقادر الجیلانی قدس سرہٗ

شہ جیلاں مجھے بس ہے، مجھے بغداد کافی ہے
زمانے کا نہیں محتاج میں مولیٰ کی رحمت سے
گدا کو بھیک میں دیتے ہیں وہ دولت ولایت کی
بڑی قدرت خدا نے دی ہے ان کو اپنی قدرت سے

نام مبارک عبدالقادر، کنیت ابو محمد، لقب محی الدین اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ آپ نے ۱۵ رمضان ۴۷۰ھ / ۱۰۷۷ء ایران کے شہر گیلان میں ولادت پائی۔ ماں اور باپ حسنی حسینی سادات کے چشم و چراغ تھے، والد گرامی کا اسم گرامی سید ابو صالح موسیٰ، اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سیدہ ام الخیر تھا۔ جو مشہور عارف باللہ حضرت ابی عبداللہ صومعی کی اکلوتی نور نظر تھیں۔ سید ابو صالح عنفوانِ شباب میں، رہ نوردِ راہ خدا تھے۔ بھوک کی شدت میں دریا سے اٹھا کر بہتا سیب کھالیا۔ پھر فکرِ عقوبت نے انھیں حضرت ابی عبداللہ صومعی تک پہنچایا۔ انھوں نے، اپنے باغ سے دریا میں گر کر بہہ جانے والے ایک سیب کی خورش کے احساس سے بوجھل نوجوان کی صالحیت کو پہلی نظر میں پرکھ لیا۔ اور اپنی پارسا صاحبزادی ان کے عقد نکاح میں دے دی۔ اس قران السعدین کے بطن سے حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔ ایامِ رضاعت کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں روزے کے اوقات میں آپ دودھ نوش نہیں فرماتے تھے۔ عام بچوں کے ہمراہ کھیل کود کے لئے نکلتے تو غیب سے آواز آتی کہ

"لہو و لعب سے باز رہو تم اس لئے نہیں پیدا کئے گئے ہو۔"

عمر کچھ زیادہ ہوئی تو والدہ ماجدہ کی اجازت سے، حصول علم کے لئے بغداد کا سفر کیا، اسی سفر میں احمد اسی ڈاکو اور اس کے چالیس ساتھیوں کا واقعہ پیش آیا۔ اور سب نے

آپ کے ہاتھ پر توبہ کر کے راہ مولیٰ پائی۔

بغداد شریف پہنچ کر حضور غوث اعظم ﷺ نے حضرت حماد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی۔ شیخ حماد عالم کے ساتھ عارف وقت بھی تھے۔ انھیں حضور غوث اعظم ﷺ کے تابناک مستقبل کا علم تھا۔ حضور غوث اعظم ﷺ کا پرتپاک خیر مقدم کرتے ہوئے فرمایا۔

"فرزند عبدالقادر! فقر و معرفت کی دولت آج جو ہمارے پاس ہے کل تمھارے پاس آئے گی"۔

پھر آپ سرزمین عراق کی خوش نصیبی پر اسے مخاطب کرتے ہیں۔

"اے ارض عراق! تجھ پر اس وجود مقدس کا آنا مبارک، اب تجھ پر رحمت کے بادل چھائیں گے، علم و عرفان کی موسلا دھار بارش ہوگی جس سے اہل عالم کے قلوب سرسبزی و شادابی پائیں گے"۔

حضرت شیخ حماد اور مشاہیر بغداد سے آپ نے علوم شرعیہ کی تکمیل کی۔ شیخ ابو سعید مخزومی ﷺ سے بیعت ہوئے۔ طالب علمی کا زمانہ مجاہدے اور ریاضت کا زمانہ تھا۔ کبھی بیس، بیس روز تک مسلسل فاقہ کی کیفیت رہتی۔ کبھی نواح بغداد کی ہری گھاس اور درخت کے پتوں پر گزر فرماتے۔ مگر اللہ رب العزت کے سوا کسی کے سامنے اپنی حاجت لے جانا استغناء غوثیت کے خلاف تھا۔ ظاہری علوم سے فراغت کے بعد عراق کے بیابانوں میں ریاضت اور مجاہدے کا دور شروع ہوا۔ خود فرماتے ہیں۔

"میں عراق کے صحراؤں اور ویرانوں میں پچیس برس اس طرح پھرتا رہا کہ نہ میں مخلوق کو جانتا تھا نہ مخلوق مجھے جانتی تھی، جنات اور رجال الغیب آتے اور میں انھیں سلوک کی تعلیم دیتا۔ عراق میں آتے وقت ہی سے حضرت خضر (علیہ السلام) میرے رفیق بن گئے تھے۔ باوجودیکہ میں ان سے واقف نہیں تھا۔ اس وقت میرا ان کا یہ معاہدہ

ہوا کہ میں ان کے کسی حکم کی مخالفت نہ کروں"

(قلائد الجواہر مترجم صفحہ ۲۷-۲۸)

قرب الٰہی کے مراحل طے کرتے ہوئے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ حفاظت الٰہیہ اور خاص ربانی نگرانی میں منازل روحانیت طے کرتے جاتے۔ دنیا بار بار عورت کی شکل میں ظاہر ہوتی۔ اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر اپنا قابو نہ پا کر پیچ و تاب کھاتی۔ شیاطین سے جنگیں ہوتیں تو محافظ حقیقی کی جانب سے ندا آتی۔

"اے عبد القادر! مقابلہ پر ڈٹ جا، ہم تجھے ثابت قدمی دیں گے۔
تیری اعانت کریں گے۔"

عالم شیاطین و نفس پر غلبہ پانے کے بعد ولایت عظمیٰ اور غوثیت کبریٰ کی مسند حاصل ہوئی تو قدرتِ الٰہیہ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ذریعے "احیائے دین" کا عظیم کام لیا۔ ایک دن نماز ظہر سے قبل سرکار ابد قرار سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا۔

"اے میرے فرزند! تم لوگوں کو وعظ کیوں نہیں کہتے؟"

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عجمی ہونے کا عذر کیا۔ تو آقا و مولیٰ ﷺ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دہن شریف میں اپنا لعاب مبارک سات بار ڈالا۔ اس وقت لعاب مبارک کی برکت سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر پرکیف وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ نماز ظہر کے بعد باب مدینۃ العلم مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے منہ میں اپنا لعاب دہن شریف چھ بار ڈالا۔ اس کے بعد سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے خطبہ کا آغاز فرمایا۔ تو علوم شریعت و طریقت کے لعل و جواہر سر عام لٹنے لگے۔ عرفان الٰہی کے دروازے وا ہونے لگے۔ اور بغداد کی سرزمین پر اسلام کے احیاء کا فتح باب ہوا۔ آپ نے ۵۲۱ھ میں سلسلہ وعظ شروع کیا۔

غلامان غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) کے لئے خوش خبری ہو کہ ہمارے آقا رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں۔

"میں نے اللہ تعالیٰ سے ستر عہد لئے جن میں سے دو یہ تھے۔

(۱) مجھے کبھی مکر میں مبتلا نہ کیا جائے۔

(۲) میرا کوئی مرید بغیر توبہ نہ مرے۔



مقام سیدنا عبد القادر رضی اللہ عنہ

قدمِ مبارک کی کرامت

قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ

گردنیں جھک گئیں، سر بچھ گئے، دل لوٹ گئے
کشف ساق کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا

سرورِ انبیاء ﷺ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو خلعت پہنا کر فرمایا۔ یہ تیری ولایت کی خلعت ہے جو اولیاء اور اقطاب کے لئے خاص ہے۔ اور بغداد کی اسی سرزمین پر ایک وہ دن بھی آیا جب آپ نے رب تعالیٰ کی مرضی سے قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) کا اعلان فرمایا۔ اور تمام روئے زمین کے اولیاء، اوتاد، اقطاب، نجباء، رقباء، کلِ روحانیت اور رجال الغیب نے آپ کے اس اعلان پر لبیک کہا۔ اور ادب سے غوثیتِ کبریٰ کی بارگاہ میں سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اس عظمتِ شان کی پیشین گوئی حضرت شیخ حماد علیہ الرحمہ اور متعدد اولیاء کبار پہلے ہی کر چکے تھے۔ اور شیخ حماد نے یہ بھی فرمایا تھا۔

"تم اپنے دور میں عارفین کے سردار ہو۔ اور بیشک تمہارا علم مشرق سے مغرب تک لہرائے گا۔ اہل زمانہ کی گردنیں تمہارے آگے جھک جائیں گیں۔ اور اپنے تمام ہم عصروں میں تمہارا رتبہ بلند ہوگا۔" [۱۹]

حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں:

حضرت شیخ ابو سعد قیلوی کہتے ہیں کہ جب حضرت شیخ سید عبد القادر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ "میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔" اس وقت حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلی فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت

کے ہاتھ آپ کے پاس ایک خلعت ارسال فرمائی جو اولیاء متقدمین و متاخرین، زندہ اولیاء اللہ تو اپنے اجسام کے ساتھ اور جو انتقال فرما چکے تھے اپنی ارواح کے ساتھ حاضر تھے۔ آپ کو خلعت پہنائی گئی، اور اس وقت ملائکہ و رجال غیب نے اس مجلس کو گھیرے میں لیا ہوا تھا اور ہوا میں صف بستہ کھڑے تھے۔ روئے زمین کا کوئی ایسا ولی نہ تھا، جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔ اور بعض نے کہا کہ ایک عجمی نے تواضع نہ کیا تو اس کا حال محو ہو گیا۔ (اس کی ولایت ختم کردی گئی) [۱]

سلسلہ مجددیہ کے شیخ طریقت حضرت شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۔ ۱۱۹۵ھ) افضلیت حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کے بارے میں اپنے ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

پس یہ حکم کشف قطعی سے ثابت ہے کہ سلطان الاولیاء ﷺ کا قدم مبارک تمام اولیاءِ کرام اولین و آخرین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی گردن پر ہے۔ اور تم نے جان لیا ہوگا کہ اس سردار کا ذکر تفصیل سے بیان کردیا گیا ہے۔ [۱]

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں آقا تیرا
بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین [۲] و حریم [۳]
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا [۴]

خواجہ غریب نواز چشتی علیہ الرحمہ کا سر جھکانا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان دنوں خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات و ریاضات میں مشغول تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی روحانی طور پر جناب غوث الاعظم ﷺ کا مندرجہ بالا ارشادِ گرامی سن کر اپنی گردن اس قدر خم کی کہ پیشانی زمین کو چھونے لگ گئی، اور عرض کی بَلْ قَدَمَاکَ عَلٰی رَاسِی وَعَینِی (آپ ﷺ کے دونوں قدم میرے سر اور آنکھوں پر ہوں) حضرت غوث الاعظم ﷺ نے اس اظہارِ نیاز

سے متاثر ہو کر مجلس میں فرمایا کہ سید غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے باعث عنقریب ولایت بلند سے سرفراز کیے جائیں گے۔[۱]

شیخ صنعان علیہ الرحمہ کا انکار و توبہ

اصفہان کے ایک ولی اللہ شیخ صنعان علیہ الرحمہ جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے۔ دریائے علم و عرفان کے زبردست شناور تھے اور کرامات و خوارق ان سے بکثرت سرزد ہوتے تھے۔ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا مذکورہ بالا فرمان روحانی طور پر انہوں نے بھی سنا، مگر آں جناب رضی اللہ عنہ کا مرتبہ کمال پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے میں متامل ہوئے، جس پر اسی وقت ان کی ولایت و بصیرت سلب ہو گئی اور تہی دامن ہو جانے کی وجہ سے ایمان بھی خطرے میں پڑ گیا، بالآخر ان کے ایک ارادت مند کی عاجزی و خدمت گزاری کے باعث جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے متوجہ ہو کر انہیں کفر سے بچالیا۔ اور توبہ کرنے پر منصب بحال ہوا۔ (اقتباس الانوار)[۲]

جس طرح معجزاتِ سید المرسلین (ﷺ) بکثرت ہیں۔ قدم رسول (ﷺ)، پردہ کر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات بھی بکثرت ہیں۔ مردوں کو زندہ کرنا۔ پانی اور ہوا کا مسخر ہونا۔ طئی ارض اور طرح طرح کی بے شمار کرامات سے تذکرۂ غوثِ اعظم (رضی اللہ عنہ) کی کتابیں لبریز ہیں۔ اور تا ہنوز مزار پر انوار کے گرد اگرد اور تمام روئے زمین پر شیدائیانِ غوث ہزاروں کرامات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ محی الدین ہیں آپ نے اپنے تجدیدی و اصلاحی کارناموں سے دین اسلام کو زندہ فرمایا۔ دنیا بھر سے روحانیت کے پیاسے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بزم میں آتے۔ ایک نگاہِ توجہ میں آپ لوگوں کو ولی بنا دیتے۔ اور جسے آپ کی صحبت مبارکہ کا آبِ زلال میسر آ جاتا اس کے رگ و پے سے اخلاقِ نبوی کے انوار جگمگانے لگتے سلوک و معرفت کے تشنہ کاموں کو آپ صرف سیراب نہیں فرماتے تھے بلکہ انہیں ساقیِ عرفاں بنا دیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے مدعیانِ علم، غوث پاک کی مجلس میں آتے تو ان کا پندارِ خودی

ڈھل جاتا۔ اور وہ علمِ خداداد کے جلووں میں گم ہو جاتے۔ عباسی خلفاء کا دور تھا۔ امراء اور رؤسا میں بدکاریوں اور عیش کوشیوں کی وبا پھیل چکی تھی۔ آپ نے سیف الٰہی سے تمام مفسدات کا قلع قمع کر ڈالا۔ آپ کی اصلاحی مساعی اور روحانی قوت سے ہزاروں یہود و نصاریٰ داخلِ اسلام ہوئے، گمراہ راہِ راست پر آئے۔ دنیا پرست دین دار بن گئے۔ بیمارانِ دل، مسیحائے قلوب ہو گئے۔ آپ کا سلسلہ وعظ ۵۲۱ھ سے شروع ہو کر چالیس سال جاری رہا۔ وعظ شریف کی اثر انگیزی کا یہ حال تھا کہ مجلسوں میں کئی لوگ جاں بحق ہو جاتے۔ کتنے دامن چاک کر کے جنگل کی راہ لیتے۔ پانچ سو اور کبھی کئی کئی ہزار جید علماء آپ کے خطبات کو قلم بند کیا کرتے تھے۔ آپ اکثر ہوا میں پرواز فرماتے ہوئے لوگوں کے سروں سے گزر کر منبر پر تشریف لاتے تھے۔

خلفاء، سلاطین اور امراء خدمتِ غوث پاک میں آتے تو آستانہ بوسی کرتے۔ حضور غوث پاک ﷺ کے ہاتھ پاؤں کو چومتے، اگر کبھی آپ خلیفہ یا امیر کو خط لکھتے تو ان الفاظ سے مخاطب فرماتے۔

> ''یہ مکتوب عبد القادر کی طرف سے ہے جو تمہیں فلاں فلاں بات کا حکم دیتا ہے۔ اس کا حکم تم پر نافذ ہے۔ اور اس کی اطاعت تم پر لازم ہے۔ کیونکہ وہ تمہارا مقتدیٰ ہے۔ اور تم پر اس کی حجت قائم ہے۔''

خلیفہ یا امیر اس خط کو پاتے تو بوسہ دیتے، سر پر رکھتے۔ اور کہتے حضرت شیخ نے سچ فرمایا۔ حضور غوثِ اعظم ﷺ کے محاسن اخلاق، آئینہ سیرتِ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی طرح تھے۔ اتباعِ سنت آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ عبادت و ریاضت، تلاوت و تسبیح، تعلیم و تعلم، رشد و ہدایت، ایثار و کرم، تبلیغ و اشاعتِ اسلام، احیائے دین، انقلاب ایمانی پیدا کرنا، اور لوگوں کو مالک الملک سے وابستہ کرنا، یہی حضور غوثِ اعظم ﷺ کا مشن تھا جسے آپ نے بحسن و خوبی پورا کیا۔ انسانی قلوب اور دنیا و مافیہا پر اللہ تعالیٰ نے حضور غوثِ پاک ﷺ کو تصرف کا بے مثال کمال عطا فرمایا تھا۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ اور کرامات دلوں میں ایمان کی شمعیں جگمگا دیتی ہیں۔

کراماتِ غوث الثقلین

قلوب پر تصرف

جمعہ کا دن ہے خدام بارگاہ، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جامع مسجد جا رہے ہیں۔ مگر ہمیشہ کے معمول کے خلاف نہ کوئی آ کر آپ کی دست بوسی کرتا ہے۔ نہ لوگ مصافحہ اور قدم بوسی کے لئے بھیڑ لگاتے ہیں۔ حضرت عمر بزاز اسی خیال میں تھے کہ کیا بات ہے آج کوئی آپ کے پاس نہیں آ رہا ہے۔ اتنے میں آپ ان کی جانب متوجہ ہوئے اور تبسم فرمایا۔ چند لمحوں بعد کیا دیکھتے ہیں کہ چاروں طرف سے لوگ سلام و قدم بوسی کے لئے ٹوٹ پڑے۔ اور اتنا ازدحام ہو گیا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور عمر بزاز کے درمیان لوگوں کی بھیڑ حائل ہو گئی۔ آپ نے عمر بزاز سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم اسی کے خواہش مند تو تھے۔ تمہیں نہیں معلوم کہ لوگوں کے قلوب میرے قبضہ میں ہیں۔ چاہوں تو انہیں پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔ (تحفہ قادریہ صفحہ ۸۰)

تری قدرت تو فطریات سے ہے
کہ قادر نام میں داخل ہے یا غوث

المدد یا سیدنا الشیخ! میرے باغی و طاغی قلب کو بھی اپنی جانب کھینچ کر لذتِ عرفانی سے نوازیے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنک)

پوری کتاب بدل گئی

منصور بن مالک واسطی علم فلسفہ سے بہت شغف رکھتے تھے، حاضر دربار غوث

ہوئے بغل میں ایک اہم کتاب فلسفہ دبی ہوئی ہے۔غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ مخاطب ہوئے۔منصور! یہ کتاب بہت بری ہے۔اسے محو کر ڈالو۔منصور یہ سن کر رنجیدہ ہوئے اور خیال کیا کہ آئندہ یہ کتاب لے کر کبھی حاضر دربار نہ ہوں گا۔مجلس شریف سے اٹھنے کا ارادہ کیا تو گویا زمین نے باندھ لیا۔ارشاد غوث ہوا۔کتاب مجھے تو دکھاؤ۔کتاب کھولی گئی تو محض سادہ اوراق تھے۔کہیں کوئی تحریر نہیں۔حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سادہ اوراق کو چند بار الٹا پلٹا اور فرمایا یہ تو فضائل قرآنی کی اچھی کتاب ہے۔کتاب منصور کو دے دی۔اور فرمایا جو دل میں نہ ہو وہ زبان سے کبھی نہ کہنا۔اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرو۔منصور بن مالک نے توبہ کی،اور حضور غوثِ پاک نے ان کے قلب پر توجہ فرمائی تو فلسفہ اور اس کی ساری محبت یک دم محو ہو گئی۔اور عمر بھر کبھی یاد نہیں آیا۔

(زبدۃ الآثار، صفحہ ۷۵)

یا شیخ للہ ہمارے قلب پر بھی
خدائی نقش باندھ دیجئے

اِدھر خیال،اُدھر زیارت

شیخ محمد بن الحسن اپنے والد گرامی کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مجلسِ غوثیہ میں حاضر تھے۔اسی دوران اشتیاق ہوا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوتی۔حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فوراً فرمایا لیجئے ان کی زیارت کر لیجئے،کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ ان کے دائیں طرف تشریف فرما ہیں۔انھوں نے فرمایا۔حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی زیارت کے بعد میری ملاقات کی کیا حاجت تھی۔میں تو خود ان کا ماتحت ہوں۔یہ فرمایا اور نگاہوں سے غائب ہو گئے۔

اے سلطانِ ولایت رضی اللہ عنہ میری پُر گناہ نگاہوں کو بھی لائق دیدار بنا دیجئے۔

وہ گھیرا رشتۂ شرک خفی نے
پھنسا زنار میں یہ دل ہے یا غوث

اصفہان کی عارفہ

حضور غوثِ اعظم دست گیر ﷺ رونق آرائے منبر ہیں۔ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ اسی دوران عمامہ شریف کا پیچ کھل جاتا ہے۔ ادب آشنا اہلِ بزم، احترامًا اپنے اپنے عمامے سروں سے اتار کر منبر شریف کے نیچے ڈال دیتے ہیں۔ وعظ ختم ہوا۔ آپ نے حکم فرمایا۔ سب کے عمامے انہیں دے دیئے جائیں۔ سارے حاضرین کے عمامے انہیں مل گئے مگر ایک سربند باقی رہ گیا۔ آپ نے اسے اٹھایا اور اپنے دوشِ مبارک پر رکھ لیا۔ اور پھر وہ دوش سے از خود غائب ہو گیا۔ لوگ متحیر تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ہماری ایک بہن اصفہان میں ہے۔ اہلِ مجلس نے عمامے اتار کر پھینکے تو اس نے بھی اپنا سربند اتار کر میرے قدموں میں ڈال دیا تھا۔ جو اب اس نے میرے کندھے سے لے لیا۔

(زبدۃ الآثار، صفحہ ۵۷)

بار الٰہا! مجھے بھی بزمِ غوثیہ کے حاضر باشوں کے آداب کا صدقہ عطا کر، اور مقربانِ حق کا ادب شناس بنا۔ آمین۔

خدا را مرہم خاکِ قدم دے
جگر زخمی ہے دل گھائل ہے یا غوث

شیخِ کامل

حضرت ابو عثمان ازدی کا بیان ہے۔ میں اپنے وطن میں مکان کے باہر کھلے آسمان کے نیچے لیٹا ہوا تھا۔ اس وقت پانچ کبوتر میرے اوپر سے گزرے جو سب کے سب اللہ کی تسبیح کر رہے تھے۔ پروردگارِ عالم نے ان کبوتروں کی زبان کا مجھ پر انکشاف فرمایا۔

ایک کبوتر پڑھ رہا تھا۔

سُبْحٰنَ مَنْ عِنْدَهٗ خَزَائِنُ كُلِّ شَیْءٍ وَمَا اُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔

پاک ہے وہ اللہ جس کے پاس ہر شے کے خزانے ہیں اور وہ معین اندازے کے

مطابق عطا کرتا ہے۔

دوسرا کبوتر رطب اللسان تھا۔

سُبْحٰنَ مَنْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی۔

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر شے کو تخلیق عطا کی پھر اسے ہدایت سے نوازا۔

تیسرا کبوتر اس تسبیح میں سرمست تھا۔

سُبْحٰنَ مَنْ بَعَثَ اَنْبِیَاءَهٗ حُجَّةً عَلٰی خَلْقِهٖ وَفَضَّلَ عَلَیْهِمْ مُحَمَّدً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

پاک ہے وہ ذات جس نے انبیائے کرام کو مخلوق پر حجت بنا کر بھیجا اور ان سب پر محمد ﷺ کو فضیلت بخشی۔

چوتھے کبوتر کی زبان اس تسبیح سے معمور تھی۔

کُلُّ مَا کَانَ فِی الدُّنْیَا بَاطِلٌ اِلَّا مَا کَانَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

دنیا کی ہر شے حرفِ غلط ہے سوائے اس شے کے کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے۔

پانچواں کبوتر ان کلماتِ مبارکہ کے ذریعہ چہچہاتا تھا۔

یَا اَهْلَ الْغَفْلَةِ مِنْ مَوْلَاکُمْ قُوْمُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ رَبٍّ کَرِیْمٍ یُعْطِی الْجَزِیْلَ وَیَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ۔

اے غافلو! اٹھو اپنے رب کریم کی طرف جو بہت کچھ دینے والا ہے، پروردگار ہے اور بڑے سے بڑے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

اس تسبیح کی ہیبت وجلال سے میں بے ہوش ہو گیا۔ ہوش آیا تو گویا میرا قلب آلائشِ دنیوی سے صاف ہو رہا تھا، میں نے اپنے رب سے عہد کیا کہ جلد کسی عارفِ حق کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔ اسی روز میں گھر سے بلاتعینِ منزل نکل پڑا۔ سرِ راہ مجھے ایک بزرگ ملے میں نے بادب سلام عرض کیا۔ انھوں نے جوابِ سلام کے ساتھ میرا نام لیا تو میں حیران ہوا فرمایا۔ عثمان حیران نہ ہو، میں خضر ہوں۔ میں ابھی بغداد شریف کے اندر شیخ عبدالقادر

جیلانی ﷺ کی بزم میں موجود تھا۔ انھوں نے فرمایا۔ راستے میں ایک طالب معرفت بھٹک رہا ہے اسے میری محفل تک لائیے۔ اے عثمان! بشارت ہو کہ حضرت الشیخ اس دور میں سردار اولیاء ہیں اور تم کو ان سے حصول فیض کا موقع میسر ہوگا۔ عثمان ازدی کہتے ہیں میں حضرت خضر علیہ السلام سے راستہ چلتے باتیں کر رہا تھا، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں بغداد معلی میں خانقاہ شیخ کے دروازے پر کھڑا ہوں۔ اور حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے۔ میں اندر حاضر ہوا۔ حضور غوثِ اعظم ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔

"ایسے شخص کو مرحبا۔ جسے پروردگار عالم نے اپنی معرفت پرندوں کی زبان سے عطا فرمائی۔"

اس کے بعد حضور پیران پیر نے اپنی کلاہِ مبارک میرے سر پر رکھ دی۔ جس سے میں نے دل و دماغ میں سخت سردی کا احساس پایا اور مجھ پر تمام عالم ملکوت روشن ہو گیا، قریب تھا کہ میں ہوش کھو بیٹھوں۔ حضرت نے اپنی ردائے مقدس مجھے اڑھا دی۔ جس میں چھپ کر میں گویا عظیم پناہ میں پہنچ گیا۔ پھر حضور غوث پاک نے مجھے اعتکاف کا حکم فرمایا۔ اور میں کئی ماہ تک تزکیہ نفس میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ میں اپنی منزل مقصود تک جا پہنچا۔

یا سیدی الشیخ کرم ہو کرم۔

طلب کا منہ تو کس قابل ہے یا غوث
مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث

عصا منور ہو گیا

شیخ عفیف الدین بغدادی کا بیان ہے کہ حضور غوثِ اعظم ﷺ کے مدرسے میں موجود تھا اتنے میں آپ اپنے دولت خانے سے برآمد ہوئے، دستِ مبارک میں ایک عصا تھا۔ عصا دیکھ کر میرے دل میں آیا کہ اگر آپ اس وقت اپنے عصائے مبارک کے ذریعے

کوئی کرامت دکھاتے تو کیا خوب ہوتا۔ آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور عصا کو زمین میں نصب فرمادیا، عصا روشن ہوگیا، اور اس سے اجالا پھیلنے لگا۔ کچھ دیر تک یہی منظر رہا۔ پھر آپ نے اپنے دستِ مبارک سے عصا کو زمین سے نکال لیا تو وہ اپنی اصل صورت میں آ گیا۔ میری جانب مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ عفیف تمہاری خواہش تو پوری ہوگئی نا؟

میں نے ادب سے سر جھکا دیا۔

یا غوث الثقلین! نگاہِ کرم ہو۔

دل میرا بت کدہ ہے حق آشنا بنا دو
عاجز عبید، اس حق نا آشنا کی سن لو

دریائے دجلہ کی طغیانی فرو

ایک بار دریائے دجلہ میں طغیانی آ گئی۔ اور موجوں نے آبادیوں کو ڈبونا شروع کر دیا، لوگ دوڑے ہوئے بابِ الشیخ پہنچے۔ اے غوثِ زماں المدد۔ آپ خانقاہ شریف سے نکل کر دریا پہنچے اور پانی میں چلتے ہوئے کنارے تک گئے۔ اور عصا مبارک وہیں گاڑ دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ چشم زدن میں دریا اپنے اصل بہاؤ تک سمٹ گیا اور طغیانی ختم ہوگئی۔

اے مرشد کامل میرے باطن میں بھی نفسانیت و بہیمیت کی موجیں ساحلِ ہلاکت عبور کر رہی ہیں۔ اپنے عصائے تصرف کو پھر جنبش دیں۔ شیأللہ۔

فضاء میں نماز باجماعت

ساحلِ دجلہ پر اہلِ بغداد جمع تھے انھوں نے دیکھا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سطحِ آب پر قدموں سے چلتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں اور مچھلیاں سر نکال کر استقبال کر رہی ہیں۔ سلام عرض کر رہی ہیں۔ اسی دوران نمازِ ظہر کا وقت ہوگیا۔ تو سطحِ دریا سے کچھ بلندی پر

ایک لمبی چوڑی جانماز ظاہر ہوئی اور فضاء میں بچھ گئی۔ اس پر دو تحریریں منور تھیں ایک سطر میں تھا۔ اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ اور دوسری سطر میں۔ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ، تھا۔ جانماز پر کچھ غیبی لوگ صف بستہ ہو گئے۔ جن کے چہروں سے بزرگی اور شرافت عیاں تھی۔ ان سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ان کے آگے آگے ایک مقدس بزرگ تھے۔ اقامت ہوئی تو حضور غوثِ اعظم ﷜ نے امامت فرمائی۔ خدا جانے وہ کس عالم کے باشندے تھے، اقتداء غوث حاصل کرنے کے لئے جنھوں نے فضاء میں مصلیٰ بچھایا تھا۔

چور کو ابدال بنا دیا

ایک چور حضور غوثِ اعظم ﷜ کے گھر میں گھسا۔ اندھا ہو گیا۔ آپ کے پوچھنے پر گڑگڑا کر بولا حضور! میں قبیلہ بنی اشرف کا غریب انسان ہوں۔ افلاس نے یہ کام کرنے پر مجبور کیا۔ معاف فرما دیں۔ آپ کو رحم آیا اور نگاہ و کرم ایسی ڈالی کہ ولی کامل بن گیا۔ اور وہیں مجاہدہ کرنے لگا۔ دوسرے ہی روز آپ کو خبر دی گئی کہ احمد ابدال قدس سرہٗ کا وصال ہو گیا ہے۔ آپ نے چور کو ابدال بنا کر ان کی جگہ مقرر کر دیا۔

سارق کو اک نظر میں عارف بنانے والے
محصور نفس عبدِ حق نارسا کی سُن لو

شریعت، حقیقت اور عظمت والے غوث

موصل میں شیخ ابو العباس جعفر حسینی خواب دیکھتے ہیں کہ تمام علماء و مشائخ رحمہم اللہ جمع ہیں اور مسندِ صدارت پر حضور غوثِ اعظم ﷜ متمکن ہیں۔ حاضرین میں سے بعض کے سروں پر صرف عمامہ ہے، بعض کے اوپر عمامے کے علاوہ ایک چادر ہے۔ کچھ ایسے بھی ہیں جن پر عمامے کے علاوہ دو چادریں ہیں۔ صرف حضور غوثِ اعظم ﷜ ہیں کہ ان کے سر مبارک پر تین چادریں تنی ہوئی ہیں۔ بیدار ہوئے تو غور کرتے رہے۔ پھر آنکھ لگ گئی۔

دیکھا کہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں فرماتے ہیں۔

"ایک شریعت کی چادر، دوسری حقیقت کی چادر اور تیسری عظمت کی چادر ہے۔"

عمر طویل کی بشارت

حضور سیدنا غوثِ اعظم دست گیر رضی اللہ عنہ کا ایک خادم تھا جسے آپ محمد طویل کہہ کر پکارتے تھے۔ اس نے عرض کیا۔ حضور میں تو چھوٹے قد کا ہوں۔ آپ مجھے طویل کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تمہیں اللہ کے فضل سے عمر طویل، اور سفر طویل نصیب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ انھوں نے ۱۲۹ سال عمر پائی اور دور دراز ملکوں کی سیاحت کی۔

ہمارے آقا حضور غوثِ اعظم دست گیر رضی اللہ عنہ کی کرامت، اور خوارق ہزارہا ہیں۔ ہم نے تمنا گیارہ کرامتیں نقل کی ہیں۔ ان کی ذات آیۃ من آیات اللہ ہے۔ ان کے فرمودات لعل و جواہر سے زیادہ قیمتی ہیں۔ خطباتِ شریفہ، "الفتح الربانی" کے نام سے چھپ گئے ہیں۔ آپ کے فضائل میں علماء اعلام نے نفیس کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جو طالبانِ مولا کے لئے روشن مینار کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اللہ اللہ

وَثَانِي اثنينِ فی الغارِ الْمنیف وقدْ
طافَ العُدُوّبه اِذا صاعد الْجَبَل
و كَانَ حِبَّ رسُولِ اللهِ قَدْ عَلِمُوْا
مِنَ الخَلَائِقِ لَمْ يَعْدِلْ به بَدَلا

تصرفات بعد از وصال

آپ ﷺ کے فیوض و برکات کا سلسلہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی بدستور جاری ہے اور بفضلہ تعالیٰ ہمیشہ جاری رہے گا جیسا کہ فضائل اہل بیت کرام ﷺ کے ضمن میں پہلے ذکر ہو چکا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مقام جذب و ولایت کا فاتح اول قرار دیتے ہوئے جناب سیدۃ النساء، حسنین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و بقیہ ائمہ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اسی نسبت کے اقطاب بیان فرما کر سیدنا غوث الاعظم ﷺ کی اس مقام میں ایک خصوصی شان تحریر کی ہے۔نیز اپنی کتاب "ہمعات" کے ہمعہ ۱۱ میں لکھا ہے۔

"دور اولیائے امت و اصحاب طرق اقوائے، کیسکہ بعد تمام راہ جذب با کد وجوہ بہ اصل ایں نسبت (اویسیہ) میل کردہ است و درآں جابوجہ اتم قدم زدہ است، حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی ﷺ اند، ولہذا گفتہ اند کہ ایشاں در قبر خود مثل احیا تصرف می کنند"

"اور امت کے اولیائے عظام میں سے راہ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل و مکمل طور پر اس نسبت اویسیہ کی اصل کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا ہے وہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی ﷺ ہیں، اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آں جناب ﷺ اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔"

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

حق تعالیٰ نے آں جناب ﷺ کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ دور و نزدیک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے ہیں۔آپ ﷺ اپنے ہم عصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام کے لیے حصول ولایت اور وصول فیض کا وسیلۂ کبریٰ اور واسطۂ عظمیٰ ہیں۔

شیخ عبد اللہ بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت غوث الاعظم ﷺ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ

ڈیڑھ سو سال بعد بخارا میں ایک درویش بہاؤالدین نامی پیدا ہوگا، جو ہم سے ایک خاص نعمت کا مستحق ہوگا۔ چنانچہ جب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میدانِ سلوک میں قدم رکھا تو حضرت خضر علیہ السلام کے اشارے پر حضرت غوث الاعظم ﷛ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر "الغیاث، الغیاث، یا محبوب سبحانی" پکارتے ہوئے سو گئے اور خواب میں آں جناب ﷛ کے فیوض و برکات سے سرفراز ہوئے۔

اسی طرح فضائلِ اہلِ بیتِ کرام ﷛ کے ضمن میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مکتوب کا حوالہ بھی آچکا ہے۔ جس میں وہ ائمہ اہلِ بیتِ کرام ﷛ کے بعد منصبِ قطبیتِ کبریٰ کا حضرتِ غوث الاعظم ﷛ کی ذاتِ گرامی سے مختص ہونا بیان کر کے تحریر فرماتے ہیں کہ:

وصولِ فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب ونجباء بتوسطِ شریف او مفہوم می شود، چہ ایں مرکز غیر اور ا میسر نہ شدہ۔ ازیں جاست کہ فرمودہ

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبٗ

اس راہ میں برکات و فیوض کا حصول، اقطاب ونجباء کو جو بھی ہوں، آپ ﷛ ہی کے توسل سے ہوتا ہے، کیونکہ یہ مرکزی حیثیت آپ ﷛ کے بغیر کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے آپ ﷛ نے اس شعر میں فرمایا ہے کہ

"اگلوں کے آفتاب غروب ہو گئے، مگر ہمارا آفتاب بلندی کے افق پر ہمیشہ چمکتا رہے گا، اور کبھی غروب نہ ہوگا، یعنی مجھ سے پہلے حضرات کے لیے دائرۂ ولایت کا مرکز ہونے کا شرف وقت معین کے لیے تھا، مگر میرے لیے یہ مقام ابدی و سرمدی ہے۔"

روح المعانی میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل ہے کہ قطبیت کبریٰ کا مقام حضرت امام مہدی تک جناب غوث الاعظم ﷛ کی ذاتِ بابرکت کے ساتھ مختص ہے۔

حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اقتباس الانوار میں آں جناب ﷛ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"جس کسی کو ظاہری باطنی فیض حاصل ہوا، سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی وساطت سے ہی ہوا، خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو۔ کوئی ولی آپ رضی اللہ عنہ کی مہر کے بغیر منشور اور معتبر نہیں ہو سکتا۔ حق تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دی ہے، جسے چاہیں، کسی منصب ولایت پر مقرر فرما دیں، جسے چاہیں، ایک آن میں معزول فرما دیں۔"

نیز تحریر فرماتے ہیں کہ اس فقیر کو متعدد ثقہ روایات سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیشوائے سلسلۂ چشتیہ حسب ارشادِ نبوی، سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرصہ فیض حاصل کرتے رہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے شغل سہ کوشی اور حرزِ سیفی بھی آنجناب رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔ ان ہر دو حضرات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی ملاقات اور خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے استفاضہ کے ثبوت پر کتاب "فوز المطالب" مصنفہ مولانا برہان الدین خان، بھی قابل دید ہے۔
۱۸

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوْسِیْ

فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

فَقُلْتُ لِسَآئِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا

بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں

- محبت دنیا کے علاوہ اگر ہمارا اور کوئی گناہ نہ بھی ہو، پھر بھی ہم دوزخ کے حقدار ہیں۔
- علم کا تقاضا عمل ہے۔ اگر تم علم پر عمل کرتے تو دنیا سے بھاگتے۔ کیوں کہ علم میں کوئی چیز نہیں جو حب دنیا پر دلالت کرے۔
- عالم اگر زاہد نہ ہو تو وہ اپنے زمانے والوں پر عذاب ہے۔
- مخلوق تین طرح کی ہے۔ فرشتہ، شیطان اور انسان۔ فرشتہ خیر ہی خیر ہے اور شیطان شر ہی شر، انسان مخلوط ہے۔ جس میں خیر و شر دونوں ہیں۔ جس پر خیر کا غلبہ ہوتا ہے وہ فرشتوں سے مل جاتا ہے اور جس پر شر کا غلبہ ہو وہ شیطان سے۔
- مومن اپنے اہل و عیال کو اللہ پر چھوڑتا ہے، اور منافق زر و مال پر۔
- اپنی مصیبتوں کو چھپاؤ اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہوگی۔
- ذکر جب قلب میں جگہ بنا لیتا ہے تو بندے کا اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا دائمی بن جاتا ہے، چاہے اس کی زبان خاموش ہو۔
- تنہائی میں خاموش رہنا بہادری نہیں، مجلس میں خاموش رہنے کی کوشش کرو۔
- رہنے کے لائق مکان، پوشش کے لئے لباس، پیٹ بھرنے کے لئے روٹی اور بیوی دنیاداری نہیں ہے۔ دنیاداری یہ ہے کہ دنیا ہی کی طرف منہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف پیٹھ۔
- بہترین عمل لوگوں کو دینا ہے، لوگوں سے لینا نہیں ہے۔
- خالق کی محبت مخلوق کی خیر خواہی ہے۔
- لوگوں کے سامنے معزز بنے رہو۔ اگر اپنا افلاس ظاہر کرو گے تو لوگوں کی نگاہوں سے گر جاؤ گے۔

- طالب صادق نہیں ہو سکتا جب تک تو اپنی خوراک میں اپنے پڑوسی کو خود پر ترجیح نہ دے۔
- اپنے ماحول سے ڈرتا رہ، کیوں کہ جدھر تو دیکھے گا تیرے ارد گرد درندے ہی درندے ہیں۔
- میانہ روی نصف رزق ہے اور اچھے اخلاق نصف دین۔
- خاموشی کو عادت، گمنامی کو لباس، اور مخلوق سے دوری کو مقصود بنا، اگر تجھ سے ممکن ہو تو زمین میں سرنگ بنا کر جا بیٹھ، یہ اس وقت ضروری ہے جب تک تیرا ایمان بالغ اور جوان نہ ہو جائے۔
- کوئی اگر تجھ سے، تیرے کسی غیبت کرنے والے کی بات کہے تو اسے جھڑک دے اور کہہ کہ تو، تو اس سے بدتر انسان ہے کہ جو اس نے پس پشت کہی تو منہ پر کہہ رہا ہے۔
- وہ انسان کتنا بدنصیب ہے جس کے دل میں جانداروں پر رحم کی عادت نہیں۔
- تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں۔
- تمام اچھائیوں کا مجموعہ علم سیکھنا، عمل کرنا، اور دوسروں کو سکھانا ہے۔
- جو اللہ تعالیٰ سے آشنا ہوا۔ اس نے خلق خدا کے ساتھ تو اچھا کا برتاؤ کیا۔
- جس عمل (عبادت، ریاضت، نیکی) میں تجھے حلاوت نہ ملے، یوں سمجھ کہ تو نے اسے کیا ہی نہیں۔
- گمنامی اختیار کر، کیوں کہ شہرت کے بمقابل اس میں زیادہ امن ہے۔
- جب تک تیرا اترانا، اور غصہ کرنا باقی ہے خود کو اہل علم میں شمار نہ کر۔
- فتنہ ہے وہ روزی جس پر شکر نہ ہو، اور وہ تنگی جس پر صبر نہ ہو۔
- ظالم اپنے ظلم سے مظلوم کی دنیا خراب کرتا ہے اور اپنی آخرت۔
- عقل مند پہلے قلب سے مشورہ کرتا ہے پھر زبان سے بولتا ہے۔
- اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضرورت کے علاوہ گھر سے باہر نہ جا۔

- اس بات کی کوشش کر کہ گفتگو کا آغاز تیری جانب سے نہ ہو تو صرف جواب دینے والا رہے۔
- غیر ضروری بات کا جواب دینے سے بھی زبان کو روک، چہ جائے کہ تو فضول بات کرے۔
- جسے کوئی ایذاء نہ پہنچے اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔
- خدا کے دشمنوں کو خوش رکھنا عقل و دانش سے دور ہے۔
- بے ادب، خالق و مخلوق دونوں کا معتوب و مغضوب ہے۔
- اول جہل ہوتا ہے، پھر علم، پھر اس پر عمل، پھر عمل میں اخلاص، اس کے بعد عملِ قلبی کا درجہ ہے۔
- مستحق سائل اللہ تعالیٰ کا ہدیہ ہے جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔
- مسکینوں کو ناخوش رکھ کر اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا ناممکن ہے تجھ پر جو مصیبت آئے اس کا علاج مساکین کی خوشنودی سے کر۔
- تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مشغول ہے۔ اور نفس تجھے برباد کرنے میں۔
- تجھ جیسے ہزاروں کو دنیا نے موٹا تازہ کیا اور نگل گئی۔ تیری جوانی تجھے دھوکہ نہ دے یہ عنقریب لے لی جائے گی۔
- رحمت کو لے کر کیا کرے گا، رحیم کو لے، ہر متقی محمد (ﷺ) کی آن ہے۔
- جو نفس کو درست کرنا چاہے وہ اسے سکوت اور حسنِ ادب کی لگام دے۔
- میں ایسے مشائخ کی صحبت میں رہا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک کے دانت کی سفیدی بھی نہیں دیکھی۔
- بدگمانی تمام فائدوں کے راستے بند کر دیتی ہے۔
- اہل اللہ کے نزدیک مخلوق کی حیثیت اولاد جیسی ہے۔
- دنیا دار دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے۔

حضور غوثیت مآب ﷺ کی نسبت عالیہ "گیارھویں شریف" کی رعایت کرتے ہوئے یہ چوالیس اقوال زریں منتخب کئے ہیں۔ رب کریم فرمودات غوثیہ کی نورانیت و لمعانیت سے میرے قلب کی سیاہی دور فرمائے۔ اور ان کے غلامان بارگاہ کی خاک روبی کے لائق بنائے۔ اور قارئین کرام کو فیضان غوثیہ سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأ للہ۔

ترا ذرہ مہ کامل ہے یا غوث — ترا قطرہ یم سائل ہے یا غوث
قد بے سایہ ظل کبریا ہے — تو اس بے سایہ ظل کا ظل ہے یا غوث
تری جاگیر میں ہے شرق تا غرب — قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث
تو اپنے وقت کا صدیق اکبر — غنی و حیدر و عادل ہے یا غوث
ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں — وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث
فیوض عالم امی سے تجھ پر — عیاں ماضی و مستقبل ہے یا غوث
ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں — جو تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث
کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا — رضا تجھ سے ترا سائل ہے یا غوث

۲۹

اللہ اللہ

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ

فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

تعلیماتِ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

ایک دفعہ بغداد کے سو نہایت ذی فقہاء امتحان لینے کے لئے بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہوئے، ہر ایک نے متعدد سوالات تیار کئے ہوئے تھے۔ جب تمام حضرات مجلس میں بیٹھ گئے تو حضرت شیخ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا، ان کے سینے سے نور کا ایک شعلہ برآمد ہوا اور تمام علماء کے سینوں پر سے گزر گیا، ان کے دلوں میں جو کچھ تھا سب مٹ گیا، اب ان کے غم و اضطراب کا عالم دیدنی تھا کوئی چیخ رہا تھا، کسی نے عمامہ اتار پھینکا اور کسی نے گریبان چاک کر دیا، حضرت شیخ کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور ان کے ایک ایک سوال کا جواب عنایت فرمایا، چنانچہ سب نے بالاتفاق آپ کے علم و فضل کا اعتراف کیا۔

مقصد کی لگن

دینِ متین کی تبلیغ ہر صاحبِ علم کا فریضہ ہے، آج کل فتنہ و فساد کی کثرت کا بڑا سبب یہ ہے کہ مقررین نے اس شعبے کو ذریعہ معاش بنا لیا ہے اور معمولی سے عذر کو بنیاد بنا کر وعدہ کے باوجود جلسوں میں نہیں پہنچتے، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو اولاد امجاد میں سے کسی کی وفات کی اطلاع ملتی تب بھی مجلس کو، اور خطاب کو جاری رکھتے اور جب جنازہ حاضر ہوتا تو کرسی سے اتر کر نماز جنازہ ادا فرماتے۔ حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے۔

> "میرے ہاں جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوا تو میں نے اسے ہاتھوں پر اٹھا کر کہا کہ یہ میت ہے اس کے پیدا ہوتے ہی اسے اپنے دل سے نکال دیتا تھا۔"

حضرت شیخ کا زمانہ

جب آپ بغداد تشریف لائے تو اس وقت ابوالعباس مستظہر بامر اللہ (م ۵۱۲ھ) کا عہد تھا۔ اس کے بعد مسترشد، راشد، المقتفی لامر اللہ اور المستنجد باللہ یکے بعد دیگرے تخت حکومت پر متمکن ہوئے اس دور میں سلجوقی سلاطین اور عباسی خلفاء کی کشمکش اپنے عروج پر تھی حصول اقتدار کے لئے بے دریغ مسلمانوں کا خون بہایا جاتا۔

گویا خوف خدا اور خوف آخرت کی جگہ اقتدار اور دنیا کی محبت نے لے لی تھی اسی لئے حضرت شیخ کے خطبات میں اخلاص للٰہیت اور خشیت الٰہیہ پر بہت زور دیا گیا ہے۔

فتنوں کا استیصال

حضرت شیخ کے دور میں امت مسلمہ متعدد فتنوں کی زد میں تھی، آپ نے بیک وقت ان سب کا مقابلہ کیا اور کشتی ملت کو بروقت سہارا دیا۔ ارباب اقتدار کی رسہ کشی، علماء سوء اور ابن الوقت صوفیاء کی تبلیغ دین سے بے رغبتی، دنیا اور مسلمانوں کے سیاسی اضمحلال کے نتیجے میں جو فتنے پیدا ہوئے ان کا اجمالی طور پر ذکر کیا جاتا ہے اور یہ کہ حضرت شیخ نے ان کا کیا علاج تجویز کیا۔

۱۔ ارباب اقتدار کے باہمی مناقشات اور تخت حکومت پر قابض ہونے کی ہوس۔
حضرت شیخ نے اپنے خطبات میں اخلاص، للٰہیت اور خشیت الٰہیہ پر زور دیا، دنیا کے مقابلے میں آخرت اور آخرت کے مقابلے میں رضا الٰہی کے طلب کرنے کی تلقین فرمائی۔

۲۔ اسلامی خلافت کے روبہ زوال ہونے اور مسلمانوں کے سیاسی اور فکری اقتدار سے کمزور ہونے کے سبب عیسائیت نئے ہتھکنڈوں سے لیس ہو کر علمی، فکری اور معاشرتی لحاظ سے اسلام پر حملہ آور ہو رہی تھی اس لئے حضرت شیخ نے توحید اور

اسلام کی حقانیت پر بہت زیادہ زور دیا اور قوم مسلم کی کامیابی کا راستہ صرف اور صرف صحیح معنوں میں مسلمان بننے کو قرار دیا۔

۳۔ پانچویں اور چھٹی صدی میں اموی اور عباسی خلفاء کے ابتدائی سلسلے نے منطق و فلسفہ اور دیگر علوم کا لٹریچر دوسری زبانوں سے عربی میں منتقل کیا بڑے بڑے فضلاء اس کام کے لئے مختص کئے اور یہ باور کرلیا گیا کہ یہ علم و دانش کی بہت بڑی خدمت ہے، لیکن اس کا اثر یہ ہوا کہ مسلمان فلسفی افکار و نظریات کے زیر اثر، عقلیت محضہ سے متاثر ہونے لگے یعنی وحی و نبوت کی ہدایت سے بے نیاز ہو کر عقل آوارہ کی راہنمائی کو کافی سمجھنے لگے۔ اور جو باتیں از قبیل معجزات و کرامات ان کی سمجھ میں نہ آتیں ان کی بے دھڑک تاویلیں کرنے لگے، حضرت شیخ نے اپنے خطبات میں نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور اولیاء عظام کی پیروی کی اہمیت کو بھرپور انداز میں پیش کیا۔ اس طرح انہوں نے مسلمانوں کو معتزلہ، باطنیہ اور فلاسفہ کی راہ پر چلنے سے بچایا، آپ نے شیخ مظفر منصور کو فلسفہ کی قلمی کتاب دھو ڈالنے اور فضائل قرآن کی کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔

۴۔ اس دور میں شیعی تعصب اپنی انتہا پر پہنچا ہوا تھا، ان کے غلط رجحانات روز بروز زور پکڑتے جا رہے تھے بالآخر اس خلفشار نے عباسی خلافت کا خاتمہ کر دیا، حضرت شیخ نے نہ صرف صحابہ کرام کی عظمت کو اجاگر کیا، اور ان کی پیروی کو ذریعۂ نجات قرار دیا بلکہ ان کے ارشادات کو بطور سند و استشہاد پیش کیا۔

۵۔ فسق و فجور کی کثرت کا علاج، تقویٰ و پرہیزگاری، تزکیہ نفس اور خدا جل جلالہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی تعلیم سے کیا۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ کے خطبات سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اس دور کے فتنوں کے استیصال کے لئے ہوتے تھے اور اس مقصد میں کامیابی کا یہ عالم تھا کہ ہر مجلس میں غیر مسلم مشرف باسلام ہوتے، بدمذہب راہ راست پر آتے اور

فساق وفجار تائب ہو کر تقویٰ وطہارت کی راہ پر گامزن ہو جاتے۔

انداز بیان

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خطبات کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نہایت سادہ اور عام فہم انداز میں دین کے اسرار ورموز کو بیان فرما دیتے تھے، آپ کا خطاب نہ تو طویل ہوتا اور نہ ہی اس میں کسی قسم کا الجھاؤ پایا جاتا، آپ کے ہاں فلسفیانہ موشگافی نہیں بلکہ قرآن پاک کا حکیمانہ انداز پایا جاتا ہے، ایک ہی مجلس میں مختصر جملوں میں متعدد موضوعات پر اظہار خیال فرماتے، آپ کا ایک ایک جملہ سامعین کے دل ودماغ میں اتر جاتا، دین متین کی تعلیمات کو پرکشش انداز میں بیان فرماتے، بعض اوقات پرجلالی کلمات بھی زبان مبارک سے صادر ہو جاتے جن سے ہر بڑا اور چھوٹا متاثر ہوتا، موقع محل کے مطابق قرآن پاک کی آیات اور احادیث طیبہ کو بیان کرتے بعض اوقات صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے ارشادات بھی زیب سخن بنتے، اسی طرح کبھی کبھی مقصد کو ذہن نشین کرنے کے لئے تمثیلات بھی بیان فرما دیتے۔

عکس خطابت

ذیل میں آپ کے ارشادات اور خطبات کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن سے اندازہ ہوگا کہ آپ نے اپنے دور کی ضروریات کو کس طرح پورا کیا، آپ کے ارشادات کی افادیت آج بھی بدستور باقی ہے ضرورت صرف اتنی ہے کہ ہم دل وجان سے متوجہ ہو کر ان کا مطالعہ کریں۔

فریاد اسلام

اے قوم! اسلام رو رہا ہے، ان فاسقوں، فاجروں، مبتدعین، گمراہوں، جھوٹ کا لباس پہننے والے ظالموں اور جھوٹے دعویداروں سے سر پر ہاتھ رکھ کر پناہ مانگ رہا ہے اور فریاد کر رہا ہے، ان لوگوں کو دیکھو جو تم سے پہلے گزر گئے اور جو تمہارے ساتھ تھے، امر و نہی کے ساتھ حکم چلاتے تھے، کھاتے پیتے تھے، اب حالت یہ ہے کہ گویا کبھی موجود ہی نہ تھے۔
تو کتنا سنگ دل ہے؟ کتا پورے خلوص کے ساتھ اپنے مالک کے لئے شکار کرتا ہے، اس کی کھیتی اور چوپایوں کی دیکھ بھال کرتا ہے پہرہ دیتا ہے اور مالک کو دیکھ کر دم ہلاتا ہے، حالانکہ وہ اسے رات کے وقت چند لقمے کھلا دیتا ہے یا کوئی اور معمولی چیز کھلا دیتا ہے اور تو پیٹ بھر کر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتا ہے پھر بھی اس کا شکر بجا نہیں لاتا، اس کا حق ادا نہیں کرتا، اس کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا اور اس کی حدود کی پاسداری نہیں کرتا۔

دین مصطفیٰ (ﷺ) کی خدمت

دین محمد (ﷺ) کی دیواریں گر رہی ہیں، بنیاد بکھر رہی ہے، اے زمین کے باسیو! آؤ جو منہدم ہو چکا اسے مضبوط کریں اور جو گر چکا اسے بحال کریں۔

اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ

اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ جیسے اولیاء کرام تھے، تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تمہاری ہو جائیں، جیسے ان کے لئے تھیں، اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا ہو جائے تو اس کی اطاعت کرو، اس کی مصیبت میں صبر کرو، اس کے افعال پر راضی رہو خواہ وہ تم سے متعلق ہوں یا دوسروں سے، اولیاء کرام دنیا میں رہ کر اس سے بے نیاز رہے، اپنا حصہ اس سے تقویٰ و

ورع کے ہاتھ سے لیا، پھر آخرت کو طلب کیا، اس کے لئے اعمال صالحہ کئے، اپنے نفسوں کی مخالفت اور اپنے رب کی اطاعت کی، پہلے اپنے آپ کو پھر دوسروں کو نصیحت کی۔

اسی کی عبادت کرو اور شرک نہ کرو

افسوس! تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اطاعت دوسروں کی کرتا ہے، اگر تو فی الواقع اس کا بندہ ہوتا تو تیری دوستی اور دشمنی اسی کی خاطر ہوتی، صاحب یقین مومن، اپنے نفس، شیطان اور اس کی خواہش پر عمل پیرا نہیں ہوتا، وہ شیطان کا شناسا ہی نہیں ہے اس کی اطاعت کیوں کرے گا؟ وہ دنیا کی پروا نہیں کرتا اس کے لئے ذلیل کیوں ہوگا؟ وہ تو اسے ذلیل کرتا ہے اور آخرت کا طلبگار ہے اور جب اسے آخرت مل جاتی ہے تو اسے بھی ترک کر دیتا ہے اور اپنے مولیٰ تعالیٰ سے وابستہ ہو جاتا ہے، ہر وقت اسی کی مخلصانہ عبادت کرتا ہے، اس نے اپنے رب کا فرمان سن رکھا ہے۔

وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین له الدین حنفاء انہیں یہی حکم دیا گیا کہ اللہ کی عبادت کریں، دین کو اس کے لئے خالص کرتے اور ہر باطل سے اعراض کرتے ہوئے۔ مخلوق کو شریک بنانا چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مان، وہی تمام اشیاء کا خالق ہے، تمام چیزیں اسی کے دست قدرت میں ہیں، اس کے غیر سے طلب کرنے والے! تو بے عقل ہے، کوئی چیز ایسی بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں نہیں ہے۔

وان من شي الا عندنا خزائنه، ہر شے کے خزانے ہمارے پاس ہیں۔

ذاتی طور پر مالک نفع وضرر

جب تو اپنی ماں کے پیٹ میں تھا تو تجھے کس نے طعام دیا؟ تجھے اپنی ذلت پر

اعتماد ہے، تجھے مخلوق، درہم و دینار، بیع و شراء اور بادشاہ وقت پر بھروسہ ہے تو جس پر اعتماد کرتا ہے وہ تیرا خدا ہے تو جس سے ڈرتا ہے، جس سے امید لگاتا ہے وہ تیرا خدا ہے، جسے تو نفع اور نقصان دینے والا جانتا ہے اور تیرا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں پر نفع اور نقصان جاری کیا ہے۔ وہ تیرا خدا ہے، عنقریب تجھے اپنا انجام معلوم ہو جائے گا۔

اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ اگر یہ اعتقاد رکھا جائے کہ مخلوقات میں سے کوئی نفع اور نقصان دیتا ہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں پر جاری کیا ہے تو یہ اعتقاد نہ تو شرک ہے اور نہ ہی عقیدہ توحید کے منافی ہے۔

تقدیر

اے مرید! اے مشرکو! مخلوق میں سے کسی کے ہاتھ میں (از خود) کوئی چیز نہیں ہے، بادشاہ، غلام، سلطان، غنی اور فقیر سب تقدیر الٰہی کے قیدی ہیں، ان سب کے دل اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے ان میں ردو بدل فرماتا ہے۔

صفات الٰہیہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو پسندیدہ صفات کے ساتھ موصوف کیا ہے تم ان کی تاویل کرتے ہو اور اس کے فرمان کی مخالفت کرتے ہو، تمہارے پاس وہ وسعت کہاں؟ جو صحابہ اور تابعین کے پاس تھی، ہمارا رب عزوجل عرش پر ہے جیسے خود اس نے فرمایا بغیر کسی تشبیہ کے اور اسے معطل یا جسم مانے بغیر۔ اس میں مسلک اہل سنت کی تائید اور معتزلہ کا رد ہے کہ تاویلات سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے ہیں۔

اسم اعظم

علامہ سید احمد طحطاوی فرماتے ہیں۔

قال القطب عبدالقادر الجیلانی الاسم الاعظم ھو اللہ لکن بشرط ان تقول اللہ ولیس فی قلبک سواہ۔

قطب عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں کہ اسم اعظم ''اللہ'' ہے۔ بشرطیکہ اللہ کہتے وقت تمہارے دل میں اس کے سوا دوسرا کوئی نہ ہو۔

مقام مصطفیٰ (ﷺ)

نبی اکرم ﷺ کی آنکھیں محو استراحت ہوتیں اور دل پاک بیدار رہتا، آپ جس طرح آگے دیکھتے اسی طرح پیچھے دیکھتے، ہر شخص کی بیداری اس کے حال کے مطابق ہے، کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کی بیداری کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی کوئی آپ کی خصوصیات میں شریک ہو سکتا ہے، ہاں آپ کی امت کے ابدال اور اولیاء، آپ کے بچے ہوئے کھانے اور پانی کو تناول کرتے ہیں، انہیں آپ کے مقامات کے دریاؤں میں سے ایک قطرہ اور آپ کی کرامات کے پہاڑوں سے ایک ذرہ دیا جاتا ہے کیونکہ وہ آپ کے مقتدی ہیں، آپ کے دین پر عمل پیرا ہیں، آپ کے دین کی خدمت اور راہنمائی کرتے ہیں اور آپ کے دین وشریعت کے علم کی اشاعت کرتے ہیں۔

کتاب وسنت کے پروں کے ساتھ بارگاہ خداوندی کی طرف پرواز کر، دربار الٰہی میں اس حال میں حاضر ہو کہ تیرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہو، حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا وزیر اور اپنا معلم بنا، سرکار دو عالم ﷺ تمہیں زیب وزینت دے کر بارگاہ الٰہی میں پیش کریں گے، آپ روحوں میں حکم فرمانے والے، مریدین کے مربی، مقام محبوبیت پر فائز ہونے والوں کے سردار، اولیاء کے امام اور ان کے درمیان احوال ومقامات تقسیم کرنے

والے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کارِ تقسیم آپ کے سپرد کر دیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ انما انا قاسم ویعطی اللہ آپ کو سب کا امیر بنا دیا ہے، دستور ہے کہ بادشاہ کی طرف سے لشکر کو خلعتیں دی جاتی ہیں تو انہیں امیر ہی تقسیم کرتا ہے۔

طریقِ محبت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی (تم فرما دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو) اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ راہِ محبت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل کی پیروی کرو۔

اتباعِ شریعت

جو شخص آدابِ شریعت نہیں اپناتا، قیامت کے دن آگ اسے ادب سکھائے گی۔

مقامِ انبیاء (علیہم السلام)

انبیاء علیہم السلام ہمیشہ اپنے نفوس، طبائع اور خواہشات کی مخالفت کرتے رہے یہاں تک کہ ریاضت و مجاہدہ کی کثرت کے سبب حقیقت کے لحاظ سے زمرہ ملائکہ میں داخل ہو گئے۔ وہ حقیقت بے دینی ہے، جس کے لئے شریعت گواہی نہ دے۔

کتاب وسنت

جو شخص نبی اکرم ﷺ کی پیروی نہیں کرتا، ایک ہاتھ میں آپ ﷺ کی شریعت اور دوسرے ہاتھ میں قرآن پاک نہیں تھامتا اس کی رسائی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک نہیں ہو سکتی، وہ تباہ اور برباد ہو جائے گا، گمراہی اور ضلالت اس کا مقدر ہو گی، یہ دونوں بارگاہ الٰہی تک تیرے راہنما ہیں، قرآن پاک، تمہیں دربار خدا تک اور سنت، بارگاہ مصطفیٰ تک پہنچائے گی (ﷺ)۔

تم اپنی نسبت اپنے نبی ﷺ کے ساتھ صحیح کر لو، جو صحیح معنوں میں آپ کا پیروکار ہوا اس کی نسبت صحیح ہے، اتباع کے بغیر تمہارا یہ کہہ دینا مفید نہیں کہ میں حضور ﷺ کی امت میں سے ہوں، جب تم اقوال و افعال میں حضور انور ﷺ کی اتباع کرو گے تو آخرت میں آپ کی صحبت میں ہو گے۔

اخلاص اور عمل

اے شہر والو! تمہارے اندر نفاق بڑھ گیا ہے اور اخلاص کم ہو گیا ہے، اعمال کے بغیر اقوال کی کثرت ہے، عمل کے بغیر قول فائدہ نہیں دیتا، وہ تیرے حق میں نہیں بلکہ تیرے مخالف دلیل ہے، وہ بے جان جسم ہے، وہ ایک ایسا بت ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں اور نہ ہی اس میں پکڑنے کی صلاحیت ہے، تمہارے اکثر اعمال بے روح لاشے ہیں۔ روح کیا ہے؟ اخلاص، توحید، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر ثابت قدمی۔

وہ علم ــــــــ جس پر عمل نہ ہو

علم چھلکا ہے اور عمل مغز، چھلکے کی حفاظت اس لئے کی جاتی ہے کہ مغز محفوظ رہے

اور مغز کی حفاظت اس لئے کی جاتی ہے کہ اس سے تیل نکالا جائے، وہ چھلکا کس کام کا جس میں مغز نہ ہو، اور وہ مغز بے کار ہے جس میں تیل نہ ہو، علم ضائع ہو چکا ہے کیونکہ جب علم پر عمل نہ رہا تو علم بھی ضائع ہو گیا، عمل کے بغیر علم کا پڑھنا اور پڑھانا کیا فائدہ دے گا؟ اے عالم! اگر تو دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اپنے علم پر عمل کر اور لوگوں کو علم سکھا۔

وہ عمل۔۔۔۔۔۔جس کے ساتھ علم نہ ہو

مجھے تیری مدح یا ذم، دینے اور نہ دینے کی فکر نہیں ہے، تیری خیر اور شر اور تیرے متوجہ ہونے یا نہ ہونے کو بھی میں خاطر میں نہیں لاتا، تو جاہل ہے اور جاہل کی پروا نہیں کی جاتی، اگر تجھے موقع ملے اور تو اللہ تعالٰی کی عبادت کرے تو تیری عبادت مردود ہوگی، کیونکہ یہ عبادت، جہالت پر مبنی ہے اور جہالت تمام تر فساد کا باعث ہے۔

پہلے فرائض پھر نوافل

صاحب ایمان کو چاہیے کہ پہلے فرائض ادا کرے جب ان سے فارغ ہو تو سنتیں ادا کرے پھر نوافل اور فضائل میں مشغول ہو، فرائض سے فارغ ہوئے بغیر سنتوں کا ادا کرنا بے وقوفی اور سرکشی ہے، فرائض کے ادا کرنے سے پہلے سنتوں اور نفلوں میں مصروف ہوا تو وہ مقبول نہ ہوں گے بلکہ وہ ذلیل کیا جائے گا۔

نماز اور دیگر اعمال

اے لڑکے! تو دنیا میں بقا اور عیش کے لئے پیدا نہیں کیا گیا، اللہ تعالٰی کے ناپسندیدہ امور کو تبدیل کر دے، تو نے سمجھ لیا ہے کہ اللہ تعالٰی کی اطاعت کے لئے لا الٰہ الا

صحابہ کرام کے ورع وتقویٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ستر قسم کے مباح اس خوف سے ترک کر دیتے تھے کہ کہیں گناہ میں واقع نہ ہو جائیں اور امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حلال کے دس حصوں میں سے نو حصوں کو اس لئے چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں حرام میں واقع نہ ہو جائیں، انہوں نے اس احتیاط کے پیش نظر ایسا کیا کہ حرام کا ارتکاب تو کجا اس کے قریب سے بھی گزر نہ ہو۔

مقام ولایت

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اولیاء کرام کے حق میں حسن ظن نہیں رکھتا، ان کی بارگاہ میں تواضع اور انکساری اختیار نہیں کرتا وہ کامیابی نہیں پا سکتا، تو ان کے سامنے عجز وانکسار کیوں نہیں اختیار کرتا؟ حالانکہ وہ رؤساء اور امراء ہیں، ان کے سامنے تیری کیا حیثیت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حل وعقد کا سلسلہ ان سے وابستہ کر دیا ہے، انہی کی بدولت آسمان بارش برساتا ہے اور زمین سبزہ اگاتی ہے۔ تمام مخلوق ان کی رعایا ہے، ان میں سے ہر ایک پہاڑ کی طرح ثابت قدم ہے جسے آفات وبلیات کی اندھیاں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتیں وہ اپنے نفوس یا دوسروں کے طالب ہو کر مقام توحید اور اپنے مولا کی رضا سے نہیں ہٹے۔
بندہ جب مقام توحید واخلاص پر فائز ہو جاتا ہے تو بعض اوقات اشیاء اس کے لئے پیدا کی جاتی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی تکوین میں داخل ہو جاتا ہے اور بعض اوقات تکوین اس کے سپرد کر دی جاتی ہے۔ اب یہ تکوین (باذن اللہ) خود اس کے لئے ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے خواص کے لئے ہوتی ہے، جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ جس شے کے لئے کہے گا کن (ہو جا) تو ہو جائے گی، لیکن عظمت شان آج کی تکوین میں نہ کہ کل کی تکوین میں۔

اولیاء کرام کی بے ادبی

اے اللہ تعالیٰ اور اس کے خواص سے جاہل! ان کی غیبت کا ذائقہ نہ چکھ کیونکہ وہ زہر قاتل ہے، خبردار! خبردار! زنہار! زنہار! ان کی برائی کے درپے نہ ہو کیونکہ ان کے بارے میں غیرت کی جاتی ہے۔

جب کوئی مشکل پیش آجائے

اگر تجھے کوئی مشکل درپیش ہو اور تو صالح اور منافق میں فرق نہ کر سکے تو رات کو اٹھ کر دو رکعت نماز ادا کر اور اس کے بعد یہ دعا مانگ۔

اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے صالحین تک میری راہنمائی فرما، اس شخصیت کی طرف میری راہنمائی فرما جو مجھے تیری راہ دکھائے، تیرا طعام مجھے کھلائے، تیرا مشروب مجھے پلائے، تیرے قرب کے نور کا سرمہ میری آنکھوں میں لگائے اور تقلید کے طور پر نہیں بلکہ کھلم کھلا جو کچھ دیکھے مجھے بتادے۔

تبلیغ دین کا معاوضہ

میں تمام زندگی اولیاء کرام کے بارے میں حسن ظن رکھتا رہا ہوں اور ان کی خدمت کرتا رہا ہوں، اس چیز نے مجھے فائدہ دیا، میں تم سے نصیحت اور خطاب کا معاوضہ نہیں چاہتا۔ میرے خطاب کا معاوضہ یہ ہے کہ اس پر عمل کرو۔

علماء اور اولیاء سے بغض

پہلے لوگ دین اور دلوں کے اطباء، اولیاء اور صالحین کی تلاش میں مشرق و مغرب کا چکر لگاتے تھے، جب انہیں ان میں سے کوئی مل جاتا تو اس سے اپنے دین کی دوا طلب کرتے تھے، اور آج تم فقہاء علماء اور اولیاء سے بغض رکھتے ہو جو ادب اور علم سکھاتے ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ تم دوا حاصل نہیں کرپاتے۔

علماء سوء

تم ان علماء کی صحبت اختیار نہ کرو جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتے ان کی صحبت تمہارے لئے نحوست کا باعث ہوگی۔

تو احوال باطنہ کو نہیں پہچانتا تو ان میں کلام کیوں کرتا ہے؟ تجھے اللہ کی معرفت حاصل نہیں تو اس کی طرف کیوں بلاتا ہے؟ تو صرف مال دار کو پہچانتا ہے اس بادشاہ کو پہچانتا ہے، تیرے لئے کوئی رسول و مرسل نہیں تو ورع اور پرہیز کے ساتھ نہیں کھاتا، تو حرام طریقے سے کھاتا ہے۔ دین کے بدلے دنیا کا کھانا حرام ہے تو منافق ہے دجال ہے، میں منافقوں کی دوکانوں کا دشمن ہوں، ان کی عقلوں کو تباہ کرنے والا ہوں، میرے کہ دل اس منافق کا گھر تباہ کردیں گے اور اس کا ایمان سلب کرلیں گے جس کا وہ دعویدار ہے۔

ان لوگوں کی بات نہ سنو جو اپنے نفسوں کو خوش کرتے ہیں، بادشاہوں کے سامنے ذلت اختیار کرتے ہیں اور ان کے سامنے چیونٹی کی حیثیت اختیار کرلیتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی نہیں سناتے، اگر سنائیں بھی سہی تو از راہ منافقت اور تکلف سنائیں گے، اللہ تعالیٰ زمین کو ان سے اور ہر منافق سے پاک فرمادے یا انہیں توبہ کی توفیق اور اپنے دروازے کی جانب ہدایت عطا فرمائے۔

مختصر یہ کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے شریعت و طریقت کی تعلیمات بے خوف و

خطر بیان کیں اور ہر بدمذہب اور فریبی کو راہ راست کی طرف بلایا، یقیناً وہ خوش بخت لوگ تھے جو حضرت کے ہاتھوں پر تائب ہوئے اور اپنی دنیا و آخرت کے سنوارنے کا انتظام کر گئے۔

محی الدین

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ۵۱۱ھ میں جمعہ کے روز سیاحت سے برہنہ پا بغداد واپس آ رہا تھا، میرا گزر ایک مریض کے پاس سے ہوا جس کا رنگ بدلا ہوا اور جسم بہت کمزور تھا، اس نے مجھے کہا السلام علیک یا عبد القادر! میں نے اسے سلام کا جواب دیا، اس نے مجھے قریب بلا کر کہا کہ مجھے بٹھا دو، میں نے اسے بٹھایا تو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس کا جسم صحت مند ہو گیا، رنگ نکھر گیا اور حالت سدھر گئی، اس نے کہا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا میں دین ہوں، میں موت کے کنارے پہنچ چکا تھا تمہاری بدولت اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی عطا فرما دی ہے، اس سے رخصت ہو کر جامع مسجد پہنچا تو ایک شخص نے یا سیدی محی الدین کہتے ہوئے اپنے جوتے مجھے پیش کر دیئے، پھر کیا تھا ہر طرف سے لوگ دوڑتے ہوئے آتے اور یا محی الدین کہتے ہوئے میرے ہاتھوں کو بوسہ دینے لگے۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ

وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

اخلاق و عادات

خوف خدا

ایمان، خوف و رجا کے درمیان ایک کیفیت کا نام ہے، اولیاء کرام پر اللہ تعالیٰ اور آخرت کا خوف اس قدر غالب ہوتا ہے کہ وہ کسی وقت بھی معصیت کی طرف راغب نہیں ہوتے پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے طلب گار رہتے ہیں، حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی ؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کو حرم کعبہ میں دیکھا کہ کنکریوں پر چہرہ رکھے ہوئے عرض کر رہے تھے۔

"اے مالک! بخش دے اور اگر میں مستحق سزا ہوں تو قیامت کے دن مجھے نابینا اٹھانا کہ نیکوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔"

علامہ اقبال نے یہ دعا کس خوبصورت انداز میں نظم کی ہے۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
در حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

ارباب اقتدار سے استغناء

اولیاء کرام کا معمول رہا ہے کہ بارگاہ خداوندی میں ان کا جھکا ہوا سر، سلاطین و ملوک کے سامنے خم نہ ہوا اور نہ ہی تخت و تاج کے ساتھ وابستگی ان کے لئے سرمایہ افتخار رہی، سیدنا غوث اعظم ؓ کے بارے میں حضرت خضر کا بیان ہے کہ میں تیرہ سال شیخ کی خدمت میں رہا، میں نے نہیں دیکھا کہ وہ کسی بڑے آدمی کے لئے کھڑے ہوئے ہوں یا

بادشاہ کے دروازے پر گئے ہوں یا بساطِ شاہی پر بیٹھے ہوں، ایک دفعہ کے علاوہ بادشاہ کا کھانا کبھی تناول نہ فرمایا، شاہانِ وقت اور امراء کے نرم اور گداز بستروں پر بیٹھنے کو ایسی سزا قرار دیتے تھے جو انسان کو دنیا ہی میں دے دی گئی ہو۔ بادشاہ، وزیر اور دیگر ارکانِ سلطنت حاضر ہوتے تو آپ پہلے ہی اٹھ کر گھر تشریف لے جاتے جب لوگ آ کر بیٹھ جاتے تو آپ تشریف لاتے اس طریق کار کا مقصد یہ تھا کہ کھڑے ہو کر ان کا استقبال نہ کرنا پڑے۔ ان سے گفتگو کے دوران آپ کا لب ولہجہ سخت ہوتا اور موثر انداز میں انہیں نصیحت فرماتے، وہ عجز وانکسار کا پیکر بنے آپ کے سامنے حاضر رہتے۔

ایک دفعہ خلیفۂ وقت مستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف ملاقات کے لئے آیا، سلام کیا اور درخواست کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں اور ساتھ ہی درہم ودنانیر کی دس تھیلیاں پیش کیں جنہیں دس خادم اٹھائے ہوئے تھے، آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، خلیفۂ کے اصرار پر دو تھیلیاں ہاتھوں میں لے کر دبائیں تو ان میں سے خون ٹپکنے لگا، آپ نے فرمایا۔

"اے ابوالمظفر ! تمہیں اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں آتی کہ لوگوں کا خون چوس کر لاتے ہو اور مجھے پیش کرتے ہو۔" [1]

اللہ اللہ

مَقَامُکُمْ الْعُلٰی جَمْعاً وَّلٰکِنْ

مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِیْ

اَنَافِیْ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ

یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھوالقادر

عزمِ بغداد

حضرت مخدوم العلماء ضیاء الملت والدین ﷫ ۱۳۲۶ھ، بائیس برس کی عمر میں علوم وفنون کی تکمیل کے بعد با اجازت مرشدِ کریم حضرت مجدد اعظم شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی ﷫ اپنے وطن واپس ہوئے۔ کچھ مدت سیالکوٹ میں قیام فرمایا، سیالکوٹ کے قریب ہی موضع کلاس والا میں آپ کی جاگیر تھی، وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں سے بغداد مقدس کے سفر کا آغاز کیا۔

ارشاد فرمایا:

''سیالکوٹ کے پاس کلاس والا ایک گاؤں ہے، وہاں مجھے میرے چچا نے بھیجا کہ جاؤ فلاں کنوئیں سے پانی لے آؤ، میں وہاں گیا تو وہ کنواں بند تھا، جب میں واپس آیا تو چچا کو بتایا تو انہوں نے ڈانٹا ڈپٹا اور کہا کہ وہ جو پاس ہی دوسرا کنواں چل رہا تھا، وہاں سے کیوں نہیں بھر لایا؟ وہاں گیا تو قدرتِ خدا سے وہ بھی نہیں چل رہا تھا۔ خدا تعالیٰ کی حکمتیں ہیں، پھر میں واپس ہوا اور چچا کو پھر آ کر کہا کہ وہ بھی بند ہے تو انہوں نے دو چار باتیں سنائیں اور کہا کہ وہ آگے جو لالیوں والا کنواں ہے وہ ہمیشہ دن رات چلتا رہتا ہے وہاں سے پانی بھر کر لے آؤ۔ بس پھر ہم چلے تو گئے لیکن کیا، کیا کہ گجری کو پانی سے بھر کر کے کنوئیں کی منڈیر پر رکھ دیا اور میں وہاں کھڑا رہا۔ مقدر سے سیالکوٹ جانے والا ایک یکہ آ گیا۔ میں نے اس کو کہا کہ مجھے بھی بٹھا لو تو اس نے کہا کرایہ لوں گا، میں نے کرایہ ادا کر دیا تو وہ مجھے سیالکوٹ لے آیا۔ سیالکوٹ سے اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا فرمائے اور میں بزرگانِ دین کی زیارتیں کرتا ہوا کراچی پہنچ گیا۔ منگھو پیر حاضری دی، ان کے دربار کے

قریب گرم پانی کا چشمہ نکلتا تھا۔ کراچی سے پندرہ، سولہ میل دور تھا، اس وقت کراچی اتنا بڑا شہر نہیں تھا، اب تو یہ مزار شہر کے اندر ہے۔ اس وقت انگریزی حکومت تھی، سفر کے لئے بہت آسانی تھی۔ بحری جہاز میں ٹکٹ لے کر بیٹھ گیا۔ کسی نے نہ پوچھا کہ تمہارا پاسپورٹ کہاں ہے؟ تمہارا ویزا کہاں ہے؟ کراچی سے بصرہ جا کر جہاز ٹھہرا، ان دنوں وہاں ترک کی حکومت تھی انہوں نے بھی پاسپورٹ اور ویزے کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا، چھوڑ دیا۔ بصرہ میں بزرگانِ دین کی زیارتیں کرنے کے بعد، اس وقت دجلہ دریا میں چھوٹے سٹیمر چلتے تھے، جس میں تیس چالیس آدمی بیٹھ جاتے تھے، اس میں بیٹھ گیا، تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بغداد شریف میں لے آیا۔ اس وقت میری عمر چوبیس برس ہوگی، یہ ۱۳۱۸ھ کی بات ہے۔ اس وقت بغداد شریف میں دربار شریف پر جو بھی مسافر آتے ان سب کو وہیں رہنے کی جگہ اور کھانے پینے کے لئے لنگر دیتے تھے۔ لنگر روزانہ عصر کے وقت تقسیم ہوتا تھا۔ ہزاروں آدمی لنگر سے مستفیض ہوتے تھے، کوئی عرصہ یا کوئی دن مقرر نہیں تھا، جتنا کوئی رہے۔ ۳۳

مدینہ منورہ میں حضور (حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ) کی رہائش مولانا ضیاء الدین قادری کے ہاں ہوتی تھی۔ مولانا صاحب سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ بزرگانِ عظام ہندو پاکستان کی خانقاہوں سے ہوتے ہوئے تونسہ شریف بھی آئے، وہاں سے سندھ میں کراچی پھر بغداد شریف پہنچے۔ پیرانِ پیر حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے در اقدس پر قیام کیا، پھر مدینہ منورہ آ گئے۔ ۳۴

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْھَبُ کُلِّ شَیْخٍ

وَمَنْ ذَافِی الرِّجَالِ اُعْطِیَ مِثَالِیْ

قیامِ بغداد

وہاں غوث الثقلین کریم الطرفین حضرت شیخ سید عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی ﷺ کی خانقاہ معلّٰی میں تقریباً نو برس اور کچھ ماہ قیام پذیر رہے۔ بغداد شریف کے زمانہ قیام میں آپ ﷺ متعدد شیوخ سے فیض یاب ہوئے۔ اس عرصہ میں آپ پر چار سال تک جذب وسکر کی کیفیت طاری رہی۔

وارفتگئی شوق کے قربان جایئے
منزل کی جستجو ہے اور اپنی خبر نہیں

بالکل مجذوبانہ اطوار میں یہ طویل عرصہ گزرا۔ بالآخر حضرت شیخ سید حسین الحسنی الکردی ﷺ تشریف لائے اور آپ کو اپنے ساتھ حمام میں لے گئے۔ حجامت بنوائی، غسل کروایا، کپڑے پہنوائے۔ اور سر پر ہاتھ پھیرا۔ اسی وقت مجذوبانہ کیفیت جاتی رہی۔

فرمایا!

''بس ایک گرہ تھی جو کھل گئی۔ اللہ جل شانہٗ نے حال اچھا فرمادیا۔''

حضرت شیخ سیدی حسین الحسنی الکردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ڈیڑھ برس قیام رہا۔

بغداد پاک میں آپ نے حضرت شیخ سید مصطفٰی قادری قدس سرہ کلیدار حضرہ قادریہ اور ان کے صاحبزادے شیخ سید احمد شرف الدین قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کلید دار حضرت سلطان الاولیاء حضرت سیدنا غوث الثقلین (ﷺ) اور شیخ سید حسین الحسنی الکردی رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ اور ان شیوخ نے آپ کو خلافت واجازت سے بھی نوازا۔ آپ فرمایا کرتے:

''بہت بزرگوں کی زیارتیں کیں، ان سے دعائیں لیں، ان کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالٰی مدینہ شریف لے آیا۔''

حضرت سید حسین بن عبداللہ الحسنی الکردی مرید وخلیفہ تھے۔ حضرت سید اسماعیل الاولیائی قدس سرہٗ کے اور انہیں شرف مجاز حاصل تھا، سیدی عبدالعزیز الحسبش ﷺ سے

جنہوں نے چھ سو پچانوے (۶۹۵) برس کی طویل عمر پائی۔(سیدی عبدالعزیز الحسبش رضی اللہ عنہ
۳ ربیع الاول ۵۸۱ھ میں پیدا ہوئے۔اور ۲۱ رمضان ۱۲۷۶ھ کو وفات پائی۔فہرس الفہارس)
اور آپ مرید وخلیفہ تھے قطب الآفاق سیدنا حضرت سید عبدالرزاق خلف الرشید حضرت
غوث الثقلین فرد الاکبر سیدنا السید عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اس سلسلۃ الذہب کو ''سلسلہ معمرہ'' کہتے ہیں۔

جو صرف چار واسطوں سے قطب الاقطاب سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

جو ہر اہل طریقت کے لئے طوبیٰ لِمنَ رَآنی کی بشارت ہے۔ ۳۵

علاوہ ازیں حضرت شیخ الاسلام قطب مدینہ قدس سرہ کو مذکورہ بالا سلسلہ کے علاوہ
درج ذیل طرق سے متعدد مشائخ سے سلسلہ معمرہ کی اجازتیں وخلافتیں حاصل ہیں۔

الف غوث الاعظم شیخ الطریقۃ ومعدن الشریعۃ والحقیقۃ سیدنا السید الشیخ عبدالقادر
الجیلانی۔قطب الآفاق سیدنا السید عبدالرزاق۔السید الشریف عبدالعزیز نزیل
الحبشہ۔السید محمد بن علی السنوسی۔السید محمد السنوسی۔قدوۃ العلماء العارف باللہ
والغازی فی سبیل اللہ السید احمد شریف السنوسی۔قطب المدینۃ المنورہ شیخ العرب
والعجم سیدی ضیاء الدین احمد القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ب سیدنا غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی۔قطب الآفاق سیدنا السید عبدالرزاق۔
السید الشریف عبدالعزیز نزیل الحبشہ والسید محمد بن علی السنوسی۔الامام السید
محمد المہدی۔قطب المدینۃ المنورہ شیخ العرب والعجم سیدی ضیاء الدین احمد
القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

ج سیدنا غوث الثقلین۔حضرت سیدی شاہ دولہ۔ حضرت منور علی شاہ الہ آبادی۔
حضرت شیخ عبدالکریم المعروف شاہ اخون ولاں اخوند فقیر صاحب۔حضرت
امیر کابلی۔ حضرت شاہ علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی۔حضرت شیخ الاسلام
ضیاء الدین احمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۳۶

نوٹ! سلسلہ معمرہ منوریہ (ج)

کے سلسلہ میں یہ بتانا ضروری ہے کہ حضرت شاہ منور علی رحمۃ اللہ علیہ الہ آبادی کی عمر ساڑھے پانچ سو سال ہوئی اور آپ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو وضو کرانے کی خدمت پر مامور تھے۔ انہیں خلافت غوث مآب رضی اللہ عنہ سے حاصل تھی۔

حضرت صوفی سید محمد حسین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ مراد آبادی "سلاسل اربعین" میں لکھتے ہیں۔

شاہ منور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بلا واسطہ خلیفہ غوث اعظم بسعتد و خدمت وضو کنانیدن آں حضرت بر خود لازم گردانیدہ بود، روزی در خاطر خواہش آب حیات پیدا شد و ایں خطرہ بر حضرت غوث اعظم منکشف شد و فرمود کہ پس ماندہ آب وضو ایں فقیر کم تر از آب حیات نیست، بستان و نوش کن۔ شاہ منور صاحب رحمۃ اللہ علیہ آب وضو نوشید و برکت آں آب عمر پانصد سال یافتہ اند۔

(سلاسل اربعین۔ طبع دہلی حاشیہ صفحہ ۱۷۔)

د سیدنا امام الاولیاء السید عبد القادر الجیلانی ۔ قطب الآفاق السید عبد الرزاق ۔ سیدی عبد العزیز الحبش ۔ سیدی ماء العینین الحسنی ۔ سیدی شیخ احمد الشمس القادری المالکی ۔ سیدی ضیاء الدین احمد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

ھ سیدنا غوث الاعظم ۔ سیدنا عبد الرزاق ۔ سیدی عبد العزیز الحبش الحسنی سیدی شیخ ابراہیم رشیدی ۔ سیدی شیخ عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج مفتی مکہ مکرمہ ۔ سیدی مجدد اعظم امام احمد رضا خاں قادری بریلوی ۔ قطب مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری قدس سرھم۔

و السید الکریم غوث الثقلین وغیث الکونین سیدنا الشیخ ابی محمد عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ ۔ سیدنا الشیخ کبیر الدین المعروف الشاہ دولہا رضی اللہ عنہ ۔ سیدنا و مولانا الشیخ منور علی شاہ الہ آبادی رضی اللہ عنہ ۔ سیدنا الشیخ عبد الکریم المعروف بملا آخوند رامپوری رضی اللہ عنہ ۔ سیدنا و مولانا الشیخ ملا دریا خان رضی اللہ عنہ ۔ سیدنا و مولانا الشیخ غلام حسین رضی اللہ عنہ ۔ سیدنا و مولانا

الشیخ محمد محمود ﷺ۔سیدنا الشیخ العارف علی حسین مرادآبادی ﷺ۔حضرت سیدنا الشیخ سید ابوالحسین احمد نوری ﷺ۔مجدد اعظم امام اہل سنت الشیخ احمد رضا خاں قادری ﷺ۔قطب مدینہ منورہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری ﷺ

(و۔بشکریہ حضرت علامہ مفتی محمد مقبول حسین قادری الہ آباد)

ز سلسلہ معمریہ قادریہ معمرویہ۔

۱۔	سیدنا سلطان الاولیا سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ	
۲۔	شمس الدین محمد الطویل الھروی	عمر ۱۳۹ برس
۳۔	شہاب الدین احمد بن علی الموصلی	عمر ۱۶۹ برس
۴۔	محمد الطاہر بن عبداللہ بن حمدان الاصبہانی	عمر ۵۰۲ برس
	مولود ۳۱ ھ وفات ۱۳۳۵ھ (فہرس الفہارس جلد ا، صفحہ ۲۷۳)	
۵۔	حضرت شیخ سید محمد القادری الحریری	عمر ۱۳۵ برس
۶۔	سیدی ضیاء الدین احمد قادری	عمر ۱۰۷ برس

رضی اللہ تعالیٰ عنھم

ح غوث الاعظم شیخ الطریقہ و معدن الشریعہ والحقیقہ سیدنا السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی۔قطب الآفاق سیدنا السید عبدالرزاق۔السید الشریف عبدالعزیز نزیل الحسبہ۔سیدی شیخ ابراہیم رشیدی۔سیدی احمد الباعی۔قطب مدینہ ضیاء الدین احمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنھم

اللہ اللہ

كَسَانِيْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ

وَتَوَّجَنِيْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

۱۳۲۳ھ میں جب مجدد اعظم اعلیٰحضرت عظیم البرکت ؓ حج کے لئے حاضر ہوئے۔ اس وقت قطب مدینہ ؓ بغداد شریف میں حاضر تھے۔ سیدنا اعلیٰحضرت ؓ نے مدینہ طیبہ سے ۱۳۲۳ھ میں "حسام الحرمین" علماء کی تقاریظ حاصل کرنے کے لئے آپ کو ارسال فرمائی جو آپ کو ۱۳۲۶ھ میں موصول ہوئی۔

فرمایا۔

"یہ نسخہ حضرت علامہ مولانا کریم اللہ جانباز فی سبیل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ کا کتابت شدہ تھا۔ سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت ؓ نے اس کو پڑھ کر دستخط و مہر ثبت فرمادی تھی۔ یہ مخطوطہ حضرت سید احمد شرف الدین جیلانی ؓ کلید ار حضرت سلطان الاولیاء غوث الاعظم سیدنا السید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے طلب فرما لیا تھا۔"

وَاَبیَضُ یُستَسقَی الغَمَامُ بِوَجھِہٖ

ثِمَالُ الیَتَامٰی وَعِصمَۃٌ لِلاَرَامِلِ

یَلُوذُ بِہِ الھُلَّاکُ مِن اٰلِ ھَاشِمٍ

فَھُم عِندَہٗ فِی نِعمَۃٍ وَفَوَاضِلِ

اب مدینہ طیبہ کی حاضری کا جذبہ غالب ہوا۔ حضرت سید حسین الحسنی الکردی رحمۃ اللہ علیہ
کی بارگاہ میں اظہار کیا اور اجازت طلب کی۔

اجازت عطا فرماتے ہوئے فرمایا:

"آپ کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ مگر خیال کرتا ہوں کہ تم عالم ہو۔
علماء کی عادت ہے کہ فوراً سوال کر دیتے ہیں، کہ ایسا کیوں؟ اگر
سوال نہ کرنے کا وعدہ کرو تو نصیحت کرتا ہوں"۔

عرض کیا وعدہ کرتا ہوں کہ سوال نہیں کروں گا۔

تین نصیحتیں فرمائیں فرمایا۔

۱۔ مسجد نبوی شریف (ﷺ) میں پہلی صف میں کھڑے ہونے کی کوشش نہ کرنا۔

۲۔ حرم شریف میں کچھ تقسیم نہ کرنا۔

۳۔ مدینہ شریف کے لوگوں سے زیادہ دوستی پیدا نہ کرنا۔

حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ تو سب باتیں شرف کی ہیں۔ مگر حسب وعدہ خاموش رہا۔
اور ان پر عمل کرنے کا عہد کیا۔ مگر ایک مدت تک دل میں خلش رہی، تا آنکہ یہ
راز مجھ پر خود ہی منکشف ہوا، یہ کہ۔

۱۔ میں نے محسوس کیا کہ پہلی صف تا اہلوں کے ہاتھ میں آ گئی ہے۔

۲۔ حرم شریف میں محتاج زیادہ ہوتے ہیں۔ ہر کسی کو تو دے نہیں سکتے۔ اس لئے
جن کو نہیں ملے گا ان کی دل شکنی ہو گی اور شور بھی ہو گا۔

۳۔ اگر اہل مدینہ سے زیادہ دوستی ہو جائے تو بے تکلفی میں، ان کا کسی قسم کا کوئی عیب
ظاہر ہو جائے تو ان کی تعظیم و تکریم میں کمی واقع ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

فضائل مدینہ منورہ

الف الف الصلاۃ والسلام علیٰ ساکنہا و منورھا

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولیٰ
عقبیٰ میں نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ
بیٹھوں جو درِ پاک پیمبر کے حضور
ایمان پر اس وقت اٹھانا مولیٰ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

اجماع امت و اتفاق علماء سے یہ بات ثابت ہے کہ تمام ملکوں اور شہروں سے افضل و اشرف مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی عزت اور شرف کو زیادہ کرے۔ لیکن ان دونوں میں کون افضل ہے اس بارے میں امت کی دو جماعتیں ہیں، تمام علماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا اس پر اجماع ہے کہ وہ زمین کا ٹکڑا جو حضرت ﷺ کے جسم مبارک سے ملا ہے وہ تمام اجزاء زمین یہاں تک کہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ ٹکڑا تمام آسمانوں بلکہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے اور کہتے ہیں کہ اگرچہ قوم کی کتابوں میں آسمانوں اور عرش کا ذکر صریحاً نہیں ہے۔ لیکن یہ بات ایک ایسے قبیل سے ہے کہ کسی کے سامنے اگر بیان کیا جائے تو اس کو انکار کی گنجائش نہیں ہوگی۔ ویسے آسمان اور زمین حضرت محمد ﷺ کے پاؤں مبارک سے مشرف ہیں بلکہ اگر تمام اجزائے زمین کو آسمان پر اس وجہ سے کہ قبر شریف (ﷺ) زمین پر ہے افضل قرار دیا جائے تو موزوں ہے۔

یہاں امام نوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس بات کی تائید کرتا ہے کہ جمہور علماء آسمانوں کو زمین پر فضیلت دیتے ہیں اور بعضوں نے زمین کو آسمانوں پر فضیلت اس وجہ سے دی ہے کہ وہ انبیائے اسلام کے رہنے اور

دفن ہونے کی جگہ ہے جمہور کہتے ہیں کہ اگر زمین اور ان کے رہنے اور ان کے اجسام شریفہ کے دفن ہونے کی جگہ ہے تو آسمان ان کے ارواح مقدسہ کے رہنے کا مقام ہے۔

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اپنی قبروں میں زندہ ہونے کا ثبوت

جمہور کے کلام کا بہت ظاہر اور واضح جواب ہے اس واسطے کہ زمین جس طرح ان کے جسموں کے رہنے کی جگہ ہے ایسے ہی آسمان ان کے ارواح شریفہ کے رہنے کا محل ہے و بالجملہ موضع قبر شریف ﷺ کو مستثنیٰ کرنے کے بعد اختلاف اس بات میں ہے کہ بقیہ قطعہ زمین مکہ سے افضل ہے تو کیونکر! حضرت عمر و عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ امام مالک اور مدینہ طیبہ کے اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ مدینہ افضل ہے اور بہت سے علماء مدینہ طیبہ کی افضلیت کے مسئلہ پر ان حضرات سے متفق ہیں لیکن کعبہ شریف کا استثناء کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مدینہ مکہ سے سوائے کعبہ کے افضل ہے پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ قبر شریف سید کائنات ﷺ مطلقاً مکہ اور کعبہ سے افضل ہے اور کعبہ معظمہ سوائے قبر شریف (ﷺ) کے باقی شہر مدینہ سے افضل ہے اور باقی مدینہ باقی مکہ سے افضل ہے مگر بعض کا اس میں اختلاف ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے مدینہ طیبہ کو دنیا کے سارے بلاد سے زیادہ دوست رکھا اور خود اس میں رہائش فرمائی اور جن فتوحات کی آپ کو امید تھی یہاں سے حاصل ہوئیں اور جتنے کمالات کا قدرت سے آپ کا وعدہ تھا وہ سب یہاں سے حاصل ہوئے اسلام کو قوت اور ترقی یہاں سے حاصل ہوئی بلکہ اول سے آخر تک کی تمام نیکیاں یہیں سے پھوٹیں، یہی جگہ سارے ظاہری و باطنی کمالات کا منبع ہے۔ مدینہ طیبہ کی سب فضیلتوں میں سے ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ خلاصہ ہشدہ ہزار عالم حضور ﷺ کا مرقد منیف یہیں ہے۔ اس فضیلت کا مقابلہ دوسری فضیلت نہیں کر سکتی بلکہ دنیا اور آخرت کی نعمت اس نعمت کی برابری کا دم نہیں مار سکتی کیونکہ کوئی عمل فرائض میں سے ہو یا واجبات سے حضور ﷺ کے مرقد مبارک کی برابری نہیں کر سکتا احادیث صحیحہ میں مختلف طریقوں سے واقع ہوا ہے کہ ہر آدمی

کی پیدائش اسی مٹی سے ہوتی ہے جہاں وہ دفن ہوتا ہے تو ضرور پیدائش ﷺ مدینہ کی مٹی سے ہوئی اور اسی طرح آپ ﷺ کے اکثر آل و اصحاب اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی اسی زمین شریف میں مدفون ہیں۔ مدینہ طیبہ کی فضیلت اور شرف کے لئے یہی کچھ کافی ہے۔

مکہ کی فضیلت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مکہ کی مسجد حرام میں بلکہ اس کے سارے حرم میں ایک رکعت نماز کا ثواب ایک لاکھ رکعت نماز کے برابر ہے اور مدینہ میں ایک رکعت نماز پڑھنے کا ثواب ایک ہزار رکعت نماز کے برابر ہے اور دوسری روایت میں پچاس ہزار کے برابر ہے۔ ادھر مدینہ کی فضیلت کے قائلین یہ دلیل دیتے ہیں کہ زیادتی ثواب موجب اثبات فضیلت نہیں ہو سکتا ممکن ہے کہ یہ خاصیت مکہ کے ساتھ مخصوص ہو اور طرح طرح کی کرامت اور اسلامی منافع مدینہ کے ساتھ مخصوص ہوں اس کلام کی تائید اور تقویت میں یہ کہا گیا ہے کہ عرفات کی طرف جانیوالے نماز عرفات اور ظہر یوم النحر منیٰ میں افضل بیان کرتے ہیں اس نماز سے جو مسجد الحرام میں پڑھی جائے۔ یہ فضیلت مذکورہ زیادتی کے ملانے کے باوجود بھی تسلیم کی گئی ہے اور اس کا سبب صرف رعایت اتباع سنت آنحضرت ﷺ ہے اس کے علاوہ یہ کہ حاصل زیادتی سوائے کثرت عادت کے کچھ نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک عمل حدود اور مقدار میں تو کم ہو مگر کیفیت برکت اور عظمت میں زیادہ ہو اور اگر مطلق زیادتی ثواب فضیلت میں کافی ہو تو ظاہر ہے کہ داخل کعبہ کا افضل ہونا خارج مسجد الحرام سے بلا اختلاف تسلیم کیا گیا ہے اگرچہ کعبہ کے اندر نماز فرض کی صحت میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تو اس کو جائز نہیں رکھتے چہ جائیکہ زیادتی ثواب کا سوال اٹھے پس ثابت ہوا کہ فضیلت وجوہات زیادتی ثواب پر منحصر نہیں ہیں بلکہ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ سبب قبولیت درگاہ ایزدی ہو جب قبر شریف ساری برکتوں اور رحمتوں سے افضل ہے تو یہ ضروری ہے کہ برکت جوار اس مقام کی قبولیت کا باعث ہو جو زیادتی اعمال اور طاعت سے حاصل نہ ہو اس کی ایک اور زیادتی یہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ جب اپنی حیات مقدسہ سے صفت حیات قائم اور باقی ہیں اور ہمیشہ طاعت میں مشغول ہیں۔

اس میں بھی شک نہیں کہ اعمال آنحضرت ﷺ تمام بندوں سے بوجہ فرض زیادتی مذکورہ کے زیادہ اور افضل ہیں اور آنحضرت ﷺ اپنی امت کی مدد اور طلب شفاعت اور مغفرت میں مشغول ہیں تو امت کو بھی مدینہ کے قرب و جوار سے مکہ کی نسبت طاعت اور نفع زیادہ حاصل ہے امام تقی الدین علیہ الرحمہ نے اس کو نہایت عمدگی سے بیان فرمایا۔

دوسری دلیل جو مکہ معظمہ کی فضیلت میں بیان کی جاتی ہے یہ کہ مکہ ادائے مناسک حج وعمرہ کا مقام ہے کیونکہ ان اعمال کے ادا کرنے میں فضائل اور ثواب زیادہ ہے۔

جواب: کہا گیا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مدینہ جانے والوں کے لئے ایک ایسی چیز رکھی ہے جو حج اور عمرہ کا عوض ہو سکتی ہے احادیث میں آیا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز مسجد نبوی (ﷺ) میں پڑھے گا وہ حج کامل کا ثواب پاوے گا اور جو شخص مسجد قبا کا ارادہ کرے اور دو رکعت نماز اس میں پڑھے اس کو عمرہ کا ثواب عطا ہوتا ہے ملاحظہ ہو کہ مسجد نبوی (ﷺ) میں شب و روز کتنی نمازیں پڑھ سکتا ہے اور کعبہ کا حج جب تک سال نہ گذرے ہو ہی نہیں سکتا۔

تیسری دلیل مکہ کی فضیلت کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ "مکۃ خیر بلاد اللہ" یعنی مکہ بلاد اللہ میں سب سے افضل ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ "احب ارض اللہ" یعنی اللہ کی زمین میں سب سے محبوب مکہ ہے اور یہ کہ سید کائنات ﷺ مکہ شریف سے برآمد ہوئے اور بقول بعض حجون (نام مقام) پر کھڑے ہوئے اور مکہ کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ "اے بلد کریمہ" تو سب شہروں سے میرے نزدیک سب سے محبوب ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے باہر نہ نکالتی تو اس زمین سے باہر نہ جاتا۔ یہ بات دلالت کرتی ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے اس کی محبوبیت رسول اللہ ﷺ کے نزدیک مسلم ہے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مدینہ کی فضیلت کو ثابت کرنے کی غرض سے تھا جب مدینہ میں کافی عرصہ جلوہ افروز رہے وہاں سے دین ثابت

ہوا۔ برکات و فتوحات ظاہر ہوئے نیکیاں پھونٹیں تو یہ بات ظاہر ہوئی کہ مدینہ افضل اور اکمل ہے سب شہروں سے اسی لئے تو حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے مکہ کی نسبت مدینہ کے واسطے زیادہ برکت مانگی اور اس کی محبت خدا سے طلب کی ہم اس کو احادیث سے انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے" اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ" یعنی اے اللہ مدینہ کو ہمارا بہت محبوب بنا۔ جس طرح مکہ کی محبت ہمارے دلوں میں زیادہ کی، بلکہ اس سے بڑھ کر۔

طبرانی میں رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہوئے سنا" اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ مِّنْ مَکَّۃَ" یعنی مدینہ مکہ سے بہتر ہے۔

امام مالک نے مؤطا میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عیاش مخزومی رضی اللہ عنہ سے بطور انکار فرمایا! تو کہتا ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ انہوں نے کہا مکہ اللہ تعالیٰ کا حرم ہے اور اس میں بیت اللہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور اس کے گھر کی بابت کچھ نہیں کہتا، پھر فرمایا تو کہتا ہے کہ مکہ افضل ہے مدینہ سے انہوں نے پھر کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہے اس میں اس کا گھر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور اس کے گھر کے بابت کلام نہیں کرتا چند بار یہی کہہ کر چلے گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ فضیلت مدینہ مکہ پر ظاہر ہے اور مدعا فضیلت مدینہ مراد ہے۔

حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہجرت کے وقت فرمایا" اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیَّ فَاَسْکِنِّیْ فِیْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیْکَ یَا اَللّٰہُ" اے اللہ جل جلالہ اگر تو نے میری محبوب ترین جگہ سے باہر نکالا تو مجھے اس جگہ ٹھہرا جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔ اس دعا کی قبولیت کی وجہ سے یہ جگہ سب جگہوں سے محبوب ترین ہے اور اسی لئے فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے اقامت کے لئے اسے اختیار نہ فرمایا اور مدینہ میں رہنا منظور فرمایا اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ آپ ﷺ کا قیام مبارک دار الہجرۃ میں بسبب فرضیت کے تھا اور حضرت ﷺ کا مکہ کو واپس نہ جانا اس وجہ

سے ہے نہ کہ فضیلت کی وجہ سے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حکم الٰہی بہ نسبت اقامت مدینہ پر مبنی ہے اس کی محبوبیت عنداللہ ثابت ہے۔ ''اِذِالْحَبِیْبُ لَا یَخْتَارُ لِحَبِیْبِہٖ اِلَّامَا ھُوَ اَحَبُّ وَاَکْرَمُ عِنْدَہٗ '' یعنی جیسے محبوب اپنے محبوب کے واسطے محبوب ترین چیز اختیار کرتا ہے جو اس کے نزدیک مکرم تر ہو۔

علماء دین کا یہ مباحثہ پیش نظر رکھیں اور محبت کے مشرب میں اپنا اعتقاد محکم رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد ہر چیز ہر شخص، ہر وجہ سے اور ہر طرح سے حضرت ﷺ کو افضلیت حاصل ہے اور جو چیز حضرت ﷺ کے سوا ہے خواہ مکہ کی ہو یا مدینہ کی اس کی افضلیت کی بابت آنحضرت ﷺ کی نسبت کو ملحوظ رکھنا چاہیے تو یہ فضیلت حاصل ہوگی کہ مکہ آنحضرت ﷺ کا مقام پیدائش، عہد شباب اور اعلان نبوت کا مقدس مقام ہے اور مدینہ آنحضرت ﷺ کے تشریف رکھنے اور احکام جاری کرنے کا مقام ہے تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ کے حکم کے تابع رہ کر حبیب ﷺ کی محبت میں جھگڑا نہ کر مکہ میں حضور ﷺ کی شان جلالی کو دیکھ اور مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کے دین کی برکت اور شان جمالی کو دیکھ کر اور ہر جگہ خدا ﷻ کا مشاہدہ پیش نظر ہو اور ہر جگہ نور محمدی (ﷺ) ملاحظہ ہو'' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' مسلمانوں ذرا کان دھر کر سنو ہم اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدینہ طیبہ کے فضائل اور محامد ذکر کرتے ہیں۔

در ہیچ ذرہ نیست کہ نور محمدی (ﷺ) از طلعت وجود او نہ طالع است
دریائے فیض جود الٰہی وجود اوست انہار کائنات بوے جملہ راجع است
نہ سپہر طاہر از افاضِ فیض اوست این نکتہ پیش اہل نظر ہر واقع است
فرد الواء حمد بدست محمد (ﷺ) است متبوع اوست جملہ جہانش تابع است



بیاباتا در مدینہ نور احمد (ﷺ) ببینی از در و دیوار لامع
جمال مصطفےٰ (ﷺ) بے پردہ بینی چوں خورشیدے کہ بے ابر ست طالع

بیا اے کور چشم تیرہ باطن بہ بیں ہر گوشہ صد برہان ساطع

بروق شبہہ سوز آنجا فروز دین بدود لوائح!

نجوم اہتدی آنجا فروزاں شموس اصطفا آنجا طوالع

چو از نارے کجا تو نور بینی بود ہر کس باصل خویش راجع

چرا با خویش دشمن گشتہ کور چہ خودرائے زنی بر سیف قاطع

ولیکن کے توانی دید این نور چہ نور فطرت گردید ضائع

نصیحت کردمت دیگر توانی بانج الذین عند اللہ واقع

اب ہم محامد و فضائل مدینہ طیبہ اپنے پیغمبر ﷺ سے بیان کرتے ہیں بیشک وقت موزوں ہے اور فرصتِ زندگانی غنیمت، گوش ہوش سے حبیب خدا ﷺ کے محبوب ترین وطنِ مبارک کے حالات لطف و فر کے ساتھ سنے جائیں علماء کے مذہب کو بھی ملاحظہ کیا جائے لیکن مشرب اہل محبت کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔

جانبِ عشق عزیز است فرومگذارش

وَمِن مَذهَبِي حُبُّ الدِّيَارِ لِأَهلِهَا وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعشِقُونَ مَذَاهِب

از ہر چہ میرود سخن دوست خوشتر است

فاقول وبا للہ التوفیق

فضائل مدینہ منورہ سے متعلق ہم پہلے کچھ لکھ چکے ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو مکے سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ میں رہائش فرمانے کا حکم دیا اور قدرت نے ظاہری باطنی کمالات جو اپنے حبیب ﷺ پر ظاہر فرمانے تھے اسی بلدہ شریفہ میں آپ پر مرحمت فرمائے۔ مدینہ مبارک کو ساری فتوحات و برکات کا فتح ٹھہرایا اور اس کی پاک مٹی شریفہ کو اپنے حبیب ﷺ کے گوہر عنصر کا صدف بنایا تاکہ قیامت تک یہ زمین پاک حضور ﷺ کے وجود پاک کی ہمسائیگی سے مشرف ہو کر ملک و ملکوت کو فیضیاب

کرتی رہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب روح پاک صاحب لولاک ﷺ قبض ہوئی تو صحابہ کرام میں مقام دفن کے متعلق اختلاف پیدا ہوا۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی جگہ اس جگہ سے اشرف و افضل اور بزرگ تر نہیں، جس مقام پر آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی یہ سن کر اس کلام کی تائید کرتے ہوئے، ایک حدیث سرورِ عالم ﷺ سے نقل کی پھر باقی صحابہ کرام نے بھی اس امر پر اتفاق و اجماع فرمایا کہ مقامِ قبض روح مبارک میں آپ کو دفن کیا جائے۔

فضائل مدینہ طیبہ میں ایک امر یہ بھی ہے کہ حبیب خدا ﷺ اس شہر مبارک کو بہت محبوب رکھتے تھے چنانچہ سرورِ عالم ﷺ جب کبھی سفر سے واپس ہوتے اور آپ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچتے تو اپنی سواری کو کمال شوق مدینہ سے تیز کر دیتے تھے اور چادر مبارک اپنے دوشِ مبارک سے ہٹا کر فرماتے طَلِبۃٌ اَرْوَاحٌ طَیِّبَۃٌ یعنی یہ ہوائیں بھلی لگتی ہیں۔

اے نفس خورم بادصبا　　از بریار آمدہ مرحبا

بلکہ مدینہ طیبہ کی اس گرد و غبار کو جو آپ ﷺ کے چہرہ پر پڑتی ہرگز صاف نہ فرماتے اور اگر کسی صحابی کو گرد سے بچنے کے لئے سر منہ چھپاتے دیکھ لیتے تو آپ منع فرما دیتے اور ارشاد فرمادیتے کہ خاک مدینہ شفا ہے اور آپ کا مدینہ طیبہ کے لئے نام شافیہ تجویز فرمانا بھی اسی وجہ سے ہے۔

منجملہ فضائل مدینہ مبارک میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ شیطان اہلِ مدینہ سے اپنی پرستش کے متعلق ناامید ہو چکا ہے۔ صرف شر و فساد کی علت باقی رہ گئی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس جزیرے کو ایک روایت کی رو سے اس قریے کو نجاست شرک سے پاک کیا ہے اگر یہ لوگ نجوم سے گمراہ نہ ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رَسُولَ اللہ ﷺ نجوم کس طرح گمراہ کرتے ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل

سے بارش بھیجے اور یہ کہیں قمر فلاں منزل میں آیا ہے اس لئے بارش ہوئی۔

منجملہ فضائل مدینہ مبارکہ میں سے یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو قیام ورہائش مدینہ طیبہ کی بابت تحریص وترغیب دی ہے اس کی شدت ومحنت پر صبر کی تلقین فرمائی اور وہاں کی موت اختیار کرنے کی ہدایت وتاکید فرمائی مَنْ صَبَرَ عَلٰی اَذَا هَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا وَّشَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یعنی جس کسی نے مدینہ کی شدت اور ایذا پر صبر کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور سفارشی ہونگا۔ علماء کہتے ہیں کہ فرمانبرداروں کی آپ گواہی دیں گے اور گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے اور فرمایا مَنْ مَّاتَ فِي الْمَدِيْنَةِ كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یعنی جو شخص مدینہ میں مرے گا میں قیامت کے دن اس کا شفاعتی ہونگا۔ علماء کہتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ اہل مدینہ کی شفاعت کریں گے، اس کے بعد اہل مکہ کی پھر اہل طائف کی ایک اور حدیث میں ہے کہ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ فَمَنْ مَّاتَ بِالْمَدِيْنَةِ كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا وَّشَهِيْدًا۔ یعنی جس کسی سے ہو سکے وہ مدینہ میں مرے پس جو شخص مدینہ میں مرے گا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا۔

منجملہ فضائل مدینہ میں سے ہے کہ سید الانبیاء ﷺ نے اپنے وصال کی دعا بھی مدینہ طیبہ کی بابت فرمائی اور اسی طرح صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی مدینہ میں موت کی تمنا کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَايَانَا بِمَكَّةَ یعنی یا اللہ ہماری موت مکہ میں نہ ہو مدینہ طیبہ کے علاوہ، ایک اور حدیث میں ہے کہ روئے زمین پر ایسی کوئی جگہ نہیں کہ جسے میں اپنی قبر کے لئے دوست رکھوں۔

نقل ہے کہ حضرت عمر ﷺ کی غالب دعا یہی تھی کہ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ یعنی اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت دے اور اپنے رسول اللہ ﷺ کے شہر میں موت نصیب فرما۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے ایک حج کے اور حج نہیں کیا اور سوائے حج فرض کے پھر کبھی مکہ شریف نہیں گئے۔ صرف اس ڈر سے کہ سوائے مدینہ طیبہ کے کسی اور جگہ موت نہ آجائے۔

ساری عمر مدینہ طیبہ میں گزاری اور وہیں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

منجملہ فضائل مدینہ طیبہ کے یہ بھی ہے کہ حدیث صحیح میں متعدد طریق سے روایت ہے کہ اَلْمَدِیْنَۃُ یَنْفِی خُبْثَ الرِّجَالِ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْحَدِیْدِ یعنی مدینہ آدمیوں کے میل کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے اور حدیث بخاری میں ہے کہ اِنَّھَا تَنْفِی الذُّنُوْبَ کَمَا تَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْفِضَّۃِ یعنی مدینہ پاک ہے اور گناہوں کی نجاست کو ایسا دور کرتا ہے جیسے بھٹی چاندی کے میل کو دور کرتی ہے۔ اس بلدہ طیبہ کی عزت وحرمت وخاصہ ہے کہ اہل شر وفساد کو اپنے سے دور رکھے اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ خاصیت مدینہ طیبہ میں ہمیشہ سے ہے۔ ایک روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت ﷺ کے ہاتھ مبارک پر اس اقرار کی بیعت کی کہ وہ مدینہ میں ٹھہریگا دوسرے دن اتفاقاً وہ بیمار پڑ گیا اسے تپ لگ گیا اس نے حضرت ﷺ سے بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن جانے کی اجازت طلب کی۔ حضرت ﷺ نے اسی سلسلہ میں یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ نقل ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ سے باہر نکلنے کے وقت اپنے اصحاب سے فرماتے کہ نَخْشٰی اَنْ نَکُوْنَ مِمَّنْ نَفَتْہُ الْمَدِیْنَۃُ یعنی ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کو مدینہ باہر پھینک نکالتا ہے۔ اس بلدہ طیبہ کی تمام وکمال خاصیت کی شان اس روز ظاہر ہوگی جب دجال نکلے گا اور مدینہ مبارکہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور تمام شرارتی ومنافقین آدمی مدینہ منورہ سے باہر نکل جائیں گے یہ مقام پاک نجاست اور شر وفساد سے پاک ہو جائے گا۔

جیسا کہ احادیث میں واقع ہوا ہے۔ اور اب بھی مدینہ منورہ وجود مشرکین و مخالفین دین اسلام سے پاک ہے مگر وہ لوگ جو گناہوں کی خباثت اور ذنوب کی نجاست میں لتھڑ کر مدینہ میں مرتے ہیں تو ممکن کہ ان کے دور کرنے کا اتفاق بعد موت ہو چنانچہ بعض علماء بھی اس طرف گئے ہیں اور حکایات صالحین بھی اس کی مؤید ہیں کہ ملائکہ نقالہ ظلمانی بدنوں کو زمین مقدس مدینہ منورہ سے باہر پھینک دیتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کی شفاعت کا اہل ہے وہ اس خبث کا اہل

نہیں کہ اس کا وجود بعد از موت مدینہ منورہ سے باہر پھینکا جائے بعض اس حدیث سے یہ مراد لیتے ہیں کہ مدینہ اپنے ساکنان کو نفس پرستیوں اور لذات نفسانیہ سے پاک کر دیتا ہے۔ مدینہ طیبہ کی رہائش اور وہاں کی سختیوں کا تحمل نفس کو ایسا پگھلاتا ہے کہ کدورت نفسانی اور شہوات جسمانی اس میں نام کو باقی نہیں رہتی تا آنکہ اس کی قدر و قیمت بازار حشر میں زیادہ ہو۔

قلب زراندود و داشتند در بازار حشر ۔۔۔ خالصے باید کہ از آتش آید سلیم

اس میں شک نہیں کہ روایت "تنفی الذنوب" اس احتمال کی تائید کرتی ہے۔

اس لئے حضرت ﷺ کے قرب و جوار کی برکت کی وجہ سے گناہوں کی کدورتیں باقی نہیں رہ سکتیں اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ بیشک نیکیاں گناہوں کو لے جاتی ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ ہر قسم کی طہارت اس بلدہ مبارکہ میں لازم ہیں۔

منجملہ فضائل مدینہ طیبہ میں سے ہے کہ اکثر حضور ﷺ مدینہ کے حق میں دعائے خیر و برکت کیا کرتے تھے۔ اور فرماتے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاَنَا اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهٖ مَعَهٗ یعنی اے اللہ ہمارے لئے ہمارے مدینہ میں برکت دے ہمارے صاع میں برکت بخش اور یہاں مد میں بھی برکت عطا فرما بیشک ابراہیم تیرے بندے تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لئے وہی دعا کرتا ہوں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ شریف سے باہر آئے۔ جب ہم مقام حرہ جہاں سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ رہتے تھے پر پہنچے تو حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے رو بقبلہ ہو کر فرمایا اے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور تیرے دوست ہیں۔ انہوں نے تجھ سے مکہ والوں کے لئے دعاء خیر و برکت مانگی تھی اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں میں تجھ سے مدینہ والوں

کے لئے دعاء خیر و برکت مانگتا ہوں۔ خداوندا ان کے مدّ وصاع میں برکت عطا کر جس طرح تو نے مکہ والوں کو برکت بخشی ہے۔ مدینہ والوں کو مکہ والوں کی نسبت ہر برکت کے بدلہ دوگنی برکت عطا فرما۔ دیگر احادیث میں ایسی دعائیں منقول ہیں۔ احادیث میں جہاں لفظ مد و صاع واقع ہے اس سے مراد برکت و خیر دنیاوی ہے اور جہاں مطلق واقع ہے اس سے برکات و خیرات دارین مراد ہے اور مدینہ طیبہ میں آثار و برکات ظاہری و باطنی بطور مشاہدہ عینی ظاہر و باہر ہیں۔

منجملہ فضائل مدینہ منورہ میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ خداوندا تپ اور وباء مدینہ سے نکال کر جحفہ (اس زمانے میں مشرکین اور باغی لوگوں کا مرکز تھا۔) بھیج کیونکہ وہ مشرکین اور سرکش لوگوں کا مرکز ہے۔ حضور ﷺ کی اس دعا سے پہلے مدینہ منورہ میں تپ اور وباء کا دور تھا۔ نقل ہے کہ جس زمانے میں حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے حضور ﷺ کے اصحاب عارضہ تپ میں مبتلا ہو گئے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے دو غلاموں بلال و عامر کے مکان میں بیمار پڑے تھے ادھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ السلام کے حکم سے خبر گیری کرنے کو آئیں انہوں نے اپنے والد کو شدت تپ میں ایک کونہ مکان میں لیٹے اور یہ شعر پڑھتے ہوئے دیکھا۔

كُلُّ امْرِءٍ مُصبِحٌ فِي اَهلِهٖ وَالْمَوتُ اَدنىٰ مِن شِرَاكِ نَعلِهٖ

یعنی ہر آدمی اپنے اہل میں صبح کرتا ہے، موت اس کی جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے اور دوسرے گوشہ میں بلال اور عامر کو دیکھا کہ کفار قریش پر لعنت کر رہے ہیں پس آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی کہ خداوندا حکیما ذوالجلالہ! تپ اور وباء اس شہر مبارک سے جحفہ بھیج دے چنانچہ ویسے ہی واقع ہوا اور یہ آنحضرت ﷺ کے معجزات باہرات سے ہے۔ نقل ہے کہ ایام جاہلیت میں جو شخص مدینے میں آنے کا ارادہ کرتا اور خواہش کرتا کہ وہ مدینہ کی وباء سے محفوظ ہو تو جب ثنیۃ الوداع تک پہنچتا تو دس بار گدھے کی آواز نکالتا اس موضع کا نام ثنیۃ الوداع اس وجہ سے تھا کہ اگر کوئی یہاں چیخ کر اس گدھے کی سی آواز نہ نکالتا تو لوگ اس سے یہ فال لیتے تھے کہ اس کی زندگی تمام ہوئی اور اس کی ہلاکت اس کے

ہاتھوں ہوئی اور یہ عمل زمان سعادت نشان سید الانس والجان ﷺ کی ہجرت تک جاری رہا۔ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں عرب کے مشہور شاعر عروۃ بن الورد کو قصد مدینہ طیبہ میں اس مقام پر پہنچنے کا اتفاق ہوا تو اس نے اس عملِ بد پر عمل نہ کیا اور یہ شعر پڑھا۔

لَعَمری لَئِن عَشَرتُ مِن خَشْیَۃِ الرَّدیٰ   نِھاقَ الحَمِیرِ اِنّنِی لَجَزُوع

یعنی مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ اگر میں موت کے ڈر سے گدھے کی بولی بولوں تو میں بڑا بے صبرا ہوں! اسے کوئی آفت نہ پہنچی۔ بس اس وقت سے یہ بری عادت چھوٹ گئی۔ کتب احادیث میں ثنیۃ الوداع کا ذکر بہت واقع ہوا ہے اس کی وجہ تسمیہ بھی ہے اور مشہور یہ ہے کہ ثنیۃ الوداع اس لئے کہتے ہیں کہ اہل مدینہ اس مقام تک اپنے مسافروں کو پہنچانے آتے تھے۔

منجملہ فضائل مدینہ منورہ سے یہ بھی ہے کہ یہ شہر مبارک دجال کے خبیث وجود سے محفوظ اور مصؤن رہے گا۔ صحیحین کی روایت سے ثابت ہے کہ اس زمانے میں مدینہ منورہ کی حفاظت کی خاطر ہر کوچہ کے سرے پر جماعت ملائکہ کھڑی کی جائے گی اور دجال کو مدینہ منورہ کے داخلہ سے منع کریگی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ روئے زمین پر کوئی ایسا شہر نہ ہوگا جس کو دجال نہ روندے سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اور حدیث مسلم میں ہے کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلے گا اس کے بعد وہ مدینہ منورہ کا ارادہ کرے گا۔ جب جبل احد کے پیچھے آکر اترے گا تو ملائکہ اس کا منہ شام کی طرف پھیر دیں گے اور شام ہی میں ہلاک ہو جائے گا۔ صحیحین میں ہے کہ مدینے کے بہترین لوگوں میں سے ایک نیک مرد دجال کی طرف نکلے گا اور اس سے کہے گا کہ تو وہی دجال ہے جس کے نکلنے کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔ (الحدیث)۔ ابو حاتم معمر ؓ روایت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ نیک ترین مرد حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک صحیح روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے یوم الخلاص کا ذکر فرمایا اور زبان معجز بیان پر اس کا ذکر بار بار فرمایا۔ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ یوم الخلاص کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جب دجال جبل احد پر چڑھ کر نگاہ کرے گا

اور اپنے لوگوں سے کہے گا کہ تم کو یہ سفید محل جو دکھائی دے رہا ہے کونسا ہے؟ یہ احمد ﷺ کی مسجد ہے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ آنے کا قصد کرے گا۔ تو ہر راہ کے سرے پر ایک ایک فرشتہ کو مدینہ منورہ کی حراست وحفاظت کے لئے تیار پائے گا اور وادی مجتمع السیول کے قریب خیمہ ڈالے گا اور مدینہ شریف میں تین بار زلزلہ آئے گا۔ اس وقت جتنے کافر فاسق و منافق ہوں گے مدینہ سے باہر نکل کر دجال سے جاملیں گے اور مدینہ ہر خبث نجس سے منزہ و مطہر ہو جائے گا روز خلاص یہی ہے۔

منجملہ فضائل مدینہ طیبہ میں سے یہ بھی ہے کہ حکیم مطلق جل وعلا شانہ کے مدینہ شریف کی مٹی اور پھلوں میں تاثیر شفا رکھی ہے اور بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ مدینہ منورہ کے غبار میں شفا ہر مرض ہے اور بعض احادیث میں من الجذام والبرص کوڑھ اور پھلبہری بھی واقع ہوا ہے اور بعض اخبار میں ایک خاص مقام کا نام صہیب کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بعض اصحاب کو فرمایا کہ وہ عارضہ تپ کا علاج اس خاک پاک سے کریں۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں یہ بات ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ اس خاک پاک کو دوا کے لئے لیجانے کے متعلق آثار وارد ہوئے اور وہ لوگ جو حرم شریف کی مٹی لے جانے کو منع کرتے ہیں وہ اس عموم سے اس خاک پاک کو مستثنےٰ کرتے ہیں۔ واللہ اعلم اکثر علماء نے اس خاک پاک کا تجربہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ شیخ مجد الدین فیروز آبادی فرماتے ہیں کہ میں نے اس خاک پاک کا خود تجربہ کیا ہے کہ میرا غلام ایک سال کامل بخار میں مبتلا تھا میں نے خود وہ خاک پاک لے کر پانی میں گھول کر اسے پلائی اس نے اسی دن شفا پائی (حضرت شیخ مصنف صاحب جذب القلوب فرماتے ہیں کہ) کاتب الحروف بھی اس تجربہ سے مشرف ہوا ہے۔ جس زمانہ میں میں مدینہ منورہ قیام پذیر تھا کسی عارضے سے میرے پاؤں پر ورم آ گیا۔ اطباء اس کے علاج سے عاجز آ گئے اور سب نے مل کر اسے مہلک عارضہ قرار دیا۔ میں نے اسی خاک پاک کا استعمال کیا اللہ تعالیٰ نے تھوڑے دنوں میں سہل طرح سے اس مصیبت سے خلاصی دی۔ اب وہاں کے پھلوں کا حال سنئے:

صحیحین میں ہے کہ جو شخص سات دانے خرمہ عجوہ کے ناشتہ کرے کوئی زہر

اور کسی طرح کا جادو اس پر اثر نہ کرے گا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرض دوار والے کو جو نہایت سخت مرض ہے عجوہ کھانے کا حکم دیتی تھیں۔ عجوہ مدینہ طیبہ کی کھجور کی ایک قسم ہے۔ جسے اہل مدینہ خوب جانتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اصل اس عجوہ کی وہ کھجور کا درخت ہے جسے سید الکائنات ﷺ نے اپنے دست مبارک سے خود لگایا تھا۔ مدینہ منورہ میں کھجوریں اتنی قسم کی ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ سید رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ کبیر میں اس کی ایک سو اتیس قسم گنی ہیں۔ کھجوروں کے اقسام میں ایک صیحانی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت رسول اکرم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ منورہ کے بعض باغات کی طرف سے جا رہے تھے۔ ناگاہ ایک کھجور کے درخت سے آواز آئی هٰذَا مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ وَهٰذَا عَلِیٌّ سَیِّدُ الْاَوْلِیَاءِ اَبُو الْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِیْنَ۔ یعنی یہ محمد ﷺ سید الانبیاء ہیں اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سید الاولیاء۔ اور آئمہ طاہرین کے اب امجد ہیں۔ جب دوسرے درخت سے گزرے اس سے آواز آئی هٰذَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا عَلِیٌّ سَیْفُ اللّٰهِ۔ یعنی یہ تو محمد ﷺ محبوب خدا ہیں اور یہ علی رضی اللہ عنہ تلوار خدا ہیں۔ اسی وجہ سے اس کو صیحانی کہتے ہیں کیونکہ لغت میں صیحہ بمعنی زور سے آواز نکالنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کَانَ اَحَبُّ التَّمْرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَجْوَةَ۔ یعنی سب کھجوروں سے حضور ﷺ کو قسم عجوہ زیادہ محبوب تھی اور ظاہر ہے کہ اس کی مذکورہ بالا تاثیر حضور ﷺ کی محبت کی وجہ سے حاصل ہوگی۔ امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کھجوروں کی اس قدر زیادہ قسموں میں سے حضور ﷺ کا صرف سات کو مخصوص فرمانا اس کا بھید سوائے شارع علیہ السلام کے کوئی نہیں جانتا۔ یہ از قسم اسرار ہے ہمیں اس پر ایمان لانا چاہیے۔ بعض نے جو یہ کہا ہے کہ یہ بسبب تاثیر زمین مخصوص یا بسبب کیفیت ہوائے خاص یا خاصیت زبان فیض نشان آنحضرت ﷺ کی وجہ سے ہے یا یہ کہ ایسے امور اکثر واقع ہوتے ہی رہتے ہیں اتفاقی ہوتے ہیں۔ سب دائمی نہیں ہوتے یا یہ خاصیت خاص کھجور سے تھی۔ جس کا وجود اب نابود ہے۔ وغیرہ وغیرہ یہ احتمال ایک فضول لچر اور ناقص خیال سے کم نہیں ہیں۔ مجھے اس شخص کی ایمانداری پر تعجب ہے کہ جو شے کہ

حضرت سرورانبیاء ﷺ اس خاص قسم کو دوست رکھتے تھے اور رغبت سے تناول فرماتے اور پھر اس کی خاصیت شفا بخشی میں باطل تاویلیں کرنا پھرے افسوس یہ بات اس کی بے نسبتی کی آئینہ دار ہے۔ نعوذ باللہ منہ ۔

چوں لب بکوزہ نہی کوزہ نبات شود ۔ زکوز قطرہ چکد چشمۂ حیات شود!

منجملہ فضائل مدینہ منورہ سے یہ بھی کہ اس پاک ارض پر مسجد نبوی واقع ہے جو انبیاء علیہم السلام کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے اور دوسری مسجد قبا ہے۔ جس کی بنا دین محمدی (ﷺ) میں سب سے پہلے ہے اور قبر شریف اور منبر مبارک کے درمیان قطعہ چمن ہائے بہشت سے ایک چمن ہے۔ مسجد مبارک میں ایک منبر ہے۔ جس کا پایہ بہشت بریں پر ہے اور اس سرزمین پر جبل احد ہے جو جنت کا پہاڑ اور محبوب خدا ﷺ کا محبوب ہے اور مقبرہ بقیع ہے جو مقام اور جائے قرار اصحاب و آل اطہار رضوان اللہ عنہم اجمعین ہے اس سرزمین پر شہید سید الشہداء حضرت امیر حمزہ ﷺ ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے متبرک اور مقامات مقدسہ ہیں۔ جن کی فضیلت کرامت شرف وعزت کے متعلق اخبار و آثار واقع ہوئے ہیں۔

منجملہ فضائل مدینہ منورہ سے یہ بھی ہے کہ تمام بلاد تلوار سے فتح ہوئے اور مدینہ منورہ برکت قرآن سے فتح ہوا۔

منجملہ فضائل مدینہ منورہ میں سے ہے کہ بے ضرورت شرعی مدینہ منورہ سے باہر جانا گناہ اور مورد وعید ہے اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین مناسک حج ادا کرنے کے بعد فوراً مدینہ طیبہ کو واپس ہو جاتے تھے۔ اور مکہ معظمہ میں قدر ضرورت سے زیادہ نہ ٹھہرتے تھے، چنانچہ آج تک اہل مدینہ کی عادت یہی چلی آرہی ہے۔

صبر از درت محال بود اہل شوق را ۔ ورز انکہ در بہشت بریں رفتہ جا کنند

منجملہ فضائل مدینہ منورہ سے ہے کہ مکہ مکرمہ کی طرح اس کا بھی حرم مقرر ہوا ہے۔ جس کا ذکر بہت سی احادیث میں وارد ہے اور علماء اس کی حد بندی اور حکم تحریم میں اختلاف رکھتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ ﷺ کے نزدیک معنی حرمت مدینہ مجرد تعظیم وتکریم ہے نہ

ثبوت دیگر احکام مثل حرمت شکار و قطع اشجار وغیرہ امام شافعی ﷺ کے نزدیک حرمت اور ترتیب احکام میں دونوں حرم برابر ہیں۔ ان میں کچھ فرق نہیں۔ اس مسئلہ کی تحقیق کتب فقہ میں موجود ہے۔ سید علیہ الرحمتہ نے نہایت طویل بحث سے اس مقام کے شان کو بہت ہی اجاگر فرمایا ہے۔ بلکہ اسے حرم مکہ مکرمہ سے بھی اقصی الغایات سے ادا فرمایا ہے۔

منجملہ فضائل مدینہ منورہ سے ہے کہ حضور ﷺ نے ساکنین مدینہ منورہ کی تعظیم و تکریم کی وصیت فرمائی ہے۔ یہ مدعا ایذا و تخویف اہل مدینہ کے وعید کو بھی ثابت کرتا ہے۔ ان کے سوا بھی اور احادیث اس مضمون میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْمَدِینَۃُ مُھَاجِرَتِی یعنی مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے۔ وَفِیھَا مَضْجَعِی اور اس میں میری خوابگاہ ہے یہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وَفِیھَا مَبْعَثِی اور یہیں سے میں روز قیامت اٹھونگا اور اسی بقعۂ منورہ پر ہر روز ستر ہزار ملائکہ رحمت قبر کے گرد حاضر رہتے ہیں اور مبعوث ہوں گے۔ حَقِیْقٌ عَلٰی اُمَّتِی حِفْظُ جِیْرَانِی یعنی اہل مدینہ کے حقوق کی رعایت ضروری ہے۔ اور جو کچھ میرے ہمسایہ سے صادر ہو اس کا مواخذہ نہ کریں بلکہ جہاں تک ہو سکے اس سے درگذر کریں۔ مَا اجْتَنَبُوا الْکَبَائِرَ جب تک یہ لوگ گناہ کبیرہ نہ کریں اور جب ہو جائے تو حق شریعت حق اللہ یا حق العباد میں حد شریعت کو قائم کریں مَنْ حَفِظَھُمْ کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا وَّشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ لَّمْ یَحْفَظْھُمْ سُقِیَ مِنْ طِیْنَۃِ الْخَبَالِ یعنی جو شخص میرے ہمسایوں کی حرمت کو نگاہ رکھے گا قیامت کے دن میں اس کا گواہ اور سفارش کرنے والا ہوں گا۔ اور جو شخص میرے ہمسایوں کی حرمت پر نگاہ نہ رکھے گا۔ اسے طینت خبال سے پلایا جائے گا۔ طینت خبال ایک حوض ہے جس میں دوزخیوں کا پیپ اور خون جمع ہوتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

منجملہ فضائل مدینہ طیبہ میں سے ہے کہ لَا یُرِیْدُ اَحَدٌ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِسُوْءٍ اِلَّا اَذَابَہُ اللّٰہُ فِی النَّارِ کَمَا یَذُوْبُ الرَّصَاصُ جو شخص اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے آگ میں اس طرح گلا دیتا ہے۔ جس طرح سیسہ آگ میں گل جاتا ہے یا نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ لوگوں نے اس سے عذاب آخرت مراد لیا ہے۔ لیکن ظاہر

اس کے خلاف پر ناطق ہے۔ اس لئے کہ مستحق عذاب ہونے کے بعد عذاب آخرت کے لئے تقدیر الٰہی جاری ہوئی ہے۔ جو شخص اہل مدینہ کو ایذا دینے یا لڑائی کرنے کے ارادہ سے چڑھ آئے وہ ادنیٰ مدت میں اس کے وبال میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ نے مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھا کر دعا کی اَللّٰهُمَّ مَنْ اَرَادَنِي وَاَهْلَ بَلَدِي بِسُوْءٍ فَعَجِّلْ هَلَاكَهٗ۔ خداوندا! جو شخص میری اور میرے شہر والوں کی برائی کا ارادہ کرے اس کو جلد ہلاک کر۔ چنانچہ وہ واقعات جو یزید بن معاویہ کے زمانہ میں واقع ہوئے ہیں۔ وہ اس حدیث شریف کے مشاہد عدل ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حدیث صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ امرائے فتنہ سے ایک امیر مدینہ میں آیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی اس زمانہ میں مدینہ شریف میں تھے اور بڑھاپے کی وجہ سے بصارت میں قدرے ضعف تھا۔ لوگوں نے ان سے کہا مصلحت وقت یہی ہے آپ کچھ دن اس ظالم کے سامنے سے الگ رہیں اور اپنے آپ کو اس فتنہ سے بچائیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں بیٹوں کے کندھوں پر رکھے۔ مدینہ مبارک سے باہر چل دیئے۔ ایک جگہ بسبب ضعف بصارت ٹھوکر کھا کر گر پڑے تو آپ نے فرمایا ہلاک ہو وہ شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کو ڈرایا ایک بیٹے نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کس طرح ڈرایا جا سکتا ہے۔ حالانکہ آپ دار فانی سے دار باقی میں اقامت فرما چکے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں نے سرور عالم ﷺ سے سنا ہے مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ظُلْمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ وَكَانَتْ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ یعنی جو شخص اہل مدینہ کو ظلم سے ڈرائے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ ڈرائیگا۔ اس پر اس کے فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت ہوگی۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ اس کا کوئی عمل خواہ فرض ہو یا نفل ہرگز قبول نہ ہوگا۔ اور بھی بہت کچھ حدیثیں اس امر کی واقع ہیں۔ سید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس امیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ڈرایا تھا۔ وہ بسر بن ارطاۃ تھا۔ اس لئے کہ امام قرطبی نے امام ابن عبدالبر سے روایت کی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بعد قضیہ تحکیم حکمین کے بسر بن ارطاۃ

کو فوج کثیر کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیجا کہ مدینہ والوں سے وہ عہد خلافت پر بیعت لے اور ان دنوں حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل مدینہ منورہ تھے۔ وہ خوف سے مدینہ چھوڑ کر درگاہ ولایت مآب میں پہنچے اور بسر شہر مدینہ میں داخل ہوا اور کہا اگر عہد امیر المومنین اور ان کا حکم خلاف نہ ہوتا تو میں اس شہر میں ایک آدمی کو بھی زندہ نہ چھوڑتا اور سب کو تحت تیغ سیاست کی موت کے گھاٹ اتار دیتا اور پھر سب کو بلا کر حضرت معاویہ کی طرف سے بیعت لینے کو کہا اور بنی سلمہ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ اگر تم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو حاضر نہ کیا تو تم میرے عہد ذاتی سے باہر ہو جاؤ گے۔ اور میری امان تمہیں حاصل نہیں ہوگی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ یہ خبر سن کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا اور مجلس بسر میں جانے کی ان سے صلاح لی اور کہا کہ یہ بیعت ضلالت ہے اور اس میں امید فلاح نہیں اور ترک میں بھی امان نہیں اب کیا تدبیر کروں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کرہاً و جبراً بیعت کر لینے کی رخصت دے دی۔ اکثر اہل مدینہ اس کے خوف سے بھاگ کر حرۂ بنی سلیم میں چھپ گئے۔ علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جو لعن در بارہ ظلم و فساد اہل مدینہ کی بابت وارد ہوا ہے۔ وہ لعن کفار و مشرکین کی طرح نہیں کہ خدا کی رحمت سے یاس مطلق ہو جائے اور دخول جنت کا بھی مستحق نہ سمجھا جائے بلکہ اس لعن کا حاصل یہ ہے کہ خدا کی رحمت خاص سے دور ہوتا ہے۔ اور اہل قرب کے ساتھ جنت میں ان کی طرح داخل نہیں ہو سکتا اور در حقیقت مقصود تہدید ہے۔

مدینہ منورہ کی بے ادبی اور ترک حرمت اور عظمت میں بعض علماء اس حد تک بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں گناہ صغیرہ کا حکم گناہ کبیرہ کے برابر ہے جس طرح بعض علماء کہتے ہیں کہ حرم مکہ میں ایک گناہ کے لاکھ گناہ لکھے جاتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

اللھم صل علیٰ سیدنا

و مولانا محمد نِ

الحبیبِ و علیٰ اٰبآئہٖ

ووالدیہٖ وآلہٖ و صحبہٖ

و اِبنہٖ محبوبک سیدنا

عبد القادر المحی الدین

و بارک و سلم



قبر شریف سیدنا عبداللہ ؓ

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ

مالک کون ومکان، سید الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، محبوب رب ذوالمنن، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے محترم ومکرم والد ماجد اور متولی کعبہ معظمہ، سیدنا عبدالمطلب کے جان سے زیادہ عزیز تر فرزند ارجمند سیدنا ومولانا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

آپ حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دس بیٹوں میں سے سب سے زیادہ خوبصورت پاکدامن وچہیتے اور چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت عمر بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے نذر مانی تھی کہ اپنے بیٹوں میں سے ایک کو راہ خدا میں قربان کروں گا۔ جب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اٹھارہ برس کے قریب ہوئی تو حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور اپنی نذر کا تذکرہ فرمایا، تمام بیٹوں نے سر جھکاتے ہوئے لبیک کہا۔ وقت مقررہ پر تمام بیت اللہ شریف میں جمع ہوئے فال نکالنے والے کو طلب کیا قرعہ فال حضرت عبدالمطلب کے سب سے لاڈلے بیٹے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام نکلا۔ آپ کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب اپنے یہ سب سے چھوٹے بیٹے ہی تھے، مگر آپ انہیں رضائے الٰہی کے لئے قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ یہ خبر مکہ معظمہ میں بڑی سرعت سے پھیل گئی۔ عوام الناس اور سرداران مکہ مکرمہ فوراً جمع ہو گئے اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ذبح کرنے سے روکنے لگے مگر حضرت عبدالمطلب اسی پر مصر رہے۔ سرداران مکہ مکرمہ نے کہا کہ اگر بیٹوں کی قربانی کا آغاز آپ سے شروع ہو گیا تو یہ رک نہ سکے گا، اس لئے اپنی قوم کے نوجوانوں پر رحم کرو اور بڑے ہی جتن کے بعد اس بات پر راضی کر لیا کہ حجاز کی عرافہ سے فیصلہ حاصل کر لیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ عرافہ نے کہا کہ اس وقت جو مقتول کی دیت ہے اتنے اونٹ ایک طرف اور دوسری طرف سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر کے فال نکالنا، اگر قرعہ اونٹوں کے نام نکلے تو اونٹ ذبح کر دینا اور اگر قرعہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام نکلے تو دیت کے اونٹ

دس، دس بڑھاتے رہنا اور فال لیتے جانا حتیٰ کہ قرعہ سیدنا عبد اللہ ﷺ کی بجائے اونٹوں پر نکلے۔ جتنے اونٹوں کے نام قرعہ نکلے ان کو ذبح کر دینا اس طرح نذر پوری ہو جائے گی۔ اس طریقہ پر قرعہ اندازی شروع ہوئی اور قرعہ سیدنا عبد اللہ ﷺ کے نام نکلتا رہا، حتیٰ کہ اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی تو قرعہ آپ کے بجائے اونٹوں پر نکلا، حضرت عبد المطلب نے تین بار قرعہ نکالنے کو فرمایا تینوں مرتبہ ہی اونٹوں کے نام پر نکلا تو سو اونٹ ذبح کر دیئے گئے اور اذن عام دے دیا کہ جو جتنا گوشت چاہے لے جائے اور درندوں و پرندوں کو بھی منع نہ کیا جائے۔

آپ کی شادی قریش کے بنو زہرہ خاندان میں سیدہ آمنہ بنت وھب بن عبد مناف سے ہوئی۔ نکاح کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ بغرض تجارت شام تشریف لے گئے، شام سے جب مکہ معظمہ واپسی کے لئے چلے تو راستے میں بیمار ہو گئے مدینہ طیبہ پہنچ کر اپنے والد کے ننہال میں قیام فرمایا۔ آپ کے ہمراہی مکہ معظمہ لوٹ آئے، کچھ دن بیمار رہنے کے بعد وصال فرما گئے ﷺ۔ آپ کی اچانک وفات سے تمام خاندان کو شدید صدمہ ہوا سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اس جانکاہ صدمہ سے نڈھال ہو گئیں اور آپ کی خدمت میں نہایت دردانگیز مرثیہ کا نذرانہ پیش کیا۔ محبوب رب ذوالمنن سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن طاہری میں یتیم ہو گئے۔ مدینہ طیبہ میں تدفین نابغہ جعدی کے مکان میں ہوئی، باب السلام زقاق الطوال میں مرقد مبارک تھا۔ جو نجدیت کی بدبیت کا نشانہ بن چکا ہے۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اچانک وفات سے سب کو صدمہ ہوا، لیکن حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل پر جو قیامت ٹوٹی اس کا بس وہی اندازہ لگا سکتی ہیں۔ آپ نے اپنے عظیم خاوند کے انتقال پر ایک قصیدہ کہا اس کے چند اشعار آپ بھی پڑھیں تا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل دردمند کے احساسات کا آپ کو بھی اندازہ ہو سکے۔

عَفَا جَانِبُ الْبَطْحَآءِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ
وَجَاوَرَ لَحْداً خَارِجاً فِي الْغَمَآئِمِ

دَعَتْهُ الْمَنَايَا دَعْوَةً فَأَجَابَهَا
وَمَا تَرَكَتْ فِي النَّاسِ مِثْلَ ابْنِ هَاشِمٍ

عَشِيَّةَ رَاحُوا يَحْمِلُوْنَ سَرِيْرَهُ
تَعَاوَرَهُ أَصْحَابُهُ فِي التَّزَاحُمِ

فَإِنْ تَكُ غَالَتْهُ الْمَنُوْنُ وَرَيْبُهَا
فَقَدْ كَانَ مِعْطَاءً كَثِيْرَ التَّرَاحُمِ

۴۸

ترجمہ:

۱۔ وادی کے کنارے نے ہاشم کے بیٹے کو موت کی نیند سلا دیا۔ وہ مختلف پردوں میں پڑا ہوا مکہ سے دور لحد کا پڑوسی بن گیا۔

۲۔ موتوں نے اسے اچانک دعوت دی جسے اس نے قبول کر لیا اور موت نے لوگوں میں ہاشم کے بیٹے کا کوئی مثیل باقی نہیں چھوڑا۔

۳۔ عشاء کے وقت جب اس کے دوست اس کی چارپائی اٹھا کر لے جا رہے تھے تو

وہ انبوہ کی وجہ سے باری باری کندھا بدل رہے تھے۔

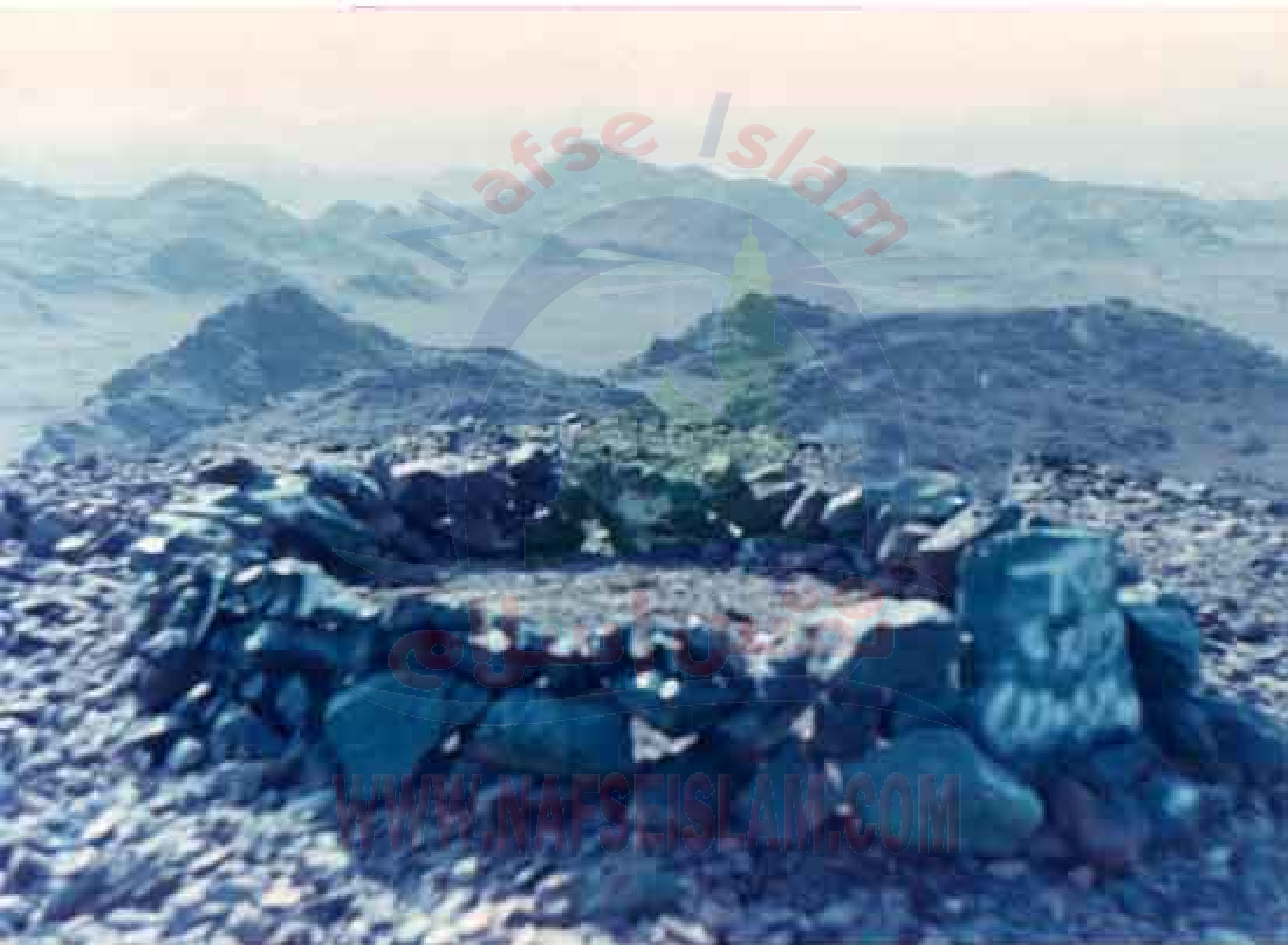
۲۔ اگرچہ موت اور اس کی مشکلات نے اس کو جھپٹ لیا ہے لیکن وہ درحقیقت بہت سخی اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ [۳۹]

اللہ اللہ

عرض: کسی شخص کو ایسی بلا میں مبتلا دیکھے جو بظاہر انسان کی طرف سے پہنچتی ہے اس وقت بھی یہ دعا پڑھ سکتا ہے۔ الحمد لله الذی عافانی مما ابتلاک به وفضلنی علیٰ کثیر ممن خلق تفضیلا۔

ارشاد: ہر بلا میں مبتلا کو دیکھ کر پڑھ سکتا ہے خواہ وہ بلا انسانی ہو یا آسمانی۔ پھر فرمایا میں تو کافر کا مردہ بھی دیکھ کر پڑھتا ہوں کہ جس بلا میں وہ مبتلا ہوا یعنی موت علی الکفر اس سے خدا نے ہم کو نجات دی اس پر شکر کرنا چاہیے۔ پھر فرمایا حدیث میں ہے کافر کے جنازہ کے آگے شیطان آگ کے شعلے اُڑاتا ہوا شور مچاتا ناچتا ہوا چلتا ہے کہ آدمی کفر پر مرا۔ پھر فرمایا...... کے جنازہ کے ساتھ شیطان کو تھوڑی دیر ناچنا پڑتا ہے کہ وہ دوڑتے ہوئے لے جاتے ہیں اور ...... کے جنازہ کے ساتھ بہت دیر تک اُسے ناچنا پڑتا ہے کہ وہ باجہ بجاتے جگہ جگہ ٹھہراتے بہت آہستہ آہستہ لے جاتے ہیں۔ اللہ اکبر ہمارے مذہب اسلام میں ہر بات میں توسط کو اختیار فرمایا یہاں بھی حکم ہے کہ میت کو نہ بہت آہستہ لے جاؤ نہ دوڑتے ہوئے۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)



سیدہ آمنہ کی قبر شریف کا فوٹو

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سفر مدینہ منورہ

حضرت عبدالمطلب کے والد گرامی حضرت ہاشم نے مدینہ منورہ کے بنی نجار خاندان کے رئیس عمرو بن لبید کی صاحب زادی سلمٰی سے شادی کی۔ جس کے بطن سے شیبہ (عبدالمطلب) پیدا ہوئے۔ حضرت ہاشم ایک تجارتی سفر پر فلسطین گئے ہوئے تھے کہ غزہ کے مقام پر انتقال فرمایا۔ حضرت عبداللہ ﷺ شادی کے بعد کچھ عرصہ مکہ میں رہے پھر بغرض تجارت شام گئے جب لوٹے تو ان کا گزر مدینہ منورہ سے ہوا چند روز کے لئے اپنے والد حضرت عبدالمطلب کے ننہال میں قیام کیا اسی اثنا میں وہ بیمار ہو گئے اور داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معصوم دل پر اس جانکاہ صدمہ سے جو چوٹ لگی ہو گی اس کے درد کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ ابھی تو انہوں نے اپنے ماہ تمام کو جی بھر کے دیکھا بھی نہ تھا۔ کتنی آرزوئیں زندہ درگور ہو گئی ہوں گی کتنی امنگیں ادھوری رہ گئی ہوں گی۔ ایک کامیاب اور ہر نوع کی سعادتوں سے مالا مال زندگی بسر کرنے کے سارے حسین خواب چور چور ہو گئے ہوں گے۔ سیدہ کے قلب حزیں نے کتنا چاہا ہو گا کہ اڑ کر مدینہ منورہ جائیں۔ اور اس مٹی کے تودے کو دیکھیں اور اس کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنائیں۔ جہاں ان کا قرار جاں استراحت فرما ہے۔ لیکن وہ امانت جس کا آپ کو امین بنایا گیا تھا اس کی حفاظت کے احساس نے ان کے دل ناصبور کو اپنے محبوب کے مرقد کی زیارت سے باز رکھا یہاں تک کہ وہ نور حق محمد ﷺ معصوم کے پیکر رعنا میں ظاہر ہوا۔ پھر حضور ﷺ کی پرورش کا فرض اس شوق فراواں کی تکمیل میں حائل رہا۔ جب اس لخت جگر اور نور نظر کی عمر چھ سال ہو گئی اور آپ سات آٹھ سال کی عمر کے بچوں سے بھی زیادہ توانا اور تندرست معلوم ہونے لگے اور غمزدہ ماں کو یقین ہو گیا کہ ان کے گلشن آرزو کا یہ گل رنگین اب مدینہ منورہ کے طویل اور کٹھن سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے قابل ہو گیا ہے تو انہوں نے اپنے سسر حضرت عبدالمطلب سے اپنی اس دیرینہ آرزو کا ذکر کیا اور اجازت چاہی کہ آپ مدینہ

منورہ جا کر اپنے دولہا کی قبر کی زیارت کریں جو انہیں اپنی ایک سہانی جھلک دکھا کر شب ہجر کی تاریکیوں کے حوالے کر کے ہمیشہ کے لئے ان سے بچھڑ گیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب اپنی بہو کی اس درخواست کو مسترد نہ کر سکے۔ اور مدینہ منورہ جانے کی اجازت دے دی۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے فرزند دل بند کو لے کر روانہ ہوئیں۔ ان کے ساتھ ان کی کنیز ام ایمن تھی۔ اس خوش بخت خاتون کا نام برکت تھا اور اس کا تعلق حبشہ سے تھا۔ یہ حضور ﷺ کو اپنے والد سے ورثہ میں ملی تھی۔ یہ مختصر سا قافلہ حضور ﷺ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب کے ننھیال بنو عدی بن نجار کے ہاں جا اترا اور ایک ماہ وہاں مقیم رہا۔ مہینہ بھر کے قیام کے دوران جو واقعات رونپریر ہوئے سرکار دو عالم ﷺ ہجرت کے بعد جب یہاں تشریف فرما ہوئے تو با اوقات حضور ﷺ ان یادوں کو تازہ فرمایا کرتے تھے۔ جب اس مکان کو دیکھتے جہاں اپنی پیاری ماں کے ساتھ رہائش فرمائی تھی تو فرماتے۔

هٰهُنَا نَزَلَتْ بِيْ اُمِّيْ وَاَحْسَنْتُ الْعَوْمَ فِيْ بِئْرِبَنِيْ عَدِيِّ النَّجَّارِ

"یعنی اس مکان میں، میں اپنی والدہ کے ساتھ اترا تھا اور میں نے بنی عدی نجار کے تالاب میں تیرنے میں مہارت حاصل کی تھی"

اس مختصر قیام کے دوران ایک یہودی نے حضور ﷺ کو دیکھا تو پوچھا یَا غُلَامُ مَا اسْمُکَ اے بچے! تمہارا نام کیا ہے، میں نے کہا میرا نام احمد ہے۔ پھر اس نے میری پیٹھ کی طرف دیکھا پھر میں نے اس کو یہ کہتے سنا هٰذَا نَبِيُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یہ اس امت کا نبی ہے۔ پھر وہ اپنے یہودی علماء کے پاس گیا اور انہیں جا کر بتایا۔ میری والدہ کو بھی اس کا پتہ چل گیا ان کے دل میں یہود کی طرف سے طرح طرح کے اندیشے پیدا ہونے لگے۔ ام ایمن کہتی ہیں کہ میں نے ان یہودیوں کو خود حضور ﷺ کو دیکھنے کے لئے یکے بعد دیگرے آتے تھے یہ کہتے سنا هُوَ نَبِيُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهٰذِهِ دَارُ هِجْرَتِهٖ کہ اس امت کے یہ نبی ہیں اور یہ جگہ ان کی دار ہجرت بنے گی۔

ان اندیشوں کے باعث حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہاں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور مکہ جانے کی تیاری شروع کر دی۔ ہم مدینہ سے روانہ ہوئے اور جب ابواء کے مقام پر پہنچے تو آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اسماء بنت رحم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میری ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے وقت حاضر تھی۔ آپ نے اپنی بالین کے قریب اپنے فرزند کو دیکھا تو یہ اشعار پڑھے۔

اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ

فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَى الْاَنَامِ ۔۔۔ تُبْعَثُ فِي الْحِلِّ وَ فِي الْحَرَامِ

تُبْعَثُ فِي التَّحْقِيْقِ وَالْاِسْلَامِ ۔۔۔ دِيْنِ اَبِيْكَ الْبَرِّ اِبْرَاهَامِ

فَاللّٰهُ اَنْهَاكَ عَنِ الْاَصْنَامِ ۔۔۔ وَاَلَّا تُوَالِيْهَا مَعَ الْاَقْوَامِ

''یعنی میں نے جو خواب میں دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو آپ ﷺ تمام لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے جائیں گے حل اور حرام سب جگہ آپ نبی ہوں گے آپ کو اپنے باپ ابراہیم علیہ سلام کے دین اسلام پر مبعوث کیا جائے گا۔ میں آپ کو بتوں سے، خدا کا واسطہ دے کر روکتی ہوں کہ آپ دوسری قوموں کے ساتھ مل کر ان سے دوستی نہ کریں۔''

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ وَكُلُّ جَدِيْدٍ بَالٍ ۔ وَكُلُّ كَبِيْرٍ يَفْنىٰ وَاَنَا مَيِّتَةٌ وَذِكْرِىْ بَاقٍ وَوَلَدْتُ طُهْرًا۔

''ہر زندہ موت کا مزہ چکھے گا۔ ہر نئی چیز پرانی ہو جائے گی اور ہر بڑی چیز فنا ہو جائے گی۔ میں تو مرری ہوں لیکن میرا ذکر ہمیشہ

باقی رہے گا۔ میں نے ایک پاکباز بچہ جنا ہے۔"

علامہ زرقانی شرح مواھب اللدنیہ میں ان اشعار کو نقل کرنے کے بعد علامہ سیوطی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ یہ اشعار اس بات پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موحدہ تھیں انہوں نے دین ابراہیمی کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ ان کا فرزند، اسلام کے ساتھ اللہ کی طرف مبعوث ہوگا اور بتوں کی دوستی سے اپنے فرزند کو منع فرمایا۔ کیا یہی توحید نہیں کیا ان عقائد کے علاوہ توحید کسی دوسری چیز کا نام ہے؟

ماں کی مامتا نے جب اپنے لخت جگر پر الوداعی نظر ڈالی تو ان کے قلب حزیں پر کیا گزری ہوگی۔ باپ کا سایہ پہلے ہی اٹھ چکا تھا۔ ماں کی آغوش محبت اب چھوٹ رہی ہے۔ یہ دردناک سانحہ پیش آرہا ہے تو سفر میں جہاں نہ شفیق دادا پاس ہے اور نہ سوجان سے فدا ہونے والے چچا قریب ہیں۔ یہ جگہ مدینہ منورہ سے بھی کافی فاصلہ پر ہے اور مکہ معظمہ بھی دو سو میل دور ہے، بے بسی اور بے کسی کی اس حالت میں سیدہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے نور نظر کو اپنے خالق کریم کے سپرد کیا۔ ایک صابرہ، شاکرہ بیوہ کی آنکھوں سے ٹپکنے والے آنسوؤں نے یقیناً رحمت الٰہی کے دامن کو پکڑا ہوگا۔ اور اپنے بچے کے سر پر پھیلا دیا ہوگا۔

قدرت کے فیصلے بھی عجیب ہوتے ہیں وہ محبوب جو وجہ تخلیق کائنات ہے۔ ولادت باسعادت سے پہلے ہی اس کے سر سے باپ کا سایہ اٹھا لیا۔ ابھی عمر مبارک چھ سال کی ہوئی ہے۔ کارکنان قضاء وقدر نے ماں کی آغوش محبت سے جدا کر دیا۔ دوہری یتیمی کے داغ نے ایک ننھے بچے کے معصوم دل کو درد والم کا گہوارہ بنا دیا اس میں حکمت یہ تھی کہ جس نے کل دنیا بھر کے دردمندوں کا چارہ گر بننا ہے۔ اسے پتہ چل جائے کہ درد والم کی ٹیسیں کتنی حوصلہ شکن ہوتی ہیں تاکہ اگر کوئی بے سہارا یتیم گردش لیل ونہار کا ستایا ہوا کوئی خستہ حال اس کے پاس تلاش درماں کے لئے آئے تو اسے اپنی مسکینی کا دور یاد آجائے اور وہ سراپا شفقت ورحمت بن کر اس کے زخموں پر مرہم رکھے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس مسئلہ کی وضاحت کر دی جائے کہ حضور پرنور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے بارے میں جلیل القدر علماء ربانیین کا کیا فیصلہ ہے۔

حضور ﷺ کے والدین کریمین کا ایمان

اہل سنت و جماعت کے علماء محققین کے جم غفیر کی اس مسئلہ کے بارے میں یہ رائے ہے کہ والدین کریمین نجات یافتہ ہیں اور جنت کی بہاروں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ

وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعاً

فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ

اغوات الحرم النبوی

آغا کی جمع اغوات ہے۔ مسجد نبوی شریف اور حجرہ مبارک کی خدمت پر جو معمور ہیں، ان کو اغوات کہتے ہیں۔

سب سے پہلے سلطان المقوقس نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں خصی کو خدمت کے لئے بطور ہدیہ پیش کیا۔

پھر زمانہ اسلام میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خصیان سے خدمت لی۔

(طبقات ابن سعد ۵۱۸)

پہلے پہل حضرت صلاح الدین یوسف بن ایوب الکردی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں الخصیان کو الحرمین الشریفین کی خدمت کے لئے مقرر کیا۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۴۰۰)

خلفائے راشدین اور خلفائے عباسیہ کے دور میں الکعبۃ الشریفہ اور الحجرۃ المنیفہ کی خدمت فقہاء و صوفیہ، اور اہل علم و فضل کے سپرد تھی۔

سب سے پہلے باقاعدہ طور پر خصیان کو اس خدمت پر مامور کرنے کا قانون وضع کیا اور انہوں نے اپنے بعض خدام (خصیان) کو اس خدمت پر مامور کیا جو کہ بارہ عدد تھے۔

نور الدین الشہید نے خصیان کو اس خدمت پر مامور کرنے کا قانون وضع کیا۔ اور اپنی طرف سے بارہ خدام (خصیان) کو اس خدمت پر مامور کیا۔ جن کا تعلق مختلف علاقوں سے تھا۔

(تحفۃ المحب للمحبوب)

اور ان کے لئے مندرجہ ذیل شروط مقرر کیں۔

(۱) حفاظ قرآن ہوں۔

(۲) ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہوں۔

(۳) اور مختلف علاقوں کے رہنے والے ہوں۔

(۴) اور ان کا ایک ان ہی میں سے شیخ ہو۔

(۵) اگر مختلف علاقوں سے میسر نہ ہوں تو۔

رومی ہوں نہ ملنے کی صورت میں تتطارۃ (تکرونی) اور اگر تکرونی بھی دستیاب نہ ہوں تو پھر ہندی، آخری شرط ایک مدت کے بعد ختم ہوگئی اور اغوات میں ہندیوں کی کثرت ہوگئی حتی کہ ان کی تعداد چالیس ہوگئی۔

اغوات کا سب سے پہلا شیخ المولوی ابن تام الحلی مقرر ہوا۔ یہ سلسلہ چلتا رہاتا آنکہ طواشی الیاس الاشرفی الابیض مقرر ہوئے۔ ان کے مرنے کے بعد شاہین الجمالی اس عہدے پر فائز ہوئے، ان پر اکثر شرائط پوری اترتی تھیں۔ ان کی مدت بہت لمبی رہی۔

یہ پہلے شیخ الاغوات تھے جن کے سپرد حجرہ شریف کی چابیاں کردی گئیں۔ قبل ازیں حجرہ مقدسہ کی چابیاں قاضی کے سپرد تھیں۔

اغوات کا کام مسجد نبوی شریف کی حفاظت رات کو دروازوں کو بند کرنا اور رات بھر مسجد شریف میں حاضر رہنا، شمعدانوں کو اتار کر روشن کرنے کے بعد لٹکانا اور سحری کے وقت موذن کے لئے دروازہ کھولنا۔ موذن سحری کے وقت دروازہ پر کھڑا ہوکر با آواز بلند لا الہ الا اللہ کہتا آگا محمد رسول اللہ (ﷺ) کہتا ہوا دروازہ کھول دیتا۔

مسجد نبوی شریف کی صفائی اور ہر جمعتہ المبارک کو حجرہ مطہرہ کی صفائی کی خدمت ان کے سپرد تھی۔ سال میں ایک مرتبہ شیخ وخدام سب مل کر صفائی کرتے اور مدینہ منورہ کا امیر اپنے ہاتھوں سے قالین بچھاتا اور بخور سلگاتے۔

۱۴۰۰ ہجری میں صرف حجرہ مطہرہ کی خدمت کے لئے سولہ اغوات تھے اور مسجد

شریف کی خدمت پر مامور چالیس۔

۱۔ ایک ان میں شیخ الحرم

۲۔ دوسرا نائب الحرم

۳۔ تیسرا خزین دار الحرم

حضرت صلاح الدین یوسف بن ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے لئے قوائد قوانین مرتب کئے اور بہت سی جاگیر ان کے نام وقف کر دی۔

پھر الصالح والناصر محمد بن قلاوون نے بہت سی املاک اغوات کے نام وقف کر دی مسجد نبوی شریف کے مشرقی جانب باب جبرائیل کے سامنے ایک پورا محلہ جو حارۃ الاغوات کے نام سے موسوم تھا، اغوات کے نام وقف تھا۔(جو کہ اب توسیع حرم نبوی میں آچکا ہے۔)

حضور قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور میں ان اغوات کے تین شیوخ مسلسل حضرت کی بارگاہ میں بڑی عقیدت ومحبت سے حاضری دیتے رہے۔

۱) خواجہ عطیۃ اللہ

۲) خواجہ حمد اللہ

۳) خواجہ عبد السلام

اللہ اللہ

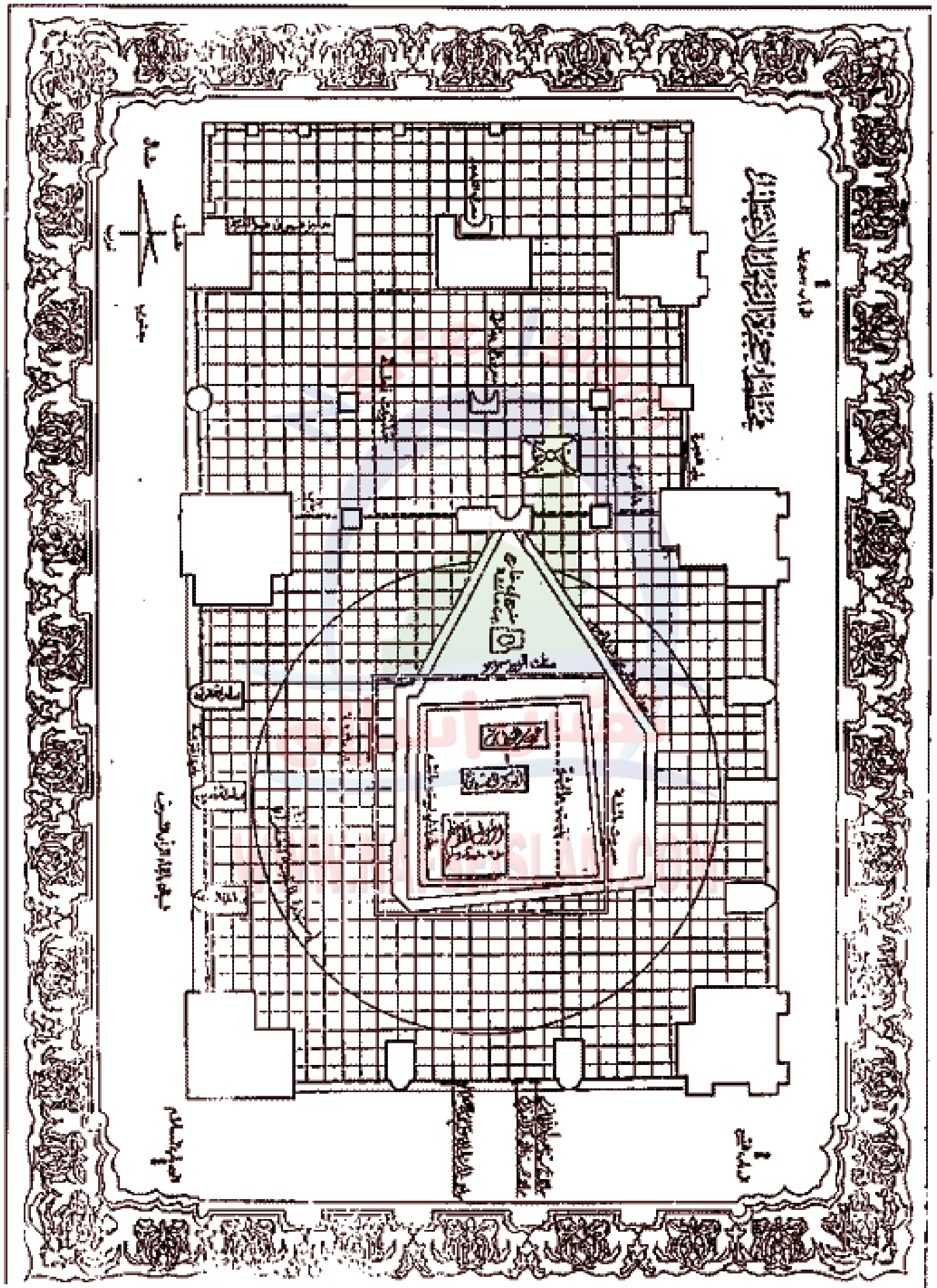
فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ

لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم



صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا



آغازِ سفر

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینہ پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

نو برس سے کچھ زائد عرصہ حضرت سیدنا غوث الاعظم میراں محی الدین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر رہنے کے بعد آپ نے حضور پرنور شافع یوم النشور محبوب رب العالمین خاتم النبیین حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضری کا قصد کیا اور ۱۳۲۷ھ میں سیدی ضیاء الدین احمد قادری رضی اللہ عنہ، خالق جل جلالہ کے بندہ اور خلق کے آقا و مولیٰ ﷺ کے حضور حاضر ہو گئے ۔

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق (جل جلالہ) کا بندہ خلق کا آقا (ﷺ) کہوں تجھے

اور یہ حاضری سرکار بیکس نواز میں ایسی مقبول ہوئی کہ آپ کو ہمیشہ کے لئے ہی اپنے دامنِ کرم میں ٹھہرا لیا ع

مل گیا سب کچھ جو طیبہ مل گیا

آپ بغداد شریف سے بذریعہ ریل گاڑی دمشق گئے۔ وہاں تمام مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے، وہاں کا ایک خاص واقعہ بیان فرمایا:

کردبابا رحمتہ اللہ علیہ

ایک مزار شریف جو کہ، کرُدبابا کے نام سے معروف ہے۔ ان کا پاؤں قبر سے باہر نکلا ہوا ہے۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ ہندوستان سے کوئی بزرگ آئے اور انہوں نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ میں نے آج تک کُردوں میں کوئی ولی نہیں دیکھا۔ تو اس ولی اللہ نے اپنا پاؤں قبر سے باہر نکال دیا۔ ہندی بزرگ نے پاؤں پکڑ لیا اور فرمایا کہ اب یہ پاؤں اندر نہیں جا سکتا۔ اس کے اوپر روئی رکھ کر ایک مٹی کا برتن الٹا کر کے رکھا ہوا تھا۔ پاؤں ماشاء اللہ ریشم سے بھی زیادہ ملائم اور بہت خوبصورت تھا۔

جناب مولانا محمد حفظ الرحمٰن وفا صاحب مسلم یونیورسٹی علیگڑھ اپنے سفرنامہ رلو وفا میں یوں رقم طراز ہیں۔

یہاں سے ہم شہر کے دوسرے حصہ میں پہنچے۔ جہاں چالیس ابدال دفن ہیں۔ فاتحہ پڑھی اور واپس آئے۔ شام کو شہر کے مختلف بازاروں کی بارش ہوتے میں سیر کی۔ شہر کے آخری حصے میں حضرت محمد صالح الکردی اور حضرت محمد الایوبی الکردی کے مزارات ایک ہی گنبد میں ہیں۔ بہ ذوق و شوق فاتحہ پڑھی، حضرت محمد الایوبی الکردی کے پائے مبارک کا پنجہ سات سو سال سے قبر مبارک سے باہر نکلا ہوا ہے، حیرت ہوئی، آنکھیں کھول کر دن کی روشنی میں بغور و خوض دیکھا، پھر تعجب ہوا تو دوبارہ نظر غائر ڈالی، اطمینان ہوا اور بڑوں کی بڑی باتیں سمجھ کر خاموش ہو رہے۔

واقعہ اس طرح پر معلوم ہوا کہ:

ایک فوجی جرنیل دمشق میں آیا مختلف مقامات پر حاضری دی، لوگوں نے کہا کہ شہر کے آخری حصہ میں ایک ولی اللہ کا مزار ہے۔ وہاں بھی چلیئے، اس نے اس شرط کے ساتھ وہاں جانے پر آمادگی ظاہر کی کہ وہ اپنی کچھ کرامت دکھائیں تو میں سمجھوں گا کہ ولی اللہ ہیں، غرضیکہ وہ مزار پر پہنچا تو مزار مبارک کو حرکت ہوئی اور صاحب مزار جسمانی طور پر سامنے آ گئے۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے بیہوش ہو گیا، تین شبانہ روز اسی حالت میں گذر گئے،

چوتھے روز بشارت ہوئی کہ اب ازسرنو گنبد بنوا دے اور ہمیں قبر میں دفنا کر اوپر روئی ڈالدے تمام جسم ڈھک جائے گا۔ مگر ایک پیر نمایاں رہے گا جس سے تجھ جیسے انسانوں کو ہمیشہ عبرت حاصل ہوتی رہے گی۔ چنانچہ قبر مبارک بیچ میں سے کھوکھلی ہے روئی بھری رہتی ہے مگر ایک پیر کا پنجہ کھلا ہوا رہتا ہے۔ اور وہ صاف دکھائی دیتا ہے، اللہ اکبر یہ ہے بزرگان دین کی شان [۱]

الحاج محمد الیاس برنی قادری نے بھی اپنے سفر نامہ میں حضرت شیخ محمد الایوبی الکردی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے۔ [۲]

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

بغل مبارک (ﷺ)

بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل

جوہرِ فردِ عزت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا خاں قادری)

سفرِ طیبہ

فرمایا:

"اس وقت ترکی حکومت کی امن وراحت کی مودب حکومت تھی، کوئی خرابی نہیں تھی۔ میں بغداد شریف سے دمشق آیا، حکومت نے یہاں ایک دائرہ قائم کر رکھا تھا، جو کوئی طالب علم یا علماء و مشائخ میں سے ہو اور وہ مدینہ شریف کی حاضری کو جانا چاہے تو جو دائرہ تھا، اس کو ریل کا ٹکٹ اور چار دن کے کھانے کا سامان دیتا تھا جبکہ گاڑی تین دن میں مدینہ شریف پہنچ جاتی تھی۔"

مودب سلطان بہ بارگاہِ خیر الانام (ﷺ)

ایک مرتبہ فضیلت شیخ صدقہ حسن خاشقجی سابقہ امین البلدیہ مدینہ منورہ نے احقر سے بیان کیا کہ ان کے والد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر بیان کیا کرتے کہ جب سلطان عبدالحمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استنبول سے مدینہ طیبہ حاضری کے لئے آتے تو ان کے پہنچنے سے پہلے ان کے لئے بگی اور گھوڑا کرایہ سے بذریعہ ریل گاڑی مدینہ شریف میں پہنچ جاتا۔ جب سلطان مدینہ طیبہ حاضر ہوتے تو اسی گھوڑا بگی پر سوار ہو کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضری دینے آتے۔ بگی کے ساتھ ساتھ لوگوں کا ہجوم ہوتا، جب شارع عینیہ پر پہنچتے، قبہ شریف پر نظر پڑتے ہی فوراً سلطان سواری سے اترتے آنکھوں سے آنسوں جاری رہتے، دست بستہ کھڑے تا دیر صلاۃ وسلام عرض کرتے۔ پھر گھوڑے کے سم کا بوسہ لیتے، اس لئے کہ سم پر مدینہ طیبہ کی غبار شریف پڑی ہوئی ہے، پھر حرم شریف میں حاضر ہوتے۔

جب آپ علیہ الرحمہ مدینہ محبوبہ میں وارد ہوئے۔ اس وقت مودب ترکوں کا عہد

حکومت تھا۔ اور اس زمانے میں علماء و مشائخ اہل سنت کی بڑی عزت و توقیر کی جاتی تھی۔ گویا اس وقت حجاز مقدس اہل حق علماء و فضلاء اور صوفیہ و مشائخ کا مستقر تھا۔ یعنی مرکز اسلام میں وارثان علوم نبی پاک (ﷺ) جمع تھے۔ چنانچہ آپ کو دربار سید الانبیاء ﷺ کے دربار دُربار میں حاضری کی سعادت عظمیٰ کے ساتھ ساتھ وہاں کے مشائخ کرام اور علماء عظام سے فیض یاب ہونے کا شرف بھی نصیب ہوا۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مشائخ کرام

نیز ان مشائخ کرام سے فیض یاب ہوتے رہے جو دربار محبوب خدا (ﷺ) میں حاضری کے لئے اطراف و اکناف عالم سے مدینہ منورہ میں حاضر ہوتے رہے۔

ان ایام میں مدینہ منورہ میں ایک مشہور عارف کامل اور فاضل اجل بزرگ موجود تھے۔ جن کا نام نامی و اسم گرامی حضرت شیخ احمد الشمس القادری الماکی الشنقیطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۲ھ) تھا۔

حضرت شیخ بہت بڑے محدث تھے۔ ان کے درس حدیث کا بہت چرچا تھا۔ حضرت ضیاء الملت والدین ﷺ نے ان کے حلقہ درس میں شامل ہو کر استفادہ کیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان سے روحانی فیض حاصل کرتے رہے۔ حضرت سیدی کامل مہدی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہم درس تھے۔

حضرت شیخ قدس سرہ آپ سے بہت خوش تھے۔ چنانچہ سند حدیث کے ساتھ اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

عالم اسلام کے مشہور محقق عالم و عارف علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ (۱۲۶۵ھ-۱۳۵۰ھ) جو اکثر مدینہ طیبہ میں حاضر رہتے تھے۔ حضرت ضیاء الدین

احمد قادری ﷺ نے ان کے خرمنِ فیض سے ایک مدت تک خوشہ چینی کی اور ان کے مجاز و ماذون ہوئے۔

علامہ یوسف نبہانی قدس اللہ سرہ العزیز سے متعلق حضور قطب مدینہ ﷺ نے دو اہم باتیں ارشاد فرمائیں تھیں۔ جو قارئین کے لئے موجب ازدیادِ ایمان ہوں گی۔

فرمایا:

"ترکوں نے جب حجاز مقدس میں جدید طریقۂ تعلیم رائج کرنا چاہا تو حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سخت مخالفت کی، پوسٹر چھپوائے اور ترکوں کو لکھا کہ رعیت کو کیوں گمراہ کرتے ہو؟ یہاں صرف قدیم طریقۂ تعلیم رائج رہنا چاہیئے۔ مدینہ طیبہ میں ایک ترک وزیر جو حضرت علامہ قدس سرہٗ کا بڑا مخالف تھا۔ اس نے سلطانِ معظم کے کان بھرے۔ کہ یہ شخص حکومت کا دشمن ہے۔ چنانچہ ترکیہ سے سلطانِ معظم کا تار گورنر مدینہ منورہ (بصری پاشا) کے نام آیا کہ علامہ یوسف نبہانی کو گرفتار کرلیا جائے۔ بصری پاشا حضرت علامہ کے مقام و مرتبہ سے اچھی طرح واقف تھا۔ خود تار لے کر حاضر خدمت ہوا۔ اور بڑے ادب سے سلطانِ معظم کا حکم گرفتاری سنایا۔"

حضرت علامہ نے فرمایا:

"سمعاً و طاعۃً۔ ہمیں اطاعت سے گریز نہیں، جہاں دل چاہے لے چلیئے، مگر کہیں گے وہی جس کا شریعت حکم کرتی ہے۔ چنانچہ آپ کو محبوس کردیا گیا۔ اور تین آدمی ان کی خدمت میں (جیل میں) رات کو جاتے تھے۔ شیخ عمر، یہ فقیر (سیدی ضیاء الدین احمد قادری) اور ایک شامی بزرگ جو بہت بڑے تاجر بھی تھے۔ ایک دن حضرت علامہ نے

ہمیں فرمایا یہاں بیٹھے کیا کرتے ہو یہ درود شریف مل کر پڑھا کریں۔

صلی اللہ تعالیٰ علی النبی الأمی وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ وسلامٌ علیک یارسول اللہ قلت حیلتی أنت وسیلتی أدرکنی یا سیدی یا رسول اللہ

یہ درود شریف تین دن پڑھا ہوگا کہ سلطان معظم کا تار آیا کہ مجھے معاف کیا جائے، مجھے غلط فہمی ہوئی۔"

حضرت ضیاء الملت والدین ﷺ نے پھر یہ فرمایا کہ:

"یہ درود شریف ہمارے اعلیٰحضرت ﷺ کے ہاں بھی بہت پڑھا جاتا تھا۔"

علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ کے ادب بارگاہ رسالت مآب (ﷺ) کے بارے میں فرمایا:

"حضرت علامہ باب الرحمۃ میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے تھے۔ مواجہ شریف کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہوئے۔ فرماتے تھے کہ مجھ گنہگار کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔"

سیدی مرشدی ﷺ نے مزید فرمایا:

"حضرت علامہ محمد بدر الدین محدث شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۴) جو بہت بڑے محدث اور کامل بزرگ تھے وہ بھی باب الرحمۃ میں کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے تھے۔"

اس کے بعد فرمایا:

حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ جیسے سامنے سے دیکھتے ہیں، ویسے ہی پیچھے سے دیکھتے ہیں۔ لہٰذا حضور ﷺ کا مواجہ شریف ہر طرف ہے۔ جہاں بھی کھڑے ہو کر سلام عرض کریں۔ وہی حضور ﷺ کا مواجہ شریف ہے۔ اور دور اول میں تو مواجہ شریف کی جگہ

امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے مکانات تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، ریاض الجنہ میں کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے تھے۔

ایک مرتبہ مواجہہ شریف میں سلام عرض کرتے ہوئے۔ فقیر (راقم الحروف) کی کسی بد مذہب سے جھڑپ ہو گئی۔ اور یہ بات بہت شہرت پکڑ گئی۔ حضرت سیدی و مرشدی کو جب علم ہوا تو فقیر کو فرمایا۔

"حرم شریف ادب کا مقام ہے۔ یہاں تکرار سے بچو ریاض الجنہ میں کھڑے ہو کر سلام عرض کر لیا کرو۔ کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور میں اس جگہ پر امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے مکانات تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ریاض الجنہ میں ہی کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے تھے۔"

حضرت علامہ نبہانی اور علامہ بدر الدین محدث کا مقام

عرض: پچھلے چالیس، پچاس سال میں حضرت علامہ نبہانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد اس طرز کے کوئی اور عالم پیدا ہوئے ہیں؟

ارشاد: حضرت نبہانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت علامہ بدر الدین محدث رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد کوئی دوسرا عالم ان حضرات جیسا نہیں ہوا ہے۔ علماء تو بہت ہوئے ہیں، اور تصوف پڑھانے والے مشائخ بھی بہت ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ ابوالخیر میدانی تھے، حضرت شیخ محمد ہاشمی تھے، یہ سب فتوحات مکیہ کا درس دیا کرتے تھے، بہت لوگ ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے لیکن اُن حضرات کے پائے کا کوئی اور عالم نہیں ہوا۔ [۳]

مشائخ قطب مدینہ

الشیخ احمد الشمس اور علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے علاوہ دیار عرب میں حسب ذیل اولیاء کبار نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔

- الشیخ المعمر السید احمد بن عبد القادر لمازونی الریفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۲۹ھ)
- الشیخ السید احمد عمران بن برکۃ البریلینی قدس سرہ۔
- الشیخ الشریف احمد السنوسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۵۱ھ/۱۹۳۳ء)
- الامام السید محمد المہدی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)
- الشیخ محمود المغربی المراکشی المدنی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت علامہ مولانا عبد الباقی ایوبی لکھنوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۴ھ)
- حضرت علامہ محمد بدر الدین حسنی محدث شامی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۷ھ/۱۳۵۴ھ)

ذیل میں ان مشائخ کرام کے اسمائے گرامی درج ہیں جنہوں نے مدینہ طیبہ کی حاضری کے وقت آپ کو خلافتیں عطا فرمائیں۔

- شیخ المعمر شبیہ غوث الاعظم حضرت شاہ علی حسین جیلانی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۵ھ) سجادہ نشین خانقاہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ۔
- حضرت علامہ مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۷۰ھ) پسرور ضلع سیالکوٹ۔

ان مشائخ کے علاوہ جن اور بزرگوں سے بھی مستفید و مستفیض ہوئے۔

- حضرت علامہ ابو الخیر محمد بن احمد بن عابدین خطیب الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۳ھ)
- حضرت شیخ السید احمد بن احمد بن محمد القادری الجزائری المدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۴۴ھ میں زندہ تھے۔

- حضرت شیخ ابی عبداللہ بن ابراہیم السباعی المراکشی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شیخ سیدی احمد السباعی مکی رحمۃ اللہ علیہ
- نقیب الاشرف السید علوی بن السید احمد باقفیہ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۳ھ)
- شیخ الدلائل محمد بن علی الحریری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۳۶ھ
- شیخ الدلائل سید عباس محمد رضوان مدنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸ / رمضان ۱۳۴۶ھ)

اس مقام پر یہ عرض کرنا مناسب ہوگا کہ حضرت سیدی و مرشدی ﷺ ان سب بزرگوں کے ذکر خیر کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ:

"بیعت ارادت میری سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت ﷺ سے ہے۔ باپ (روحانی) میرے وہی ہیں، چچے بہت ہیں۔"

ضیاء الملت قدس سرہٗ جب اپنے پیر و مرشد کا تذکرہ فرماتے تو آپ کے رخ انور پر ایک عجیب قسم کی پر کشش چمک پیدا ہو جاتی اور آواز ماشاءاللہ ایسی بارعب ہو جاتی کہ اگر کوئی حضرت کو دیکھ نہ رہا ہو، صرف آواز ہی سن رہا ہو تو وہ یہ محسوس نہ کر پاتا کہ یہ آواز کسی سن رسیدہ بزرگ کی ہے۔ بلکہ بیس بائیس برس کے نوجوان کی آواز خیال کرتا۔

اللہ اللہ

ریش مبارک (ﷺ)

ریشِ خوش معتدل مرہمِ ریشِ دل
ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام
خط کی گردِ دہن وہ دل آرا پھبن
سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش۔ امام احمد رضا خاں قادری)

مقامِ رضا

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

ایک مرتبہ حضرت سیدی ﷫، سیدنا اعلیٰحضرت ﷫ کے علو مرتبت کے سلسلے میں ارشاد فرمایا:

"ایک عرصہ ہوا کہ فقیر بعارضہ فالج صاحب فراش ہو گیا۔ اس حالت میں ایک رات میں نے بحال زار سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کیا۔ کہ اے میرے آقا و مولا ﷺ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے، جس کی یہ سزا ہے۔ میرے پیر و مرشد کے صدقے مجھے معاف فرمایا جائے۔ اور اپنے در پاک کی حاضری کا شرف عطا کیا جائے۔

اور اسی طرح سرکار غوث الثقلین ﷜ سے بھی استغاثہ کیا۔

چنانچہ اسی رات خواب میں دیکھا کہ سیدنا اعلیٰحضرت ﷫ اور ان کے ساتھ دو بزرگ جو نہایت ہی روشن اور منور چہروں والے تھے، غریب خانہ پر تشریف لائے۔ اور اعلیٰحضرت عظیم البرکت ﷫ نے فرمایا: ضیاء الدین! آج تم نے ایسی درخواست کی کہ میرے غوثِ اعظم ﷜ تمہارے پاس بہ نفس نفیس تشریف لے آئے ہیں۔

دوسرے بزرگ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

دیکھو یہ بزرگ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری ﷫ ہیں۔

اس کے بعد سیدنا غوثِ اعظم ﷜ نے میرے جسم پر اپنا دست

شفقت پھیرا اور فرمایا: اٹھو---

اس حکم کے تحت (عالم خواب میں) میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اور وہ تینوں بزرگ نماز میں مشغول ہو گئے۔ اس پر میں بیدار ہو گیا تو میں واقعی کمرے میں کھڑا تھا۔ اس پر میں نے نعرہ رسالت (ﷺ) لگایا۔ گھر کے افراد دوڑے آئے۔ اور مجھے صحت یاب پا کر حیران رہ گئے۔ میں نے انہیں کہا کہ:

اس جگہ پر لوہے کی الماری رکھ دو۔ اس لئے کہ اس مقام پر اولیاء اللہ نے نماز ادا فرمائی ہے۔"

اس وقت حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ باب السلام میں رہائش پذیر تھے۔ اس گلی کا نام سقیفۃ الرصاص تھا۔ آپ کا قیام پہلی منزل پر ہوتا تھا۔ مکان بہت وسیع تھا۔ اس وقت وہ علاقہ منہدم ہو چکا ہے۔

پھر ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

"فقیر حرم نبوی شریف (ﷺ) کے باب السلام سے اندر حاضر ہوا۔ تو دیکھتا ہوں کہ میرے پیر و مرشد سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ مواجہہ مقدس میں حاضر صلاۃ و سلام عرض کر رہے ہیں۔ مجھے دکھ بہت ہوا کہ میرے پیر و مرشد مدینہ منورہ میں ہیں اور مجھے خبر نہیں۔ جب قریب پہنچا تو سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھ پایا، صلاۃ و سلام پیش کر کے واپس ہوا۔ باب السلام سے مڑ کر دیکھتا ہوں تو سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو بارگاہ مقدس (ﷺ) میں موجود پاتا ہوں۔ دوبارہ حاضر ہوا تو وہ پہلے والی کیفیت ہی تھی، پھر جب تیسری مرتبہ باب السلام سے مڑ کر دیکھا تو حاضر بارگاہ (ﷺ) تھے۔ فقیر سمجھ گیا کہ یہ ان کا اپنا معاملہ ہے، اس میں دخل اندازی مناسب نہیں اور گھر کو چلا آیا۔"

اسی طرح کا ایک واقعہ سید احمد شیخ جمال اللیل ۲۳۱ (معلم الحجاج مکہ مکرمہ) نے ارشاد فرمایا۔

فرماتے ہیں کہ:

"میرے چچا عقیل جمال اللیل سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کے مرید تھے۔ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے۔ جب باب السلام سے داخل ہوتے ہیں تو سیدنا اعلیٰحضرت ﷺ کو بارگاہ سید الکونین (ﷺ) میں صلاۃ وسلام عرض کرتا ہوا پاتے ہیں۔ جب قریب پہنچے تو نظروں سے اوجھل پایا، چند مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد وہ سمجھ گئے کہ میرے پیر ومرشد کا روحانی معاملہ ہے۔"

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

چشمانِ مبارک (ﷺ)

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الدولۃ المکیہ

سیدی ضیاء الملت والدین ؓ نے فرمایا:

"۱۳۲۳ھ کو ہند کے بعض وھابیہ نے شریف مکہ[۵] کے بعض مصاحبوں کو تحفے تحائف دے کر مکارانہ باتوں سے ورغلایا اور ان کے ذریعے سے، دربار میں حاضر ہو کر ایک درخواست پیش کی۔

کہ ہند سے ایک عالم آیا ہوا ہے۔ وہ عاشق رسول (ﷺ) کے طور پر معروف ہے، اور صاحب تصانیف کثیرہ ہے۔ وہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کے علوم کو برابر کہتا ہے۔ ہند میں چونکہ انگریز کی حکومت ہے، اس لئے وہاں اس سے بات نہیں کر سکتے، آپ سے استدعا ہے کہ اس کو بلا کر باز پرس کی جائے۔

شریف مکہ نے درخواست ملاحظہ فرماتے ہوئے کہا۔

"تم مخالف ہوتے ہوئے بھی دو باتوں کا اقرار کر رہے ہو۔ یعنی وہ عاشق رسول (ﷺ) ہے اور صاحب تصانیف کثیرہ ہے۔ با ایں وجوہ اس کو دربار میں طلب کرنا، اس کی اھانت ہے، یہ میں نہیں کر سکتا۔ ہاں ایسا ممکن ہے کہ تم اپنے سوالات تحریر کرو۔ ان سے جواب کے لئے کہا جائے گا۔"

تو انہوں نے پانچ سوال لکھ کر دیئے۔ جو حضرت سید شیخ صالح کمال مکی قدس سرہ کے سپرد کئے تاکہ وہ جواب حاصل کریں۔

سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت ؓ حرم شریف کے کتب خانہ میں آئے۔ اس وقت حضرت علامہ شیخ اسماعیل قدس سرہ ان کے بھائی اور ان کے والد حضرت علامہ سید خلیل اور دیگر علماء بھی موجود تھے۔

حضرت علامہ شیخ صالح کمال نے ایک پرچہ سیدنا اعلیٰحضرت ﷺ کو دیا۔ جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے۔ اور فرمایا یہ سوال وہابیہ نے سیدنا شریف (شریف علی پاشا) کے ذریعہ بھیجے ہیں اور آپ سے جواب مطلوب ہے۔

سیدنا اعلیٰحضرت ﷺ نے قلم دوات طلب فرمائی، وہاں جو اکابر علماء موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم اس کا جواب عجلت میں نہیں چاہتے۔ بلکہ ایسے مفصل ومدلل جواب کے طالب ہیں کہ خبثاء کو دوبارہ ایسے سوالات اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔

سیدنا اعلیٰحضرت ﷺ نے معذرت چاہی کہ حاجی کے لئے حاضر ہوا ہوں، اور اب مدینہ طیبہ کی حاضری کی تیاری میں ہوں اور بیمار بھی (سیدنا اعلیٰحضرت ﷺ اس وقت جگر کے درد کی وجہ سے بخار میں مبتلا تھے) مگر علماء اپنے تقاضے پر مصر رہے، اور فرمایا کہ آپ دو دن میں جواب عنایت فرمادیں۔

دوسرے دن بیماری کی حالت میں ہی بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر سات گھنٹے میں الدولۃ المکیہ تصنیف فرمائی۔ اور بڑے شہزادے سیدنا حامد رضا ﷺ ساتھ ہی ساتھ اس کی نقل فرماتے جاتے تھے۔ دوسرے دن ڈیڑھ گھنٹہ میں نظر ثانی فرمائی۔ آخر میں حضرت علامہ شیخ احمد ابوالخیر کی فرمائش پر علوم خمسہ کا باب زیادہ فرمایا۔ کتاب مکمل کر کے شیخ صالح کمال قدس اللہ سرہ کے سپرد کردی گئی۔

سیدنا اعلیٰحضرت ﷺ نے شریف کے نام ایک خط بھی تحریر کیا، کہ میرے عقائد میری اس کتاب سے ظاہر ہیں۔ مکہ معظمہ علماء سے بھرا ہوا ہے۔ نیز دنیا بھر کے علماء اس وقت مکہ معظمہ میں موجود ہیں، اگر کوئی اعتراض ہو تو علماء کے حضور پیش کردی جائے۔ پھر بھی اعتراض رفع نہ ہو تو فقیر حاضر ہو کر گفتگو کرنے کو تیار ہے۔ اگر علماء مطمئن نہ ہوئے اور علماء نے فقیر کو متہم کردیا تو رجوع کرنے کو تیار ہوں۔

شریف نے خط پڑھ کر مخالفین کو مخاطب کر کے کہا:

> "تم نے مخالف ہوتے ہوئے بھی حضرت علامہ کی دو صفتوں کا اعتراف کیا، کہ عاشق رسول (ﷺ) ہیں اور صاحب تصانیف

کثیرہ ہیں۔ اور ایک وصف ان کا خط بتا رہا ہے، یعنی وہ ضدی نہیں ہیں۔ حق کو تسلیم کرنے کے لئے ہمہ وقت مستعد ہیں۔"

اس کے بعد کتاب سننی شروع کر دی۔ درمیان میں بار، بار، شریف کہتے رہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب کو عطا فرماتا ہے اور وہابیہ انکار کرتے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی مقبولیت عطا فرمائی۔ علماء و مشائخ تو کجا عام لوگوں کی زبان پر اس کا چرچا تھا۔

خلیل احمد انبٹھوی کو جب خبر ہوئی تو دوسری رات بمعہ ساتھیوں کے شریف کی گرفت کے ڈر سے مکہ مکرمہ سے بھاگ گیا۔

قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "۱۳۲۳ھ میں، ان ایام میں فقیر "باب السلام، زقاق الزرندی" میں رہائش پذیر تھا، فضل الرحمٰن اسی گھر میں پیدا ہوا تھا۔

سیدی قدس سرہ نے فرمایا:

"اس مکان پر جنات کا قبضہ تھا۔ کبھی کبھی کوئی جن آتا، مجھے بازو سے پکڑ کر کہتا۔ آپ کی پشت بڑی مضبوط ہے، اس وجہ سے ہم مجبور ہیں، بہتر یہ ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ میں کہتا ابھی مجھے فرصت نہیں، جب فرصت ہوگی چلا جاؤں گا۔ فضل الرحمٰن کے پیدا ہونے کے چند دن بعد تمام مکان جنات سے بھر گیا۔ میں کھڑا ہوا، اذان و اقامت کہی تمام جنات غائب ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد میرے قریبی دوست شیخ عتیق تخرج الحیدری [۱] تشریف لائے۔ ان سے واقعہ بیان کیا تو انہوں نے مکان چھوڑنے کا مشورہ دیا، اور سقیفۃ الرصاص میں مکان کرائے پر لے دیا پھر ہم ادھر منتقل ہو گئے۔"

"سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت ﷺ نے "الدولۃ المکیۃ" شریف ارسال فرمائی۔ یہ نسخہ حضرت علامہ سید احمد علی قادری رامپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا کتابت کیا ہوا ہے اور حضرت شیخ علامہ محمد توفیق الایوبی مدنی قدس سرہٗ کا صحیح کردہ ہے۔ اس کو سیدنا اعلیٰحضرت ﷺ نے پڑھا۔ آپ کی نظریں اس پر پڑی ہوئی ہیں۔ حضرت مولانا احمد علی قادری رامپوری سیدنا غوث اعظم ﷺ کی اولاد سے تھے۔ بڑے جید عالم اور سیدنا اعلیٰحضرت ﷺ کے بڑے قریبی تھے۔"

آپ فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کو ایک مکتوب محررہ ۱۲ ربیع آلاخر ۱۳۲۹ھ میں تحریر فرماتے ہیں:

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب اور کوئی تقریظ وغیرہ یہاں نہیں ہوگی۔ اب رسالہ شریف دولت مکیہ مولوی محمد سعد اللہ صاحب بنگالی سکاوی، حال وارد طیبہ کے مطالعہ میں ہے اور ان کا عزم نقل کرنے کا ہے۔ ہفتہ عشرہ میں نقل کر لیں گے تو رسالہ شریف کو ہم آپ کی خدمت میں واپس بھیج دیں گے۔ نقل اس کی جو مولوی سعد اللہ صاحب کے پاس رہے گی اگر موقع ہوا تو کسی صاحب کو دکھائی جاوے گی، ورنہ نہیں۔ الغرض رسالہ دولت مکیہ مع تقریظوں کے دس بارہ روز کے بعد آپ کے پاس بھیج دیں گے اطلاعا عرض کیا۔ [۱]

حضرت قطب مدینہ قدس سرہٗ نے یہ مخطوط بڑی احتیاط سے رکھا ہوا تھا۔ فرمایا کرتے!

"یہ سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت ﷺ کا لکھا ہوا نہیں ہے، مگر اعلیٰحضرت نے اس کو پڑھا ہوا ہے۔ اعلیٰحضرت کی اس پر نظریں پڑی ہوئیں ہیں۔"

آنکھوں میں آنسو آجاتے اور بڑی عقیدت ومحبت سے بوسہ دیتے اور فرماتے،

"جب یہ کتاب میں علماء کو دکھاتا اور بیان کرتا کہ اس کتاب کی تصنیف سیدنا اعلحضرت عظیم البرکت ﷺ نے اپنے کتب خانہ سے دور، صرف سات گھنٹوں میں تالیف فرمائی اور ڈیڑھ گھنٹہ میں نظر ثانی کر کے مکمل فرمادی۔ تو یہ بات ماننے سے علماء کو تامل ہوتا، علماء کہتے یہ کیسے ممکن ہے؟ ہمارا تعلق بھی تو علم ہی سے ہے، ممکن ہے اس میں کچھ مبالغہ بھی ہو۔"

پھر فرمایا:

"سیدنا اعلحضرت عظیم البرکت ﷺ سے بریلی شریف کی حاضری پر عرض کیا کہ حضرت علماء یہ بات تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ آپ نے "الدولۃ المکیۃ" سات گھنٹے میں تصنیف فرمائی اور ڈیڑھ گھنٹہ میں نظر ثانی فرما کر ساڑھے آٹھ گھنٹوں میں مکمل کردی۔
علماء کہتے ہیں کہ مصنف سفر میں تھا، اپنے کتبخانہ سے دور اور کتب میسر نہیں اور بیمار یہ کیسے ممکن ہے؟!"

تو اعلحضرت ﷺ نے فرمایا۔

"اس کا واقعہ یوں ہے کہ اس وقت میرے جگر میں درد تھا جس کی وجہ سے شدید بخار میں مبتلا تھا۔ مسئلہ سامنے آیا اور مدلل جواب کا اصرار کیا گیا، معذرت قبول نہ کی گئی۔ دوسرے دن اسی حالت میں اٹھا، چاہ زمزم شریف پر حاضر ہو ابرکت حاصل کرنے کے لئے وضو کیا، پیا، حجر اسود شریف کا بوسہ لیا، کعبہ شریف کا طواف کرنے کے

بعد دو رکعت ادا کر کے مقام ابراہیم پر ہی حاضر رہا۔ رب العزت کی بارگاہ میں التجا کی۔ سید الانبیاء ﷺ اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے استعانت طلب کی لکھنا چاہا۔ بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے جو نگاہ اٹھی تو کیا دیکھتا ہوں کہ کعبہ شریف کے دروازے میں حبیب کریم علیہ الصلاۃ والسلام جلوہ افروز ہیں دائیں طرف سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم اور بائیں طرف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ حضور کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ جو فرماتے رہے فقیر تحریر کرتا رہا۔ گویا کہ میرے قلب پر القا ہوتا تھا۔"

مفتی اعظم سیدی مصطفیٰ رضا نوری نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

آج کے دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے بقیہ دن میں اور بعد عشاء فضل الٰہی اور عنایت رسالت پناہی ﷺ نے کتاب کی تکمیل و تبییض سب پوری کرا دی الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ اس کا تاریخی نام ہوا اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔ مولانا نے دن میں اسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لے کر تشریف لے گئے۔ عشاء نماز، وہاں شروع وقت میں ہو جاتی ہے اس کے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں۔ شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا۔ ۱۸ حضرت مولانا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا۔ حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے ایک احمد فقیہ کہلاتا۔ دوسرا عبد الرحمٰن اسکوبی انہوں نے مقدمہ کتاب کی آمدی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی۔ شریف ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہو جائے گا لہذا چاہا کہ سننے نہ دیں بحث میں الجھا کر وقت گذار دیں۔ کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواب دیا آگے بڑھے انہوں نے پھر ایک مہمل اعتراض

کیا۔حضرت مولانا نے جواب دیا اور فرمایا کتاب سن لیجئے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے ممکن ہے آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا کچھ دور پہنچے تھے انہیں الجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے اب حضرت مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ جا بجا بے جا الجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم ہو تو کتاب سناؤں۔شریف نے فرمایا اقرا آپ پڑھیئے اب ان کی ہاں کو کون نا کر سکتا تھا۔معترضوں کا منہ مارا گیا اور مولانا کتاب سناتے رہے اس کے دلائل قاہرہ سن کر مولانا شریف بآواز بلند فرمایا اللہ یعطی وھؤلاء یمنعون یعنی اللہ تو اپنے حبیب ﷺ کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ وہابیہ منع کرتے ہیں۔یہاں تک کہ نصف شب تک نصف کتاب سنائی اب دربار برخواست ہونے کا وقت آگیا۔شریف صاحب نے حضرت مولانا سے فرمایا کہ یہاں نشانی رکھ دو کتاب بغل میں لے کر بالاخانہ پر آرام کے لئے تشریف لے گئے،وہ کتاب آج تک انہیں کے پاس ہے۔ اصل متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا وہابیہ پر اوس پڑ گئی۔بفضلہ تعالیٰ سب لوہے ٹھنڈے ہو گئے۔گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان کا تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے!اب وہ جوش کیا ہوئے؟ اب وہ مصطفیٰ ﷺ کے لئے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا تمہارا کفر و شرک تمہیں پر پلٹا۔وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا۔مولا ﷺ کا فضل حبیب اکرم ﷺ کا کرم کہ علماء کرام نے کتاب پر تقریظیں لکھنی شروع کیں۔ ؎

شریف مکہ اور اعلحضرت کی ملاقات

فقیہ العصر علامہ اعجاز ولی خاں رضوی ؒ شیخ الحدیث جامعہ نعمانیہ علیہ الرحمہ نے فرمایا:

شریف مکہ رحمتہ اللہ علیہ نے الدولۃ المکیہ سماعت فرمائی، چونکہ آپ ذی علم تھے اس لئے بہت متاثر ہوئے اور اعلیٰحضرت ﷺ سے ملاقات کا ارادہ فرمایا، اعلیٰحضرت ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ اعلیٰحضرت ﷺ نے فرمایا حضرت شریف صاحب سے جا کر عرض کرو کہ فقیر خود حاضر ہوگا آپ تشریف نہ لائیں، لیکن اطلاع ملی کہ حضرت شریف مکہ علیہ الرحمہ گھر سے نکل چکے ہیں تو اعلیٰحضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ بھی فرودگاہ سے نکلے اور راستہ میں دونوں حضرات کی ملاقات ہوئی۔ حضرت شریف ﷺ ادب واحترام سے پیش آئے، تعظیم دی اور کچھ دیر گفتگو فرمائی۔

سیدی مفتی اعظم تحریر فرماتے ہیں:

جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولانا شریف کے یہاں سے بحمد تعالیٰ ان کا منھ کالا ہوا۔ ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرم کہلاتا (اسے کسی طرح اپنے) موافق کیا۔ احمد راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ تھے آدمی ناخواندہ مگر دین دار ہر روز نماز عصر طواف کرتے خیال کیا کہ شریف ذی علم تھے کتاب سن کر معتقد ہوگئے۔ یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکانے سے بھڑک جائے گا ایک روز یہ طواف سے فارغ ہوئے ہیں، نائب الحرم نے ان سے گذارش کی ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں اور اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی دل میں سوچا کہ یہ کیوں کہ جچے گی کہ ایک ہندی مکیوں کے عقیدے بگاڑ دے لہذا مجبوراً اس کے ساتھ ساتھ یہ کہنا پڑا کہ اور اکابر علماء مکہ مثل شیخ محمد سعید بابصیل ومولانا شیخ صالح کمال ومولانا ابوالخیر مرداد اس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ کی شان کہ یہ واقعی بات جو اس نے مجبورانہ کہی اس پر الٹی پڑی پاشا نے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا یا خبیث ابن الخبیث یا کلب ابن الکلب اذا کان ھؤلاءِ معہ فھوَ بضدام یصلح اے خبیث ابن خبیث اے کلب ابن کلب جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا۔ اس روز سے مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ اسے ناصب الحرم

کہتے احمد فلکیہ کو احمق سفیہ اور ایک اور مخالف کو مخصوم۔ مولانا شریف کا دربار مہذب دربار تھا وہاں وہابیہ کو مہذب ذلت پہنچی یہ ایک جنگی فوجی ترک کا سامنا تھا اسی طریقے کی ذلت پائی۔ اھ ۵۱

حضرت علامہ سید ابو الحسنات قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

۵/ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ/۱۲/اکتوبر ۱۹۴۵ء یوم جمعہ آج مولانا ضیاء الدین صاحب کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، گفتگو ہوتے ہوتے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا تذکرہ آ گیا، الدولۃ المکیہ کا نسخہ دریافت فرمایا، میں نے کہا لاہور ہے۔ پھر قلمی مسودہ دکھایا جسے دیکھ کر مسرور ہوا۔ اھ ۵۲

الحمد للہ یہ مخطوطہ ابھی تک سیدی فضل الرحمن قادری کے پاس موجود ہے، آپ نے اس کے ہر صفحہ کو پلاسٹک کے کور سے محفوظ کروالیا ہے۔ اس مخطوطہ کے صفحہ اول و آخر کی تصویر آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ اللہ

کیوں کہوں بیکس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں

تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروروں درود



الدولة المكية بالمادة الغيبية

للعلامة الامام الشيخ احمد رضا خان الهندي البريلوي دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

الحمد لله علام الغيوب غفار الذنوب ستار العيوب المتكرم باطلاع رسوله على السر المحجوب

وافضل الصلوة واكمل السلام على ارضى من ارتضى واحب محبوب سيد المطلعين

على الغيوب الذي علمه ربه تعليما وكان فضل الله عليه عظيما فهو على كل غائب امين

وما هو على الغيب بضنين ولا هو بعزة ربه بمجنون ولا مستور عنه ما كان وما يكون

فهو شاهد الملك والملكوت ومشاهد الجبار والجبروت ما زاغ البصر وما طغى

افتمارونه على ما يرى نزل عليه القرآن تبيانا لكل شيء فاحاط بعلوم الاولين

والآخرين وبعلوم لا تنحصر بحد او بحسر ودونها الحدود لا يعلمها احد من العالمين

فعلوم آدم وعلوم العالم وعلوم اللوح وعلوم القلم كلها قطرة من بحار علوم حبيبنا

صلى الله عليه وسلم لان علومه وما يدريك ما علومه عليه صلوات الله وتسليمه حق الحقيقة

رشحة واكبر غرفة من ذلك البحر الغير المتناهي اعني العلم الازلي الالهي فهو يستمد

من ربه والخلائق يستمدون منه فانهم من العلوم انما حاز لديه ومنه

وكلهم من رسول الله ملتمس — غرفا من البحر او رشفا من الديم

وواقفون لديه عند حدهم — من نقطة العلم او من شكلة الحكم

الدولة المکیہ کے مخطوطہ کے صفحہ اول کا عکس

غيري ممن يعرض ويسمع ويعترض، وانا الفقير القاصر قد اوردته المناهل وافدته المسائل

واجدت له الدلائل على ان لا يكون من اسفل الا سافل كيف وما كان لكلام مجيد

تجرد عن لفظ الازل بل قد كان مصرحا فيه بتصريح اجلى ان المراد ما يكون وما كان

الى آخر الايام من اليوم الاول فالتنصيص بذلك انما كان سدا على الظن المسالك

ولكن الحسد حسك من تعلق به فسيره مهالك تبا لك هذا بالك وموارد الهلاك

والله تعالى يتولى هدايتنا وهداك، الحمد لله تم الجواب وظهر الصواب، واذ قد خرجت

العجالة في صورة الرسالة فاحببت ان اسميها الدولة المكية بالمادة الغيبية

ليكون علما بموضوع التاليف ومكان التصنيف مشيرا معا بحساب الجمل على

عام التاليف علامة وعلما الحمد لله كان العبد الضعيف اتم القسم الاول في النهار الاول

في سبع ساعات ثم زاد فيه النظر السادس للافادة وكتب اليوم مع كثرة الاشغال

القسم الثاني بعد الظهر واتمه في نحو ساعة وزيادة فتم بحمد الله تعالى لثلث بقين من

ذي الحجة يوم الاربعاء قبل العصر وافضل الصلوة واكمل السلام على المولى المخصوص

بطيب النشر شفيعنا بحمد يوم الحشر وعلى آله الكرام وصحبه العظام ما دار الفجر وليال عشر

والحمد لله رب العالمين

الدولۃ المکیہ کے مخطوطہ کے صفحہ آخر کا عکس

حضرت علامہ سید احمد علی قادری مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدی ضیاء الملت والدین ﷺ نے فرمایا:

''حضرت علامہ سید احمد علی قادری رامپوری مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ العزیز کو سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت ﷺ سے بے حد عقیدت ومحبت تھی۔ اعلیٰحضرت کا تذکرہ بڑی عقیدت سے کیا کرتے تھے۔ الدولۃ المکیہ پر آپ کی تقریظ بھی موجود ہے۔ نیز آپ ہی کی کوششوں سے دیگر مشائخ کے علاوہ حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس اللہ سرہ العزیز نے الدولۃ المکیہ پر تقریظ تحریر فرمائی جو سب سے پہلے ماہنامہ البیان، طرابلس (شام) کے شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ میں شائع ہوئی۔ جبکہ حضرت علامہ نبہانی قدس اللہ سرہ العزیز نے یہ تقریظ مدینہ طیبہ میں صفر ۱۳۳۱ھ کو تحریر فرمائی تھی۔''

''علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام'' میں آپ کے متعدد خطوط شامل ہیں۔ آپ کے اکثر عزیز واقارب ۱۳۳۱ھ کو شہر شاہجہانپور کے محلہ جھنڈہ میں رہتے تھے۔ (صفحہ ۱۰۹)

خیر الدین الزرکلی الاعلام کے صفحہ ۱۸۳ پر تحریر کرتے ہیں۔

الرامفوری

المتوفی بعد ۱۳۶۳ھ ۵۳

احمد بن علي الهندي الرامفوري، فقيه حنفي. له (رسالة في الأشراف الكيلانيين الحمويين القاطنين بالهند) يظن انها بخطه، في ١٢ ورقة، بدار الكتب (٧٧ ١٣ تاريخ)

حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس اللہ سرہ العزیز سے بڑے گہرے مراسم تھے۔ حضرت کے کتب خانہ میں حضرت علامہ کی ملک دو کتابیں اور تیسری ان کی ذاتی تصنیف

موجود ہے۔

۱) صصام سیف بنگوئی نجدیت۔تصنیف حافظ عبد الوحید حنفی فردوسی۔

۲) الکوکبۃ الشہابیہ علی کفریات ابی الوھابیہ۔تصنیف سیدنا اعلحضرت۔

۳) رفع الاشتباہ عن صفات صوفیہ۔تصنیف مولانا سید احمد علی حسنی قادری۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

سیدنا اعلحضرت ﷺ کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں، فقیر احمد علی نے عبارات خبیثہ تقویۃ الایمان اور حفظ الایمان اور براہین قاطعہ وغیرہا کا ترجمہ عربی کر کے بطور رسالہ تیار کیا ہے اور ارادہ اس کی طبع کا بھی ہے۔میری رائے میں یہ رسالہ بہت ہی کارآمد ہوگا، اہل عرب کو نفع دیوے گا۔ [۵۳]

اللہ اللہ

سوال : دعا میں دو ہاتھ اٹھانے کیسے ہیں؟

جواب: مسنون ہیں۔جیسا کہ مالک بن یسار سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو تو ہاتھوں کی پیٹھ سے سوال مت کیا کرو۔پس جب تم دعا سے فارغ ہو تو ہاتھ اپنے چہرے پر ملا کرو۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی ہتھیلیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ سے سوال کرو۔اور ہاتھوں کی پشت سے مت سوال کرو۔پس جب تم دعا سے فارغ ہو تو ہاتھ منہ پر ملا کرو۔

(اسلام کی ۱۱ کتابیں۔۔حضرت علامہ غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ

الحمد للہ رسالہ مبارکہ مسمّی تحفۃ الہند جو سے اوہام باطلہ بعض
حضرات نجدیہ کے رفع و تذلیل ابو سعد بلوی اسمٰعیل و حامیان اسمٰعیل
کی تجہیل و تضلیل میں یہ رسالہ مسمّی بنام تاریخی

ابن قصاب در ملک سید احمد علی مرادپوری عفا الرسالۃ
خیر است



تصنیف لطیف حامی سنن ماحی فتن بدعت شکن دین فگن مولانا
قاضی حافظ محمد عبد الوحید صاحب حنفی فردوسی عظیم آبادی
منتظم رسالہ تحفہ حنفیہ سلمہ اللہ عن شر الاعادی

مطبع اہل سنت و جماعت واقع شہر بانکی پور میں طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ از بدایون مرسلہ مولانا مولوی محمد فضل المجید صاحب قادری فاروقی سلمہ ربہ تعالیٰ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۲ھ

تحیت بابرکت مولانا مرجع الفقہاء والمفتین ملاذ العلماء المحققین جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ افضالہم وافاداتہم السلام علیکم کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہ جو غیر مقلدین جو تقلید ائمہ اربعہ کو شرک کہتے ہیں جب مسلمان کو مقلد دیکھیں اوسے مشرک بتاتے ہیں ولی اسمٰعیل مصنف تقویۃ الایمان و صراط المستقیم و ایضاح الحق وغیرہ و نذیری و تنویر العینین کو اپنا امام و پیشوا بتاتے اور ان کے اقوال کو حق و ہدایت جانتے اور آنکے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں جماعت فقہائے کرام پیشوایان مذہب کے نزدیک اون پر اور ان کے پیشوا پر حکم کفر لازم ہے یا نہیں بینوا توجروا

إن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

در زمان میمنت توامان بادشاہت پر معدلت میر محبوب

علیخان بہادر بادشاہ مسلمین نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ



من تالیف واقف اسرار ربانی علوم وجدانی مقبول درگاہ لم یزلی امی فیض عالم

مولانا مولوی سید احمد علی حسنی قادری چشتی نقشبندی سہروردی دام فیضہم

مطبوعہ در مطبع نظام دکن واقع رزیڈنسی حیدرآباد دکن

آئندہ صفحات پر حضرت علامہ سید احمد علی رامپوری مہاجر مدنی ﷫ کے مکتوب کا عکس ہے جو کہ آپ نے سیدی اعلحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم امام احمد رضا خاں قادری قدس اللہ سرہ العزیز کو ارسال کیا تھا۔ اور اس میں ان واقعات کا بیان ہے جو حضرت علامہ مولانا کریم اللہ قادری مہاجر مدنی ﷫ کو مخالفین اہل سنت کی طرف سے پیش آئے تھے، اس مکتوب کا عکس حضرت پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد مسعود احمد مجددی مدظلہ العالی نے عنایت فرمایا ہے۔

ڈاکٹر صاحب قبلہ نے اس مکتوب میں جو واقعات مذکور ہیں اور یہ واقعات حضرت مولانا کریم اللہ قادری مدنی رحمتہ اللہ علیہ ہی کو پیش آئے تھے، اس لئے خیال فرمایا کہ یہ مکتوب حضرت مولانا کریم اللہ علیہ الرحمتہ کا ہے۔ ویسے بھی حضرت مولانا علامہ سید احمد علی رامپوری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا کریم اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ، سیدی اعلحضرت کی خدمت میں اکثر مشترکہ مکتوب ہی ارسال کرتے تھے۔ مذکورہ واقعات کے سبب حضرت احمد علی رامپوری، حضرت مولانا کریم اللہ قادری کو مجاہد فی سبیل اللہ اور جان باز فی سبیل اللہ کے القابات سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا کریم اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کی تحریر کا عکس صفحہ ۳۲۵ پر ملاحظہ فرمائیں، اور حضرت علامہ سید احمد علی قادری رحمتہ اللہ علیہ کی تحریر کا عکس پیش نظر ہے۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ

لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مولانا سید محمد افضل صاحب کے اتفاقیہ مدینہ شریف میں
ملاقات ہوگئی جو مدرسہ مولانا شاہ [illegible]
سنت پر [illegible] ان کی ایک [illegible]
اور مدینہ تک ایک مدت تک [illegible] رہا موجود تھے
مدینہ [illegible] طبع کرایا [illegible] حضرت موصوف [illegible]
ایک دو ورق [illegible] پوچھا مدینہ
کا نام بتایا [illegible]
فرمایا کہ [illegible]
[illegible]
[illegible] اگر تقریظ [illegible]
علماء [illegible]
[illegible] سے تقریظ لکھو [illegible]
کیا [illegible] فرمایا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نوٹ
[illegible]

[illegible]

حضرت علامه سید احمد علی قادری رامپوری رحمة الله علیه کی الدولة المکیة پر تقریظ

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

أحمدرضا البریلوی"عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً الامن ارتضی من رسول" وأصلّی وأسلم علی عالم ما کان ومایکون سیّدنا ومولانا محمد المرتضی الرسول وعلی آله النجباء الکرام وأصحابه هداة الأنام

اما بعد فقد طالعت الکتاب المنیف اعنی الرسالة المسماة بالدولة المکیة بالمادة الغیبیة التی ألّفها المحقق المدقق العلامة الفهامة الفاضل الکامل ذوالتصانیف الشهیرة و التألیفات الکثیرة مجدد المئة الحاضره شیخنا وأستاذنا و مولانا المولوی أحمد رضا خان المحمدی الحنفی السنی القادری البریلوی الهندی متع الله تعالیٰ المسلمین بطول بقائه آمین فوجدتها لطالبی الحق و مریدی الثواب کافیاً "و شافیا" ولاهل الجدل فاضحاً جزی الله تعالیٰ لمؤلفها عن المسلمین خیر الجزاء وأتمها ولمّا ماتفوّه به بعض الناس ونسبوا الی شیخنا الممدوح مؤلف الرسالة المذکورة انه قائل والعیاذ بالله تعالیٰ بمساواة علم الباری و علم حبیبه محمد (ﷺ و ﷺ) فذلک افتراء صریح و کذب قبیح و حضرة شیخنا و قدوتنا بریئ من ذلک کما لایخفی علی ذی نظر وفهم سلیم و سمع صحیح وایضاً طالعت الرسائل الأخریٰ التی فی هذا الباب لمولانا الشیخ الموصوف فهی مصرحة ان علم الله تعالیٰ ازلی قدیم واجب مستقل غیر متناه وعلم

النبی ﷺ حادث ممکن عطائی متناہ و اللہ سبحانہ و تعالیٰ بمحض فضلہ العظیم و کرمہ العمیم أعطی لحبیبہ سیّدنا محمد ﷺ علم الأولین والآخرین و علم ما کان ومایکون وعلوم الخلق اجمعین سطر من سطور علم النبی ﷺ کما علم النبی ﷺ قطرۃ من بحار علوم اللہ تعالیٰ جل جلالہ فحاصل الکلام ان ملعب الفاضل الاجل العلامۃ الامام العالم الھندی احمد رضا خان سلمہ اللہ الحنان المنان موافق ومطابق لمذھب الائمۃ الھداۃ من اھل السنۃ و الجماعۃ خلفاً و سلفاً وھوَ أنہ صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الناس باللہ تعالیٰ و اعلم الخلق علی الاطلاق وافضل العالمین وخاتم النبیین بالاتفاق لا یدانیہ احد من خلق اللہ تعالیٰ فی أحدٍ من الصفات الکمالیۃ فضلاً عن أن یساویہ ولنعم ما قال الشاعر ۔

کل الکمال عبارۃ عن خردل

متفرق عن حبۃ مجموع

علیہ من اللہ صلاۃ و سلام دائمین متوالین وعلی الہ و أصحابہ أجمعین ۔ قال بفمہ وکتبہ بقلمہ العبد الفقیر المحتاج الی ربہ القدیر السید احمد علی الھندی الرامفوری المھاجر فی المدینۃ المنورۃ زادھا اللہ تعظیماً وتشریفا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ:

میں حمد کرتا ہوں اپنے رب عالم الغیب کی رضا کے لئے جو اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے اور میں درود وسلام بھیجتا ہوں ما کان و ما یکون کے عالم اپنے سردار اور اپنے مولا محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور ان کی آل کرام پر اور ان کے اصحاب عظام پر جو امت کے ہادی ہیں۔ حمد وصلاۃ کے بعد میں نے کتاب مبارک الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ کا مطالعہ کیا جسے علامہ فہامہ محقق ومدقق فاضل کامل صاحب تصانیف کثیرہ مجدد مائتہ حاضرہ ہمارے شیخ واستاذ ہمارے مولا مولوی احمد رضا خاں محمدی حنفی سنی قادری بریلوی ہندی نے تالیف کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی طول بقا سے متمتع فرمائے۔ آمین۔

طالبین حق اور ثواب کا ارادہ کرنے والوں کے لئے میں نے اس کتاب کو کافی و شافی پایا اور اہل جدل کیلئے رسوا کرنے والا، اللہ تعالیٰ اس کے مصنف کو تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین اور کامل جزا عطا فرمائے اور بعض لوگوں نے یہ جو بکواس کی ہے کہ مصنف رسالہ مذکورہ حضرت شیخ علم نبی کریم (ﷺ) اور علم الٰہی کے مساوات کے قائل ہیں یہ صریح افترا اور قبیح جھوٹ ہے اور ہمارے شیخ و پیشوا (یعنی حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب) اس بہتان سے بری ہیں جیسا کہ صاحب عقل سلیم ونظر صحیح پر مخفی وپوشیدہ نہیں ہے اور میں نے مصنف کی دوسری تصانیف بھی اس باب میں دیکھیں۔ جن میں تصریح ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم ازلی قدیم واجب و مستقل اور غیر متناہی ہے اور علم، نبی کریم ﷺ کا حادث ممکن عطائی اور متناہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل عظیم اور کرم عمیم سے اپنے حبیب سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کو اولین وآخرین کے علوم عطا فرمائے اور ما کان وما یکون کا علم انہیں مرحمت کیا۔ تمام مخلوقات کا علم، حضور ﷺ کے دفتر علم کی ایک سطر ہے۔ جس طرح کہ علم نبی

کریم ﷺ، اللہ تعالیٰ کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ فاضل اجل علامہ اکمل امام عالم ہندی مولانا احمد رضا خاں صاحب (اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے) کا مذہب اہل سنت کے علماء کرام کے مطابق وموافق ہے۔ اور حضور سید عالم ﷺ اعرف الناس باللہ تعالیٰ ہیں اور اعلم الخلق علی الاطلاق اور افضل العالمین اور خاتم النبیین بالاتفاق ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے اوصاف کمال تک نہیں پہنچی چہ جائیکہ بڑھ جائے ہوا اس شاعر نے خوب و بہتر لکھا ہے۔

"کہ ہر کمال ان کے حسن کے مجموعہ کے سامنے ایک رائی کا دانہ ہے"

ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دائم ومتواتر صلاۃ وسلام نازل ہو اور ان کی آل و اصحاب سب پر۔

یہ کہا اپنے منہ سے اور لکھا اپنے قلم سے فقیر اپنے رب قدیر کے فضل کا محتاج۔

السید احمد علی ہندی رامپوری مہاجر مدینہ منورہ نے، اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ کے شرف وعظمت کو زیادہ فرمادے۔

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّحَالِیْ
وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالِیْ

حضرت مولانا محمد کریم اللہ قادری پنجابی مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ العزیز

انجمن نعمانیہ لاہور کا ماہواری رسالہ جلد ۱۵، شمارہ ۲۱، ۲۲ حضرت مولانا محمد کریم اللہ قادری پنجابی رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدنی کے نام ارسال کردہ ہے۔

یہ وہی عالم ربانی ہیں جن کا ذکر سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت ﷺ نے اس طرح فرمایا:

''وہ کیا بات تھی جس نے حضرات کرام مدینہ طیبہ کو اس ذرہ بے مقدار کا مشتاق بنا رکھا تھا۔ یہاں تک کہ مولانا کریم اللہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ علما تو علماء اہل بازار تک کو تیرا اشتیاق تھا۔''

اور یہ جملہ فرمایا کہ:

''ہم سالہا سال سے سرکار (ﷺ) میں مقیم ہیں۔ اطراف و آفاق سے علماء آتے ہیں۔ واللہ یہ لفظ تھا۔ کہ جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں۔ اور کوئی نہیں پوچھتا اور تمھارے پاس علماء کا یہ ہجوم ہے۔''

میں نے عرض کی:

میرے سرکار ﷺ کا کرم ہے۔

کریماں کہ در فضل بالا ترند
سگاں پرورند و چناں پرورند

اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں
ہم سوں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں ۵۵

حضرت سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ نے ارشاد فرمایا:

''حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت مولانا محمد کریم اللہ قادری صاحب قدس سرہٗ کا بارہا ذکر سنا کرتا تھا۔ سیدی والد

کریم ان کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔"

انجمن نعمانیہ لاہور کا یہ شمارہ جمادی الاولیٰ تا رجب ۱۳۳۱ھ کا مطبع ہے۔ اور اس میں حضرت علامہ نبہانی رحمتہ اللہ علیہ کی "الدولۃ المکیۃ" پر تقریظ جو ۱۷ صفر ۱۳۳۱ھ کی تحریر کردہ ہے۔ شمارہ کے صفحہ ۱۷ و ۱۸ پر ہے۔ یہ حضرت علامہ محمد کریم اللہ قادری قدس اللہ سرہ العزیز کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ (آئندہ صفحات پر عکس ملاحظہ فرمائیں)

اور صفحہ ۱۸ پر کتب ملنے کے جو پتے درج ہیں ان میں باب السلام مدینہ منورہ بھی ہے۔ ان دنوں حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز باب السلام زقاق الزرندی میں قیام پذیر تھے۔ اور یہ آپ ہی کا پتہ ہے۔

جبکہ یہی تقریظ ماہنامہ "البیان" طرابلس (شام) کے شمارہ ذوالقعدہ ۱۳۳۱ھ میں حضرت مولانا علامہ سید احمد علی قادری رحمتہ اللہ علیہ نے طبع کروائی۔ فاضل بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز کے نام مکتوب میں تحریر کرتے ہیں:

شیخ یوسف نبہانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تقریظ مع اضافہ بعض تقریرات اول و آخر اس کی از طرف خود کر کے بطور رسالہ برائے طبع مجلہ والوں کو بھیجا ـــــــــــــــــ چونکہ مجلہ البیان [۵۶] والے رشید رضا مصری کی جماعت کے لوگ ہیں اور شیخ یوسف نبہانی سے عداوت رکھتے ہیں۔ لہذا خیال پختہ تھا کہ شاید وہ انکار کریں گے۔ ہم کو ایک نسخہ معمولی اور بیس دوسرے بقیمت پانچ روپے کے بھیج دیے ہیں منجملہ اس کا ایک پرچہ حضور والا کی خدمت اقدس میں بھی بھیج دیا ہے۔[۵۷]

حضرت مولانا کریم اللہ قادری مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ العزیز نے بھی "الدولۃ المکیۃ" پر تقریظ تحریر فرمائی تھی۔ اور حضرت علامہ نبہانی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ اس سلسلہ میں خط و کتابت بھی کی تھی۔ جس کا ذکر حضرت علامہ نبہانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تقریظ میں فرمایا ہے۔

حضرت مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی سلسلہ قادریہ میں پنجاب کے بزرگ خواجہ غلام محی الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۳۳۰ھ سے بیعت اور حضرت شاہ محمد عبدالحق شیخ

الدلائل الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد رشید تھے۔

مولانا محمد کریم اللہ قادری نے فاضل بریلوی قدس سرہ کے نام ایک مکتوب میں جو کہ علامہ سید احمد علی رامپوری اور مولانا کریم اللہ کا مشترکہ ارسال کردہ ہے، تحریر کرتے ہیں۔

رات دن قلوب تشویش میں ہیں، بتاریخ ۱۲ ماہ صفر الخیر سیدنا و مرشدنا و مولانا فدائے روحی وقلبی حامی دین اہل حضرت خواجہ شاہ غلام محی الدین صاحب کا وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حقیر کو صدمہ عظیم ظاہراً و باطناً حاصل ہوا۔ گویا پنجاب سے قطع تعلق من کل الوجوہ ہو گیا۔ احقر سن صغر میں درزمرہ متوسلین قبلہ عالم مرحوم شمول ہوا تھا۔ احقر میں جس قدر پاس اہلسنت و جماعت کا ہے، تمام توجہ عالیہ اعلحضرت مرحوم کی وجہ سے ہے۔ حضرت قبلہ عالم صاحب مرحوم مذاہب باطلہ و عاطلہ سے بہت مبغض تھے۔ بالخصوص فرقہ ناہنجار کفار شعار دیوبندیہ سے ناخوش تھے اور اس قوم اشرار کے رد میں دائما مشغول بجان و دل تھے۔ مگر ذات باری عز اسمہ مستغنی ہے۔ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید۔ بندہ کی کمر میں اس خبر سے درد پیدا ہو گیا ہے۔ دعا فرما دیں کہ خداوند کریم صبر عطا فرما دے (آمین) اور رضا مندی روحانی قبلہ عالم صاحب مرحوم نصیب ہووے۔ ۵۸

اللہ اللہ

وَمَا مِنْهَا شُهُورٌ اَوْ دُهُورٌ

تَمُرُّ وَتَنْقَضِىْ اِلَّا اَتَالِىْ

بسلا خطہ جناب مولٰنا الحاج مولوی کریم اللہ صاحب ... جو مدنی ... فنت ...

جلد ۱ | ۶ | شمارہ ۴ تا ۶

انجمن نعمانیہ لاہور

کا ماہواری رسالہ

از جمادی الاول تا رجب المرجب ۱۳۳۱ھ مطابق اپریل تا جون ۱۹۱۳ء

تحتِ ادارت

مولوی حاجی نور بخش ایم اے حنفی نقشبندی

حمیدیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی محمد ثناء اللہ منیجر کے چھپکر انجمن موصوف سے شائع ہوا

ترجمہ۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے۔ بدعت کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ جو مباح ہے جیسا کہ کھانے پینے پہننے اور نکاح کی اشیاء میں فراخ دستی پس ان میں سے کسی کا ڈر نہیں۔ دوسری قسم وہ جو حسن ہے اور وہ ہر ایک نئی شی ہے جو قواعد شریعت کے موافق ہو۔ اور کسی قاعدہ شریعت کے مخالف نہ ہو۔ جیسا کہ نماز تراویح اور بنا سرائے و کا رواج سرائے و مدارس کا بنانا اور دیگر کار خیر جو صدر اول میں نہ تھے کیونکہ یہ احکام شریعت یعنی نیکی کرنے اور بد فعلوں سے پرہیز کرنے کے موافق ہے۔ اسی طرح زبان عربی میں مشغول ہونا کیونکہ وہ بھی نیا امر ہے۔ مگر اوسکی معرفت کے بغیر تدبر قرآن اور اوس کی معانی کا سمجھنا صورت پذیر نہیں ہوتا۔ پس اوس کا احداث موافق ہے حکم شریعت یعنی تدبر آیات قرآن اور اوسکی معانی کے سمجھنے کے واسطے اور احادیث اور انکی تدوین اور ان کی تقسیم حسن و صحیح و موضوع و ضعیف میں بدعت حسنہ ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کلام کی حفاظت ہے۔ اس سے کہ اوس میں وہ کلام داخل ہو جائے جو حدیث نہیں۔ یا اس سے کہ اوس میں سے وہ کلام نکل جائے جو حدیث ہے اسیطرح قواعد فقہ کی بنیاد رکھنا اور اصول فقہ بنانا بدعت حسنہ ہے ان میں سے ہر ایک بدعت حسنہ ہے جو اصول شریعت کے موافق ہے اور کسی اصول کے مخالف نہیں۔ تیسری قسم وہ ہے جو شریعت کے مخالف ہو۔ یا مخالفت شریعت کو مستلزم ہو اس کی مثال صلوٰۃ رغائب ہے۔ انتہٰی۔ پس عبارت کے مستحسن ہونے میں کوئی شک نہ رہا۔

باسمہ و حمدہ تعالیٰ و حسن توفیقہ و رسولہ الکریم

بلوغ المرام من طرابلس الشام

برادران اہل سنت سے یہ امر مخفی نہیں کہ آجکل مسئلہ علم غیب نبوی میں ہندوستان کے مسلمانوں میں سخت اختلاف برپا ہے۔ اگرچہ اکثر علمائے دین و مصنفان شرع متین نے نہایت تفصیل و توضیح کیساتھ اس مسئلہ میں قلم اٹھا کر کوئی دقیقہ اسکی

تحقیق و تدقیق میں نہ اٹھا رکھا۔ اور نہایت اعلیٰ براہین و مدلل مضامین کیساتھ اسکے ثبوت کو
اظہر من الشمس فرما دیا۔ مگر پھر بھی ایک جماعت مدعی روشن خیالی کے فہوم تک اسکا صحیح
معیار قائم نہ ہوتا تھا۔ بلکہ وہ اس فضائل رسالتمآب کے اہم مسئلہ کی تحقیق اور اسکی حقانیت و
تدقیق کو علماء کے آپس کے باہمی اختلافات و محسودیات و مجادلات معاصرت سے منسوب
کیا کرتے تھے۔ نیز انجمن نعمانیہ اور معاونین انجمن سے یہ امر بالکل پوشیدہ نہیں۔ کہ سال گذشتہ
ہی میں اس مسئلۂ خاص میں انجمن ہی کے اہتمام سے کئی ایک مجلس مباحثہ و مناظرہ منعقد ہوئی
جنمیں اکابر علماء نے شرکت فرمائی۔ اور منکرین کے گرمنہ کو روشن و مبرہن فرمایا۔
یا جس سے عام طور پر مسلمانوں کو اتنا ضرور متحقق ہو گیا۔ بلاشبہ بیشک وہ منصف کو بانصاف دیکھ
کر احبیؐ و علماء اہل سنت و فضلائے دین و ملت وہ علما جو ورثۃ الانبیاء کے واقعی مصداق ہیں۔
اسیطرف ہیں کہ بیشک مسئلہ علم غیب رسالتمآب جمہور اہل سنّت کے اعتقادیات سے ہے
خصوصاً صوفیائے کرام کی مقبول جماعت کہ جنکے وجود حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مطابق
کرامت نما و معجزۂ نبوی ثابت ہو چکے ہیں۔ یہ متفق عقیدہ ہے۔ کہ بیشک خداوند تعالیٰ اپنے
محبوبوں اور مقبولوں پر علوم مغیبات جلی و خفی منکشف فرما دیا کرتا ہے۔ اور یہ رب تقدس و تعالیٰ
کے آیات رحمت و رضا و کرامت سے ہے۔ واللّٰہ یختص برحمتہ من یشاء و ان اللّٰہ علی کل
شیٔ قدیر۔ لیکن اسکا مزید ثبوت اور اعلیٰ ترین اثبات خدا کے فضل و کرم سے یہ بہم پہنچا۔
کہ علمائے عرب خصوصاً علماء حرمین الشریفین نے اسکی تصدیق فرما کر اس اختلاف کا بالکل
فیصلہ کر دیا۔ کیوں نہ کرتے کہ آخر اس سے فضیلت و عظمت و عزت و حرمت شان رسالتمآبؐ ہی
مقصود تھی۔ نہ اور کچھ۔ عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے۔ یہ گمان ہیں گئے ہے منکور شعار اپنا
اور ہر عاقل و دانا کے آنکھوں سے حجاب تامل اٹھا دیا۔ کہ یہ مسئلہ کوئی مخترعہ اور موضوعہ مسئلہ
نہیں ہے۔ بلکہ منصوصی اور تحقیق شرعی اور دینی فضائل نبوی کا مسئلہ ہے۔ جسکا ثبوت بڑے
بڑے ائمہ دین کی مشہور کتابوں سے میسر آ سکتا ہے جسکو محققین متقدمین و سلف صالحین
نے باب فضائل النبی میں محسوب فرمایا ہے۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنی تحقیق کے مطابق نہایت

مستند طریقہ پر فضائل و اجلال رسالتمآبی کے بیان کرنے میں اس سند کی بھی نہایت
تشریح و توضیح فرما دی ہے۔ جسکی پوری پوری معلومات ہمارے ناظرین اور اولی الابصار کو
اس تحریر سے حاصل ہو جائیگی جسکو ہم نے رسالہ البیان شام میں دیکھا ہے جس سے ہمیں
شام و بیروت و مصر و قدس و مکہ معظمہ مدینہ منورہ و حماۃ و جدہ وغیرہ عربستان کے علاوہ
مغرب کے علمائے کرام کے خیالات اس مسئلہ کے متعلق معلوم ہوئے ہیں ہم چاہتے ہیں
کہ برادران اہل سنت کو خصوصاً اور جمیع مسلمانان ہند کو عموماً اس مسئلہ فضائل نبوی سے
واقف کریں کہ جس سے بجز فلاح دینی و دنیوی اور اجر و ثواب اخروی کے اور کچھ مقصود
نہیں۔ اس تحریر کے ایک حصہ کو ترجمۃً اردو میں شائع کیا جاتا ہے جس سے عامۂ مسلمین
کو اپنے اسلاف محققین اور عرب کے واجب التعظیم علمائے دین کے تحقیقات سے آگاہی
حاصل ہو کہ اسلام وہیں سے آیا۔ اور وہیں سلامت رہیگا۔ کیونکہ سکان حرم محترم مکہ معظمہ
زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کے ایمانداری و تقوے شعار ہونے پر قرآن مجید شاہد عادل ہے کہ اِنْ
اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ یعنی مسجد الحرام مکہ معظمہ کے مالک وہی رہینگے۔ جو پرہیزگار ہوں اور
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ سبا میں قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ۔ یعنی
کہدے اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں کے رہنے والوں سے کہ آگیا دین حق اور نابود
ہو گیا اب باطل اور نہ لوٹ کے آئیگا قیامت تک۔ بخاری شریف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے یہ حدیث مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز
الحیۃ فی جحرھا ان نصوص صریحہ سے اتباع علمائے حرمین الشریفین کا جمیع عالم کے لئے حکم
وجوب کا رکھتا ہے۔ نیز ان آیات محکمات سے علمائے عرب کی عزت و وقعت من حیث
الشیوخ ثابت و متحقق ہو گئی۔ لہذا ہر اہل بصیرت طالب حق ہدایت کے لئے یہ نہایت صحیح
اور قابل تسلیم معیار ہے جس سے حق اور ناحق کا بخوبی امتیاز ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چشم بینا و گوش
شنوا عطا فرمائے تعصب و نفسانیت کے گہری اندھیری سے نجات دے اور سیدھی راہ
سمجھائے۔ اپنے مقبولان بارگاہ و محبوب رسالت پناہ کی جناب میں گستاخی و سوء ادبی سے بچے

توفیق ادب بہ رحمت فرمائے کہ بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ۔
از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از لطف رب ۔ اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۔ آمین ثم آمین ۔

تحریر رسالۃ البیان من طرابلس الشام الجزء الثالث من مجلد الثانی ربیع الاول
۱۳۳۲ھ ص ۵۔ الحمد للّٰہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد المصطفٰے وعلی
آلہ واصحابہ اما بعد خدمت میں اخوان مسلمین کے واضح ہو کہ اس زمانہ میں جبکہ بہت بڑا
اختلاف پیدا ہوگیا۔ اور کثرت سے بحثیں کی جانے لگیں مسئلہ علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تو قائم
ہوگئے علمائے اسلام اس مسئلہ کی تحقیقات میں۔ اسلئے انہوں نے بہت سے رسائل واضح کیے
کہ حق جو اصل باطل، پس ان محققین تحت سے ہیں ایک علامہ شہیر باد منضل ہمام مولینا
الشیخ احمد رضا خان القادری الہندی البریلوی متعنا اللہ بطول حیاتہ آمین ۔ پس بہ تحقیق خاص
علامہ ہمام نے اس سے سلامت رکھے۔ ایک رسالہ مجید لکھا اس مسئلہ خاص میں ، کہ نام رکھا
اُسکا **الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ** پہونچا یہ رسالہ طرف علمائے عرب
وعجم کے اور غضب کی گئی اس رسالہ پر تصدیقات علمائے غرب وشرق سے پس قبول کرلیا اس
رسالہ کو اکثر علمائے حرمین الشریفین نے ۔ اور علمائے غرب وعلمائے شام وعلمائے مصر علمائے جمیع ازہر
نے اور کبار علمائے محققین نے اس رسالہ مبارکہ پر تقریظیں کر بھیج دی سب تعداد والحق بچاس
سے زیادہ کو پس علمائے شام میں سے رجال البیان کے کئی علما ہیں ، ان شاہیر علما جید میں نے
اس رسالہ پر تقریظیں کہیں ۔ اور وہ امیر ثبت فرمائیں جنکے اسمائے عالی حسب ذیل ہیں ۔ السید الشریف
الحسیب النسیب سیدنا وشیخنا ومولانا السید احمد آفندی الحموی الکیلانی ابن
السید الشریف اسعد آفندی ابن سید الشریف نعمان آفندی ابن السید الشریف
عبد الرزاق شیخ السادۃ الاشراف فی حماۃ الشام ۔ والعالم العلامۃ والشیخ الفہامۃ
مولینا محمد توفیق آفندی الشامی الایوبی الانصاری نزیل فی المکتبۃ المحمدیۃ
فی المدینۃ المنورۃ دام فضلہ ۔ والعلامۃ الکامل الشیخ الفاضل الافندی مختار بیک

دام مجدہ ابن المرحوم الحاج احمد پاشا دولتوی المصطفی - اسکے بعد اصل تقریظ یہ ہے
شیخ اکمل و فاضل اجل کی درج کی گئی ہے کہ جنکا تبحر علمی و حقانیت مذہبی اطراف و اکناف عرب میں
باتفاق مسلم ہے - اس شیخ بزرگ کی دینی خدمات ان کی جلیل القدر تصانیف سے ہویدا و روشن
ہیں جنکی بنا پر سلطنت خانیہ خدیویہ مصریہ سے مشاہرے مقرر ہیں - نیز دنواب) مولائے عبد العزیز
سلطان فاس المغرب دار الاقامہ مدینۃ (ریاست) طنجہ (ملک مغرب) کے استاذ
اکمل ہونیکا شرف حاصل ہے - علاوہ اسکے حضرت شیخ موصوف کو ایک ربانی شہرت و صفہ احد
قبولیت یہ حاصل ہے کہ اصفیائے زمانہ بزرگان دین و مشاہیر مشائخ کاملین اہل عرب سے
شیخ کی مقبولیت بارگاہ رسالتمآب میں ملاحظہ فرمائی - اور یہ ان کاملین کے رؤیائے صالحہ
و مبشرات صادقہ ہیں - اس خصوصیت سے شیخ کی تعریف کو محتاج بیان نہ رکھا - جسکا ثبوت
سلطان اور رسالۃ البشائر الواردۃ الجلیہ فی مبشرات النبہانیہ مطبوعہ مصر و بیروت سے مل سکتا ہے یہ صلہ
حضرت شیخ کی خدمات دینی اور تصانیف مذہبی کا ہے - جو اس زمانہ میں جواہرات سے زیادہ قدر دانی
کے قابل ہیں جنمیں سے ایک تصنیف ہے الموسومہ بجواہر البحار فی فضائل النبی
المختار ﷺ جو ۴ جلد ۱۴۰۰ صفحہ فضائل نبوی مبسوط کتاب بلکہ بطور حواشی کتابوں کی تلخیص ہے
جو حضرت مصنف علامہ کی مقبولیت بارگاہ نبوی و اعزاز دینی و دنیوی کی اعلیٰ دلیل ہے یا جہان
امت اسے کیونکر نہ فرمائیں - کہ جسکے حال پر امت کے مولا و آقا شہنشاہ ہر دوسرا علیہ التحیۃ والثناء
کی استعداد نوازش اور لطف و عنایت کی نظر ہو - سچ ہے جیسے سعدی نے فرمایا ہیں گدایان مصطفی
حضرت شیخ سعدی ایسوں ہی کے حق میں فرماتے ہیں سہ بخشیدہ بود رے ز مین ملک سلیمان
شاہان جہاں ند گدایان محمد ﷺ - ولہ قدہ - سہ گدا تیرا کبھی محتاج سکندر نہ ہو ہرگز ۔۔ دو سکہ
ہے رواں عالم میں تیری بادشاہت کا ۵ ولہ خواہ ، جو ہیں ہلال شہنشاہ علی الخیر الامم ۰۰
انکی اعزاز ہر گیسو دہ بالا ہوگا ۰ اسی وجہ سے خاکسار شیخ موصوف ہی کی تقریظ درج رسالہ البیان
ہوئی کہ تمام بلاد عربستان کے ہر خاص و عام میں یہ سند فضائل نبوی شائع و ظاہر ہو جائے
کہ اس رسالہ کو ہاں سہولت و اعلیٰ امر مثبت ، سند حجت کے قبول کمال کا حق حاصل ہے - اور حضرت

قد ہونے دو قریب بات علمائے عرب کے نزدیک قابلِ وقعت و اہمیت رکھنے کے علاوہ
قابلِ اعتنا سمجھے جاتے ہیں ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ نیز حضرت شیخ
نے اپنی تقریظ میں یہ بات بھی ظاہر کر دی ہے کہ شیخ موصوف کے نزدیک یہ کوئی نئی
بات نہیں ہے بلکہ اس سے قبل ہی وہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی بعض تصانیف میں
پہلے ہی اس مقام پر اس مسئلہ کو ثابت اور اس کے دلائل کو واضح کر دیا ہے۔ چنانچہ تقریظ
کے مطالعہ سے یہ بات روشن ہو جائے گی۔ مزید برآں ہم بھی اپنے ناظرین کی سہولتِ استدلال
کے طور پر حضرت شیخ کے کلام میں سے چند اقتباسات متعلق علمِ نبوی کے پیش کرتے ہیں
تاکہ مزید اطمینان و تقویتِ ایمان کا موجب ہو اور بعض اہلِ علم کے یہ شبہات بھی اگر باقی
ہوں کہ کسی نئی تحقیق نے گمراہ کر دیا ہے شیخ موصوف کو تقریظ پر مجبور کیا گیا ہے۔ نہیں بلکہ یہ معلوم ہو
کہ قبل سے متعلق ہی تصنیفات حضرت شیخ سے یہ امر واضح تھا۔ لہٰذا یہ حضرت شیخ ہی کا اعتقادی
مسئلہ ہے۔ بلکہ جمیع علمائے اہلِ سنت کے نزدیک یہ اعتقادی مسئلہ اور فضائلِ نبوی کا جزو
ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ علمائے ہندوستان کو اکثر کتبِ معتبرہ قدیمہ کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوتا نہ وہ
شوق سے سلف صالحین کی تصانیف کا مطالعہ کرتے ہیں خصوصاً مسلمانانِ ہند کا اکثر
خیالات متداول و قصص و حکایات و ضعیفہ میں گم کر دیا ہے بعض خواص نے مذہبی جھگڑا اور
مباحثہ کا بازار گرم کر کے مسائل سے کنارہ کر لیا ہے اپنی عزت بڑھانے کا حق سمجھا گیا
ذریعہ ہے۔ یہ اعتقاد ہماری قوم سے اس واسطے ہو گیا ہے۔ کہ ہمیں اکثر اپنے فضائل سے گفتگو کا
اتفاق اعتراض کی گو ناگوں عجیب تقریروں سے سابقہ اور مقابلہ پڑتا ہے ہاں اگر طبیعت میں
امرِ حق کے تسلیم کرنے کا مادہ موجود ہو۔ مذہب و ملت سے کچھ غرض ہو دین اور عقائدِ دینی سے
کچھ متاثر ہونا چاہتے ہوں۔ ذوقِ عرفان و حلاوتِ ایمان سے بہرہ حاصل کرنے کی امید ہو۔ تو بیشک اپنے
نبیِ جلیل کے ذکرِ جمیل کو علامتِ کمالِ ایمان و وسیلہ روح و جان و طمانیتِ ایمان سمجھیں۔
پچاس سے زیادہ علمائے بلادِ اسلامیہ کا ایک مسئلہ فضیلتِ رسالتمآب پر متفق اللفظ ہونا کوئی امر
معمولی نہیں تو کیا ہے ایمان تو یہی کہتا ہے کہ واللہ یہ خبر یہ فضائلِ نبوی اگر بالکل نظر انداز

کہا جاتا تو یقیناً بہت بڑی کسر شان اور منقصت رسالت مآبی کا باعث ہوتا۔ جب یہی تو مولائے دو عالم سرور آدم و بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کے دیار فیض آثار سے یہ عظمت و شوکت رسالت مآبی و اجلال و خصیلت نبوت پناہی کا ظہور ہوا ہے فآمنّا وصدّقنا یقیناً شاخوشی سرمایہ ونلسفاناً۔ اب ملاحظہ فرمائیے ان اشعار کو جو حضرت قدوۃ المحققین زبدۃ المدققین عالم ربانی فاضل یاشانی علامۃ الشیخ یوسف النبہانی دامت برکاتہم العالیہ اپنے دیوان العقود اللؤلؤیہ فی المدائح المحمدیہ میں ارشاد فرماتے ہیں ۔ مصرعہ علم الغیب فاللہ ھو کائن ھو فیہ والکائنات اتانا ۔ مصرعہ و علمہ الغیب من مکانہ مطر کمثل الدعا وما شاء مفعولاً ۔ مصرعہ واعطاہ علوم الغیب حتی ۔ کان الدھر بین یدیہ کلی ۔ مصرعہ تمہید العلم بحبیبہا ۔ ولکل خلق اللہ من علم الغیوب باسمہا مانشم مجموعین وخمسین ۔ جو کچھ کہ ہے سب ہی ۔ کہ ایک معجزۂ عظیمہ کا اظہار ہے ۔ جمہور صحابہ و اولیائے امت و علمائے اہل سنت کا جمہوری اتفاق ہے ۔ اور حضرت شیخ محقق کیوں نہ فرمائے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین علانیہ حضور نبوی میں سامع نبوت میں معجزۂ علم غیب ذکر فرماتے ۔ جیسا کہ صحیح نقل ہیں ایک صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارگاہ میں ایک قصیدہ میں یہ شعر عرض کیا ۔ کہ واشہد ان اللہ لا رب غیرہ ۔ وانک مامون علی کل غائب ۔ رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر ۔ صحابی جمہور حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اظہار مسرت فرمایا فالحمد للہ رب العالمین الذی قال فی شان حبیبہ و ما ھو علی الغیب بضنین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ۔ غرض اس رسالہ سے مراد خدمت دینی و تائید مذہبی تھی ۔ کہ باعث اجر اخروی ہو ۔ وھو حسبی ونعم الوکیل

اب بقیہ عبارت مع تقریظ کے بعینہ الفاظ ہیں کہ الایمان میں درج ہے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے ۔ تقریظ ۔ العالم العلامۃ المحقق والفاضل الفہامۃ المدقق مولانا الشیخ یوسف النبہانی نفع اللہ المسلمین ببرکاتہ آمین ۔ ولما کان تقریظ شیخنا النبہانی دام فضلہ فی آخر الکل و صار ختام المسک للرسالۃ المذکورۃ

فلنذکر ههنا اعلاماً للناس وهاهو ذا :—

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين۔ وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين والتابعين لهم باحسان الى يوم الدين۔ اما بعد فانی لما تشرفت فی اعتاب سید المرسلین فی بلدة الطاهرة ومدینة المنورة فی هذا العام سنة ۱۳۳۳ طلب منی بعض العلماء الافاضل من اهل السنة والعترة الطاهرة اهل المدينة المنورة وهو السيد عبد الباری بن العلامة السید امین رضوان رضی الله ببرکاته وبرکات اسلافه الطیبین الطاهرین ان اقرظ على الكتاب المسمى بالدولة المكية بالمادة الغيبية تاليف العلامة الامام الشيخ احمد رضا خان الهندی وكان قبل ذلك كاتبنی الی بیروت فی ذلك المعنى الشيخ الفاضل العالم الكامل العامل الشيخ كريم الله الهندی فلما ارسله الی هذا الرجل السيد عبد الباری حفظه الله قرأته من اوله الی آخره فوجدته من انفع الكتب الدينية واصدقها لهجة واقومها حجة ولا يصدر مثله الا عن امام كبير علامة نحرير فرضی الله عن مؤلفه وارضاه وبلغه من كل خير مناه واما ما يتعلق بالرد على الوهابية ومن يدعی الاجتهاد المطلق فی هذا الزمان فقد استوفيته فی کتابی شواهد الحق فی الاستغاثة بسيد الخلق صلى الله عليه وسلم واما ما يتعلق فی [illegible] الله [illegible] فقد استوفيت الكلام [illegible] كتابی [illegible] حجة الله على العالمين فی معجزات سید المرسلین صلی الله علیه وسلم وختم كلامی بسؤال الحق تعالى بجاه هذا النبی الكريم عليه افضل الصلوة والتسليم ان يكثر من امثال مؤلف هذا الكتاب الائمة الاعلام

حماة الاسلام المنصبین للرد علی الکفرة والمبتدعین الشام فانهم من افضل المجاهدین الذابین عن حوزة الدین والحمد للہ رب العالمین وکتب ذلک بقلمہ الفقیر الحقیر یوسف بن اسمٰعیل النبہانی فی المدینۃ المنورۃ فی صفر الخیر سنہ ۱۳۳۱ھ الختم بخیر

یوسف النبہانی

انتھٰی تقریظ مولینا شیخ یوسف النبہانی دامت معالیہ



اسکے بعد یہ اعلام ناظرین البیان کے لئے مرقوم ہے۔ ثم اقول ان الرسالۃ الشریفۃ الدولۃ المکیۃ ستطبع عن قریب فی الھند وتشاع فمن اراد التحقیق فی مسئلۃ سعۃ علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلیہ بمطالعۃ الرسالۃ المذکورۃ وما علینا الا البلاغ ھذا ما لزم فقط

اطلاع: تصنیفات حضرت علامہ شیخ یوسف نبہانی دام ظلہم العالی کی فہرست راقم الحروف عفرلہ کے پاس ہے۔ جو قابل قدر علومات دینی وتحقیقات مذہبی کا گنجینہ ہے گو کہ میں براہ راست دستی علیہ حضرت شیخ ممدوح خود بیروت سے یا مصر کے کسی کتبخانہ یا باب السلام مدینہ منورہ یا باب السلام مکہ معظمہ کے پتے سے مسکیں گی۔ والسلام حسن الختام

خادم الحفاظ ابو الرجاء غلام رسول السنی الحنفی القادری عفی اللہ تعالیٰ عنہ

امام مسجد جامع قصابان صدر بازار کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ

تقریظ حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تمام خوبیاں اللہ کے لئے جو سارے جہان کا رب ہے اور اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے ہمارے سردار محمد ﷺ پر اور ان کی آل اور تمام صحابہ اور ان پر جو خوبی اور اخلاص کے ساتھ قیامت تک ان کے پیرو ہیں۔

بعد حمد و نعت جب میں سید المرسلین ﷺ کے آستانہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوا۔ بلدہ طاہرہ مدینہ منورہ میں اس سال ۱۳۳۱ھ میں اہلسنت کے بعض افاضل علماء سے اور اہل مدینہ منورہ کی پاک عترت سے بالخصوص سیدی عبدالباری ابن علامہ سید امین رضوان نے (اللہ ان کی اور ان کے پاک و طاہر اسلاف کی برکات سے مجھے سودمند کرے) مجھ سے خواہش کی کہ میں اس کتاب الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ پر تقریظ لکھوں جو امام علامہ شیخ احمد رضا خان کی تالیف ہے۔ اور اس سے پہلے اسی مقصد کے لئے شیخ فاضل عالم باعمل شیخ کریم اللہ ہندی نے بیروت کے پتہ پر مجھ سے خط و کتابت کی تھی تو جب اس دفعہ سید عبدالباری سلمہ المولیٰ تعالیٰ نے یہ کتاب میرے پاس بھیجی تو میں نے اس کو شروع سے آخر تک پڑھا اور تمام دینی کتابوں میں بہت زیادہ نفع بخش اور مفید پایا اس کی دلیلیں بڑی قوی ہیں جو ایک امام کبیر علامہ اجل کی طرف سے ظاہر ہوسکتی ہیں۔ اللہ راضی رہے اس رسالہ کے مصنف سے اور اپنی عنایتوں سے ان کو راضی کرے اور ان کی تمام پاکیزہ امیدوں کو بر لائے بہر حال جہاں تک وہابیوں کی تردید کا تعلق ہے اور جو اس زمانہ میں اجتہاد مطلق کا دعویٰ کیا جاتا ہے تو میں نے اس مسئلہ کو تمام و کمال اپنی کتاب میں بیان کر دیا ہے۔ جس

کا نام "شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق" (ﷺ) اور رسول اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب سے جو باتیں متعلق ہیں تو میں نے اس سلسلہ میں بھی اپنی کتاب مذکور میں پوری بحث کی ہے نیز ایک دوسری تصنیف "حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین" (ﷺ) میں بھی اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ میں اپنا بیان ختم کرتا ہوں نبی کریم ﷺ کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے کہ وہ اس کتاب کے مصنف جیسے افراد زیادہ سے زیادہ پیدا کرے۔ جو ائمہ اعلام ہوں۔ اسلام کے حامی ہوں۔ کفار اور ذلیل بدعتیوں کی تردید میں مشغول ہوں ایسے علماء بزرگ مجاہد اور دین کی حدود کے محافظ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ لکھا اس کو اپنے قلم سے فقیر حقیر یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی نے مدینہ منورہ میں صفر الخیر ۱۳۳۱ھ میں۔

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

لبِ شیریں و دندانِ مبارک (ﷺ)

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ حضرت مولانا محمد کریم اللہ مہاجر مدنی قدس سرہٗ

الحمد للہ الذی وھب العطیات الذی علم حبیبہ' المصطفیٰ ﷺ علوم الاوّلین و الآخرین من فوق العرش الیٰ ماتحت الثریٰ صغیراً اوکبیراً ما کان ومایکون من ألطافہ الخفیات ومنہ الخمس الذی فیہ النزاع والاختلافات بل یعرفونہ من امتہ ﷺ أصحاب الورع وخالص النیات وأصلّی وأسلم علی نقطۃ دائرۃ الوجود و واسطۃ العظمی لجمیع المخلوقات وعلیٰ آلہ الأطھار وأصحابہ الأخیار سیما علی ابنہ الکریم المغیث مولانا و سیدنا محمد محی الدین عبدالقادر الجیلانی سید السادات۔

أما بعد فقد اطلعت علی کتاب الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ تالیف الامام الھمام المحقق المدقق سیدی و ملاذی مجدد ھذا الزمان عبدالمصطفیٰ فداہ روحی و قلبی مولانا محمد أحمد رضا خان سلمہ اللّٰہ الحنان المنان فما ینسبونہ الوھابیۃ الکذابیۃ من أذناب الکنکوھی وغیرہ الیٰ شیخنا وسیدنا أعلا ذکرہ انہ قائل والعیاذ باللّٰہ بمساواۃ علم خالق الأرض والسمٰوٰت و علم من لولاہ لما خلق الأرض والسمٰوٰت فھوکذب صریح وافتراء شنیع وبھتان قبیح الا لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین وبئس مثوی الظلمین ولدفع ھذہ الافتراءات الملعونۃ قرظوا تقریظات و تصدیقات ساداتنا علماء الحرمین الشریفین زادھما اللّٰہ شرفا وللمسلم المتدین السّنّی فیھا

كفايته ومن الله الهداية و منه البداية واليه النهاية هذا و أنا أكتب تلخيص تقريظ مولانا وسيدنا العلامة الفاضل الشيخ رحمة الله عليه على كتاب تقديس الوكيل عن توهين الرشيد والخليل لعل يحصل لعوام المسلمين في الهند التصديق و اليقين و يأمنون عن وسواس الشياطين بجاه سيد المرسلين ﷺ الى يوم الدين و أنا الحقير الذليل الفقير محمد كريم الله المهاجر في المدينة المنورة على منورها صلوات الله وسلامه في تلاميذ حضرت مولانا وسيدنا وأستاذ نا الشاه محمد عبد الحق عم فيضه مقيم بمكة المكرمة زادها الله شرفا و تعظيما و اجلالاً ومهابة –

۲۲ جمادى الاخرى ۱۳۲۹ھ .

اللہ اللہ

دہن مبارک (ﷺ)

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
جسکے پانی سے شاداب جان وجناں
اُس دہن کی تراوت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھارے کنویں شیرۂ جاں بنے
اس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش ۔ امام احمد رضا خاں قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ:

تمام تعریف اللہ کے لئے جو بخشش اور عطا والا ہے۔ جس نے اپنے برگزیدہ حبیب ﷺ کو اولین و آخرین کے علوم فرش سے تحت الثریٰ تک ہر چھوٹا بڑا تعلیم فرمایا اور اپنے پوشیدہ الطاف و کرم سے جو "ہو گزرا اور جو ہوگا" کی آگاہی بخشی اور اسی میں وہ پانچ چیزیں بھی ہیں جن میں اختلاف ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان چیزوں کی واقفیت و معرفت امت محمدیہ (ﷺ) میں پاکیزہ عمل اور پاکیزہ قلب و نیت والوں کو بھی حاصل ہے اور میں صلاۃ و سلام بھیجتا ہوں دائرہ وجود کے نقطۂ مرکزی پر جو سب سے بزرگ واسطہ ہیں تمام مخلوقات کے لئے اور ان کے آل اطہار اور اصحاب اخیار پر بالخصوص آپ کے بزرگ فرزند فریاد کو پہنچنے والے مولانا و سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی پر جو سید السادات ہیں۔

حمد و نعت کے بعد میں نے واقفیت حاصل کی الدولۃ المکیہ کی جو امام بزرگ محقق نکتہ رس سیدی و ملاذی اس زمانے کے مجدد عبد المصطفیٰ ان پر روح و دل فدا ہوں یعنی مولانا احمد رضا خاں سلمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف ہے تو جو کچھ جھوٹے وہابی دروغ باف گنگوہی کے متبعین وغیرہ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ سردار "اللہ ان کا ذکر بلند کرے" قائل ہیں معاذ اللہ اس بات کے کہ ارض و سما کے خالق کا علم اور ان کا علم جو نہ ہوتے تو آسمان و زمین کی خلقت نہ ہوتی مساوی ہے یہ صریح جھوٹ بالکل افترا اور بدترین بہتان ہے۔ اللہ کی لعنت جھوٹوں پر ہے اور ظالموں کا ٹھکانا برا ہے انہیں ملعون اتہامات کو دفع کرنے کے لئے حرمین شریفین کے ہمارے سرداروں اور علماء کی تقریظات لکھی گئیں۔ اللہ حرمین کے مجد و شرف کو زیادہ کرے۔ ایک دیندار سنی مسلمان کے لئے یہ تصدیقات کافی ہیں۔ ہدایت اللہ کی طرف سے ہے اور اسی سے ابتدا اور اسی کی طرف انتہا ہے اس کو یاد رکھو، میں یہاں مولانا و سیدنا علامہ فاضل شیخ رحمۃ اللہ، رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ جو کتاب تقدیس الوکیل عن

توہین الرشید و الخلیل پر ہے اس کا خلاصہ لکھ دیتا ہوں۔ امید ہے ہندوستانی مسلم عوام کو اس سے اطمینان و یقین حاصل ہو اور شیاطین کے وسوسے سے وہ محفوظ رہیں بطفیل سید المرسلین ﷺ یوم آخر تک۔

میں ہوں حقیر و ذلیل محمد کریم اللہ مہاجر مدینہ منورہ، اس کے روشن کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کے درود و سلام نازل ہوں حضرت مولانا و سیدنا و استاذنا شاہ محمد عبدالحق ان کا فیض جاری رہے کا شاگرد مقیم مکہ معظمہ۔ اللہ اس کی عظمت و بزرگی و جلال میں زیادتی عطا فرمائے۔

۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۹ھ

اللہ اللہ

عرض: رکوع و سجود میں بقدر سبحان اللہ کہہ لینے کے ٹھہرنا کافی ہے۔

ارشاد: ہاں رکوع و سجود میں اتنا ٹھہرنا فرض ہے کہ ایک بار سبحان اللہ کہہ سکے جو رکوع و سجود میں تعدیل نہ کرے۔ ساٹھ برس تک اسی طرح نماز پڑھے اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ حدیث میں ہے۔ انا نخاف لو مت علیٰ ذٰلک لمت علی غیر الفطرۃ ای غیر دین محمد ﷺ۔ ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ اگر تو اسی حال پر مرا تو دین محمد ﷺ پر نہ مرے گا۔

(ملفوظات۔ امام احمد رضا خاں قادری)

السید الشریف المولانا وسیدنا محمد منیر العارف الحسینی
دام مجدہم

تقدیس الوکیل = کمال التثقیف
تالیف السید محمد البرزنجی
دام مجدہ

نصف صحیفہ
عدل ونصف
صحیفہ بلسان الہندی

ترسلوا من فضلکم بواسطۃ السید الشریف
الشیخ محمد یحیی زید مجدہ دام فضلہ العبد الضعیف
فی ھذہ الایام اشد ضرورۃ ان شاء تعالی عنقریب
ارسل فی حضرتکم الثانی ۱۲

محمد کریم اللہ خارج الباب المجیدی

حضرت علامہ مولانا محمد کریم اللہ پنجابی قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ
کے دست مبارک کی تحریر کا عکس

آئندہ صفحات میں "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" پر تقاریظ کے عکوس اور ان علماء ومشائخ کی تقاریظ ہیں، جو غالباً ابھی زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں اور یہ سیدی قطب مدینہ قدس سرہٗ کے مملوکہ مخطوطہ الدولۃ المکیۃ میں مندرج ہیں۔

حضرت علامہ سید احمد علی قادری مہاجر مدنی، حضرت شیخ سید تاج الدین ابن محدثِ اعظم علامہ سید محمد بدر الدین کی تقریظ کے سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

شیخ بدرالدین صاحب محدثِ شام کے فرزند خلف الصدق سید تاج الدین صاحب ماہ ربیع الاول شریف میں ہمراہ اہل شام بعادت تشریف لائے۔ مولوی محمد اعظم حسین بھوپالی کے مکان پر اترے۔۔۔۔۔ شیخ تاج الدین صاحب نے دولتِ مکیہ شریف پر تقریظ اپنے ہاتھوں سے لکھی، برائے ملاحظہ ارسال خدمت ہے۔[۵۹]

یہ عریضہ ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ کا تحریر کردہ ہے، خیال ہے کہ یہ ان تقاریظ میں سے آخری تقریظ تھی جو حضرت علامہ سید احمد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے حاصل ہوئیں تھیں۔ مگر مخطوطہ مملوکہ سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ میں مندرجہ تقاریظ ۱۳۳۲ھ تا ۱۳۳۳ھ کی بھی مکتوب ہیں۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

واہ کیا جُود وکرم ہے شہِ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

قطعۂ تاریخ انطباع کتاب مستطاب (دولت مکیہ) مؤلفہ اعلیٰحضرت

مجدد المأۃ الحاضرہ مولوی احمد رضا خان صاحب ادام اللہ افاضہ در صنعت توشیح کردہ و دو حرف از اول و آخر ہر مصرع سنین ہجریہ بر آید و مصرع آخر سنہ ہجریہ - از فقیر احقر غلام حیدر عفی عنہ مہاجر و خادم مجاور

(بہ ہمت و فضل عیسوی و بنگلہ) روضۂ اطہر حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

۴۶	مولوی احمد رضا خان قبلۂ اہل علم	۲۰	۷۱	عاشق ذات حبیب عارف نور خدا	۵
۳۰۱	شاہ اقلیم کمال و ماہ گردون جلال	۲۱	۲۵	مہر گردون شریعت قطب اوج اصطفا	۹۱
۹۴۰	مظہر علم رسول مخزن فیض و اصول	۳۶	۴۰	خسرو ملک بیان سالک راہ رضا	۱۰۱
۸۱	آفتاب دین و ملت ماہ اوج مکرمت	۴۴	۲۱	کامیاب از فیض احمد مقتدا و پیشوا	۶۰۱
۴۴۰	مرجع اہل بصیرت منبع بحر رشد	۴۰	۴۶	مورد اسرار بود و مخزن فیض رضا	۸۱
۲۲۰	کرد ثابت علم غیب صاحب لولاک را	۲۱	۱۰۱	غالب آمد بر گروہ منکر خیر الوریٰ	۲۰۱
۵	داد اہل سنت حق را فیض بخش نوری	۲۱۰	۱۱	زھد او در دین و دنیا فیض بخش آمدہ	۲۰۱
۳۵	وجہ نامی این رسالہ دیدم و گفتم بکد	۴۴	۴۲	خرد چون خواہی تو جوئی سال طبعش از دعا	۷
۱۰۰	گفت ہاتف سال زیبا حیدر فیضی بگو	۲۶	۱۰	دولت مکیہ ساز دولت دارین ما	۴۱

۱۴۶۸ ۱۳۱۸ ۱۹۱۱ ۱۳ ۲۹ ۱۳۱۹ بنظم

الحمد لله الذي ارسل سيدنا محمدا رحمة للعالمين واطلعه على علوم الاولين والآخرين وخصه
بعلم المكاشفات والغيب حتى آمن بدعوته من طهر قلبه من الشك والريب صلى الله عليه وعلى آله
وصحبه والتابعين وتابعيهم باحسان الى يوم الدين اما بعد فقد اطلعت على الرسالة المسماة
بالدولة المكية بالمادة الغيبية مؤلفها علامة الزمان وفريد الاوان ومنبع العرفان
وملحوظ نظر سيده ولد عدنان جناب حضرة مولانا الشيخ احمد رضا خان اطال الله عمره ونفع به
كل موفق فهيم وبه يرتدع كل افاك اثيم فوجدتها رسالة محررة تحرير الذهب قاضية
على منكريها بالوبال والعطب وليس فيها ما يزعمه اهل الافتراء والريب من المساواة بين
علم الله وعلم رسوله في الغيب اجازه الله مؤلفها بجزيل افضاله وكثر في المسلمين من امثاله
بجاه من بجله العظيم ابي القاسم من هو للرسل والانبياء فاتح وخاتم صلى الله عليه وآله
وصحبه ... والحمد لله رب العالمين كتبه الفقير الى مولاه الغني احمد ... ابن السيد ... حامد ... مسلما
خادم فتوى الحنفية

جبل احد کا وہ غار جس میں حضور اکرم نے زخمی ہونے کے بعد آرام فرمایا

[illegible]

حضرة جناب سيدي خاتمة الفقهاء والمحدثين [illegible] حجة على سعد المتقدمين سيدنا ومولانا وشيخنا
على الإطلاق والدي ومولاي و[illegible] عندي أعز من نفسي نفعني الله والمسلمين [illegible]
وبمتعنا بحياته وجعله ذخرا لي يوم المعاد بجاه سيد العباد صلى الله عليه وسلم
بعد لثم أيديكم [illegible] والفرح بأقدامكم بعد تقبيل الرجال [illegible] آمين
السلام عليكم ورحمة الله وبركاته والسؤال عن الصحة [illegible] الحمد لله [illegible]
بجاه سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم سيد البرية ثانيا سيدي العزيز [illegible]
بذلك ولكن [illegible] علم [illegible] بل صرت في نفسي عندما الرجوع إلى [illegible]
الزهاب [illegible] في [illegible] فصار [illegible] وخوفا من [illegible]
وذلك لأني على يقين [illegible] الواسطة [illegible] علمهم حفظهما [illegible]
[illegible] عليكم ولأنت [illegible] وسهلا [illegible]
ذلك [illegible] والفتى [illegible] الجمعة ترتيب الصلاة [illegible]
والاستنشاق [illegible] المحتفظ [illegible] حسب ما ذكرت له في [illegible]
من [illegible] وكنت [illegible] بيت [illegible] بنفسي [illegible]
[illegible] البيت [illegible] فحصل [illegible] ذلك [illegible] وقلت لنفسي [illegible]
على الناس [illegible] في كل موضع [illegible] ولكني [illegible] والرجل [illegible]
ينام معي ويأكل هو وأولاده [illegible] وسؤال [illegible]
في كل [illegible] وجعل [illegible] على [illegible]
في الليل يقوم [illegible] ثم ينام نحو ساعتين [illegible] الليلة [illegible] بالصلاة والتلاوة ثم [illegible]
الصبح وينام إلى [illegible] أربعة [illegible] ما هو فيه من [illegible] وسنة النبي [illegible]
[illegible] ولا [illegible] من ذكر الله [illegible] ويرضاه

سبحانه

هذا وليعلموا انا على حضرة مولانا الشيخ [illegible] والمسئلة ان يوفقه لما يحبه ويرضاه ويديم
عينكم [illegible] وعلى الاخ الشيخ [illegible] جزاه الله عني خير [illegible] فيما فعل والمسئلة
[illegible] ان يجزيه عني ويمتعكم الله بولده كرم المبارك العلامة ان شاء الله الا وهو ابراهيم
جيلاني [illegible] وجميع الوارث منكم بعد [illegible] وليعلموا [illegible] كفاية
الله فاني [illegible] آمنه الله من كل سوء في الدنيا ويوم [illegible] وارجو كمال
تبلغوا سلامي سيدي الوالد [illegible] والولي الشيخ حامد والاخ مصطفى وان كان ذلك ليس
من الادب [illegible] اولادكم واقبلوا منها [illegible] ضاعف الله لها
الحسنات واني داع لها [illegible] المقصود وما اعرب [illegible] شكركم جميعا
وانا اسئله تعالى ان يشكر سعيكم فيما فعلتموه معي ويجعلكم [illegible] يوم لا ينفع
مال ولا بنون واسئلكم [illegible] فاني والله [illegible] وهذا [illegible]
[illegible] الذي [illegible] لما اعلم من سيدي هذا [illegible] وصلت [illegible] تاريخ [illegible]
لم يذهب من [illegible] المشرفة ولا بابور [illegible] جلسي [illegible] شهرها [illegible]
[illegible] بابور [illegible] على [illegible] في بابور [illegible]
[illegible] المسئلكم الدعاء [illegible] الامور كلها [illegible]

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على اشرف المرسلين
سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين اما بعد فقد طالعت
هذا الكتاب المسمى بالدولة المكية بالمادة الغيبية تأليف
العالم العامل السني الكامل الشيخ احمد رضا خان الهندي
البريلوي فوجدته اجل برهان ساطع واقوى حسام
قاطع لظهور المنهج بين ادلة دليل وارغما انوف الملحدين
وكل ما جاء به في هذه الرسالة من النصوص فهو حق وصدق
صادع بجمع النصوص وبين ناظر المؤلف في جميع ما كتبه فهو محبوب
وممدوح بلا مزيد وجزى الله عنا خيرا المؤلف والشيخ
الشيخ يوسف النبهاني فقد كفانا المئونة في كتابيه شواهد الحق
في الاستغاثة بسيد الخلق صلى الله عليه وسلم وحجة الله على العالمين
في معجزات سيد المرسلين سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فعليك
بمراجعة الكتابين تهديو تحي من الموقنين والاحاجة الى جلب
النصوص فلم يبق لعاقل من المسلمين الا الرضا والقبول وجه اعلمت
الواقف عليه والله اسأل ان يكثر من امثال المؤلف الشيخ احمد
رضا خان وجزى الله علماء المسلمين عنا خيرا واجزل لهم الاجر
بجاه سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وعلى آله وصحبه اجمعين

كتبه الفقير الى عفو ربه ورضوانه الحسين بن محمد بن علي بن حسن
عمار بن الكبيب بن علي بن محمد بن علي بن زيان بن علي بن محمد
ابن نصر بن احمد بن يحيى بن احمد بن محمد عبد الله بن عبد الواحد بن
عبد الكريم بن عمر بن محمد بن عبد السلام بن مشيش بن ابي بكر
ابن علي بن حرمة بن عيسى بن سلام بن مزوار بن حيدرة بن محمد بن
ادريس بن ادريس بن عبد الله الكامل بن الحسن المثنى بن الحسن بن علي
ابن ابي طالب رضي الله عنهم اجمعين وعنا بهم آمين ١ه
في صفر الخير ١٣٢٣ في المدينة المنورة بانوارها على ساكنها الصلاة والسلام

[signature]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين

اما بعد فاهدى فضيلة سيدى الاستاذ المحترم الشيخ محمد كريم الله حزب السلام سبحان رضاه ودعائه على الدوام اعرض اخذنا اوراق تلغراف وتالى تلغراف بخصوص الدولة المكية وقال فضيلة الاستاذ الشيخ عبد الحميد افندى العطار ارسلها الى فضيلة المفتى افندى لاجل ان يقرظ عليها وان شاء الله تعالى قريبا ناخذها ونعطيها اياها ونرسلها لكم مع بلوغ سلامنا الى من يلوذ بجنابكم ومن عند حضرة شيخنا ووالده الشيخ محمد تاج الدين افندى ومن الشيخ عبد الحميد افندى العطار بعد هام السلام

۱۵ رجب

الدلائى



بسم الله الرحمن الرحيم ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

الحمد لله رب العالمين القاهر القوي المتين القامع لجيش الضلالة المتعنتين بالعلماء العاملين الذين حازوا قصب السبق في كل وقت وحين الهادين من ضل بفهمه السقيم الى الصراط المستقيم بادلة واضحة كالشموس ينتعش بها الفكر وتحيى بها النفوس والصلاة والسلام على سيدنا محمد الرحمة المشرقة شمسها في كل زمان وعلى آله واصحابه السادة الاعيان صلاة وسلاما دائمين نستمنح بهما الحفظ والامان اما بعد

اعلم ان معرفة الحقيقة المحمدية قد عجز عنها سائر البرية وقد ورد عنه صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال يا ابا بكر والذي بعثني بالحق بشيرا لم يعلم حقيقتي غير ربي ولذا قال سيدنا اويس القرني رضي الله تعالى عنه لاصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ما رأيتم من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الا ظله قالوا ولا ابن ابي قحافة فقال ولا ابن ابي قحافة وقد قال الشيخ ابو الحسن الشاذلي رضي الله تعالى عنه صدق اويس رضي الله تعالى عنه ان عليا رضي الله تعالى عنه كان مقامه ادرك نفس رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وعثمان رضي الله تعالى عنه كان مقامه ادرك قلبه صلى الله تعالى عليه وسلم وعمر رضي الله تعالى عنه كان مقامه ادرك عقله صلى الله تعالى عليه وسلم وابو بكر رضي الله تعالى عنه كان مقامه ادرك روحه صلى الله تعالى عليه وسلم وحقيقته صلى الله تعالى عليه وسلم السر المكنون لا يطلع عليه الا الله تعالى وقد قال الامام [illegible] الطرابلسي رحمه الله تعالى حقيقة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم سر غيب من اسرار الحق تعالى لا يطلع عليه في هذه الدار سوى الرب ولا يكشفه لاحد غيره تعالى لا نبي مرسل ولا ملك مقرب اذ حقيقته من السر المكنون

وهو الذي يخبر أويس القرني بالفضل ثم إن المؤمنين يتفاوتون في إدراكهم فكل
أدرك من ذلك بحسب قربه منه صلى الله تعالى عليه وسلم وأعظم الناس إدراكا الخلفاء
الأربعة رضي الله تعالى عنهم أبو بكر وعمر وعثمان وعلي كما هم أشد الناس قربا منه صلى الله عليه وسلم
لكن لما اختلف مقاماتهم اختلف إدراكهم فكل ذي مقام أدرك منه صلى الله تعالى عليه وسلم
حقيقة توافق مقامه كيف وأرواح العلماء والعارفين من الأنبياء والمرسلين
وجميع علماء الأمة الصالحين يستمدون منه صلى الله تعالى عليه وسلم العلوم والحكم والمعارف الربانية
والأسرار الملكوتية والأنوار حتى يوجد منه [illegible] الأرواح فكل ما يجري في العالم
من التصرفات العرفانية والفتح الإلهية مستمدة منه صلى الله تعالى عليه وسلم إذ هو العارف
والهادي لكل من اهتدى وغيره من الهداة [illegible] على وفق ذلك لتهدي
إلى صراط مستقيم ورقائقه علينا منه صلى الله عليه وسلم وجميع الأنبياء والمرسلين يستمدون
منه صلى الله تعالى عليه وسلم إذ هو قطب الأقطاب [illegible] رضي الله تعالى عنه [illegible]

محمد من الحول الخير توسط ... عند الورى [illegible]
تفادى يا خير النبيين واسطة ... علينا من الفيض العميم المجود
صلى عليك الله [illegible]

وإني ثبت [illegible] إن الحق [illegible]
وعلى [illegible] الخلفاء ثم إني قد اطلعت على الرسالة المسماة بالدولة المكية
بالمادة الغيبية [illegible] تأليف الأستاذ الفاضل الشيخ أحمد رضا

الحنفی القادری فانہ قد بیّن فیھا ما یزیل الاثم و یذھب السقم من ردع المنافقین و قمع الجاحدین فجزاہ اللہ تعالیٰ خیراً جزیلاً والقاہ فی نحورھم سیفاً مسلولاً وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد الفاتح لما اغلق والخاتم لما سبق ناصر الحق بالحق و علی آلہ وصحبہ وسلم

العبد الحقیر احمد بن محمد بن محمد خیر
المساری منشأً والعباسی نسباً
والمدنی اقامۃً تحریراً فی ٥
من شھر جمادی الاخری سنۃ ۱۳۳۰ من ہجرۃ من علیہ افضل الصلاۃ والسلام





حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے حجرے کا موجودہ منظر

بسم الله الرحمن الرحيم

هذه صورة ما رقم ببنان ارباب الفضيلة ومدرس [illegible] بقية السلف الصالحين وبركة اهل الملة والدين السيد [illegible] بن السيد [illegible] المغربي نسبا والمدني [illegible] السعدي [illegible] القادري الرضوي اجازة

الحمد لله الذي هدى اهل طاعته لنصرة الدين [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والصلاة والسلام على سيدنا محمد [illegible] [illegible] وعلى آله الذين [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] [illegible]

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده

نحمدك یا من ازلت جنود فکر اعداء وباغی الضلال ونشکرك على تسدید القاطعین
بفرق هذا الدین الحنیفی والناصبین عند شد الضلال ونصلی ونسلم على اول المخلوقات
المطلع على الغیبات وكان بها علیما المنشور علیه رایة قوله عزوجل وعلمك مالم
تكن تعلم وكان فضل الله علیك عظیما وعلى آله الاطهار واصحابه الاخیار

وبعد فلما وردت المدینة المنورة مهبط الامین وتشرفت بزیارة حبیب
حبیب رب المرسلین علیه افضل الصلاة وازكى التسلیم كلفنی بعض الاخوان اصلح
الله لی ولهم الحال والشان ان اسرح النظر فی ریاض هذا المؤلف الجلیل المستغنی
عن الاطراء والتطویل الموسوم (بالدولة المكیة بالمادة الغیبیة) من تصانیف
علامة العصر بل الاوان مولانا الشیخ احمد رضا خان فلم تسعنی الا الاجابة لسؤالهم
وقبول ملتمسهم فنظرت بها نظر مستعجل لسیری لوطنی حسین عن الشواغل
والفتن فوجدت التحقیق یتلألأ من غصونه وینبوع التدقیق یتدفق من عیونه
ولا عجب فالمؤلف المفضال ذو الباع وفی سائر العلوم الباع ای باع
فیا له من مؤلف اجناسه جامعة وفصوله مانعة ذو حجج قاطعة وبراهین
ساطعة لا زال ملجأ للمستفیدین وکهفا للطلاب الیقین یبقی علینا
شیء وهو ما ینسب لهذا المفضال من القول بالمساواة بین العلمین فهو محض
افتراء واختلاق وکذب وبهتان اذ شاهدنا فی اثناء المطالعة ما یکذب
هذه الضلالة ولا دلیل بعد المشاهدة وبالاخیر نلتجی الى الله عزوجل ان یکبت
المؤلف المفضال من المناصرین لهذا الدین والمتمسکین باذیال سید المرسلین
اللهم وتفضل على العلماء بالمثابرة على الارشاد الى طریق الرشد والسداد وعلى الطلاب
بالجد والاجتهاد وعلى جماعة المسلمین بالرجوع الى رب العباد وحده جمیعا بالسداد الاکبر
وختم لنا بالخیر

العبد عبد القادر ...

بسم الله الرحمن الرحيم صلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تقريظ

نحمدك اللهم يا كريم يا وهاب يا ذا الطول، يا من لا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول، ونصلي ونسلم على نبينا محمد حبيبك ولد عدنان، الذي ايدته منك باوضح حجة واتم برهان، الذي اطلعته على سر غيبك المكنون، وارتضيته بعلمك علم ما كان وما يكون، وعلى آله واصحابه الذين قدروا حق قدره بعد ما حققت لهم الثبوت والعلم علما لا يشكون

اما بعد فقد تشرفت بالاطلاع على الرسالة المسماة بالدولة المكية بالمادة الغيبية التي الفها الاستاذ الفاضل النحرير الفاضل في هذا العصر والزمان، ويتيمة الدهر والاوان الشيخ احمد رضا خان، وسرحت النظر بالامعان فيما احتوت عليه، وجنيت من جواهر معانيها ما يجب الركون عليه، فالفيتها في الحقيقة من الالهامات الربانية، والفتوحات السابغة النورانية، وافتنا بكل ما يجول وتصول، مناضلة عن حقوق سيدنا ومولانا الرسول، اعربت عن سبيل الرشد باصدق مقال، وماذا بعد الحق الا الضلال، وازاحت خفا الشك والترديد لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد، فجزى الله مؤلفها عن الاسلام واهله جزاء الاحسان، وكثر الله امثاله في كل وقت ومكان، وعنونها تلقيتها بالاذعان والقبول، جاد لي يراعي ان يكتب وسمح لساني ان يقول

الناس بين مسالم ومناضل، والحق يحسم نزعات الباطل،
واخو التعالي يخفي الحاجة، ان رامه سقم السواد العاطل
تتنازع بين حزب الفضل وبين، لا يقتفي نهج الطريق العادل
انا الفي زمن تراكم زيغه، وتشكلت صور الضلال الشاغل
لولا اسود واستعون هاجم، لتزلزل الدين القويم بما بلي
يا ايها الخبر حسبك تبعة، نبغت الخليل من الكرام الاول
فاصدع بامر فيه مفخرا لكابر، واجهر به في كل نادي حافل
ان الرسول بكرتي امعجز، خص فيه مختار الموالي العادل
وارام ذكر الغيوب تكرها، رغما لانف لجاحد المتطاول
بجزاك ربك كل خير منحة، منه وفضلا في القريب العاجل
وانا لك الحسنى ونيادة، وهنيئا لما وعد ابا على مخذول

، المعتقدين
كتبه الحقير الى ربه خادم العلم الشريف بالحرم النبوي عبد الكريم ابن الناجي بن عمر بن عبد الله التونسي لما لكي الخلوتي اصلح الله حاله وبلغه في الدارين امانيه، امين

بسم الله والحمد لله والصلاة والسلام على اشرف خلق الله وعلى آله وصحبه ومن والاه اما بعد فيقول العبد
لربه والفقير اليه الداعي الى سبيله والجامع عليه المسكين السيد احمد بن سيدي ومولاي العالم العامل المرحوم المبرور
السيد الشريف الحاج محمد اسعد افندي ابن المرحوم المبرور السيد الشريف محمد نعمان افندي ابن المرحوم الشريف
السيد عبد الرزاق افندي الجيلاني نقيب السادة الاشراف ومفتي الاسلام وشيخ السجادة القادرية بمدينة
حماة الشام المتصل نسبه الشريف الطاهر بحضرة جده سلطان الاولياء سيدنا عبد القادر رضي الله عنه وجعلنا
من بعده وسيلتنا بجده الحبيب الاعظم بانه بكرمه وسيلتنا الى الله تعالى قد كحلت الطرف وسرحت النظر. وطالعت
بهذه الرسالة الحاوية على نفائس الدرر المباركة الزاهية المسماة بالدولة المكية فحصل لي تمام السرور ودعوت
للمؤلف بعظيم الاجور وشفاعة الحبيب يوم النشور وبان يتغمده الله عز وجل برحمته ويديم عليه سابغ نعمته
ويجعلها جائزة الرضا والقبول ويهديها اليه الهدى والوصول امين اما وصف تلك الرسالة المنيرة فانها بحمد الله
مستغنية من المدح والتقاريظ مني ولذلك عزفت عن الاطناب بمدحها وطويت دون كشحها اذ ان تقاريظ
الفضلاء البليغة كثيرة وانها بالنسبة الى حقيقة وجهدي بقي علينا شيء وهو ذكر فضل المؤلف سلمه الله وانا له
رحمته ورضاه فهذا ايضا ما هو مشهور بالعيان عن مشهور من اهل الفضل من قاص ودان وقد تلاقيت في مدينة
طيبة الطيبة بالرجلية العالية الصالحية ... بالطرف الى اجتماع ومرة فوجدته لي باحسن خلقه
واكمل وصف ولما تشرفت بكمال من حسن محبته لسيد الابرار واخلاص مودته لعترته سلطان الاولياء ثم ...
محبة الله القريب المجيب لانه (المرء مع من احب الحبيب فهو حبيب) وهذا حسب حال من توجه الله الكريم حصل بالسماع
قبل حصول الاجتماع. وقد تقدم مقام العين من اعيان الازمان والاذن تعشق قبل العين فانعقد ...
ولا ريب بما اخبرني هنا من اخبار الثقات الصادقين ... اعني السيد احمد علي والشيخ كريم الله وغيرهما
المولى لما فيه صلاح الدين والدنيا ومحاسن طيبها تصنيفا ويؤيد ... تحقيقا انه اكرم ...
يدل على السير واما هذا المؤلف المنيف تدل على علمه الغزير وفضله الكبير ولو انه اخصامه عدلوا
وانصفوا ولعقدوا محبته للحبيب الشفيع عرفوا لما وسعهم الا التسليم له والانقياد والاقرار بالاعتراف
عليه والانتقاد لكن الذي يرجى من قوم ... وغلظوا ولعنادهم العظيم جهلوا ...
المعظم فرطوا بل هو عليه وآله افضل الصلوات وازكى التسليمات ...
(... عليه واعظم ...) ولعمري لم يخرجه ...
الا ... عليه وآله افضل صلاة وسلام ... كريم حليم ...
... على خلق الله ... فرحم الله ...
... عليه وآله افضل الصلاة والسلام ...
... الى السعادة ... العالم الفاضل ...

بالخطيئة واللوم من لقد كذبهم بجهلهم بحيث النظر والعيان وشاهد المراجعة والانتباه ، وحينا أو كان
عاريا من العيب والشين ، ما لا لبهتانا مبين . فحصلت على رتبة القدر في الدنيا وزيادة الأجر في العقبى
وعلو المنزلة والدرجة عند المولى . وكان ما فعلوه على نصرتك أقوى دليل ، وكرامة لك من مولاك عز وجل قيل
(وإذا أراد الله نصرة عبده كانت له أعداؤه أنصارا) وكيف لا (ومن تكلم برسول الله معظما قد أيد
الروح في إجابتها نجم) لأن الأجر أن تكون مظهرا لسر قوله صلى الله عليه وآله وسلم (روح القدس مع حسان
ما نافح عن رسول الله) وأن يؤيدك الله تعالى بروح القدس أيضا ما نافحت عن [illegible] الله عز
عن أولياء الله ودمت على الأضداد منصورا وبعين العناية منظورا . وسيف القدرة بيدك
مشهورا مشهورا وعلم الهداية على رأسك منشورا بجاه صاحب الرسالة وبحرمة أبناء الزهراء
والحمد لله والفائزين بالوصال يا من حفظ لك نظمها الشريف وعلى ذريتك جميعهم كلهم والطريف
والصيك بالترتيب لخدمة هذا المقام الرفيع العالي فأقول هذا يكفيك من كلام [illegible] قائله
ما قال (محمد صلى الله عليه وسلم جرت نوابه بحيث كل الكمال فيستغني به من كل شيء وهل من بعد يجي بالكمال)
هذا ولعلك تتصل إلى الفاضل من شيء في خطابك وأنت بريء منه وهو القول بتساوي
علم الله مع علم المخلوق فيه الفرق الثابت في اجتهاد . البديهي المعلوم ضرورة لكل أحد فإنه أثبت شيئا
بالنسبة له لا منه ولا من تلامذتك ولا يخطر ببال فضلا عن أن تتلفظ به في المقال فكيف يأتي أنه حقا لأنهم
أن يكتب كتاب أو يخبره في جواب أو ينص في خطاب فما هذا إلا بهت في الديانة ووسواس وخيال
خيال ولعله ممن قال (إنما الباطل ليلا لكنه أبرز ثوب الحق [illegible] وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا)
ومنها أراد أهل الباطل إخفاء الحق وإطفاءه فإن الحق عز وجل له ظهير وناصر وها نحن نختم كلامنا بقول الحكيم

(الحق نور ليس يخفى ضوؤه ولو انطوى في [illegible] غيمة تخفيه أو هام الحواسد وهو في
(الإنها من بينا الحقيقة هو يتراءف الأنفاس روية الحق والله جبار ليحرره ويتم الناصر
(ويقول) وأمي حضرة الجبار لله أبدا ولا [illegible] صابرا وفي القلب الحق غير منكر
(ويضيء محقا وربك قادر) والحمد لله رب العالمين

كتبه على بركة الله تعالى بطيبة الطيبة
بعد زيارة الجد الأعظم سيد الأنبياء صلى الله عليه وسلم
الفقير عبد ربه أحمد [illegible] الحسني [illegible]

قاله بفمه ورقمه بقلمه وختمه بختمه



بسم الله الرحمن الرحيم

حمداً لمن أطلع شموس العرفان في بصائر أهل الإيمان وأصلي وأسلم على سيده الجامع ونوره اللائح وآله والأصحاب إلى يوم الرجوع والمآب وبعد فقد من الله سبحانه وتعالى علي بالاطلاع على الرسالة الشريفة والنخبة المنيفة المسماة بالدولة المكية بالمادة الغيبية في الرد على الوهابية والفرق العاتية في الظلام فلعمري لقد سمعت عليه علية العلماء والسلام العالم العلامة والبحر الفهامة معدن الفصاحة والبراعة أجل علماء أهل السنة والجماعة منبع الإرشاد والبيان مولانا وأستاذنا الشيخ أحمد رضا خان أدام الله النفع به وبعلومه مدى الأيام يحسد عليه العلماء الأعلام فوجدتها شافية كافية جامعة وافية تدل على جلالة علم مؤلفها الإمام وأنه من أكابر علماء السنة الأعلام نفعنا الله به وبعلومه ومؤلفاته وأدام علينا وعلى المسلمين من نفحاته وبركاته ما حرك فولالقائل والجول الخالي عليهم ثم وفيما سوءها مطالعتي أبياتاً المؤلف الشريف ذي القدر المنيف

ماذا أقول وأبتدي في وصف ذا الروض النضير ... يتبع المنطوق به فلا

يحتاج للذهن المطيب ... أسرت به كل القلوب فقلبنا اليوم الأسير

سقياً له بين الكتب ... عن روضة فيها عجيب هذا أن ذا المؤلف

من كل فائدة عجيبة ... ولقد علت قدم مكرب في الطروس لينتهي

وحده الأشيب فهو مقصود لطيب ... يحكيك عن كنب الجواهر من طويل وقصير

لله در مؤلف وله التناجم العجيب ... سبق الأوائل سبقاً وجا بما شق الأب الكبير

ولقد أبار جيوش تضليل ببرهان منير ... فتحيرت الباحثون منه ومالهم نصير

لا ريب في أن الهام لصرة الحق النصير ... هذا العزيز منحة من سيد الرسل البشير

صلى عليه وسلما والآل والصحب الغدير ... وانظر مطالعتي له تاريخها حسن لا نظير

١٤٠ ٣١ ١١٦٠
سنة ١٣٢٤

كتبه الملتجي للعاجز من الديار المصرية المحرم خير البرية الفقير محمد علي الرحماني
خادم منبل العلماء
بالحرم الشريف

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدك يا الله يا من علم الانسان ما لم يعلم تعليما ويا من خاطب حبيبه بقوله وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما اللهم صل وسلم على سيدنا محمد الذي جعلته سيد من اطلعته على غيبك وامانه وعلى آله وصحبه قادة اهل السنة والجماعة والتابعين لهم باحسان الى قيام الساعة

اما بعد فقد اطلعت على الرسالة المسماة بالدولة المكية للعالم العلامة الشيخ احمد رضا خان فخر علماء الديار الهندية وذلك عند مجاورته في مدينة سيد البرية سنة ١٣٢٣ من الهجرة النبوية على صاحبها افضل الصلوة واتم التحية فاعجبتني تلك الرسالة اعجابا ما عليه من مزيد فسبحان الله الذي يؤتي الحكمة من يشاء ويرزقه ولا غرو فكم لله من عباد يصلحون في الارض ويزيلون عنها الفساد فحفظ الله مؤلفها المتبحر النقاد وجزاه احسن الجزاء حيث افاد واجاد واتى بالمراد وفرح بذلك لاهل السنة الفؤاد وكدر بتلك قلوب اهل الضلالة والعناد وبالجملة فقوله تعالى ولا دلالة فيه لنفي الاخبار بجميع المغيبات قد وقع كثيرا لبعض الاولياء والمقربين فما بالك بسيد الانبياء والمرسلين فقد اخبر ببعض المغيبات سيدي الوالد السيد وشيخ الولي الشهير ذو الكرامات قبل انتقاله وهو عندنا مشهورة اشتهرتها عن التعبير موقع الامر كما قال رحمه الله تعالى ومن جملة ذلك انه اخبر وهو صحيح البدن انه يموت بعد ايام قليلة وان زوجته حاملة انثى وقد كان لم تم لها اربعة اشهر ثم لم تلد له انثى قط فمات بعد ذلك الاخبار قبل ولادتها بعد ان تطهر وذكر انه وكان الحمل اذ ذاك عمره شهرين فبعد نحو سبعة اشهر من موته وضعت انثى كما قال رحمه الله رحمة واسعة وقبره في الجاورة مزار من سائر الاقطار وله الى اليوم كرامات ظاهرة فمثل ذلك وقع كثيرا للاولياء فما ظنك بسيد الاولين والآخرين فانه صلى الله عليه وسلم لم ينتقل من هذه الدار الا بعد ان اطلعه الله حتى على الخمسة قال ابراهيم الباجوري في شرح البردة انه لم يخرج صلى الله عليه وسلم من الدنيا الا بعد ان اعلمه الله تعالى بهذه الامور الخمسة

قاله بفمه وكتبه بقلمه خادم العلم الشريف
بالحرم المكي الشريف السيد محمد بن
السيد ... الحسني الادريسي
تحريرا بالمدينة المنورة في شهر جمادى
الثانية سنة ١٣٢٤

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي [illegible] (وكل شيء عنده [illegible])
[illegible] عظيما ونشهد أن [illegible] تعالى [illegible] ودعا [illegible]
[illegible] وارتضاه [illegible]
بشيرا ونذيرا [illegible] يا أيها النبي إنا أرسلناك شاهدا ومبشرا
وداعيا إلى الله بإذنه وسراجا منيرا [illegible] ما كان [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] وأنا [illegible] [illegible]
جانب التوحيد [illegible] [illegible] العالمين
[illegible] الباب [illegible] الأولياء [illegible] صلى الله عليه وسلم على أكرم باب [illegible]
[illegible] [illegible] الخير والبركة أغلظ حجاب [illegible]
[illegible] وتمسكوا بأذيال [illegible]
[illegible] [illegible] على المسلمين [illegible] ما عبدنا [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] أفرطت وفرطت فما فرطت [illegible]
ثم أما الوسيلة العظمى صلى الله عليه وسلم [illegible] الباب التي [illegible]
[illegible] ودين الله [illegible] الغالي والجافي والمفرط والمفرط [illegible] المعظم
[illegible] الذي [illegible] وأرسل به أنبياءه [illegible]
المقتصد وإفراط [illegible] الغالي كذلك مذهب أهل السنة والجماعة
وسطا معتدلا [illegible] هذا وإن [illegible]
[illegible] [illegible] التي هي على [illegible]
الاعتدال [illegible] قولهم إن [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible]
[illegible] مع الله تعالى [illegible] ودعا [illegible] والدعاء عبادة [illegible]

تحقيق بالنقل فلذا صح صرفه لغير ذاته فتشرفوا هذا [illegible] تحرير [illegible]
صدر العلم فتقوا هذا الترتيب والنقل . وأناروا بضياء براهينهم
ظلمة الإشكال وبينوا ان استغاثة المؤمنين بسيدهم صلى الله عليه وسلم
محمول على طلب شفاعته العظمى والتوسل بجاهه الأعلى والأنبياء لم [illegible]
بعد وفاته كما هو في حال حياته وهو صلى الله عليه وسلم لم يزل
ما ملاذ الخلائق [illegible] مطالبهم ومهامهم اذ هو وجيه [illegible]
مقبول الشفاعة كما [illegible] السؤال فالله المعطي وهو صلى الله عليه وسلم
القاسم الذي يقسم ما يعطيه تعالى لعباده من النوال [illegible]
[illegible] عليهم في [illegible] المكرم صاحب الرسالة التي صنفت
في العجم وكبرت في العلم جزى الله مؤلفها خير الجزاء [illegible]
العطايا في دار الجزاء [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] فانه [illegible]
فاكرر ذلك [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] في [illegible] [illegible] [illegible] هذا العلم [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
وجعله تحت نظر [illegible] [illegible] عليه [illegible] لي [illegible]
افضل صلوات [illegible] رب العالمين [illegible]

[illegible]

من تتمة نسخة

(المسماة الدولة المكية بالمادة الغيبية)

هذا وإن جرى من جنابه المؤلف الفاضل أن يشملني بصالح دعواته فأنا مرجو القبول إذ هو إن شاء الله تعالى من خلص أحبة هذا الرسول (صلى الله عليه وسلم)

محمد توفيق الألوسي

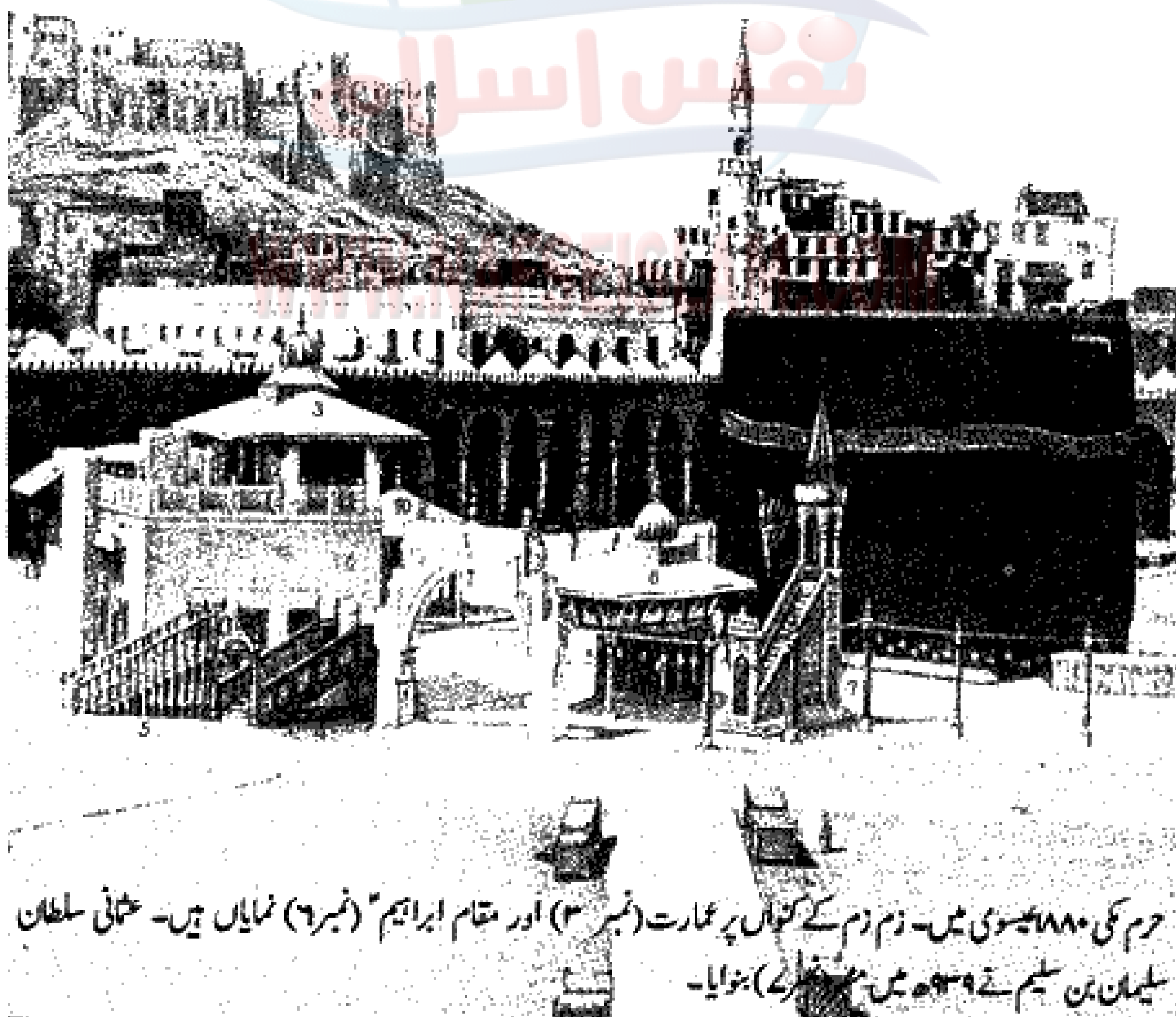
الأنصاري

المجاور بالمدينة المنورة

الحمد لله الذي خلق الخلق واصطفى من بينهم آدم وعلّم الأسماء ومدح العلماء بقوله تعالى
إنما يخشى الله من عباده العلماء والصلوة والسلام على سيدنا محمد الذي علّمه الله علم ما
كان وما يكون في الأرض والسماء جزاه الله تعالى عنا أحسن الجزاء فلقد مدح
علماء أمته بقوله عليه الصلوة والسلام علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل وهو
غايات المدح والثناء أما بعد فلما طالعت هذا الكتاب المستطاب وجدته كتابا
جليل المقدار عظيم النفع لأهل السنة والجماعة الذين يقتدون بسيدنا محمد صلى الله
تعالى عليه وسلم في الأفعال والأقوال والأحوال والآراء فسبحان من أيد علماء
السنة الذين قاموا بحمايت دين الإسلام وأهله من التعرض والطعن من
جهة المبتدعين الضالين المضلين الراجعين القهقرى من التمسك بالعرى
الدين والشرع المتين ولله در أسيادنا العلماء الكاملين واصل
درجة حق اليقين وأصلين كيف لا وهم نجوم أهل الهدى والدين
أعني بهم المقرظين لهذا المؤلف المبين فلقد أصابوا الحق والصواب
في الدنيا والدين جمعنا الله وإياهم في جنة الفردوس مع الرضى من الله
والقبول بجاه سيدنا ومولانا الرسول صلى الله تعالى وسلم عليه
وعلى آله وصحبه وجميع من انتمى إليه كتبه خادم نعال العلماء
بالمدينة المنورة المدرس بالمسجد النبوي محمد [illegible]
بن [illegible] ذي القعدة ١٣٢٩

الدولة المكية في المادة الغيبية للعلامة
المحقق المدقق بحر العلوم والعرفان قامع أهل البدع والزيغ

يقول الفقير إلى مولاه يعقوب بن نجيب أحد خدام العلم الشريف بالحرم الشريف النبوي
هذا بيان رؤية منامية رأيتها ليلة اطلاعي على كتاب الدولة المكية والمادة الغيبية
هو أني بعد قراءتي لخطبة الكتاب المذكور نمت فرأيت السماء قد انفتحت ورأيت فيها
كتابة من نور وحروف الكتابة في غاية العظم فحصل لي استغراب عظيم وكنت [illegible] ثم
استحضرت أن ذلك من بركة مطالعتي لهذا الكتاب ثم بعد تمام المطالعة شرعت وكتبت
بعض كلمات مدحها ببعض ما يجب لمؤلف هذا الكتاب فرأيت في تلك الليلة أنا أحد
أبواب الحجرة المطهرة المسمى بباب التوبة قد فتح هذا [illegible] وبعض الناس منهم
ودخلت معهم وأنا قاصد زيارة [illegible] الحبيب [illegible] حجرة [illegible] رسوله ثم إلى
رأيت قصعة فوق الجدار فشممتها ماء فاشتقت للشرب منها ثم توقفت عنه حتى
استأذن ثم تذكرت شرب النبي صلى الله عليه وسلم من القصعة التي رآها على العير
حين رجوعه من المعراج بغير إذن فتناولتها فوجدتها مملوءة لبناً خالصاً فشربت
حتى رويت وألقيت ما فضل مني وأنا واقف عند باب التوبة المتقدم
ذكره وكتاب الدولة المكية فوق صدري ضاماً عليه يدي ثم انتبهت من
النوم وجزمت بأن هذا الكتاب له شأن عظيم ومحبوب عند رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم



حرم مکی ۱۸۸۰ عیسوی میں۔ زم زم کے کنوؤں پر عمارت (نمبر ۳) اور مقام ابراہیم (نمبر ۶) نمایاں ہیں۔ عثمانی سلطان سلیمان بن سلیم نے ۹۵۹ھ میں منبر (نمبر ۷) بنوایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والصلاۃ والسلام
علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ واحزابہ
اما بعد فقد اطلعت علی ھذہ الرسالۃ السنیۃ المسماۃ
بالدولۃ المکیۃ فی الرد علی الوھابیۃ لمؤلفھا الاذکی
الفطین النجیب الشیخ احمد رضا خان فوجدتھا حریۃ
بالقبول لتعلقھا بتنزیہ اللہ تعالی عما لا یلیق
وسیدنا الرسول منح اللہ مؤلفھا القبول والاقبال
وبلغہ المنی ونیل الجاہ بمحمد وآلہ وصحبہ والال
کتبہ الفقیر الی اللہ تعالی الراجی عفو ربہ المجید
خادم العلم بالحرم النبوی محمد بن عبد
فی اخر رمضان شریف ۱۳۲۹ھ



منٰی کی وادی وہ جگہ جہاں حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرنے لٹایا گیا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی علم نبینا ما لم یعلم فصار من علومه علم اللوح
والقلم فنصلی الله علیه وعلی المؤید بعلم وبعد فقد طالعت
الرسالة الرائقة والعجالة الفائقة اعنی بها الدولة
المکیة بالمادة الغیبیة لوحید دهره وفرید عصره
علامة الزمان مولانا الحاج احمد رضا خان ادام الله
فیوضه علی الراغبین ونفع بعلومه الطالبین عند الفاضل
المحترم الماجد المکرم محبی فی الله محمد کریم الله بلغه الله الی
غایة ما یتمناه فقد اتی فیها بما یشفی العلیل ویروی الغلیل
ودقق فیها مسئلة علم الغیب وحقق بما لا شک فیه ولا ریب
واستبان منها ان ما نسب الیه من القول بتساوی علم سید الخلق

صلوات الله عليه بعلم الخالق لعليم فهو كذب وبهتان
عظيم فاحسن الله سبحانه جزاءه في الدارين ورفع
مداركه في الكونين كتبه محمد ... الدراسي ... في المدينة المنورة على صاحبها الف الف صلاة وسلام
في ١٥ ربيع الاول ١٣٢٤



مسجد اقصیٰ کا وہ منبر جو ۱۹۶۹ء میں تباہ کر دیا گیا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين والعاقبة للمتقين
ولا عدوان الا على الظالمين وبعد فلما تشرفت بالرسالة المسماة بالدولة المكية في العلوم الغيبية لمؤلفها العمدة
العلامة الاكبر للعمدة الفهامة الاشهر من ذاع علمه وفضله وشاع وتشنفت بقراءة جواهر نظمه ونثره الاذان والاسماع
العارف غير به الدال عليه في كل زمان ومكان الشيخ سيدي احمد رضا خان حضرت ساحته ودامت محفوفة باللطف
والرعاية والعناية معاليه وسرحت الطرف في جواهر الفاظه ومبانيها واجليت الفكر في ازهار رياض معانيها فصادفتها
الغيث ودرر فرائد جادت بها لجة البيان فائقة الاتقان وغرر فوائد جادت بها مرائق الاذهان بالغة الاصول والفروع
متوجة بالدلائل القرآنية الصريحة القاطعة والاحاديث النبوية الصحيحة الساطعة والبراهين العقلية الجلية الواضحة
حاسمة لشبه اهل الغواية الفاسدة الباطلة دامغة لمعتقداتهم البائرة الخاسرة الكاسدة العاطلة ذابة عن
كمالات علوم خير البرية عليه افضل الصلاة وازكى التحية متمسكة بعقيدة اهل السنة السنية التي من تمسك به
فقد استمسك بالعروة الوثقى والسعادة الابدية وفاز بالنهج القويم الذي لا اعوجاج فيه واعتصم بحبل الله القوي المتين
الذي لا شبهة تعتريه ولا يخفى على كل ذي بصيرة حميد السيرة منور السريرة ان الله سبحانه جل علاه اختار وفضل
حبيبه الاعظم على سائر انبيائه ورسله وملائكته وجميع خلقه جملة وتفصيلا فافرغ عليه الكمالات العظمى التي لا غاية لها
وعرج به الى انوار التجليات والمشاهدات العليا التي لا يمكن التعبير عنها فجلا بكل الانس والكمال والجمال
وتوجه بتاج المحبة والقرب والاتصال حتى شاهد سنا الجبروت وعجائب الملك والملكوت وخلع عليه
خلع الانوار والاسرار والرضى وزاده تشريفا بقوله تعالى ولسوف يعطيك ربك فترضى وكشف له خفايا الرموز
وخبايا الكنوز من العلوم اللدنية الالهية والاسرار الغيبية العلوية والسفلية وما كان وما سيكون من مغيبات
علمه المصون المكنون من علم الساعة وغيرها اجمالا وتفصيلا على ان من خاض بحار اسرار الآيات البينات
وخوارق المعجزات ولاحت له انوار البشارات الخيرات وبوارق الاشارات ادرك في ذلك ادراكا قاطعا
بلا شبهة ولا زور وبراهين ساطعة [illegible] تنشرح لها الارواح والاشباح والصدور وكيف لا وهو
سيد الاولين والآخرين وخاتم الانبياء والمرسلين [illegible] مستمدين من فيوضات علومه وبركاته استفاده

ولله در الامام البوصيري رضي الله تعالى عنه اذ يقول

وكل آيٍ اتى الرسل الكرام بها ٭ فانما اتصلت من نوره بهم

وقوله دع ما ادعته النصارى في نبيهم ٭ واحكم بما شئت مدحا فيه واحتكم

ولو تتبعت بعض معجزاته وشمائله الشريفة والفضائل والمآثر لضاقت عن احصارها الدفاتر وكلّت الاقلام وعجزت المحابر اذ لا يعلم نهاية فضله وسمو قدره الا الله الذي تفضل عليه واصطفاه وقربه اليه واجتباه ولا ينكر ذلك الا جهول او حسود فمثل [illegible] معروف [illegible]

ما ضر شمس الضحى في الافق طالعة ٭ ان لا يرى ضوءها من ليس ذا بصر

حفظنا الله واياكم من الزيغ والغش ما ظهر منها وما بطن ووفقنا لاتباع شريعته الغراء ومحجته البيضاء في السر والعلن ولله در حضرة المؤلف الاستاذ الفاضل الجامع الغيث الوابل النافع للقصاد والعباد لرشد العباد ولنور البلاد وذلك دليل على شرفه وجميل سيرته وطول باعه واخلاص طويته وطيب سريرته وغزارة علمه وتحرير اطلاعه وانه الحائز لقصبات السبق في ميدان المعقول والمنقول والفروع والاصول كثر الله في المسلمين امثاله وبلغه من خيري الدارين آماله وختم لنا وله ولكافة اخواننا المسلمين بخاتمة السعادة وجعلنا من الذين لهم الحسنى وزيادة فائزين بالنظر لوجهه الكريم متمتعين بجوار حبيبه صاحب الخلق العظيم عليه افضل الصلاة وازكى التسليم منتظمين في سلك آل بيته الكرام واصحابه الاعلام المرشدين الفائزين وحزبه الفخام المفلحين المخلصين مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين متوسلين بجاهه ووسيلته العظمى وبابه الاعظم وعين رحمته وحبيبه الاكرم

عليه افضل الصلاة وازكى السلام ما لاح بدر التمام وفاح مسك الختام

حرره اسير ذنبه فقير ربه [illegible]

ابو النصر [illegible] بن عوض [illegible] وفقه الله [illegible]

[illegible] خادم العلم [illegible]

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم. الحمد لله العليم بما ظهر وما بطن علام الغيوب العلي عن الشكوك والوهم المنزه عن العجز والستر تاه صحت عليه توفيق وخاذل من هو وحتى ومناصب لوا التدبير عن غدير والصلاة والسلام على سيدنا محمد منبع أسرار الغيبية ومظهر الحقائق الإيمانية والأسرار الربانية ومعدن العلوم الغيبية ومنبع التجليات الرحمانية سيد المعصومين من الأنبياء والملائكة المقربين الذي ختم الله به النبيين والمرسلين وأرسله بالهدى ودين الحق كافة إلى الخلق إلى يوم الدين وأطلعه على مكنونات الغيوب ومخبآت القلوب وزويت له الأرض فرأى مشارقها ومغاربها وأراه ملكوت السموات والأرض فتجلى له كل شيء وعرف أهل الجنة وأهل النار وعرض عليه ذوات أمته [illegible] حتى القذاة يخرجها الرجل من المسجد [illegible] الوسيلة الأعظم صلى الله عليه وسلم أعلم الأولين والآخرين فاختص بعلومه ومعارفه على العالمين فقد قال النبي [illegible] ومن يؤت الحكمة فقد أوتي خيرا كثيرا وما يذكر إلا أولوا الألباب وقال النبي صلى الله عليه وسلم أنا دار الحكمة وعلي بابها وقال [illegible] مدينة العلم وعلي بابها [illegible] فمن أراد العلم فليأت الباب وقال [illegible] وبارك [illegible] اللهم [illegible] على الكل [illegible] الفضل [illegible] وقد قال تعالى ما يعلم [illegible] العلم إلا قليلا فصلى الله وسلم عليه وعلى آله وأصحابه وعلى ورثته القائمين بنصرة دينه وشريعته المزيلين لظلم الضلال والردى أما بعد فقد اطلعت على هذه الرسالة المسماة بالدولة المكية بالمادة الغيبية فوجدتها بحمد الله [illegible] القلوب لأهل الحق والسنة والجماعة حاسمة لأبواب [illegible] الشبهات [illegible] الغواية [illegible] للإسلام والمسلمين [illegible] جميع الأنبياء [illegible] اطلعه على الغيوب التي قامت بها [illegible] إمام الأئمة [illegible] الشيخ أحمد رضا خان [illegible] ومن جمع [illegible] العلماء [illegible] هذا النظم

إن الرسول الحبيب ذا المرتضى ‌ ‌ ‌ والحبيب نباه العلم الأعظم

من معجزات الأنبياء علومهم ‌ ‌ ‌ والنبي أنبأنا [illegible] الأحكم

وبأن الغيب للأنبياء قد أطلعوا ‌ ‌ ‌ فنبينا طه الرسول الأكرم

قد فضل الله الرسول محمدا ‌ ‌ ‌ وجميع [illegible] فهو الأعظم

بفضله الإسراء والمعراج فقد ‌ ‌ ‌ حصل الحبيب هو الإمام الأقدم

بإجماع علم الغيب أكرم أحمد ‌ ‌ ‌ وبذا قد أفرده الخبير العليم

قد أكرم الله الحبيب بخمسة ‌ ‌ ‌ وكذاك الروح [illegible] الأعلم

علم القديم عليه إلا منه ‌ ‌ ‌ وله الإحاطة والكمال الأتمم

بالواجبات وبالمحال وممكن | منطق علم الإله الأعظم
وعلومهم كل العالمين إنما انتسقا | لا يستوي العلم القديم الأحكم
وعلوم جمع من اجتباه بشرائع | ومعارف فبفضل الإله الأرحم
يعلمهم علم الغيب خص المرتضى | ملك السماء كذا النبي الأعصم
وعلوم جمع العالمين كنقطة | من بحر علم الله فهو الأعلم
فضل النبوة منصب لا يكتسب | بل ذاك فضل الله دين الأكرم
فضل الولاية منتهى للمتقي | صدق بذا فهو الطريق الأسلم
قد كذبت قوم بذلك لمعجزة | تبعوا الهوى يا ويحهم الضلال الأظلم
إذ أنكروا علم الغيوب لمصطفى | ولمرتضى حسبي بجود الأكرم
ورد الكتاب به فاحذر تسلم | فهو الصراط المستقيم الأقوم
واضح بذا كتب الحديث كمسلم | وكذا السنن ثم البخاري الأحكم
منعوا التوسل بالشفيع في الورى | ضل الجهول فهو الغوي الأكتم
قد حقروا رسل الإله بنقصهم | ويظنهم حق العذاب الأليم
قد عظم السلطان أجهل ماسح | قرب الجحيم هو اللعين الألأم
العنقاء والإيمان ما [illegible] | وبسعادة الأبرار أنت الأكرم
والتشفيع [illegible] والدين تجلي | للمذنب الشامي أنت الأرحم
[illegible] الأرحم بيت دامو على | والمؤمنين فأنت [illegible] الأعلم
[illegible] على [illegible] | والأنبياء ثم السلام لأدوم
وكذا [illegible] القلم والأله | والصولة [illegible] الصحب [illegible] محمد

تمت بخطه [illegible] الشامي [illegible] الأزهري الأحمدي الأردبيلي [illegible] سنة ١٣٢٣ من الهجرة النبوية الشريفة



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله واسع العطاء مسبغ النعماء عالم الغيب فلا يظهر على غيبه
احدًا الا من ارتضى من رسول منحه بما شاء فقال وما كان الله
ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء
احمده واشكره على ان علم آدم الاسماء وخص بذات العلوم
كلها امام الرسل والانبياء واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له
المخاطب حبيبه بقوله ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك فاجل الانباء
واشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله الذي تجلى له علم
الغيب وغيب الغيب فاطلع على حقائق الاشياء واوتي علم الاولين
والآخرين والعابرين والغابرين وظهر لمستوى سمع فيه صريف الاقلام
واحاط علمًا بما في اللوح المبين ونزل عليه الكتاب تبيانا لكل شيء
وهدى ورحمة وبشرى للمسلمين وعلم علم اليقين وعين اليقين
وحق اليقين جميع ما كان وما يكون الى يوم الدين فانبأ بما امر
بانبائه من حضرة رب العالمين وشهد له بجوده فيه قوله تعالى وما هو
على الغيب بضنين وقال سبحانه وتعالى تشريفا لقدر علومه وتعظيما
وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما فعلم اللوح والقلم
من علومه ذرة كانت علومه في جنب بحار علم الله تعالى كقطرة
صلى الله تعالى وسلم عليه وعلى آله كنوز جواهر الحقائق والاسرار
وعلى اصحابه بحور لآلي العلوم والانوار واتباعهم الابرار واولياء امته الاخيار
لا سيما وارث علوم النبيين ظاهرا وباطنا ووارث مقامات المرسلين
سرًّا وعلنا غوث الثقلين وقطب الكونين كريم الطرفين وشريف النسبين

القطب الرباني والغوث الصمداني والمحبوب السبحاني والهيكل النوراني
صاحب الاشارات والمعاني سيدنا وسندنا وهادينا ومرشدنا
السيد الشيخ محي الدين ابي محمد عبد القادر الجيلاني وعلى
ذريته الأطيبين والمريدين والمحبين ومن انتسب اليه
اجمعين الى يوم الدين اما بعد فلما من الكريم المتعال
ذو المن والافضال على هذا العبد ضعيف الحال وخفيف البال
بشد الرحال مرة سادسة الى زيارة قبر حبيبه الاعظم وصفيه
الاكرم والملاذ الاتم لكل من في العالم ووسيلة ابينا آدم وواسطة
فيضان العلوم والاسرار على اهلها ممن تأخر من زمانه ومن تقدم
سيدنا ومولانا محمد صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه بارك وسلم
وتشرفت بالحلول في المدينة المنورة والزيارة في المواجهة المطهرة
في تاسع محرم الحرام من هذا العام لقيني بعد زيارتي للمرقد
المصطفوي قبل انصرافي من المسجد الشريف النبوي العالم الفاضل
جامع الفضائل والفواضل كريم الشمائل حميد الخصائل مولانا
المولوي محمد كريم الله سلمه الله وابقاه ووفقه لما يحبه ويرضاه
واوصله الى غاية ما يتمناه فسررت بلقياه وحبتني من نعم الله
يجري ذكر الرسالة المرضية والعجالة البهية ذات التحقيقات الفائقة
والتدقيقات الرائقة والمحاسن الجلية والمعارف العلية المسماة
بالدولة المكية بالمادة الغيبية لأعلم علماء الزمان وافقه
فقهاء الدوران عالم السنة وحاميها وقامع البدعة
ومبيد مبتدعيها مجدد المائة الحاضرة ومؤيد الملة الزاهرة

محمد

محمود الفضائل ومحسود الافاضل من بذل نفسه فی نصرة
الدین المتین وحمی حوزة شریعة سید المرسلین ولم یخف
فی اللّٰہ لومۃ لائم وارتقی فی مدح الحبیب المصطفی کل صعب
عجیم وهائم واخرج من بحار نعوته دررا لایساوی قیمتها
الدنیا ولا الاخری فکان بکل فضل جائز الیق واولی واحری
مولانا عبد المصطفی الشیخ احمد رضا خان الحنفی القادری
الممنوح من اللّٰہ بالعلم الباطنی والظاهری ادام اللّٰہ تعالی
وجوده وانعم علینا وعلی سائر المستفیدین والمستفیضین
فیضه وجوده الی یوم الدین آمین بجاه طٰہٰ الامین
صلی اللّٰہ وسلم علیه وعلی اٰله واصحابه اجمعین وکنت کثیر الشوق
والغرام الی مطالعۃ تلک الرسالۃ منذ شهور واعوام ففزت بمرامی
ذلک بواسطۃ المولوی المذکور ضاعف اللّٰہ لمؤلفها وله ولنا الاجور
وحظیت بمطالعتها حظا لایقدر ان یعبر عنه ویحصره بالبیان
لسان القلم او قلم اللسان والفیتها زانتها المحاسن بتحقیق
ومعان فرق ما تشنفت بسماعها الآذان فانشرح بها الصدر
وتنور الجنان وحققت انه لیس الخبر کالعیان وتیقنت
ان ما اشاعه بعض العصریین ان مؤلفها معتقد وفاء المساواۃ
علم سید المرسلین بعلم رب العالمین هو ناشئ عن حسدهم
وعداوتهم بل شعر بجهلهم المرکب وغباوتهم اما علموا
ان الحسد اهلک للجسد واحسود لا یسود ولله در القائل
واذا اراد اللّٰہ نشر فضیلۃ طویت اتاح لها لسان حسود

والی اللہ المشتکی من قبائح احوال قوم یفترون الکذب وبہ یفتخرون
غافلین عن قولہ تعالی انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون
ومن رذائل افعال رجال یتخذون اشاعۃ ما زوروہ من
الافتراءات دینا ذاھلین عما قال اللہ سبحانہ وتعالی ان الذین
یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا
بہتانا واثما مبینا ولو لا علی ابصارھم غشاوۃ من الحسد
والبغضاء والعداوۃ لابصروا ما ذکرہ المؤلف العلامۃ فی غیر موضع
من رسالتہ الشریفۃ مما یبطل دعوتھم الباطلۃ السخیفۃ ونصہ
فی النظر الاول العلم الذاتی مختص بالمولی سبحانہ وتعالی
لا یمکن لغیرہ ومن اثبت شیئا منہ ولو ادنی من ادنی من
ادنی من ذرۃ لاحد من العالمین فقد کفر واشرک وفیہ ایضا
اللاتناھی الکمی مخصوص بعلم اللہ تعالی وفیہ ایضا احاطۃ احد
من الخلق بمعلومات اللہ تعالی علی جہۃ التفصیل التام محال
شرعا وعقلا بل لو جمع علوم جمیع العالمین اولا وآخرا لما کانت
لہ نسبۃ ما اصلا الی علم اللہ سبحانہ وتعالی حتی کنسبۃ حقیقیۃ
من الف الف حصص قطرۃ الی الف الف بحر ونصہ فی النظر الثانی
ظھر بحمد اللہ بما تقرر ان شبھۃ مساواۃ علم المخلوقین طرا اجمعین
بعلم ربنا الہ العالمین ما کانت تخطر ببال المسلمین وفیہ ایضا
قد قضت الدلائل القاھرۃ علی ان احاطۃ علم المخلوقین بجمیع
المعلومات الالھیۃ محال قطعا عقلا وسمعا ونصہ فی النظر الثالث
العلم الذاتی والعلم المحیط التفصیلی مختص باللہ تعالی

وما

وما للعباد الا مطلق العلم الوطائی ونصه فی النظم الخامس
لانقول بمساواة علم الله تعالی ولا بحصوله بالاستقلال
ولا نثبت بعطاء الله تعالی ایضًا الا البعض اھ
فاین دعوی المساواة کما یقولون قاتلهم الله انی یؤفکون
ولیتأمل المنکرون علم ما کان وما یکون للنبی الامین المامون
فی تحقیق الشیخ الامام علامة الاعلام قدوة اهل التحقیق
وعمدة ذوی النظر والتدقیق الفقیه المحدث الصوفی مولای الشریف
ابی عبد الله محمد بن جعفر الحسنی الادریسی الشهیر بالکتانی العزیز فی شرحه الزرقة
المالکی متعنا الله بطول حیاته وافاض علینا وعلی المسلمین من
فیوضاته فی کتابه نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ما نصه
احادیث اطلاعه صلی الله علیه وسلم علی المغیبات وانبائه عنها
ذکر تواترها ایضًا عیاض فی الشفاء وغیره ونص عیاض وکذلك
اخباره عن الغیوب وانباؤه بما یکون وکان معلوم من آیاته علی الجملة
بالضرورة اھ وقال بعده فی فصل ما اطلع علیه من الغیوب وما یکون ما نصه
والاحادیث فی هذا الباب بحر لا یدرك قعره ولا ینزف غمره وهذه المعجزة
من معجزاته المعلومة علی القطع الواصل الینا خبرها علی التواتر لکثرة رواتها
واتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب اھ وفی جواهر المعانی نقلًا عن
جواب لابی العباس التجانی رضی الله عنه فی معنی قوله تعالی فی حقه
صلی الله علیه وسلم ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ما نصه
والاخبار والآثار وکتب الحدیث کلها مشحونة باخباراته بالغیوب
التی تأتی من بعده المتقاربة والمتباعدة حتی قال بعض الصحابة رضی الله عنهم

ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرا یکون فی امتہ من بعدہ
الا ذکرہ الی قیام الساعۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم ما من شیئ
لم یکن اریتہ الا رأیتہ فی مقامی ھذا حتی الجنۃ والنار والاخبار
کثیرۃ متواترۃ حتی لا یکاد ان یرتاب فیھا احد من المسلمین
والسلام انتھی نقلا من نظم المتناثر وشواھد ھذا المعنی کثیرۃ
فی تصانیف اکابر الامۃ وعظماء الملۃ ولو جمعنا ما اوردہ
العالم الکبیر العارف الشھیر جامع الصفات السنیۃ والفضائل
البھیۃ والخصائل الکریمۃ والشمائل المرضیۃ مولانا الشیخ یوسف
بن اسمعیل النبھانی البیروتی فسح اللہ فی مدتہ
وبارک فی عمرہ الشریف وضاعف فضلہ تضعیف فی تضعیف
فی تضعیف فی غیر واحد من تالیفاتہ فی مواضع کثیرۃ لبلغ مجلدا
کبیرا ولنکتف ھھنا علی ما نقلہ من جواھر السید عبد اللہ
المیرغنی الحنفی الطائفی قدس سرہ فی شرح الصلوۃ المشیشیۃ
فی شرح قول المصنف وتنزلت علوم ادم فاعجز الخلائق ما نصہ
ای وفیہ صلی اللہ علیہ وسلم تنزلت بمعنی تنقلت وتحولت علوم ابینا ادم
یعنی حقائق العلوم التی علم ادم اسماءھا الثابتۃ بقولہ تعالی
وعلم ادم الاسماء کلھا وھذہ العلوم ھی علوم القرآن کما قال تعالی
ما فرطنا فی الکتاب من شیئ وقال تعالی ونزلنا علیک الکتاب تبیانا
لکل شیئ وذکر من ذلک کثیرا من الاحادیث والاثار ثم قال
وقد قال العلماء المحققون ان اللہ تعالی اعلم نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم
الغیب کلہ حتی الخمس المستثناۃ فی اخر عمرہ صلی اللہ علیہ وسلم

لانی جواھر البحار فی فضائل النبی المختار ج۳

لكن ادركتم البعض وافشاء البعض وشتان بين العلم بحقائق
الاشياء وبين العلم باسمائها وبين ادراك المقصود وادراك
وسائله ولكن لما كان صلى الله عليه وسلم هو المقصود من حقائق
الوجود ولما كان آدم عليه السلام هو الوسيلة اوقف على الوسيلة
فسبحان من حكمته تبهر العقول واسرار عجائبه تطول
ولله در الشرف الابوصيري حيث يقول
لك ذات العلوم من عالم الغيب ومنها لآدم الاسماء
ولهذا قال بعض المحققين انما سجدت الملائكة لآدم لاجل
نور محمد صلى الله عليه وسلم الذي في جبينه انتهى
والمسئول من الله فضله العظيم بجاه نبيه الكريم وآله
واصحابه واوليائه واحبابه لاسيما ولده ووارثه حسا ومعنى
ظاهرا وباطنا سرا وعلنا حسبا ونسبا واصلا وسببا
الغوث الاعظم القطب الاكرم السيد الشيخ محيي الدين عبد القادر
الجيلاني قدس سره النوراني في حق هذا المؤلف الجليل الشان
ومن احبه ونصره من اهل الايمان وان يجعلنا واياه
من المقربين لديه والدالين عليه وان يرزقنا حسن الختام
في جوار خير الانام عليه وعلى آله وصحبه وتابعيه وحزبه افضل الصلوة واشرف السلام
فانه على ذلك قدير وبالاجابة جدير كتبه على عجل بالف خجل
العبد المفتقر الى رحمة ربه الحميد المبدي هداية الله بن
محمود بن محمد سعيد السندي البكري نسبا والحنفي
مذهبا والقادري مشربا بالمدينة المنورة في رابع عشر

وبين العلم باسمائها

من شہر مولد سید البشر سنۃ ثلاثین بعد الثلاثمائۃ والالف
من ہجرۃ من خلقہ اللہ تعالیٰ علیہ اکمل خلق واجمل وصف
صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ واحبابہ اجمعین
والحمد للہ رب العالمین





حضرت شعیب کا مزار جو موجودہ اردن میں ہے۔ دیواروں پر آیات قرآنی کی خطاطی کے خوب صورت نمونے ہیں



بیت لحم کے غار میں حضرت داؤد علیہ السلام کا مزار جو بیت المقدس سے دس کلو میٹر فلسطین کا بہت بڑا گاؤں ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدك يا من اقمت من اجتبيت لنصرة سبلك المتين ونرفعت من اصطفيت لنشر شرعك المبين ونصلي ونسلم على من اطلعته على مكنون علم الغيب واريته مكنون خزائنك بلا ريب وعلى آله وصحبه حملة احكام نورك وعلى التابعين وتابعيهم الفائزين بمعرفة بطونك وظهورك

اما بعد فقد اطلعت على هذا السفر العظيم والبحر الخضم الجسيم المسمى بالدولة المكية بالمادة الغيبية فالفيته قاموسا للتحقيق مسائل شريفة وناموسا للتدقيق لطائف منيفة اظهر فيه مؤلفه حفظه الله تعالى بثاقب فهمه فرائد العبارات وابدى فيه بصائب ذهنه فرائد ارباب الاشارات وادحض به حجج اهل الغواية والضلالات واقام عليهم واضح الدلائل والبينات كيف لا وهو امام المحدثين وحسام رقاب الملحدين وحيد الزمان وفريد الاوان مولانا الكامل الشيخ احمد رضا خان لا زال راقيا في حلل العرفان بجاه منبع الحقائق ومجمع الرقائق والدقائق صلى الله تعالى وسلم عليه وعلى آله وكل من انتمى يا رب اليه [illegible]

كتبه الحقير
[illegible] احمد [illegible]
خادم العلم والطريقة
بحرم سيد الخليقة

[illegible] ذي القعدة
سنة ١٣٢٩

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين والتابعين لهم
باحسان الى يوم الدين اما بعد فاني لما تشرفت بالمجاورة في اعتاب سيد المرسلين في
بلدته الطاهرة ومدينته المنورة في هذا العام ١٣٢٤ هجرية طلب مني
بعض العلماء الاماجد من اهل السنة والعترة الطاهرة اهل المدينة المنورة
وهو السيد محمد الباريني [illegible] العلامة السيد احمد [illegible] نفعني الله ببركاته
وبركات اسلافه الطيبين الطاهرين ان اقرظ كتاب [illegible] الدولة المكية
بالمادة الغيبية تأليف الامام العلامة الشيخ احمد رضا خان الهندي وكان قد ارسله
كاتبي الى بيروت في هذا المعنى الشيخ الفاضل العالم الكامل العامل الشيخ كريم الله
الهندي فلما ارسله الي هذه المرة السيد محمد [illegible] حفظه الله قرأته من اوله
الى آخره فوجدته من انفع الكتب الدينية واصدقها لهجة واقواها حجة
ولا يصدر مثله الا عن امام كبير علامة نحرير رضي الله عن مؤلفه وارضاه
ونفعه من كل خير مناه اما ما يتعلق بالرد على الوهابية ومن يدعي الاجتهاد المطلق
في هذا الزمان فقد استوفيته في كتابي شواهد الحق في الاستغاثة بسيد الخلق
صلى الله عليه وسلم واما ما يتعلق في علم رسول الله صلى الله عليه وسلم الغيب
بتعليم الله تعالى فقد استوفيت الكلام عليه في كتابي المذكور وكتابي حجة الله على العالمين
في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم [illegible] واختم كلامي بسؤال الحق تعالى
بجاه هذا النبي الكريم عليه افضل الصلاة والتسليم ان يكثر من امثال
مؤلف هذا الكتاب الائمة الاعلام حماة الاسلام المتصدين للرد على الفرق
والمبتدعين اللئام [illegible] من افضل المجاهدين الذابين عن حوزة الدين [illegible]
وكتب ذلك بقلمه الفقير [illegible] يوسف بن اسماعيل النبهاني في المدينة المنورة في شهر صفر ١٣٢٤

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي تفرد بالوحدانية وعلم رسوله ما لم يكن يعلم وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم والصلاة والسلام على سيدنا وشفيعنا وحبيبنا الذي أرسل رحمة للعالمين محمد صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم أما بعد فإني لما تشرفت بالزيارة في أعتاب سيد الوجود وهو حي في قبره يرد السلام على من يسلم عليه صلى الله عليه وسلم في هذا العام سنة [illegible] راجيا من ربي المغفرة والتوسل بجنابه الأعلى الأكرم والنداء له صلى الله عليه وسلم بعد وفاته كالنداء في حال حياته صلى الله عليه وسلم ولله در الإمام البوصيري رضي الله عنه «ومن تكن برسول الله نصرته إن تلقه الأسد في آجامها تجم» «ولن ترى من ولي غير منتصر به ولا من عدو غير منقصم» ولما أطلعني بعض أفاضل المدينة المنورة على هذه الرسالة المحررة المسماة بالدولة المكية بالمادة الغيبية تأليف الإمام العلامة الشيخ أحمد رضا خان البريلوي فوجدتها من أحسن البيان وأدق ما يمكن [illegible] ففرق بين علم الخالق والمخلوق [illegible] كالحقائق وأفسد [illegible] كالشمس [illegible] لا تخفى على [illegible] القلوب والعقول [illegible] قوله صلى الله عليه وسلم عن الله تبارك وتعالى وما تقرب إلي المتقربون بمثل أداء ما افترضت عليهم ولا يزال العبد يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه فإذا أحببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ولسانه الذي ينطق به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها فإذا كان العبد هذه صفته [illegible] فجزاه الله [illegible] مؤلف هذه الرسالة خيرا وبارك الله لنا في [illegible] [illegible]

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم [illegible]

الحمد لله الذي انار الوجود بشموس العلماء وجعلهم بدور الضياء ونجوم الاهتداء، فالتابع لهديهم لا يضل ولا يشقى والمتمسك بقويم عهدهم قد استمسك بالعروة الوثقى [illegible] واشهد ان لا اله الا الله الرؤوف بالعباد [illegible] الرحمن [illegible] المحصي كل شيء عددا العالم بما ينطوي من خافية وخبايا واشهد ان سيدنا محمدا عبده ورسوله المرسل مصطفى ومرشدا [illegible] وسلم عدد ما احاط به علمه وجرى به القلم ورضي الله عنهم [illegible] القويم والصراط المستقيم وعن مقلديهم وتابعيهم [illegible] الدين وغفر الله لنا ولوالدينا ولمشايخنا ولجميع المسلمين اجمعين

وبعد فاني لما كنت متشرفا بزيارة سيد الموجودات واشرف مخلوقات [illegible] [illegible] ربيع الاول [illegible] [illegible] الانس والحظ والشرف [illegible] [illegible] الوحيد [illegible] العالم [illegible] (الى [illegible]) [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حرم الحبيب [illegible] [illegible] [illegible] على الرسالة [illegible] بالدولة المكية [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

تعالى عن الجناب الرفيع المصطفوى حيا وادام نفعه برا وبحرا وقمع به بجهة
المطاعين وضلالة المفسدين الغبا بهذه الخطية [illegible] قدره عليه الصلاة والسلام
تشكر بجزائهم الحق الملك العلام المطلع على خائنة الاعين وما تخفي الصدور
والحمد لله [illegible] الاصحاب وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وسائر الانبياء الكرام
والحمد لله في البدء والختام حرر في الروضة المطهرة بالمدينة المنورة على ساكنها
افضل الصلاة والسلام في اليوم الحادي والعشرين من شهر ربيع الانور

قاله بفمه ورقمه بقلمه
فقير رحمة ربه الغفار [illegible]
[illegible] محمد [illegible]
[illegible] الدمشقي
[illegible]



[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

تقريظ مولانا العلامة الأديب والحاذق اللبيب مدرس مدرسة سيدي إسماعيل في دمشق الشام ومدرس قضاء قطنا بها الأستاذ الفاضل الشيخ محمد افندي الحكيم أطال الله بقاه آمين يحيى

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لمن علا بالتمام علم الإنسان ما لم يعلم وصلاة وسلاما على سيدنا ومولانا محمد النبي الكريم الذي من علامته علم الغيوب [illegible] وعلى آله وصحابه وشيعته التابعين آثاره المرجحين على مدحته وعلى التابعين لهم [illegible] السالكين سبيلهم أما بعد فقد [illegible] ظرف [illegible] هذه الرسالة الأنيقة [illegible] من [illegible] وتنشقت [illegible] العبقة [illegible] ما حييت [illegible] فوجدت به [illegible] كيف [illegible] البالغة [illegible] والبرهان القاطع والدليل الواضح على [illegible] لسامع والسيف المسلول [illegible] الرسول تشهد لمؤلفها [illegible] وسعة الاطلاع ورسوخ القدم في [illegible] المعارف النقلية والعقلية [illegible] وحمية على الشريعة المحمدية [illegible] الإسلام [illegible] الأعلام [illegible] العلماء [illegible] والجهال [illegible] وأدام مولانا المؤلف العلامة أحمد رضا خان [illegible] فإنا على قدم الصدق [illegible] الأنام [illegible] النبي الكريم [illegible] في كلامه [illegible]

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله القديم الذي لا ابتداء لوجوده الباقي الذي لا نهاية لفضله وجوده
المتوحد في ذاته وصفاته وافعاله والغني عما سواه لعدم افتقاره وتمام كماله
الحي القيوم الذي قامت به جميع المكونات والمخالف لسائر الحوادث والموجود لمن اوجد
المتفرد بعلمه القديم المستقل بتفصيل ما كان وما يكون والمحيط بما لا نهاية له
من الاشياء وقضاها على حسب
على ما هو عليه في نفس الامر في جميع الشؤون
واوجدها على وفق ذلك التعلق القديم السرمدي الابدي والصلوة والسلام
على اكمل المخلوقات الذي خصه مولاه بارفع الكمالات واسنى الخصوصيات
وواسطة عقد النبيين والمرسلين ومقدم جيش الاصفياء والمحبوبين ترجمان
القدم ومنبع العلم والحلم والحكم صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه وسلم تسليما كثيرا
امين اما بعد فقد سرحت نظري في هذه الرسالة الموسومة بالدولة المكية بالمادة
الغيبية لمولانا العلامة الكبير والفهامة الشهير المحقق واللوذعي المدقق الشيخ
احمد رضا خان فوجدتها ذخيرة جمعت خلاصة مذهب اهل الاسلام وروضة قد
اشتملت على زبدة عقائد اهل الايمان والايقان الاعلام خالية عن عقائد الزيغ
نعيق ورسيس ما يهذي به اهل الانحراف وعصابة المفترين اذ لا خفاء ان العلم
الاستقلالي المحيط بتفصيل ما كان وما يكون منها مما كان او غير المتناهي مختص بحضرة
الرب سبحانه وتعالى لا يشركه فيه شيء ولا يمسه الا المطهرون كما قال في محكم الكتاب المكنون الذي
ليس كمثله شيء وهو السميع البصير لا في ذاته ولا في صفاته ولا
في افعاله واما ان يطلع الله سبحانه خواص خلقه ويعلمهم علوما لا يعلمها غيرهم وهم لا يعلمونها
لولا اعلام الله لهم فهذا لا اشكال في جوازه ولا في وقوعه كما قال سبحانه وتعالى فلا يظهر على غيبه احدا
الا من ارتضى من رسول الاية وهذا ليس علما استقلاليا فهم بلا سبب بل هو متوقف على اعلام الله
وهذه الصفات المشتركة بين حضرة الرب وعباده كالعلم مثلا اذا اضيفت الى الله تعتبر بمعنى
يليق به واذا اضيفت الى العباد تعتبر بمعنى يليق بهم فلا شك ان الله قد اطلع نبيه صلى الله عليه وسلم
على امور خصه بها لم يطلع عليها غيره اذ هو اعلم الخلق بربه واعرفهم به وهو اول الانبياء و

تقريظ [illegible] العلامة الكامل صاحب التصانيف للسيد [illegible]

مدرس جامع [illegible] السفرجلاني ادام الله نفعه آمين (تجي)

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible] رفع منار [illegible] وخفض منار اهل البدع [illegible]

والصلاة والسلام على سيدنا محمد الذي جاء بالآيات والقرآن وبعد فقد تصفحت

[illegible] بالدولة المكية بالمادة الغيبية في الرد على الفرقة [illegible]

[illegible] من اجل [illegible] للشريعة الاسلامية فوجدتها مشتملة على [illegible]

[illegible] اهل الحق [illegible] والانتصار [illegible]

[illegible] العلامة [illegible] والمرشد العلام

[illegible] الشيخ احمد رضا خان الهندي [illegible] في الرد [illegible]

[illegible] شرح [illegible]

[illegible] الوهابية [illegible]

[illegible] الدنيا [illegible]

[illegible] وعلى آله الطاهرين واصحابه [illegible]

كتبه الفقير محمد امين السفرجلاني [illegible]

[illegible] بدمشق الشام

تقريظ حضرة المحقق مولانا الشيخ محمود [illegible] الطفيلي [illegible]
[illegible] الدمشقي [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي قد احاط بكل شيء علماً وشهدت العوالم بكمال قدرته فعمهم رحمة
سبحانه من اله تفرد بالخلق والتقدير وخص من شاء بما شاء فلا مشارك له ولا نظير
والصلاة والسلام على اشرف المخلوقات بلا ريب سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم
الذي اطلعه الله على غيبه واطلعه على علم [illegible] وخصه من بين الخلق وحفظه
[illegible] وانزل عليه [illegible] وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل
الله عليك عظيما وعلى اصحابه وآله والسالكين على منواله

اما بعد فاني قد اطلعت على هذه الرسالة الجليلة وسرحت نظري
في صفحاتها برهة قليلة فالفيتها تشهد لمؤلفها بالتحقيق والتدقيق
وانه من عصابة اهل السنة المتمسكين بالحبل الوثيق بين فيها ان علومه صلى
الله عليه وسلم الغيبية وان كان مخلوق لم يصل اليها فهي من مواهب الربوبية
وليس ببعيد ان يطلع الله نبيه عليه الصلاة والسلام على كل علم غيبي يمكن ان يصل اليه
مخلوق حيث انه صلى الله عليه وسلم في سائر الكمالات الانسانية غير مسبوق
دعاه الى تاليفها ما زعمته الفرقة الوهابية من الحط من مقاماته صلى الله عليه وسلم العلية
اكثر الله من امثاله الائمة الاعلام هداة الخلق الى مذهب اهل السنة والجماعة العظام

كتبه خادم العلم واهله
احد تلامذة الشيخ محمد بدر الدين
محمود بن رشيد
العطار الدمشقي

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام على المصطفى سيد أنبياء [illegible]

[illegible] وغيث الرجا فاجعلنا اللهم من عبادك المخلصين الشاكرين

[illegible] سيد المرسلين وبعد فلما بارحت وطني ونفسي [illegible]

[illegible] المنورة تشرفت باعتاب سيدنا وسندنا ووسيلتنا سيد العالم [illegible]

[illegible] في عام ثمانية وأربعين وثلاثمائة بعد الألف سمعت ما أطلع الرسالة

[illegible] بالدولة المكية في المادة الغيبية تشرفت اليها بالنظر القريب [illegible]

[illegible] وجدتها بحرا لا [illegible] [illegible] الاحتمال [illegible]

[illegible] والاستقامة [illegible] مؤلفها الفاضل [illegible] مولانا الشيخ احمد

[illegible] صاحب التقديس والاحترام جزاه الله [illegible]

[illegible] سيد الانبياء [illegible] على قصوري

[illegible] الرسالة [illegible] في المقام [illegible]

[illegible] عن الاطراء والتطويل [illegible]

[illegible] ذات الشريف [illegible] سيد المرسلين

[illegible] الدمع [illegible] واستغفر

[illegible] ايها السيد الكريم [illegible] للسماع والاستجادة

[illegible] بصاحب هذا المقام الاعظم ان يجعلني [illegible]

[illegible] من المشرفين بزيارته في كل عام والصلاة والسلام عليه

[illegible] تحريرا [illegible]

[illegible]

تقريظ العلامة الفاضل الحاوي لفضيلة الفضائل الوارث للعلوم كابراً عن كابر
مدرس جامع سيدنا محي الدين ابن العربي رضي الله عنه حضرة مولانا الاستاذ بدمشق الشام
الشيخ الحاج الحافظ السيد محمد عارف الحلبي الامام بمحلة الصالحية

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ذي الشان عظيم البرهان شديد السلطان والصلاة والسلام على سيدنا محمد الذي هدانا بصريح القرآن فأزاح الشرك والبهتان واظهر التوحيد والايمان وعلى آله وصحبه والتابعين باحسان وبعد فاني وان كنت لست من اهل العرفان ولا ممن فرسان هذا الميدان ولكن بطريق التطفل على اهل هذا الشان تصفحت بحسب الامكان بعض عبارات هذه الرسالة السنية المعلمة الشهابية والحجة الجلية التي قد انتصر بها الشيخ احمد رضا خان صاحب الفضل والفضيلة فوجدتها كافية في هذا الباب محتوية على لباب الباب رد فيه اهل الزيغ والبهتان واثبت بها على اهل الحق من عقائد الايمان جزاه الله تعالى عن سعيه حسن الجزاء وادام له الارتقاء لذرى المجد والعلياء فهكذا احسن الله تعالى اليه فيما عمل كل عمل بان نشر فضل التفضل عليه ادام الله تعالى من حياته ونفعنا بعلومه واعاد علينا من بركاته وحفظه الله تعالى على كل حال بكرة وعشيا والمآل

تحريراً بيد احقر العبيد
العبد الفقير اليه عز وجل
محمد عارف بن محي الدين
ابن احمد الشهير بالحلبي
عفا الله تعالى عنه
الدمشقي

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي ارسل النبي الشافع الرحمة المهداة لسائر المخلوقات واختصه من بين خلقه
[illegible] واعظم المعجزات واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة [illegible] بها
في سلك اهل العنايات واشهد ان سيدنا محمدا عبده ورسوله [illegible] بخوارق العادات صلى الله
وسلم عليه وعلى آله واصحابه حماة الدين القويم عن زيغ اهل الضلالات اما بعد فقد اطلعت
على هذه الرسالة المسماة بالدولة المكية بالمادة الغيبية فوجدتها ناطقة بالصواب مشتملة على النقول
المعتبرة والاقوال الصحيحة فلله در مؤلفها العالم الماهر والفاضل الذي لا يجارى [illegible]
الشيخ احمد رضا خان لا زال ظل نفعه العام بين الخاص والعام فانه قد اجاد وافاد
[illegible] امدنا واياه بمدد سيد الانبياء وختم لنا وله بحسن الختام بجاه النبي المظلل بالغمام
عليه من الله افضل الصلاة وازكى السلام

قاله الفقير خادم العلم الشريف [illegible]
محمد علي [illegible]
الوارد زائرا بالمدينة المنورة
في ربيع الاول ١٣٢٣

تقريظ العلامة الفاضل مدرس مدرسة ...
... رضي الله تعالى عنه ومصنف التام ...
والعلم ... الشيخ محمد القاسمي

بسم الله الرحمن الرحيم

اهل التقديس

نحمدك يا من اقت الآيات دليلا على توحيدك ونشكرك يا من اجليت لنا شريعتك جهابذة قاموا بواجب تمجيدك ونصلي ونسلم على رسولك المبعوث من اكرم جيل والمنعوت في التوراة والانجيل وعلى آله واصحابه الذين احقوا الحق وابطلوا الباطل وبعد فقد اطلعت على ما حرره العالم العامل والامام المجتهد الفاضل حضرة الشيخ احمد رضا خان من مؤلفه المسمى بالدولة المكية بالمادة الغيبية درايته كتابا اي كتاب جامعا في بابه للحكمة وفصل الخطاب فيا له من مؤلف جال الفكر في ميدان هذه المباحث ومزق ما جمعوه من المباحث كيف لا وهو صدر جامع للكمالات والفضائل من احتذ دون شرفه كل متطاول فانه ابن الفضل وابوه والحري بفضله اعداؤه وحجره معقدا في الخير جليل متألق في الانام فليسل مع ائمة المسلمين بحياته ونفعنا والمسلمين من بركاته آمين

قاله العاجز محمد القاسمي
الحلاق الدمشقي
عفي عنه

تقريظ مولانا [illegible] الشيخ محمد يحيى افندي القلعي [illegible] بدمشق

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي جعل الحق على لسان كل عالم فاضل والصلاة والسلام على سيدنا

ونبينا ومولانا محمد المنزل عليه وقل جاء الحق وزهق الباطل وعلى آله الكرام واصحابه الفخام ما الّف

الكلام اما بعد فانه لا يخفى ان الله سبحانه وتعالى قد منح سيدنا ومولانا محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم جميع العلوم

واطلعه على كل سر مكتوم كيف لا والحق تعالى علمه وعظمه ورحم الله الامام البوصيري حيث قال

[illegible] ذاته المقدسة من عالم الغيب ومنها لآدم الاسماء وهذا والذي نعتقده وندين الله تعالى به

ان سيدنا محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم هو الواسطة العظمى في كل علم علمه الله تعالى لجميع المخلوقات

من اهل الارضين والسموات عرف ذلك من عرف ومن جحده بعد البرهان اعترف وجاهل ذلك من جهال

[illegible] فجزى الله تعالى هذا الحبر مؤلف هذا السفر خير الجزاء وحشرنا معه تحت لواء سيد الانبياء

والمرسلين سيدنا ومولانا محمد صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه وسلم وشرف وعظم ومجد وبارك وكرم وختم آمين

تحريراً ١١ صفر الخير سنة

قال بذلك وكتبه الفقير الحقير
المعترف بالعجز والتقصير محمد يحيى
القلعي النقشبندي
الدمشقي عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين الذي احاط علما بكل قديم وحديث
وتقاصرت اولوا الالباب عن ادراك كبريائه وفيها سجدت
لجلال كبريائه الجباه فسبحانه من اله ارسل لنا الانبياء
الكرام ليدلوا المخلوقات على وحدانيته وخصهم باوضح الايات
واظهر على ايديهم ما حيرت به العقول من المعجزات والاخبار
بالمغيبات احمده واشكره وهو الكريم الفتاح على ان جعل
نبينا محمدا صلى الله عليه وسلم افضلهم واعلاهم منزلة وجعله
في القيامة يتوسلون به وخصه بما لم يخصهم به من الايات والمعجزات
سيما المعراج واطلعه سبحانه وتعالى وعلمه علم ما كان وما
يكون واستغفره واتوب اليه توبة عبد لا يشبه الها سواه
واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة مقرونة
بالايمان والتصديق واشهد ان سيدنا محمدا عبده ورسوله المؤيد
بخوارق العادات حبيبنا رسول الله ونبينا المحبوب صلى
الله عليه وعلى آله واصحابه والتابعين لهم وعدهم بتشييد
الدين واحيائه [illegible] وجعلهم [illegible]
[illegible] الحق [illegible] التوحيد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible] والسنة المطهرة وهي تقال من الأدلة
المتناقلة والعقلية ذكر الشيخ تقي الدين ابن تيمية في كتابه الجواب
الصحيح آيات نبينا عليه الصلاة والسلام كثيرة المتعلقة بالقدرة
والفعل والتأثير أنواع (منها) ما هو في العالم العلوي كانشقاق
القمر وحراسة السماء بالشهب الحراسة التامة وصعوده إلى
السماء وفيه دليل واضح على ما أخبر به الرسول [illegible] والفلاسفة
(ومنها) تأييده بملائكة السماء (ومنها) تصرفه في الحيوانات
والإنس والجن والبهائم (ومنها) تصرفه في الأشجار والخشب
والأحجار (ومنها) إجابة دعائه صلى الله عليه وسلم (ومنها)
إعلامه بالمغيبات الماضية والمستقبلة (ومنها) تأثيره
في تكثير الماء والشراب والطعام والثمار وغير ذلك من دلائل
نبوته وأعلام رسالته ومعجزاته ظاهرة وآياته باهرة انتهى
فهذا كلام ابن تيمية وهو لا ينفي الإمداد الذي عليه السلف ووافق عليه

الخلف ولهذا لا ينكر احد بان الله تعالى لم يطلع احدا من انبيائه واصفيائه على مغيباته حيث ان القرآن الكريم مشحون من قصص الانبياء باخبارهم بالمغيبات منها قصة سيدنا موسى مع الخضر عليهما السلام والاحاديث النبوية والآثار المنيفة تدل على ذلك فلو اوردنا نكتب بعضا من اخبار نبينا عليه الصلاة والسلام والصحابة والتابعين لخرجنا عن المقصود هذا ابو بكر الصديق رضي الله عنه اخبر السيدة عائشة بما تلد زوجته من بعده وعمر رضي الله عنه وهو على المنبر ناديه يا سارية الجبل الجبل ولا يخلوا في كل زمان ممن يكون على قدم الانبياء ويعلم بما علم يطلعه الله تعالى على مغيباته ارثا لهم من الانبياء لا سيما خير امة اخرجت للناس لم الارث ممن خير نبي كما قال تعالى واتقوا الله ويعلمكم الله وقال تعالى الا من ارتضى من رسول فاعلامه صلى الله عليه وسلم بالمغيبات من جملة الآيات والمعجزات الدالة على رسالته كما ان الولي العالم اذا ظهر منه شئ من الكرامة وخوارق العادات يكون بالارث منه ولله الحمد فقد اجتمعت بكثير منهم من علماء العرب والعجم ومنهم من كان يخبر بشئ كان او يكون ومن اجلهم شيخي وسيدي وسندي وقدوتي العالم الرباني والغوث الصمداني مجدد

بسم الله الرحمن الرحيم

يلو ماحي البدعة ١٢ر

المائة الرابعة عشر الحافظ لكتب الحديث والاثر محيي السنة ماحي البدعة اعني به الشيخ محمد بدر الدين المحدث الشهير فانه كان يدرس يوم الجمعة من بعد الصلاة الى اذان العصر غيبا من سائر كتب الحديث مع الاسانيد ثم كل ما حضر انسان يتقرر و يتكلم على ما في ضميرهذا الانسان مع كونه ربما ما حضر درسه قبل هذه المرة وكثيرا ما يختلفون جماعة في مسئلة ثم يحضرون درسه فينحل اشكالهم نور الله تعالى قلوبنا وقلوب المسلمين ووفقنا الله تعالى لما فيه رضاه ورضا نبيه الكريم عليه افضل الصلوة واتم التسليم قال تعالى ومن يطع الرسول فقد اطاع الله والحمد لله اوله وآخره وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين حرر يوم الاحد الواقع ١٢ صفر سنة ١٣٢٤

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تقريظ العلامة والأستاذ الفاضل الشيخ [illegible]
السيد [illegible] مفتي [illegible]
[illegible] الشيخ [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وأفضل العالمين سيدنا محمد الممتاز من بين [illegible]
بالفضائل والفواضل المخصوص بأشرف العلوم والوسائل من أطلعه على المغيبات وأشهده جميع ما
يكون من الحادثات فصار [illegible] يا أيها النبي إنا أرسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا وقد ثبت
أنه تعالى [illegible] ليلة الإسراء والمعراج فعلم علم كل شيء بطريق الفيض
والتجلي من العليم الحكيم [illegible] بتبيانه [illegible] ومعلم [illegible]
[illegible] وقد طلب [illegible]
[illegible] الرسالة [illegible] بتحقيق [illegible]
[illegible] الرسالة [illegible]
[illegible] الرسالة [illegible]
[illegible]
[illegible]
يوم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قاله وكتبه خادم العلم
[illegible]
[illegible] الحنفي [illegible]

تقريظات علماء الأزهر

بسم الله الرحمن الرحيم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد إذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة إنك أنت الوهاب

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على صاحب الرسالة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وبعد فهذه رسالة جليلة المقدار عالية المنار جزى الله مؤلفها عن الدين الحق والمشرب الصحيح خير الجزاء ونفع بها كل من تلقاها بالقبول وجعل مؤلفها على الدوام سيفاً مسلولاً في رقاب أعداء الدين

كتبه الفقير إلى ربه
إبراهيم عبد المعطي السقا
حفيد المغفور له
العلامة السقا
المدرس بالأزهر

بسم الله الرحمن الرحيم

حمداً لمولانا المرشد من استرشد والصلاة والسلام على رسوله الذي بالمعجزات تأيد أما بعد فلما منّ الله علينا بزيارة قبر سيد الوجود صلى الله عليه وسلم وذلك في شهر رمضان المعظم سنة ١٣٢٤ هجرية على صاحبها أفضل الصلاة وأزكى التحية اطلعني بعض أفاضل المدينة المنورة على نقده الرسالة المحررة المسماة بالدولة المكية في الرد على الوهابية لمؤلفها الفاضل أحمد أفندي رضا جزاه الله أحسن الجزاء ولعمري فلقد جمع فيها من الأدلة ما به الكفاية ولا ينبغي الجمود لتطويل العبارة أيد الله علماء السنة والجماعة وخذل أهل البدع والضلالة وجعلنا من الذين يستمعون القول فيتبعون أحسنه والحمد لله

كتبه عبد الغني
أحمد علي المصري
الحنفي المدرس
بالأزهر
الشريف

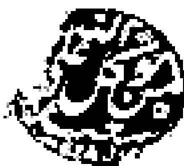
بسم الله الرحمن الرحيم

قد تبين الرشد من الغي وحصحص الحق وزال
الضلال والعمى وظهر الحق بظهور الصباح ونادى
منادي الحق حي على الفلاح وتجلى وتحدد
الغيب من العيب وانقشعت زجاجة الشك
والريب والصلوة والسلام على من قصم بظهور حجته ظهور
المعاندين وعلى آله واصحابه الذين نجوم ولانهم رجوم
للشياطين اما بعد فقد سرحت طرف الطرف فيما
حرره الفاضل الامام ومفخر الانام والذاب
بصارم عزمه عن الملة الاحمدية والعاض بالنواجذ
على التمسك بالسنة المحمدية نخبة اهل العلم والعرفان
مولانا المولوي الشيخ احمد رضا خان لازال قائما
على نصرة الدين وماحيا بسيد لائمه شيد [illegible]

فوجدته قد جمع من الدلائل اقواها ومن البراهين
اعلاها وان ما حرره عليه الحق والفتوى ولما
ما اقتضاه من النصوص هو الاحكم والاولى وان
ما نبزه هو كلام اهل الاختان وان من خالفه في هذه
الاقوال هو من اهل الكفر والطغيان وذلك معلوم
من الدين بالضرورة غني عن ايراد برهان ولا شك
في كفرهم بل في كفر من لم يكفرهم بعد سطوع البينات

والحمد لله وكفى وسلام على عباده
الذين اصطفى

كتبه بقلمه وقاله بفمه الراجي عفو مولاه
العلي المدرس الاول في حضرة الامام الاعظم
والمجتهد الاقدم محمد سعيد بن عبد القادر
القادري النقشبندي

عفي عنهما 

تقريظ العلامة الفاضل الشيخ محمد حبيب الله الجنكي الشنقيطي دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي أطلع نبيه ﷺ على الغيب و نصره بالمعجزات الباهرة التي لم يبق بعدها لمن أراد الله بخير أشك ولا ريب والصلوة والسلام على النبي ﷺ الذي ارتضى معلم الغيب والأسرار الخفية بالتعميم بقوله تعالى [وانك لعلى خلق عظيم] وعلى آله وصحبه الذين أجابوا دعوته بالمبادرة الى الايمان والذب عن الدين القويم بالسلاح واللسان وبعد... فلما اطلعت على رسالة الدولة المكية بالمادة الغيبية للعلامة المحقق الهمام المدقق الشيخ أحمد رضا خان الهندي وتأملت في تراكيبها ومعانيها وجدتها بديعة المثال سهلة العبارة قريبة المثال ووجدت أدلتها من الصحة بمكان يقصر عنه أبناء الزمان قد ردت شبه الملحدين بالحجج الاقناعية والبراهين العقلية والنقلية والآيات القرآنية والأحاديث النبوية واجماع الأمة المطهرة والأقلية المطابقة المجردة فلله دره فهو كفو للرد على أهل الزيغ والضلال والمختلقات والانتحال لأنه منصف بما أشار اليه الناظم فيمن له الرد على أهل البدع والزيغ المفاقم بقوله أما التعرض

لأهل البدع والخوض معهم بكل منزع فلمطالع علوم الشرع وعالم بأصوله والفرع وفاهم أحكامها والقصد وعالم أصولها والضد وأخذ ذلک عن الأئمة مفاوض فی كل مهمة هذا الذي ليس عليه حرج في رد ما للمبطلين من حجج ولولا اشتغال البال بسفر الحج المتعين في الحال مع الأعراض وتراكم الأهوال لذيلت هذه الرسالة بأخرى تزيد الحق وضوحاً وبياناً شافياً يكون ان شاء الله بالمراد وافياً والعجب كل العجب ممن يؤمن ويصدق بقوله تعالى [عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحداً الا من ارتضى من رسول] وبقوله تعالى [انک لعلى خلق عظيم] ولا يصدق بأن الله تعالى أطلع نبيه عليه الصلوة والسلام على جميع المغيبات للكائنات مع ثبوت الأحاديث الصحيحة الصريحة فی أنه ﷺ أخبر بجميع مامضى وما هو آت أليس مدح الله تعالى لنبيه بقوله [وانک لعلى خلق عظيم] ارتضاء منه تعالى له واذا كان ذلک ارتضاء له اتضح من الآية السابقة أنه أخبر بجميع الغيوب لأن لفظه غيبه السابقة في قوله تعالى [فلا يظهر على غيبه أحداً] نكرة مضافة الى معرفة فعم جميع الغيب تأمل هذا ما مع هو كثير في القرآن في الآيات المصرحة بذلک مثل قوله تعالى [تلک من أنباء الغيب نوحيها اليک] وقوله تعالى [وماهو على الغيب بضنين] وقوله تعالى [وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء] وقوله تعالى [ونزلنا عليک الكتاب تبياناً لکل شئ] وقوله تعالى [وما فرطنا في الكتاب من شئ] الى غير ذلک من الآيات الصريحة في هذا المعنى أما توهم أن علم الغيب كعلمه تعالى المحيط بالأشياء على حقيقتها فلا يتوهمه عاقل وامرؤ عالم لأن علم الله تعالى مخالف لعلم المخلوقين في كل شئ تبارک وتعالى بل لا يحيطون بعلمه الا بما شاء كما قال تعالى و صلى الله على صاحب الحسن والجمال

تقريظ العلامة الفاضل الشيخ محمد القاسمي الحلاق الدمشقي دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدك يا من أقمت الكائنات دليلاً على توحيدك ونشكرك يا من أهلت لحملة شريعتك جهابذة قاموا بواجب تمجيدك ونصلي ونسلم على رسولك المبعوث من أكرم جيل و المنعوت في التوراة والانجيل وعلى آله وأصحابه الذين أحقوا الحق وأبطلوا الأباطيل وبعد ... فقد اطلعت على ما حبره العالم العامل و الهمام الجهبذ الفاضل حضرة الشيخ أحمد رضاخان من مؤلفه المسمى بالدولة المكية بالمادة الغيبية ورأيته كتاباً أي كتاب جامعاً في بابه للحكمة وفصل الخطاب فياله من مؤلف جال فكره في ميدان هذه المباحث ومزق ماجمعوه من المباحث كيف لا وجامعه جامع للكمالات و الفضائل من انحط دون شرفه كل متطاول فانه ابن الفضل وأبوه والملحن لفضله أعداؤه ومحبوه مقداره في العلم جليل و مثله في الأنام قليل متع الله المسلمين بحياته وأفاض علينا و عليهم من بركاته ... آمين

بقلم العاجز محمد القاسمي
الحلاق الدمشقي عفي عنه

تقريظ العلامة الفاضل الشيخ مصطفى بن أحمد الشطي الحنبلي الأثري الدمشقي دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وأفضل العالمين سيدنا محمد الحائز من ربه تعالى أفضل الفضائل والفائز منه باشرف العلوم والوسائل من أعلمه بكل المعلومات وأشهده بغاية مايمكن من المشاهدات فقد قال تعالى [يا أيها النبي انا أرسلناك شاهداً ومبشراً ونذيراً] وقد ثبت أنه تدلى على لسانه قطرة من العرش المجيد ليلة الاسراء والمعراج فعلم علم كل شئ بطريق الفيض والتجلي من العليم الحكيم مع انا نقول تبعاً للفحول أن علمه عليه السلام يتناهى وعلمه تعالى لا يتناهى والله أعلم بحقائق الأمور وقد طلب مني بعض من لا يسعني مخالفته أن أتطفل على الأفاضل من العلماء والفضلاء ممن قرظ وكتب على هذه الرسالة المنيفة المنوهة بتحقيق ما ناله حضرة الرسالة من المقامات الشريفة التي من أعلاها مقام علمه الموهوب من الظواهر والغيوب واستدل على ذلك بالأدلة المسلمة الموجودة فيه على هذا المطلوب فامتثلت الأمر المطاع مع أني عاجز ضعيف والذي ظهر لي أحقيته ما قاله هذا الهمام وقد دلّ على كثرة فضله وسعة اطلاعه وسيره فجزاه الله تعالى خير الجزاء وضاعف له أجوره يوم الفصل والقضاء والحمد لله تعالى على وجود أمثاله في هذه الأمة التي هي خير أمة

أخرجت للناس ونرجو دوام ذلك ونختم بالصلاة والسلام على من انتهى اليه مقصود كل سالك وعلى آله وصحبه نجوم الهدى وبدور الكمال في الممالك.

قاله وكتبه خادم نعال العلماء
مصطفى بن أحمد الشطي الحنبلي
الأثري الدمشقي عفي عنه

الله الله

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ

وَشَاءُ وُسُ السَّعَادَةِ قَدْبَدَالِیْ

بِلَادُ اللّٰهِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ

وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْصَفَالِیْ

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعاً

کَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

تقريظ العلامة الفاضل الشيخ محمد أمين السفر جلاني
دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رافع منار أهل الشريعة والايمان وخافض شعار أهل البدعة والعدوان والصلاة والسلام على سيدنا محمد الذي جاء بالأحاديث والقرآن وبعد ... فقد تصفحت هذا المؤلف الجليل المسمى الدولة المكية بالمادة الغيبية في الرد على الفرقة الوهابية ومن نحا نحوهم من المخالفين للشريعة الاسلامية فوجدتها مشتملة على زبدة عقائد أهل الايمان وبريئة مما رآه أهل البغي والخسران وعلى الانتصار لما ذهب أهل السنة والرجحان شاهدة لمؤلفها العلامة العامل المرشد الفهامة الفاضل الشيخ أحمد رضا خان الهندي مستوفية في الرد حق الاستيفاء كما استوفيت ذلك في كتاب العقد الوحيد شرح النظم الفريد في علم التوحيد في الرد على الوهابية في انكارهم الواسطة والزيارة ومعجزات الأنبياء وكرامات الأولياء بعد الوفاة ونحو ذلك جمعنا الله تعالى به في الدنيا بزيارة سيد المرسلين وفي الآخرة تحت لوائه المبين صلى الله تعالى عليه وعلى آله الطاهرين وأصحابه المقربين الى يوم الدين وسلم

كتبه الفقير محمد أمين السفر جلاني الامام
والمدرس بجامع السنجقدار بدمشق الشام
تحريراً ١٤ صفر الخير سنة ١٣٣٢ ھ

تقريظ العلامة الفاضل الشيخ محمد عطاء الله الكسم الدمشقي دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي أرسل الينا عين الرحمة المهداة لسائر المخلوقات واختصه من بين خلقه بأفضل الشمائل وأعظم المعجزات وأشهد أن لا اله الا الله وحده لاشريك له شهادة انتظم بها في سلک أهل العنايات وأشهد أن سيدنا محمداً عبده ورسوله المحبو منه بخوارق الهبات ﷺ وعلى آله وأصحابه حماة الدين القويم عن زيغ أهل الضلالات أما بعد... فقد اطلعت على هذا الكتاب المسمى بالدولة المكية بالمادة الغيبية فوجدته ناطقاً بالصواب مشتملاً على القول الصريحة والأقوال الصحيحة فلله در مؤلفه العالم العامل والفاضل الماجد الكامل الشيخ أحمد رضا خان لازال مظهر النفع العالم بين الخاص والعام فانه قد أجاد و أفاد جزاه الله خير الجزاء أمدنا واياه بمدد سيد الأنبياء وختم لنا وله بحسن الختام بجاه المظلل بالغمام عليه من الله أفضل الصلاة وأزكى السلام.

محمد عطاء الله القسم الدمشقي الوارد زائر المدينة المنورة في ربيع الأول سنة ١٣٢٣ه

تقريظ العلامة الفاضل الشيخ محمد عارف بن محي الدين بن أحمد الشهير بالمحملجي الدمشقي دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ذي الشأن عظيم البرهان شديد السلطان والصلاة والسلام على سيدنا محمد الذي جاء نا بصرح القرآن فأزاح به الشرك والبهتان وأظهر به التوحيد والايمان وعلى آله وصحبه والتابعين باحسان وبعد ... فاني وان كنت لست من أهل العرفان ولا من فرسان هذا الميدان ولكني بطريقة التطفل على السادات أهل هذا الشأن تصفحت بحسب الامكان بعض عبارات هذه الرسالة المنسوبة للعلامة الشهير والحبر النحير والناقد البصير الشيخ أحمد رضا خان صاحب الفضل والاتقان فوجدتها كافية في هذا الباب محتوية على لباب اللباب رادعة لأهل الزيغ والبهتان آتية بما عليه أهل الحق في عقائد الايمان فجزاه الله تعالى عن سعيه أحسن الجزاء وأدام له الارتقاء لذرى المجد والعلياء فكلامه أحسن الله تعالى اليه يدل على كمال علمه بالله تعالى عزوجل المتفضل عليه زاده الله من هباته ونفعنا بعلومه وأعاد علينا من بركاته بحمد الله تعالى على

كل حال يكون انتهى المقال ۱۲ ۔

خويدم أهل العلم العبد الفقير اليه
عز وجل محمد عارف بن محي
الدين بن أحمد الشهير با المحملجي
الدمشقي عفى الله عنه

اللہ اللہ

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً

وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَى الْمَوَالِيْ

رِجَالِيْ فِيْ هَوَا جِرِهِمْ صِيَامٌ

وَفِيْ ظُلَمِ اللَّيَالِيْ كَاللَّآلِيْ

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهُ قَدَمٌ وَاِنِّيْ

عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

تقريظ العلامة الفاضل الشيخ عبد بن السيد كمال دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وفق من عباده من شاء لخدمة الشريعة الغراء بالدليل والبرهان فاظهرهم على أهل الكفر والعناد والطغيان فالقموهم حجراً وخذلوهم بالحجج الاقناعية والأحاديث النبوية والبراهين النقلية وآيات الفرقان والصلاة والسلام على سيدي ولد عدنان ترجمان الأزل والأبد لسان الغيب الذي لا يحيط به أحد والمنزل عليه قوله تعالى [وانک لعلی خلق عظيم] وقوله تعالى [تلک من أنباء الغيب نوحيها اليک] وقوله تعالى [وما هو على الغيب بضنين] وقوله تعالى [ونزلنا عليک الكتاب تبياناً لكل شئ] وقوله تعالى [وعلمک ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليک عظيما]وعلى آله وأصحابه و أزواجه وذريته وآل بيته أما بعد ...

فقد طلب مني بعض من لا يسعني مخلصته مرة بعد المرة أن أقرظ هذه الرسالة على مائدة الفضلاء العلماء وان كنت لست من أهل هذا الميدان المسماة بالدولة المكية بالمادة الغيبية لحضرة العلامة والحبر البحر الفهامة الشيخ أحمد رضا خان الهندي فامتثلت الأمر المطاع مع أني أعجز الورى وخادم السادة الأشراف والعلماء لكن تأسيت بقول بعضهم شعر

فتشبهوا ان لم تكونوا مثلهم
ان التشبه بالكرام فلاح

فأقول جزى الله تعالى مؤلفها عن الدين والملة خير الجزاء في الدنيا ويوم الجزاء فإنه أبدع بالرد على هؤلاء الفرقة الضالة الوهابية حمانا الله والمسلمين من عقائدهم فقد ظهر لي ما قاله المؤلف الهمام هو الصواب فكحلت عيناي بإثمد مداد هذه العجالة فوجدتها دامغة للباطل بكل صحيح من الآيات البينات مرصعة بصريح أقوال أهل السنة والجماعة فظهر الحق وزهق الباطل ولا يخفي الصبح على ذي عينين وقد تبين أن منكر هذه الأدلة أعمى البصيرتين فدلت هذه الرسالة على كثرة فضل مؤلفها وسعة اطلاعه وضاعف الله تعالى له الأجر وحشرنا الله تعالى وإياه تحت لواء سيد المرسلين يوم الحشر ... آمين ١٢ .

عبد بن السيد كمال

كتبه الفقير إليه عز شأنه

قائمقام نقيب السادة الأشراف

بقضاء الزبداني كزبري زاده

٢٧ ربيع الأول ١٣٢٣ه الوارد

بالمدينة المنورة

تقريظ العلامة الفاضل الشيخ عبدالكريم بن التارزي بن عزوز التونسي المالكي الخلوتي دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدک اللهم يا کريم يا وهاب يا ذا الطول يا من لا يظهر على غيبه أحداً الا من ارتضى من رسول ونصلي ونسلم على سيدنا محمد سيد ولد عدنان المؤيد منک بأوضح حجة وأتم برهان الذي أطلعته على سر غيبک المكنون و ارتضيته فعلمته علم ما كان وما يكون وعلى آله وأصحابه الذين قدروه حق قدره فعظمت لهم المثوبة من الله وجعلهم أهلاً لا متنانه وبره أما بعد ... فقد تشرفت بالاطلاع على الرسالة المسماة بالدولة المكية بالمادة الغيبية التي ألفها الأستاذ الكامل والنحرير الفاضل فريد العصر والزمان ويتيمة الدهر والأوان الشيخ سيدي أحمد رضا خان وسرحت النظر بالامعان فيما احتوت عليه وجنيت من جواهر معانيها ما يجب الركون عليه فألفيتها في الحقيقة من الالهامات الربانية والفتوحات السديدة النورانية وافتا بكلكلها تجول وتصول مناضلة عن حقوق سيدنا ومولانا الرسول ﷺ أعربت عن سبيل الرشد بأصدق مقال وماذا بعد الحق الا الضلال وازاحت ظلمات الشک والترديد لكل من له قلب أو ألقى السمع وهو شهيد فجزى الله مؤلفها عن الاسلام وأهله جزاء الاحسان وكثر الله أمثاله في كل وقت ومكان وعندما تلقيتها بالأذعان والقبول جاد لي يراعي أن يكتب وسمح لساني

أن يقول

الناس بين مشاغب ومناضل — والحق يحسم ترهات الباطل

وأخو التمائم مضمحل لجاجة — ان راشه سهم السداد الفاضل

شتان بين المهتدين وبين من — لا يقتفي نهج الطريق العادل

أنا لفي زمن تراكم زيغه — وتشكلت صور الضلال الشاغل

لولا أسود راسخون جماجم — لتزلزل الدين القويم بما يلي

يا أيها الحبر حسبك نبغة — شفت الغليل من الطراز الأول

فاصدع بأمرك مفحماً لمكابر — واجهر به في كل ناد حافل

ان الرسول بكل شئ معجز — قد خصه مختاره المولى العلى

واراه مكنون الغيوب تكرماً — رغماً لأنف الجاهد المتساهل

فجزاك ربك كل خير منة — منه وفضلاً في القريب العاجل

وأتا لك الحسنى غداً وزيادة — في جنة المأوى بأعلى منزل

كتبه الفقير الى ربه خادم العلم الشريف

بالحرم النبوي عبدالكريم بن التارزي بن عزوز

التونسي المالكي الخلوتي أصلح الله حاله

وبلغه في الدارين آماله آمين ٨ صفر ١٣٣١ ه

تقريظ العلامة الفاضل السيد عمر بن مصطفى عيطة الحسيني دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدى أهل طاعته لنصرة الدين وأودع قلوبهم سرائر محبته فهم لسنته مؤيدين ونور بصائرهم بنوره معرفته فهم أئمة الدين ورزقهم دوام مشاهدته فنالوا أعلى درجات العابدين والصلاة والسلام على سيدنا محمد مجمع الحقائق الايمانية الذي أزال بنور نبوته ظلمة الشرك فهو عروس المملكة الربانية وعلى آله الذين نوهت لفضلهم آي الكتاب وأصحابه الفائزين من عين رسالته بمليد الخطاب أما بعد ...

فيقول الراجي من الله السعادة الأبدية السيد عمر بن السيد مصطفى عيطه خادم العلم في حرم خير البرية قد تليت علي في مسجد المصطفي الرسالة المسماة بالدولة المكية في المادة الغيبية لمؤلفها العالم العامل المشهور بمحاسن الأخلاق والشمائل والقدم الراسخ في المعارف والباع الطويل في العلوم والمعارف أعني به الأستاذ الكبير الذي لم تسمح الأعصار له بنظير السيد الشيخ أحمد رضا خان لازال ملحوظا بعناية الله ومشمولاً بنظر سيدنا رسول الله ﷺ فوجدتها صغيرة الحجم غزيرة العلم صحيحة الحكم يهتدي بها الحائر في ظلمة الوهم الى نور طريقة الفهم فنسأل الله أن ينفع بها وبمؤلفها ويحفظه بما حفظ به الذكر ومصنفيها

يا دولةً مكية وافت لنا ببشائر الايمان والاحسان
في مادة غيبية نطقت بها آي الكتاب وسنة المدنان
من أحمد القوم الرضا أستاذنا من جاء نا بنفائس العرفان
من ذاق طعم شرابها عرف الذي فيها وذاق حلاوة الايمان
لازال ملحوظاً بعين عناية وبنظرة المبعوث من عدنان
صلى الاله عليه ما ذكر الحمى أو حن مشتاق الى الأوطان
وكذاك آلا قد سموا بمفاخر ومناقب تزهو مدى الأزمان
وكذاك صحب ماترنم عاشق بحديث طه خيرة الرحمان

السيد عمر بن السيد مصطفى عيطه
كتبه بخط الراجي عفوربه كامل
بن الشيخ عبدالهادي في مولد أول
٢٢ سنة ١٣٢١ ﻫ

اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه

مُرِيْدِىْ لَاتَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّىْ
عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

تقريظ العلامة الفاضل السيد الشريف الشيخ تاج الدين أبن امام القدوة حافظ الحديث الشيخ بدر الدين المغربي الدمشقي دام فضلهما

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام على المصطفى رب اليك المفزع وفيك الرجاء فاجعلنا اللهم من عبادك المخلصين في خدمة شريعة سيد المرسلين فلما بارحت وطني دمشق آمّاً المدينة المنورة للتشرف بأعتاب سيدنا وسندنا ووسيلتنا سيد العالم ﷺ في عام ثلاثمائة واحدى وثلاثين بعد الألف سئلت أن أطلع الرسالة الموسومة بالدولة المكية في المادة الغيبية فنظرت اليها نظر الغريب براده مفارقة الحبيب فوجدتها جديرة بالاهتمام عديمة المثال يتجلى عليها صدق اللهجة وآية الاستقامة وكيف لا والمؤلف المفضال هو مولانا الشيخ أحمد رضا خان عمدة الأماثل الكرام صاحب القدر والاحترام جزاه الله تعالى أفضل الجزاء وحشرنا جميعاً تحت لواء سيد الأنبياء وليعذرني مولانا المؤلف على قصوري في تقريظ الرسالة اذ أخال أني أوجزت في المقالة أما أولاً فلان مؤلفه في غنية عن الاطراء والتطويل في نعمته فضلاً عن كليماتي هذه وثانياً كتبتها وأنا على جناح السفر الى الشام ذات الثغر البسام وأنا مفارق مسكن سيدنا المرسلين ومهبط الأمين أكب هذا وأذرف الدمع مدراراً وأندب سوء الطالع واستغفر الله استغفاراً فعفوا منك أيها السيد الكريم فأنت رب السماح واستجد بكرم يراعك الوضاح متوسلاً بصاحب هذا

المقام الأعظم أن يجعلني وجميع محبيه من المتشرفين بزيارة في كل عام والصلاة والسلام عليه في البدء والختام.

كتبه العبد الفقير الى الله تعالى
محمد تاج الدين بن محمد بدر الدين
الدمشقي الحسني عفي عنه
في ۹ من ربيع الثاني ۱۳۳۱ ه

أَنَا الْجِيْلِيُّ مُحْيُّ الدِّيْنِ اِسْمِيْ
وَاَعْلَامِيْ عَلٰى رَأْسِ الْجِبَالِ

اَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمُخْدَعُ مَقَامِيْ
وَاَقْدَامِيْ عَلٰى عُنُقِ الرِّجَالِ

تقريظ العلامة الفاضل الشيخ أحمد رمضان دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي تفرد بالو حدانية وعلم الانسان مالم يعلم وان الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم والصلاة والسلام على سيدنا و شفيعنا و حبينا الذي أرسل رحمة للعالمين محمد صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم أما بعد ... فاني لما تشرفت بالزيارة في أعتاب سيد الوجود وهو حيّ في قبر يرد السلام على من يسلم عليه ﷺ في هذا العام سنة ثلاثمائة واحدى وثلاثون هجرية والتوسل بجنابه الأعلى الأكرم والنداء له ﷺ بعد وفاته كندائه في حال حياته ﷺ ولله در الامام البوصيري رضي الله تعالى عنه

ومن تكن برسول الله نصرته ... أن تلقه الأسد في أجامها تجم

ولن ترى من ولي غير منتصر ... به ولا من عدو غير منقصم

ولما أطلعني بعض أفاضل المدينة المنورة على هذه الرسالة المحررة المسماة بالدولة المكية بالمادة الغيبية تأليف الامام العلامة الشيخ أحمد رضا خان الهندي فوجدتها من أحسن البيان وأتى بأبين برهان ففرق بين علم المخلوق والخالق ورمى بسديد سهمه فأصاب كبد الحقائق وهذه كالشمس الطالعة لا تخفى على أولي البصائر والقلوب والتقوى والمقيد للملك قوله ﷺ بقول الله تبارك وتعالى (ما تقرب الي المتقربون بمثل أداء ما افترضت عليهم ولا يزال العبد يتقرب الي بالنوافل حتى أحبه فاذا

أحبته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ولسانه الذي ينطق به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها) فإذا كان العبد هذه صفة لا تعجب عما يظهر منه جزى الله مؤلف هذه الرسالة أحسن الجزاء وبارك الله لنا في أمثاله وأيد الله علماء السنة والجماعة وخذل أهل البدع والضلالة وجعلنا من الذين يستمعون القول فيتبعون أحسنه بجاه حبيبه المصطفى ﷺ والحمد لله رب العالمين.

خادم العلم الشريف من أهل الشام الشريف

أحمد رمضان ١٩ ربيع الأول ١٣٣١ ه

الله الله

بيت السيدة خديجة رضى الله عنها

تقريظ العلامة الفاضل الشيخ عبدالحميد بن محمد أديب نجل الشيخ بكري الشافعي الدمشقي دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي أنار الوجود بشموس العلماء وجعلهم بدور الضياء ومحجة الاهتداء فالتابع لهديهم لا يضل ولايشقى والمتمسك بقويم عنعنهم لاشك متمسك بالعروة والوثقى وأشهد أن لا اله الا الله الأول بلا بداية والآخر بلا نهاية المحصي كل شئ عدداً العالم بما خفي عن خلقه وما بدا وأن سيدنا محمداً عبده و رسوله المرسل معلماً ومرشداً ﷺ وعلى آله و أصحابه عدد ما أحاط به علمه و جرى به القلم ورضي الله عن أئمة النهج القويم والصراط المستقيم ومقلديهم وتابعيهم باحسان الى يوم الدين وغفر الله لوادينا ولنا ولجميع المسلمين آمين وبعد ... اني لما كنت متشرفاً بزيارة سيد الموجودات وأشرف مخلوقات الأرض والسموات في شهر ربيع الأول عام احدى وثلاثين وثلاثمائة بعد الألف وبذلك نلت منتهي الأنس والحظ والشرف وفي أثناء هذه المدة الوجيزة أطلعني حضرة الأديب الفاضل العالم الكامل الشيخ أحمد أفندي الخطيب الطرابلسي المواظب على أشرف خدمة في حرم الحبيب على الرسالة المسماة بالدولة المكية بالمادة الغيبية تأليف حضرة العلامة المدقق الدراكة المحقق المولى الهمام أحمد رضا خان أحد مشاهير علماء الهند الأعلام وقد أوضح فيها بعض مزايا سيد الأنام ومصباح

الظلام المظلل بالغمام عليه أفضل الصلاة وأزكى التحية والسلام من غير تعال ولا مساواة فيما ذكر بها ولا اختلاف لما جنح اليه المؤلف المشار اليه عند أهل السنة والجماعة كما تلقينا واستفدنا وندين الله تعالى عليه جزاه الله تعالى عني الجناب الرفيع المصطفوي خيراً وأدام نفعه براً وبحراً وقمع به حجة المبطلين وضلالة المفسدين الضالين المحطين من قدره عليه الصلاة والسلام فتكل وجزائم الى الملك العلام المطلع على خائنة الأعين وما تخفي الصدور والى الله ترجع الأمور وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وسائر الأنبياء الكرام والحمد لله في البدأ والختام حرر في الروضة المطهرة بالمدينة المنورة على ساكنها أفضل الصلاة والسلام في اليوم الحادي والعشرين من شهر ربيع الأنوار.

قاله وكتبه فقير رحمة ربه الغفار
عبدالحميد بن محمد أديب نجل الشيخ
بكري الشافعي الدمشقي عفي عنهم آمين

رسالة من العلامة الفاضل شيخ الدلائل محمد عبد الحق الى جناب الشيخ الأجل محمد سعيد سلمه الحميد المجيد ومولانا الشيخ عباس رضوان سلمه الله الحنان و المنان دام فضله

بسم الله الرحمن الرحيم

حامداً مصلياً ومسلماً أما بعد...فمن محمد عبدالحق عفي عنه الى جناب الأجل محمد سعيد سلمه الحميد المجيد ومولانا الشيخ عباس رضوان سلمه الله الحنان والمنان السلام عليكم وعلى من لديكم ورحمة الله وبركاته قد أرسلت الى جنابكم جواب كتابكم والله أكلفكم لأمر أهم وهو أن مولانا الفاضل المحقق المدقق جامع فنون العلوم وشتات الفضائل أحمد رضا خان سر الحنان المنان من أجل علماء أهل السنة والجماعة وجل همته الرد على الفرق الضالة سيما الوهابية والناشرة وغيرهما شكر اليه سعيه ونفع المسلمين بطول بقائه وهم في أشد عداوته والافتراء عليه وينسبون اليه مالا أصل له حتى أفشوا أنه كتب في الرسالة الفلانية كذا وكذا والحال أنه ما كتب فيها وحتى زادوا من عند أنفسهم في بعض رسالاته كما يظهر هذا الأمر من مطالعة رسالاته وقالوا لا ينبغي لأحد أن يطالع مؤلفاته لأنه يكتب في بعضها شيئاً موافقاً لأهل السنة والجماعة وبعضها مخالفاً له فلا اعتبار لها أصلاً وهكذا افتراءات أخرى يطول ذكرها هنا وقد أفشوا أنه ألف الدولة المكية في مكة المعظمة زادها الله تعالى تعظيماً وتشريفاً وكتب فيها كذا وكذا مخالفاً لعقيدة أهل السنة

والجماعة والحال أن الدولة المكية لما كتبها الشيخ منها نسخ عديدة كما هي موجودة هنا عند العلماء المعتبرين وما هو الا زور وكذب واختلاق عليه كما يظهر هذا من التقريظات التي قرظت في رسالته المسماة الدولة المكية بعد افشائهم المذكور وسيصل الى جنابكم بواسطة المولوي محبي محمد كريم الله سلمه الله تعالى الرسالة بالدولة المكية فالمرجو من جنابكم أن تكتبوا عليها شيئاً دفعاً للافتراء عليه فقد ورد في الحديث الشريف على قائله ألف ألف صلوة وسلام والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه وقال الله تعالى [لينصر الله من ينصره] وبلغوا السلام الى حضرة النبي ﷺ وعلى آله وصحبه وعلى جميع الأنبياء والمرسلين وسلم تسليماً كثيراً كثيراً والسلام مع التعظيم

حررا في شوال ١٣٢٨ هجري نبوي عليه أفضل الصلاة والتسليم.

كتبه محمد عبد الحق

الدولۃ المکیہ کی اشاعت کا اشتیاق

مدینہ منورہ میں دولۃ مکیہ کے اولین ایڈیشن کی اشاعت کا شدت سے انتظار تھا اور وہاں سے مولانا احمد علی و مولانا کریم اللہ کے جو خطوط فاضل بریلوی کے نام آرہے تھے، ان میں اس اشتیاق کا واضح ذکر ہے:

☆ ۱۳ / رمضان ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء کو لکھے گئے ان کے خط میں اس کا ذکر یوں ملتا ہے:

"اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ شریفہ (دولۃ مکیہ) کی طبع بہت ہی جلد ہو اور اشاعت ہووے۔" (علماء عرب کے خطوط)[10]

☆ یکم / رمضان ۱۳۳۰ھ کے خط میں ہے:

"دولۃ مکیہ کی طباعت جلد از جلد شروع ہو جائے، شائقین بہت ہیں۔" (علماء عرب کے خطوط)[11]

☆ ۲۰ / رمضان ۱۳۳۰ھ کے خط کا خلاصہ یہ ہے:

"دولۃ مکیہ کے متعلق اول سے اب تک سب کارروائی معجزات صاحب المعجزات علیہ الصلاۃ والسلام ہے ــــ سید موسیٰ صاحب بہت ہی خوش و فرحان و ممنون و مشکور ہیں اور مداح و ثنا گو ہیں۔ سب سے زیادہ محبت ان کو ہوئی ہے اور ہر دوست، احباب، اہل علم، طالب علم سے دولۃ مکیہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جو تقریظیں لکھنے والے ہیں ان سے خوش ہیں اور جو منکر ہیں ان پر خفا ہوتے ہیں اور اس دولت، مطالعہ دولۃ مکیہ سے مشرف نہیں ہوئے، ان کو رغبت دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت استاذ شیخ مؤلفہ سلمہ اللہ تعالیٰ کا کلام مثل کلام ابن عربی و امام رازی کے ہے۔ دولۃ مکیہ کے طبع ہونے اور مطالعہ کرنے کے سب لوگ مشتاق و منتظر ہیں، اس کا طبع ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ حضور جلدی سے اس کو طبع کرا دیں کہ نفع عام ہو۔" (علماء عرب کے خطوط)[12]

☆ ۱۰/ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ کے خط میں بتایا کہ مولانا شیخ عباس رضوان اس کی طباعت کا تقاضا کرتے ہیں۔ (علماء عرب کے خطوط) ۶۳

☆ ۱۱/ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ کو لکھے گئے خط میں ہے:

"اب دولۃ مکیہ کے طبع کی بہت ہی ضرورت معلوم ہوتی ہے، خدا کرے جلدی سے طبع ہو کر شائع ہو ۔۔۔ دولۃ مکیہ کا اہل عرب نے مطالعہ کیا، جس نے دیکھا خوش ہوا، علم و فضل کا قائل ہوا اور دیگر رسالہ مؤلفہ حضور کا مشتاق ہوا۔ پس اگر اور رسالے عربی میں طبع ہو جاویں تو بہت اچھا ہے۔"
(علماء عرب کے خطوط) ۶۴

☆ ۱۰/ رمضان ۱۳۳۰ھ کے خط میں یوں لکھا:

"مقرظین سے جو صاحب ملتے ہیں دریافت کرتے ہیں کہ دولۃ مکیہ ابھی تک طبع نہ ہوئی۔ اب ہم ہر کسی سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ طبع ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ طبع ختم ہووے گی اور رسائل یہاں آ کر شائع ہو جاویں گے اور تقسیم ہوں گے۔" (علماء عرب کے خطوط) ۶۵

☆ ۱۰/ رمضان ۱۳۳۰ھ کو تحریر کیے گئے خط میں ہے:

"ہم لوگ کے اور جملہ مقرظین کے یہ خوشی ہے کہ دولۃ مکیہ جلدی سے طبع ہو کر شائع ہو جائے تو اچھا ہے۔" (علماء عرب کے خطوط) ۶۶

☆ ۱۰/ محرم ۱۳۳۱ھ کو لکھے گئے خط میں ہے کہ بعض لوگ یہاں مکہ معظمہ سے آئے اور زبان سے مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے سن کر آئے کہ بریلی میں رسالہ شریف دولۃ مکیہ زیر طبع ہے۔ بہت ہی خوش ہوئے مگر حضور نے ہم کو مطلع نہیں فرمایا۔

(علماء عرب کے خطوط) ۶۷

اشاعت میں تاخیر کے اسباب

دولۃ مکیہ کی اشاعت کا عرب وعجم میں جس شدت سے انتظار تھا، بعض اسباب کی بنا پر اس میں اتنی ہی تاخیر ہوتی گئی۔ اول یہ کہ اس پر تقاریظ کی موصولی کا سلسلہ دس برس تک جاری رہا، دوم اس کے مصنف اس موضوع پر عرب وعجم سے آنے والے مزید اعتراضات اور شکوک وشبہات کے ازالہ میں مصروف رہے، چنانچہ آپ نے نہ صرف دولۃ مکیہ کے متن میں اضافات کیے بلکہ ۱۳۲۶ھ میں اس پر مستقل عربی حاشیہ "الفیوضات المکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ" لکھا، نیز اس مسئلہ پر عربی میں دیگر کتب تصنیف کیں، سوم آپ دیگر اسلامی موضوعات پر تصنیفی عمل سے غافل نہیں رہے۔ اور مزید یہ کہ اس دوران براہین قاطعہ وغیرہ کتب مخالفین کی مسئلہ علم غیب وغیرہ پر بعض پُرتشدد عبارات کے تعاقب میں فاضل بریلوی کی ایک اور عربی کتاب "حسام الحرمین" متعدد اکابر علماء حرمین شریفین کی تقریظات کے ساتھ شائع ہو چکی تھی اور فریقین کی توجہ کا مرکز تھی۔

بریلی ایڈیشن، قدیم

مولانا امجد علی اعظمی فرماتے ہیں:

"دولۃ مکیہ بڑی ضخیم کتاب ہے اور اس پر اعلیٰحضرت کے حواشی قدیمہ وجدیدہ بھی ہیں، ان حواشی کی وجہ سے اس کی ضخامت بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ اس کو چھپوانا شروع کیا تھا، چند اوراق اصل کتاب کے چھپے اس کے بعد جو حواشی کا سلسلہ شروع ہوا تو غالباً دو سو آٹھ صفحے چھپے اور بعض وجوہ سے اعلیٰحضرت کے زمانہ میں ہی اس کی طبع کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پھر اس کو نہ کسی صاحب نے جاری کیا، نہ اس کی تکمیل فرمائی۔"

(حیات صدر الشریعہ) ۲۸

اور یہی اس کتاب کا دنیا بھر میں اولین ایڈیشن تھا۔

بریلی ایڈیشن قدیم کے صرف چھتیس (۳۶) صفحات کی طباعت ہوئی۔ جس میں صفحہ پانچ سے حاشیہ شروع ہوا، جب کہ صفحہ گیارہ، بارہ، سترہ اور اٹھارہ پر مکمل حاشیہ ہے صفحہ اکیس پر متن کی صرف چار سطریں، بائیس پر صرف ایک سطر، چونتیس پر دو سطریں اور صفحہ پینتیس (۳۵) و چھتیس (۳۶) پر ایک ایک سطر متن کی ہے۔ اور باقی اکثر صفحات پر ثلث یا ربع حاشیہ ہی ہے، پھر دو سو ساٹھ (۲۶۰) صفحات تک حواشی ہیں۔

تاریخ الدولۃ المکیہ کے فاضل محقق عبدالحق انصاری تحریر فرماتے ہیں:

''تاباً دو سو آٹھ صفحے تک چھپے۔'' ۲۹

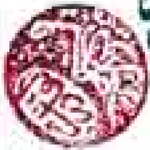
مگر سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز کے کتب خانہ میں موجود الدولۃ المکیہ کا یہ اولین ایڈیشن دو سو ساٹھ (۲۶۰) صفحات پر ہے، یہ بھی نامکمل ہے۔ مذکورہ صفحات کے عکوس آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔



لله الحمد

على أن وفقنا الطبع هذا الكتاب المستطاب الذي لم تكتحل بمثله عين الزمان، في علوم نبينا عليه أفضل الصلاة والسلام بجميع ما يكون وما كان، وهي الرسالة الأولى من الرسائل الأربع التي صنفها المصنف العلامة، في البلد الحرام، واسمها التاريخي

الدولة المكية بالمادة الغيبية



(١٣٢٣هـ)

مع جلائل تقريظات أجلة علماء الحرمين الشريفين وجدة ومصر والشام، وغيرها من بلاد دار الإسلام، وتعليقاتها للمصنف بالاسم التاريخي

الفيوض الملكية لمحب الدولة المكية

(١٣٢٦هـ)

فيها الحواشي المكية والمدنية والجديدة، متدفقة بحارها بأمواج العلوم السديدة، والرد على غاية المأمول، رسالة حررتها الوهابية لبعض الفحول، من السادة البرزنجية، في المدينة الزكية، وفي طيها رسالتان للمصنف بالاسم التاريخي إحديهما

انباء الحي أن كلامه المصون تبيان لكل شيء

(١٣٢٦هـ)

فيها إثبات أن القرآن الكريم تبيان كل شيء بالتعميم، ولا خصوص، في تلك النصوص

والأخرى

حاسم المفتري على السيد البري

(١٣٢٨هـ)

فيها أن غاية المأمول رجعت نفسها، ونقضت غزلها فكفت لنا كسها

كلاهما

للإمام أهل السنة مجدد المائة الحاضرة، دام بالفيوض والبركات الباطنة والظاهرة

طبعت في بريلي مطبعة أهل السنة والجماعة

اللہ تعالیٰ فرط فی کتابہ شیأ وان لفظۃ الکل من انص النصوص

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴ تکل ایۃ ستون الف فہم وعن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ لو شئت ان اوقر سبعین بعیرا من تفسیر القران لفعلت اھ ولفظ العلامۃ ابراہیم البیجوری فی شرح البردۃ فی الاول تکل ایۃ ستون الف فہم وما بقی من فہمہا اکثر ولفظۃ فی اثر امیر المؤمنین لو شئت لاوقرت سبعین بعیرا من تفسیر الفاتحۃ اھ وفی الیواقیت والجواہر لسیدی الامام عبد الوہاب الشعرانی عن الامام الاجل ابی تراب النخشبی این ہؤلاء المنکرون من قول علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو تکلمت لکم فی تفسیر الفاتحۃ لحملت لکم سبعین بعیرا اھ وفی شرح العشراوی لصلوۃ سیدی احمد الکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن سیدی عمر المحضار لو اردت ان املی من تفسیر ما نسخ من ایۃ حمل مائۃ الف جمل وما فیہا تفسیرہا لفعلت وفیہ عن بعض الاولیاء من بیت ابی فضل وجدنا تحت کل حرف من القرآن اثر بمائۃ الف رب من المعانی وکل حرف منہ لہ معان فی موضع غیر المعانی التی لہ فی موضع اخر قال وقال سیدی علی الخواص نفع اللہ بہ ان اللہ تعالیٰ اطلعنی علی معانی سورۃ الفاتحۃ فظہر لی منہا مائۃ الف علم واربعون الف علم وتسعمائۃ وتسعون علما اھ وفی الزرقانی علی المواہب ذکر الغزالی فی کتابہ بیان العلم اللدنی قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو طویت لی وسادۃ لقلت فی الباء من بسم اللہ سبعین جملا اھ وفی میزان الشریعۃ الکبری للامام الشعرانی قد استخرج اخی افضل الدین من سورۃ الفاتحۃ مائتی الف علم وسبعۃ واربعین الف علم وتسعمائۃ وتسعۃ وتسعین علما ثم ردہا کلہا الی البسملۃ ثم الی الباء ثم الی النقطۃ التی تحت الباء وکان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لا یکمل الرجل عندنا فی مقام المعرفۃ بالقرآن حتی یستخرج جمیع احکامہ وجمیع مذاہب المجتہدین فیہا من ای حرف شاء من حروف الہجاء اھ قال ویؤیدہ فی ذلک قول الامام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو شئت لاوقرت لکم ثمانین بعیرا من علم النقطۃ التی تحت الباء اھ اقول وبامثال ہذہ تظہر حقیقۃ قول سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لو ضاع لی عقال بعیر لوجدتہ فی کتاب اللہ رواہ عنہ ابو الفضل المرسی کما فی الاتقان فمن ضیق العطن بل بعض الظن تحویلہ الی ان المعنی لوجدہ فی القرآن

ای وقرت لکم سبعین بعیرا من السیوطی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو شئت لاوقرت سبعین بعیرا من ام القرآن لفعلت اھ فاطلعہ ببسط النظام من عبد القادر بن حنظلہ جابر ۱۲

۱۲ منہ غفرلہ

علیہا مسألۃ ان العالم بقضہ وقضیضہ حادث انما فیہ بدایع السمٰوٰت والارض واذا
نزلت بعض الاقدام فقیل بقدم العرش والکرسی وذکرہ العارف النابلسی تاویلا
فی الحدیقۃ الندیۃ اذ تبع الامام بہ فی بعض الحواشی کما سنذکرہ ان فصل مسألۃ ان القرآن
کلام اللہ غیر مخلوق مسألۃ ان اللہ تعالی لا یتقدم بہ حادث مسألۃ انہ تعالی لا یجب
علیہ شیء مسألۃ انہ تعالی لا یقبح منہ شیء والمخالف یعترف ان اللہ یحکم ما یرید یفعل
اللہ ما یشاء وقول لا یرید الا الخیر ولا یشاء الا الحسن مسألۃ وجوب عصمۃ الانبیاء
علیہم الصلاۃ والسلام وانہا من الکبائر والصغائر ومن العمد او السہو وبعد
النبوۃ او قبلہا مسألۃ امتناع التقصیر فی التبلیغ علیہم صلوات اللہ تعالی وسلامہ
علیہم مسألۃ فتنۃ القبر مسألۃ الصراط حتی ذہب بعض الائمۃ من عدم ذکرہ
فی القرآن العظیم مسألۃ الشفاعۃ الکبری واختصاصہا بالنبی المصطفی صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم الی غیر ذلک من مسائل کثیرۃ وثانیا بل جاء فی المسکوت عنہ
ما توہم بہ الضالون خلاف ما علیہ المہتدون کقولہ تعالی انا جعلنٰہ قرانا عربیا
وکقولہ تعالی من ذکر محدث وکقولہ تعالی ولما یعلم اللہ وکقولہ تعالی فلیعلمن اللہ الذین
صدقوا ولیعلمن الکذبین وکقولہ تعالی کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ وکقولہ تعالی
وکان حقا علینا نصر المؤمنین وکقولہ تعالی فی ادم وکذا موسی وکذا داود علیہم
الصلاۃ والسلام وکقولہ تعالی عفا اللہ عنک وکقولہ تعالی لیغفر لک اللہ وکالآیات
المتشابہات فی الصفات کالاستواء والید والعین والوجہ والجنب ولا ینفیہا لیس
کمثلہ شیء فان المثل المساوی وثالثا ما ذکر فیہا ذکر بلفظ محتمل قابل التاویل فالمعلوم
الفہم للمخالفۃ اذ قد قال علی رضی اللہ تعالی عنہ لا تحاججہم بالقرآن فانہ حمال
ذو وجوہ تقول ویقولون وہذا کقولہ تعالی واللہ خلقکم وما تعملون جاء فی ذکر
الاصنام اولہ اتعبدون ما تنحتون فقال الضالون یعنی خلقکم وخلق ما تعملونہ
من الاعمال وکقولہ تعالی وما تشاءون الا ان یشاء اللہ وقع فی ذکر قبول الاسلام اولہ
فی سورۃ الدہر فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا وفی سورۃ التکویر لمن شاء منکم ان
یستقیم فقالوا ہذا فی الخیر اما الشر فالیہم وکقولہ تعالی والوزن یومئذ الحق قالوا
سیرہا واختبارہا والتمییز بین جیدہا وردیہا وکقولہ تعالی الی ربہا ناظرۃ قال
المحجوبون ای ساربتہ منتظرۃ الی نعمۃ ربہا ولا ترہ طائفۃ فی الاسلام حقیقۃ او
ادعاء الا وہی تحتج بتقریب الدلیل ... وان حجۃ علی اکثرہم ولکن لا یعلمون

عليهم وسلم (٦٩) خالفوا المشركين احفوا الشوارب ق خ م (٧٠) رحم الله حارس
الحرس ق صحيح (٧١) ذمة المسلمين واحدة صحيح (٧٢) طاعة الله طاعة
الوالد حسن (٧٣) ليلة القدر ليلة بلجة حسن (٧٤) ليلة القدر ليلة
سمحة وهو غير الاول هذا عن ابن عباس وذلك عن واثلة رضي الله تعالى
عنهم (٧٥) اطلبوا الخير دهركم كله حسن (٧٦) كان داود اعبد البشر حت
حسن (٧٧) كان ايوب احلم الناس (٧٨) خالد بن الوليد سيف الله
(٧٩) امتي امة مباركة (٨٠) لا يرد القضاء الا الدعاء ت حسن (٨١)
اطلبوا الرزق في خبايا الارض (٨٢) اكثروا من تلاوة القرآن وللمضارع
(٨٣) لا تقتلوا الجراد (٨٤) طوبى لمن تواضع في غير منقصة وللمقتضب
(٨٥) السواك مطهرة (٨٦) اتخذوا من ورق [illegible] يعني انما تعرفت [illegible] حسن
وللمجتث (٨٧) اذا اسأت فاحسن صحيح (٨٨) لا يتم بعد احتلام د
حسن وللمتقارب (٨٩) قل آمنت بالله ثم استقم م (٩٠) اقلوا الدخول
على الاغنياء دس صحيح (٩١) اتموا الصفوف فاني اراكم م (٩٢) اقيموا
الصلاة وآتوا الزكاة حسن (٩٣) عجبت لصبر اخي يوسف (٩٤) ردوا السلام
وغضوا البصر (٩٥) دفن البنات من المكرمات والصدر في هذين ثلم
وزن الاول فعلن فعول فعولن فعل وفي الثاني العروض فعول
للخيل (٩٦) حسبي ديني من دنياي (٩٧) القائم بعدي في الجنة (٩٨)
اشتدي ازمة تنفرجي (٩٩) لن يغلب عسر يسرين (١٠٠) استنجوا بالماء البارد
(١٠١) واجعل لي في نفسي نورا م وزنا واحد والله وتر يحب
الوتر والحادي عشر بل لن يكون القرآن الكريم والعياذ بالله تعالى شعرا فكثيرا
ما وردت فيه آيات وجمل على هيأة الموزون ذكر منها الامام القسطلاني
في شرح صحيح البخاري ثمانيا وخمسين على هيأة شعر وثلاث على صورة شطر
قال الحنفي في الآية انشاء الشعر لا انشاده ولا يقال لمن قاله متمثلا اوجرى
على لسانه موزونا من غير قصد انه شاعر وقد دل غير ما حديث على جواز وقوع
الكلام منه صلى الله تعالى عليه وسلم منظوما من غير قصد الى ذلك ولا يسمى
مثل ذلك شعرا ولا القائل به شاعرا وقد وقع كثير من ذلك في القرآن العظيم
لكن غالبه اشطار ابيات والقليل منه وقع وزن بيت تام والعلامة الشهاب

مکتبۃ المکتبۃ ایڈیشن (الدولۃ المکیہ کا دنیا بھر میں پہلا اہم ایڈیشن)

۱۳۷۶ھ/۱۹۵۵ء میں مکتبۃ المکتبۃ اندرون کھتاؤ مارکیٹ نیو نہام روڈ کراچی نے مشہور آفسٹ لیتھو پریس کراچی سے دولۃ مکیہ دو ہزار کی تعداد میں طبع کرائی۔

اس ایڈیشن کی ترتیب اس طرح سے ہے کہ آغاز میں مصنف ومترجم کے مزارات کی تصاویر دی گئی ہیں اور مہتمم مکتبہ نے یہ ایڈیشن فاضل بریلوی کے فرزند مولانا الحاج مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری رضوی مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) کے نام منسوب کیا ہے۔فہرست کتاب نہیں دی گئی اور صفحہ ۲ سے ۱۲۱ تک چالیس تقاریظ اس طرح دی گئی ہیں کہ ایک صفحہ پر ان کا عربی متن اور سامنے کے صفحہ پر اس کا اردو ترجمہ ہے، یوں متن وترجمہ کی پوری کتاب میں یہی ترتیب ہے صفحہ ۱۲۳ سے ۲۵۷ تک پہلے دولۃ مکیہ پھر فیوضات ملکیہ کا متن وترجمہ ہے، جب کہ ۲۵۸ سے پھر تقاریظ کا آغاز ہوتا ہے، جو آخری صفحہ پر ختم ہوتی ہیں۔یہ چھوٹی تقطیع کے کل ۵۲۲ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں دولۃ مکیہ وفیوضات الملکیہ نیز نسخہ تقاریظ کے مکمل عربی متن وار دو تراجم درج ہیں۔یہ ترجمہ مولانا حامد رضا خان قادری حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے لیکن بعض تقاریظ کا ترجمہ کسی اور نے کیا۔

اس کے آخری صفحہ پر ناشر کی طرف سے یہ عبارت ہے:

> "الحمد للہ کہ یہ کتاب چھپ کر ہدیۂ ناظرین ہو رہی ہے۔اس کی کتابت وطباعت اور تصحیح کے سلسلہ میں کافی احتیاط برتی گئی ہے پھر بھی اگر کوئی غلطی مصحح کی نظر سے بچ کر رہ گئی ہو تو ناظرین برائے خدا معاف کرتے ہوئے مطلع فرمائیں تاکہ اس کا تدارک کر دیا جائے۔
>
> اطلاعا عرض ہے کہ ہمیں کتاب کا مکمل ترجمہ اور چند مترجم تقاریظ دستیاب ہو سکیں، جو بعینہٖ شائع کی جا رہی ہیں اس کے علاوہ چند تقاریظ کا ترجمہ

ادارہ کے ذریعے طبع کیا گیا ہے"

گویا اس ایڈیشن کی کتابت مہتمم المکتبۃ نے کرائی، ادھر اس کے صفحہ اول پر ہے

کہ یہ اشاعت اول ہے بنا بریں یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ یہی دولتیہ مکیہ کا دنیا بھر میں پہلا اہم

ایڈیشن ہے۔

مکتبۃ المکتبۃ کے بانی مولانا شفیع محمد بن صوفی غلام رسول قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ ہندوستان کے علاقہ راجپوتانہ کے مقام چتوڑگڑھ میں پیدا ہوئے، قیام پاکستان کے

بعد ہجرت کر کے کراچی آ گئے، جہاں ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۵ء میں وفات پائی۔ عالم فاضل، تاجر،

مولانا حامد رضا خان بریلوی کے مرید، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے بانی رکن و

نائب صدر۔ آپ نے ۱۹۵۵ء کو المکتبہ کی بنیاد رکھی، جو ۱۹۵۸ء تک فعال رہا۔ جس دوران

علماء اہلسنت کی تقریباً تین کتابیں شائع کیں۔

۳ (مولانا محمد شفیع کے حالات۔ ماہنامہ اعلیٰحضرت: مئی ۲۰۰۵ء)

سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کا علمی مقام

ایک مرتبہ حضرت سیدی قطب مدینہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:

"شریف حسین کے ایام میں دیارِ عرب کے جید علماء کا اجتماع ہوا۔ علماء و فضلا کی موجودگی میں فقیر نے اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کا عربی قصیدہ پڑھا، علماء نے بہت تعریف فرمائی اور قصیدہ کی فصاحت و بلاغت پر تا دیر گفتگو فرماتے رہے۔ اور خوب خوب داد دی۔

ان کے استفسار پر جب فقیر نے بتایا کہ یہ قصیدہ میرے مرشد شیخ احمد رضا خاں قادری بریلوی (رضی اللہ عنہ) کا تصنیف کردہ ہے، جو کہ ہندی ہیں تو علماء کے تعجب و حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔

انہوں نے حلف اٹھاتے ہوئے کہا، یہ کلام کسی عجمی کا نہیں بلکہ عربی کا معلوم ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علامہ (سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ) نہ صرف یہ کہ فصیح و بلیغ عربی جانتے ہیں بلکہ اکثر عرب قبائل کے نطق (لب و لہجہ) پر بھی کامل اطلاع رکھتے ہیں۔"

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

بغل مبارک صلی اللہ علیہ وسلم

بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہرِ فردِ عزت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش۔ امام احمد رضا خاں قادری)

۴۳۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القادر

قصیدہ حمدیہ



قصیدہ حمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہو القادر

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلْمُتَوَحِّدِ ‏ ‏ بِجَلَالِہِ الْمُتَفَرِّدِ

۲۔ وَصَلَاۃُ مَوْلَانَا عَلٰی ‏ ‏ خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدِ

۳۔ وَالْاٰلِ اَمْطَارِ النَّدٰی ‏ ‏ وَالصَّحْبِ سُحْبِ عَوَائِدِ

۴۔ لَاہُمَّ قَدْ ہَجَمَ الْعِدٰی ‏ ‏ مِنْ کُلِّ شَاْوٍ اَبْعَدِ

۵۔ فِیْ خَیْلِہِمْ وَرِجَالِہِمْ ‏ ‏ مَعْ کُلِّ عَادٍ مُعْتَدِ

۶۔ ہَاوِیْنَ زَلَّۃَ مُذْنِبٍ ‏ ‏ بَاغِیْنَ ذِلَّۃَ مُہْتَدِ

۷۔ لٰکِنْ عَبْدُکَ اٰمِنٌ ‏ ‏ اِذْ مَنْ دَعَاکَ یُؤَیَّدِ

۸۔ لَا اَخْتَشِیْ مِنْ بَاْسِہِمْ ‏ ‏ یَدُ نَاصِرِیْ اَقْوٰی یَدِ

۹۔ یَا رَبِّ یَا رَبَّاہُ یَا ‏ ‏ کَنْزَ الْفَقِیْرِ الْفَاقِدِ

۱۰۔ بِکَ اَلْتَجِیْ بِکَ اَدْفَعُ ‏ ‏ فِیْ نَحْرِ کُلِّ مُہَدِّدِ

۱۱۔ اَنْتَ الْقَوِیُّ فَقَوِّنِیْ ‏ ‏ اَنْتَ الْقَدِیْرُ فَاَیِّدِ

۱۲۔ فَاِلَی الْعَظِیْمِ تَوَسُّلِیْ ‏ ‏ بِکِتَابِہٖ وَبِاَحْمَدِ

۱۳۔ وَبِمَنْ اَتٰی بِکَلَامِہٖ ‏ ‏ وَبِمَنْ ہَدٰی وَبِمَنْ ہُدِیْ

۱۴۔ وَبِطَیْبَۃٍ وَبِمَنْ حَوَتْ ‏ ‏ وَبِمِنْبَرٍ وَبِمَسْجِدِ

۱۵۔ وَبِکُلِّ مَنْ وَجَدَ الرِّضٰی ‏ ‏ مِنْ عِنْدِ رَبٍّ وَاجِدِ

۱۶۔ لَاهُمَّ فَادْفَعْ شَرَّهُمْ — وَقِنِيْ مَكِيْدَةَ كَائِدِ

۱۷۔ لَاهُمَّ بِسِتْرِكَ مُسْبِلٍ — فَبِلَابِلِ حِفْظِكَ أَرْتَدِيْ

۱۸۔ فَضْلُ الرَّسُوْلِ لَنَا وَمَنْ — عَبَدَ الْمَجِيْدَ بُمَجَّدِ

۱۹۔ اَللّٰهُ مَوْلٰنَا وَلَا — مَوْلٰى لِعَاتٍ مُفْسِدِ

۲۰۔ قُرْآنُنَا اُقْرُنَا نُنَا — وَاللّٰهُ أَقْرَبُ شَاهِدِ

۲۱۔ لَا بَارَكَتْ يَدُ رَبِّنَا — فِيْ نَجْدِ اَهْلِ مَفَاسِدِ

۲۲۔ فِيْهَا الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنْ — وَبِهَا جُنُوْدُ مُطَرَّدِ

۲۳۔ هِيَ مَطْلِعُ الْقَرْنِ الدَّنِيْ — قَرْنِ الْعَنِيْدِ الْأَعْنَدِ

۲۴۔ فَبِذَا أَتَانَا الْعِلْمُ فِيْ — خَبَرٍ صَحِيْحٍ مُسْنَدِ

۲۵۔ هَا فَلْيَكِدْ لِيْ مَنْ يَشَا — وَلْيَغْلُ وَلْيَسْتَنْجِدِ

۲۶۔ وَلْيَجْمَعَنْ شُرَكَاءَهُ — أَنَا فِيْ حِمَايَةِ وَاحِدِ

۲۷۔ فَلْيَدْعُ نَادِيَ نَجْدِهِ — نَدْعُوْ زَبَانِيَ اَنْجَدِ

۲۸۔ أَسَدٍ صَئُوْلٍ ضَامِرٍ فَضْلُ — بَطَلٍ كَأَغْبَرِ أَسُدِ

۲۹۔ اَلرَّسُوْلُ هُوَ الَّذِيْ — وَالَاهُ كُلُّ مُسَدَّدِ

۳۰۔ وَمُوَافِقٌ لِّمُوَفَّقٍ — يُحْظٰى بِأَوْفَقِ مَقْصَدِ

۳۱۔ أَعْظِمْ بِهٖ كَمْ فَازَ مِنْ — فَضْلٍ وَّمَجْدٍ مَاجِدِ

۳۲۔ أَكْرِمْ بِهٖ كَمْ حَازَ مِنْ — فَيْضٍ وَّجُوْدٍ حَائِدِ

۳۳۔ اُنْظُرْ بَوَارِقَهُ إِذَا — بَرَقَتْ بِعَلْيَا فَرْقَدِ

۳۴۔ نِعْمَ الضِّيَاءُ وَبَالُهُ — مِنْ وَّاقِدٍ مُتَوَقِّدِ

۳۵۔ بَلَغَ الْمَرَامَ بِنُوْرِهَا — مَنْ شَاءَ إِلَّا الْمُعْتَدِيْ

۳۶۔ لَرَأَى السَّبِيْلَ كَمَا نَرٰى — لَوْ كَانَ لَمْ يَتَمَرَّدِ

۳۷۔ لٰكِنْ مُخْتَارُ الْعَمٰى — كَثَمُوْدَ كَارِهِ اِثْمِدِ

۳۸۔ فَعَمِيْ وَأَعْمِيْ مَنْ يَلِيْ ‏ وَكَذَاكَ كُلُّ مُبَعَّدِ

۳۹۔ غَلَبَتْهُ شِقْوَتُهُ وَقَدْ ‏ بُدِئَ الْكِتَابُ بِمَا بُدِيْ

۴۰۔ وَيْلًا لَّهُ بَلْ لَيْسَ ذَا ‏ وَيْلًا وَّلٰكِنْ فِي الْغَدِ

۴۱۔ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ بُؤْسِهِ ‏ لٰكِنَّهُ لَنْ يُفْتَدِيْ

۴۲۔ فَاللّٰهُ يَجْزِيْكَ الْجَزَا ‏ يَا قَاصِمًا لِّلْمُعَانِدِ

۴۳۔ اِذْ كَانَ هٰذَيْكَ هَادِيًا ‏ يَحْمِيْ عَنِ النَّهْجِ الرَّدِيْ

۴۴۔ تَسْطُوْ عَلٰى أَهْلِ الْجَفَا ‏ سَطْوَ الْمُؤَمَّرِ مِنْ عَدِيْ

۴۵۔ قَطَعَتْ يَدَاكَ وَتِيْنَهُمْ ‏ بِمُحَدَّدٍ وَّمُهَنَّدِ

۴۶۔ فَسَبَحْتَ بَحْرَ دِمَائِهِمْ ‏ فِيْهَا تَرُوْحُ وَتَغْتَدِيْ

۴۷۔ أَثْخَنْتَهُمْ حَقًّا فَلَا ‏ يُقْتَصُّ مِنْكَ وَلَا تَدِيْ

۴۸۔ حَاجَجْتَهُمْ فَحَجَجْتَهُمْ ‏ وَحَجَجْتَ خَيْرَ مَعَابِدِ

۴۹۔ وَقَصَدْتَ طَيْبَةَ طَيِّبٍ ‏ فَوَرَدْتَ أَعْذَبَ مَوْرِدِ

۵۰۔ وَشَدَدْتَ رَحْلَكَ نَحْوَهُ ‏ فَشَهِدْتَ أَطْيَبَ مَشْهَدِ

۵۱۔ اَلْيَوْمَ كُلُّ مُقَوَّمٍ ‏ بِكَ يَهْتَدِيْ بِكَ يَقْتَدِيْ

۵۲۔ فَحُشِرْتَ مَرْضِيًّا اِلٰى ‏ عَدْنٍ كَأَحْسَنِ وَافِدِ

۵۳۔ وَنَبِيُّكَ الْمُتَفَضِّلُ ‏ أَدْنَاكَ فِيْ ذَا الْمَقْعَدِ

۵۴۔ فَاِذَنْ تَشَفَّعْ لِلرِّضَا ‏ عِنْدَ النَّبِيِّ الْأَمْجَدِ

۵۵۔ بِاللّٰهِ لَا تَنْسَاهُ اِذْ ‏ هُوَ قَادِرِيٌّ أَحْمَدِيْ

۵۶۔ يَا نَفْسُ طَابَ أَوَانُكِ ‏ فَتَشَكَّرِيْ وَتَجَلَّدِيْ

۵۷۔ أَتَتِ الْمُنٰى وَدَنَا الْهَنَا ‏ فَلِوَجْهِ رَبِّكِ فَاسْجُدِيْ

۵۸۔ نَبَعَ الْعُبَابُ فَلَا ظَمَا ‏ وَسَخَا السَّحَابُ فَلَا صَدِيْ

۵۹۔ وَجَمَا الْجَمَالُ جَلَا الْعَنَا ‏ وَجَلَا الْجَلَالُ السَّرْمَدِيْ

۲۰۔ وَجَنَا الْجِنَانُ لِمَنْ جَنَا ‏ فَكُلِى وَطِيْبِى وَاحْمَدِ

۲۱۔ وَادْعِىْ قُلُوْبًا لَّيِّنَه ‏ وَدَعِىْ لُقَسِىَّ الْجَلْمَدِىْ

۲۲۔ اِذْاَنَّ هٰذَا عُرْسُ مَنْ ‏ بِنِدَاهُ مُزْرَ غُنَا نَدِىْ

۲۳۔ لَاتَبْلُغِيْنَ مَدِيْحَهُ ‏ اِذْ اَنْتِ قَاصِرَةُ الْيَدِ

۲۴۔ لٰكِنْ اُبِيْنِىْ عَامَهُ ‏ وَزَمَانَ رِحْلَةِ سَيِّدِىْ

۲۵۔ فِىْ مِصْرَ عَيْنِ كَذْرَتَىْ ‏ نِ بِنَظْمِ سِلْكٍ مُفْرَدِ

۲۶۔ فَضْلُ الرَّسُوْلِ مُؤَبَّدَ ‏ بِاَفَضْلِ عُرْسِ اَمَاجِدِ

۲۷۔ هٰذَا وَصَلّٰى رَبُّنَا ‏ بِتَكَرُّرٍ وَتَجَدُّدِ

۲۸۔ دَوْمًا عَلٰى مَنْ يُوْصَفُ ‏ بِمُحَمَّدٍ وَّبِاَحْمَدِ

۲۹۔ وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ هُم ‏ مَأْوَاىَ عِنْدَ شَدَائِدِ

۳۰۔ مَا غَرَّدَ الْوَرْقَا عَلٰى ‏ بَانٍ كَخَيْرِ مُغَرِّدِ

۳۱۔ وَاَدِمْ صَلَاتَكَ وَالسَّلَا ‏ مَ عَلَى الْحَبِيْبِ الْاَجْوَدِ

۳۲۔ وَاجْعَلْ بِهَا اَحْمَدْ رِضَا ‏ عَبْدًا بِحِرْزِ السَّيِّدِ

حمد باری تعالیٰ

۱- تمام حمد اس یکتا ذات کے لئے ہے جو اپنی جلالت شان میں یگانہ ہے۔

۲- اور ہمارے مولیٰ تعالیٰ کا درود نازل ہو سب سے افضل مخلوق محمد ﷺ پر۔

۳- اور ان کی پاک آل پر جو جود و سخا کی بارش کی مانند ہیں اور ان کے اصحاب پر جو نفع کے بادل ہیں۔

۴- اے اللہ دشمن ہر دور دراز اطراف سے حملہ آور ہیں۔

۵- اپنے گھڑ سواروں اور پیادہ فوج کے ساتھ ہر ظالم ستمگر کے ساتھ۔

(ہمارے اوپر حملہ آور ہیں)

۶- ایک ثابت الایمان کو پھسلانا چاہتے ہیں ایک ہدایت یافتہ کو ذلیل کرنا ان کا ہدف ہے۔

۷- لیکن تیرا بندہ تیری حفظ و امان میں ہے، اس لئے کہ جو بھی تجھے پکارے گا اسے حمایت حاصل ہوگی۔

۸- میں ان کی طاقت و قوت سے خائف نہیں، کیونکہ میری مدد کو آنے والا ہاتھ بہت ہی طاقتور ہے۔

۹- اے میرے رب اے میرے پاسدار، اے بے وسیلہ محتاج کے خزانہ۔

۱۰- میں تیری پناہ میں آتا ہوں اور تیری طاقت سے ہر دھمکی دینے والے کے سینے میں چوٹ دیکر اسے دفع کرتا ہوں۔

۱۱- تو قوت والا ہے، اس لئے مجھے بھی قوت دے، تو قدرت والا ہے اس لئے مجھے بھی قدرت و تائید عطا فرما۔

۱۲- میں عظمت والی ذات کے حضور اس کی کتاب اور احمد ﷺ کا وسیلہ لاتا ہوں۔

۱۳- اور (سید الملائکہ جبرئیل علیہ السلام کا وسیلہ بھی لاتا ہوں) جو رب کے کلام کو حضور ﷺ کے پاس لائے اور اس کا بھی وسیلہ جنھوں نے بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھایا اور ان اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا بھی وسیلہ جنھوں نے آپ سے ہدایت پائی۔

۱۴- طیبہ کا بھی وسیلہ اور ان سب بابرکت شخصیات کا بھی جو طیبہ میں ہیں، اور منبر و مسجد کا بھی وسیلہ۔

۱۵- ہر اس ذات کا وسیلہ جو رضائے رب واحد سے بہرہ ور ہیں۔

۱۶- اے اللہ دشمنوں کے شر کو دور فرما اور مکار کے مکر سے مجھے محفوظ رکھ۔

۱۷- اے اللہ تیری ستاری کا دامن دراز ہے، اس لئے میں تیری حفاظت کے دامن سے لپٹا ہوا ہوں۔

۱۸- فضل الرسول ہمارے ہیں، اور جو بھی بزرگی والے خدا کی عبادت کرے گا اسے نوازا جائے گا۔

۱۹- اللہ ہمارا مولیٰ و ناصر ہے اور فتنہ فساد برپا کرنے والے کا کوئی مولیٰ و ناصر نہیں۔

۲۰- ہمارا قرآن بارگاہ ذوالجلال میں ذریعہ تقرب ہے اور اللہ عزوجل سب سے قریبی شاہد و مشاہد ہے۔

۲۱- اہل فساد کے پنجہ میں ہمارے رب کا ہاتھ برکت عطا نہ فرمائے۔

۲۲- اس خطے میں زلزلے اور فتنے ہیں وہاں شیطان کے لشکر ہیں۔

۲۳- اس خطہ پر ذلیل سینگ یعنی سخت عناد والے شیطان کا سینگ نمودار ہوا۔

۲۴- اس کا علم حدیث متصل صحیح سے ہم تک پہونچا ہے۔

۲۵- سنو! جو چاہے میرے خلاف سازش و مکاری کرے اور اپنے کو (فرعون کی طرح) اونچا بنائے اور اپنے حمایتیوں سے مدد لے۔

۲۶- اور ضرور اپنے شرکاء کو بھی اکٹھا کر لے میں تو ایک ذات کی حمایت و پناہ میں ہوں۔ (مجھے کیا ضرر ہوگا؟)۔

۲۷۔ وہ سازشی اپنے اہل مجلس کو بھی بلالے، ہم تو زیادہ شجاع و بہادر فرشتوں کو بلائیں گے، یہ فرشتے ایسے شیروں کی طرح ہیں جن کی یہ صفات ہیں۔

۲۸۔ دبلے چھیریرے سخت حملہ کرنے والے بہادر خاکستری رنگ والے شیر (جو اپنے حملوں میں اپنی مثال آپ ہوتے ہیں)۔

۲۹۔ فضل الرسول سے دوستی و تعاون ہر استقامت و رشد والا انسان کرتا ہے۔

۳۰۔ فضل الرسول اس باتوفیق انسان کے ساتھ ہوتا ہے، جو اعلیٰ مقصد سے بہرور ہو۔

۳۱۔ یہ کتنے عظیم ہیں! کتنے ہی فضل و مجد و شرف سے یہ بہرور ہوئے۔

۳۲۔ یہ کتنے کریم ہیں! کتنے ہی فیض و جود و عطا سے یہ کامراں ہوئے۔

۳۳۔ وہ دیکھو ان کے برق کی چمک کو جس وقت وہ فرقد (ستارہ) کی بلندیوں پر چمکے۔

۳۴۔ اس برق کی روشنی کیا خوب ہے، اور اس کی تابندگی کا عالم نہ پوچھو۔

۳۵۔ اس کے نور کی حد سے جو چاہتا ہے منزل کو پہونچ جاتا ہے، سوائے ظالم و متکبر کے۔

۳۶۔ یقینی طور سے وہ واضح راستہ دیکھتا ہے، جس طرح ہم دیکھتے ہیں، اگر اس شخص میں سرکشی اور غداری نہ ہو۔

۳۷۔ لیکن گمراہی اور نابینائی کو اختیار و ترجیح دینے والا قوم ثمود کی طرح اثمد سرمہ کو ناپسند کرتا ہے۔

۳۸۔ وہ خود گمراہ ہوا اور اپنے پاس والوں کو گمراہ کیا اسی طرح رحمتِ خداوندی سے، ہر دور رہنے والے کو بھی گمراہ کیا۔

۳۹۔ اس کی بدبختی اس پر غالب آئی اور اس کی کتاب قضا و قدر شروع ہوگئی، بدبختی کے ساتھ (اور عمل اہل نار کی طرف بڑھ گیا)۔

۴۰۔ تباہی و بربادی ہے اس کے لئے مگر یہ دنیا کی تباہی تو کوئی خاص نہیں اصل تباہی و بربادی تو روز جزا کی ہے۔

۴۱۔ کاش وہ اس دن کے عذاب سے فدیہ دے کر بچ سکتا، مگر وہ ہرگز نہ بچ سکے گا۔

۴۲- اے دشمنوں کو توڑ دینے والے، اللہ تعالیٰ آپ (فضل الرسول قدس سرہٗ) کو اچھی جزاء عطا فرمائے۔

۴۳- آپ کا طریقہ رشد وھدایت کا ضامن جو غلط روی اور ہلاکت کی روش سے بچاتا ہے۔

۴۴- آپ اہل ظلم واستبداد پر اس طرح جھپٹے ہیں، جس طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ابدا ہو کفار پر جھپٹا کرتے تھے۔

۴۵- آپ کے ہاتھ دھار دار اور تیز تلواروں سے دشمنوں کی شہ رگ کاٹا کرتے ہیں۔

۴۶- پھر ان کے خون کے سمندر میں آپ تیرا کرتے ہیں اور صبح وشام یہ سلسلہ سباحت رہتا ہے۔

۴۷- آپ نے صحیح معنوں میں ان کا خوب قتل عام کیا اور ان خونوں کا نہ آپ قصاص دیں گے اور نہ دیت۔

۴۸- آپ نے ان سے مباحثہ کیا تو ان پر غالب آئے اور پھر آپ نے مناسک حج بھی ادا کئے۔

۴۹- حضرت طیب ﷺ کے طیبہ کا آپ نے قصد کیا اس طرح آپ شیریں گھاٹ پر حاضر ہوئے۔

۵۰- حضور ﷺ کی جانب آپ نے شد رحال کیا، اور پھر سب سے پاکیزہ مقام پر حاضر ہوئے۔

۵۱- ہر رشد وصلاح والا آپ سے ھدایت پاتا ہے اور آپ کی اقتداء کرتا ہے۔

۵۲- خوشی کے جھرمٹ کے عالم میں آپ جنت عدن کی طرف باعزت مہمان کی طرح اٹھائے گئے۔

۵۳- آپ کا فضیلت وشرف والا نبی ﷺ اس مقام پر آپ سے بہت زیادہ قریب ہے۔

۵۴- اس لئے اب تو آپ بڑی بزرگی وجود والے نبی ﷺ کے پاس رضا کی شفاعت

کیجئے۔

۵۵۔ اللہ عزوجل کی قسم آپ رضا کو نہ بھولیں، کیونکہ وہ قادری اور احمدی ہے۔

۵۶۔ اے نفس تیرا خوش گوار زمانہ آ چکا ہے، اب تو شکر بجالا اور بردباری کا مظاہرہ کر۔

۵۷۔ آرزوئیں پوری ہو چکیں خوش گوار وقت قریب آ پہنچا اس لئے اب تو اپنے رب کے لئے سجدہ ریز ہو جا۔

۵۸۔ وافر مقدار میں چشمہ اچھل نکل پڑا اب پیاس کہاں اور ابر بار اس خوب برسا اب پیاسا کہاں۔

۵۹۔ ظہور جمال نے پریشانی و اضطراب ختم کر دیا اور جلال سرمدی کا ظہور ہو گیا۔

۶۰۔ جنت کے پھل توڑنا اس کے لئے ہے جو توڑے، اے نفس تم کھاؤ اور عیش کرو اور حمد بھی بجالاؤ۔

۶۱۔ نرم دلوں کو بھی آواز دو (تاکہ یہ بھی تمہارے ساتھ ہوں) اور سخت سنگدلوں کو ترک کر دو۔

۶۲۔ اس لئے کہ یہ اس شخصیت کا عرس ہے، جس کی فیاضی سے ہماری کھیتیاں سیراب ہیں۔

۶۳۔ اے نفس تم ان کی تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتے کیونکہ تم کوتاہ دست ہو۔

۶۴۔ لیکن اتنا تو کرو کہ ان کا سال وفات اور میرے آقا کے سفر آخرت کا زمانہ تو بیان کر دو۔

۶۵۔ (سال وفات) دو مصرعوں میں، دو ایسے موتیوں کی طرح جو ایک منفرد و بے مثال دھاگے میں، پیروئے گئے ہوں۔

۶۶۔ فضل الرسول قدس سرہٗ (۱۲۸۹ھ) پائندہ ہے، اے مجد و شرف والے کے عرس کا فضل و کرم ﴿یا فضل عرس لا ماجد ۱۳۰۰ھ﴾

۶۷۔ اس کے ساتھ ہمارا رب بار بار ہر وقت۔

۶۸- اور ہمیشہ ان پر درود نازل فرماتا رہے، جن کا اسم گرامی محمد اور احمد ﷺ ہے۔

۶۹- اور ان کی آل پاک اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر جو مصائب میں میرا سہارا ہیں۔

۷۰- یہ سلسلہ درود و سلام اس وقت تک قائم رہے، جب تک بان کی شاخوں پر اچھے چہچہانے والے نغمہ سنج رہیں۔

۷۱- اے میرے رب اپنا درود و سلام صاحب جود و کرم حبیب کریم ﷺ پر ہمیشہ ہمیشہ نازل فرماتا رہ۔

۷۲- اور اس درود و سلام کے وسیلہ سے بندہ احمد رضا کو سید ﷺ کی پناہ میں رکھ دے۔ آمین۔

(ترجمہ مولانا علامہ افتخار احمد قادری زید مجدہ)



جبل الرماة

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

فرمایا:

''جس قدر اس قصیدہ مبارکہ میں حضور پُرنور ﷺ کے محامد و محاسن ہیں کسی اور جگہ آپ کو نہیں ملیں گے، نبی کریم ﷺ کی دنیا میں آمد سے لے کر آخر تک، اور سر شریف کے مبارک بالوں سے لے کر پاؤں شریف کے مبارک ناخنوں تک جو سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس اللہ سرہ العزیز نے مداح فرمائی ہے، اور جس طرح آپ ﷺ کی ہر ہر خوبی و خصلت اور ہر ہر نسبت کی تعریف بیان فرمائی ہے، اس زمانے میں کسی بھی دوسرے قصیدے میں خواہ وہ کسی زبان میں لکھا گیا ہو نہیں پائیں گے۔''

پابندیِ معمولاتِ رضا

سید محمد حسن قادری نوری نے اعلیٰحضرت کے معمولات کی پابندی کے بارے میں سوال کیا؟

قطب مدینہ ﷫ نے بیان فرمایا:

''اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معمولات کا ایک ٹائم ٹیبل بنا کر رکھا ہوا تھا۔ ایک منٹ ان کا بیکار نہیں جاتا تھا۔ ہر وقت پر اپنا کام کرتے تھے۔ اب مثلاً کھانے کا وقت آیا ہے، کھانا لا کر کے پیش کیا گیا ہے، اور کہہ دیا ہے، اور حضرت اپنے کام میں، لکھنے میں مشغول ہیں۔ ان کو بھول گیا ہے کہ کھانا، کھانا ہے کہ نہیں کھانا۔ وہ پڑا ٹھنڈا ہو گیا وہ اٹھا کر کے لے جائیں گے۔ پھر کھانا نہیں آئے گا۔ پھر جو کھانے کا وقت آئے گا اسی وقت پر کھانا آئے گا۔

بڑے پابند تھے اپنے ٹائم ٹیبل کے، اتنا پابند میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

اسی طرح حقہ بھرا، اس کا بھی وقت مقرر تھا۔ لا کر رکھ دیا اگر لکھنے سے فارغ ہیں

تو دو چار گھونٹ بھرے، بھرے نہیں تو وہ بھی جل کر راکھ ہو جائے گا۔ اب دوبارہ نہیں آئے گا۔ جب اس کا وقت ہوگا آئے گا۔ حضرت نے حقہ اس لئے شروع کیا کہ جو لوگ اسے حرام کہتے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا، اس کا نام ہے "حقۃ المرجان فی حکم الدخان" اس میں اس کے جواز کے تمام دلائل لکھے ہیں۔ اس میں آپ نے لکھا ہے کہ نہ میں اور نہ میرے خاندان میں کوئی حقہ پیتا ہے۔ بس آپ نے حقہ کا استعمال جواز کی صورت کے لئے استعمال کیا۔" [۲]

حُسنِ رضا

عرض کیا: اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزدگان تو بہت خوبصورت ہیں۔ کیا اعلیٰحضرت بھی بہت خوبصورت تھے؟

حضرت نے فرمایا:

"کیا کہنے! حضرت کیا کہنے! اعلیٰحضرت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ظاہر و باطن کا کمال حسن عطا فرمایا ہوا تھا۔ اگر ہزار آدمی بیٹھا ہوا ہو، سب کی نظر اعلیٰحضرت ﷺ پہ جائے گی، دوسرے پہ نہیں جائے گی۔" [۳]

مسٹر محمد علی جناح، سیدی اعلیٰحضرت ﷺ کی بارگاہ میں

فرمایا:

اعلیٰحضرت ﷺ کے پاس مسٹر جناح صاحب، علامہ اقبال اور ان کے دوسرے دوست جو ان کے ہم نوا تھے، سیاست دان تھے اکٹھے ہو کر کے بریلی شریف گئے۔ ان کا مقصد تھا کہ کسی طریقہ سے اعلیٰحضرت ﷺ کو اپنا موافق بنا لیا جائے۔

حضرت نے ان کی مہمانداری کی کھانا کھلایا، اور تو کسی کو آپ کے دربار میں گفتگو

کی جرأت نہ ہوئی، یہ محمد علی سب سے زیادہ قابل تھا، بڑے علم والا تھا، قانون دان تھا، اور ان کا سب سے بڑا لیڈر تھا۔ اس نے گفتگو کرتے ہوئے درخواست کی کہ آپ ہماری موافقت فرمائیں۔ اعلیحضرت نے ان کو دلائل سے سمجھایا کہ شریعت مطہرہ اس اتحاد کی اجازت نہیں دیتی۔ ہندو مکار آپ کو دجل و فریب سے دھوکہ دے رہا ہے، اسے مسلمانوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ تو محمد علی جناح صاحب نے درخواست کی کہ اگر آپ، چاہے ہمارے موافق نہ بنیں مگر ہمارے مخالف بھی نہ ہوں۔ کیوں کہ اس وقت مصلحت اسی میں ہے۔ تو اعلیحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> ''محمد علی میری خاموشی بھی موافقت ہوگی، میں مسلمانوں کو ہندوں کے مکروفریب میں پھنستے ہوئے دیکھ کر کیسے خاموش رہ سکتا ہوں؟ اس طرح تو مسلمان ہندوں کے غلام بن جائیں گے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہو اس میں تو مسلمانوں کی بربادی ہے، ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر حضرت نے وہ آخری، آخری کتاب جو لکھی۔ ''المحجة المؤتمنة فی آیة الممتحنه'' اس کے بیچ میں سورۃ الممتحنہ کی آیتوں سے تشریح فرمادی کہ مشرکوں کے ساتھ مسلمانوں کو کس طرح رہنا چاہیے۔'' [۱]

نجدی کی بدہدیت

بقیع شریف کے قبہ جات کا ذکر ہوا تو فرمایا:

''جب نجدیوں نے اہل بیت پاک اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے قبہ جات ڈھانے کا منصوبہ بنایا تو سب سے پہلے حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک سے لوگوں کے سامنے غلاف شریف اتارا اور پھاڑا تا کہ عوام الناس کا ردعمل معلوم ہو سکے۔ عوام ظلم و تشدد کی وجہ سے دبے ہوئے تھے، اس لئے کسی نے کچھ بھی جرأت نہ کی تو نجدی کی ہمت مزید مضبوط ہوگئی۔ اگر اس وقت دس، پندرہ آدمی شہید ہو

جاتے تو نجدی جرأت نہ کرپاتا۔

اس سے پہلے قبہ جات کو مسمار کرنے کے جواز میں بعض درباری مفتیوں سے فتویٰ حاصل کر چکے تھے۔(پھر سامنے والے مکان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔) یہ مکان اسی دور کا بنا ہوا ہے۔اس مفتی نے بھی چالیس ہزار ریال کے عوض اپنی آخرت خراب کی تھی۔ جب نجدی اپنے ہم خیال علماء سے فتویٰ حاصل کر چکے،تو علماء اہل سنت کی طرف متوجہ ہوئے۔انہوں نے اہل سنت کے علماء کوترکی دور کے ایک قدیم قلعہ عروہ ابن زبیر میں جمع کیا اور اس فتویٰ کی تصدیق چاہی۔اس وقت جو علماء وہاں موجود تھے ان کی بڑی بڑی تعریفیں کیں مزید اشارہ، کنایہ سے انعامات واعزازات سے نوازے جانے کو کہا۔علماء اہل سنت الحمدللہ بالکل مرعوب نہ ہوئے اور حق بات کہنے سے گریز نہ کیا۔جب نجدیوں کو یقین ہوا کہ ان کے حیلے بہانے کامیاب نہیں ہو رہے اور علماء اہل سنت کسی بھی طریقہ سے ان کے جال میں نہیں پھنس رہے تو دھمکیوں سے مرعوب کرنے کی کوشش کی۔انکار پر اس کا انجام سامنے رکھا۔جب بالکل مایوس ہو گئے تو ان کا ارادہ بھی بدل گیا،وہ اسی وقت وہاں موجود علماء اہل سنت کو ختم کرنے پر تل گئے۔بڑی دیر تک گفت وشنید رہی،مگر معاملہ الجھتا ہی گیا۔



(قلعہ عروہ ابن زبیر)

حضرت علامہ شاہ محمد علی حسین رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے، ماشاء اللہ آپ بہت

زیرک تھے۔ فوراً معاملہ کی تہہ تک پہنچ گئے، بڑے تدبر اور احسن طریقے سے ان کو اس بات پر رضامند کر لیا، کہ ہمیں کچھ مہلت دی جائے تا کہ ہم باہم مشورہ کر کے جواب دے سکیں۔ چند ہی دن بعد انہوں نے علماء کو علیحدہ علیحدہ ان کے گھروں میں جا کر ملنا شروع کر دیا، میرے پاس بھی آئے۔ ایک لاکھ ریال ہدیہ کی صورت میں پیش کیا اور دیگر کئی مراعات کا ذکر کرنے کے بعد فتویٰ پر تصدیق کرنے کو کہا۔ فقیر نے کہا ہمارے ہاں فتویٰ فروخت نہیں ہوتا۔ بہت ساری باتوں کے بعد، سخت انجام اور قتل کی دھمکی دے کر چلے گئے، یہ بات مدینہ طیبہ میں مشہور ہو گئی۔ جب حضرت علامہ شاہ محمد علی حسین رحمتہ اللہ علیہ کو خبر ہوئی تو دوسرے ہی دن فقیر کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا کہ آپ نے ان کو بہت سخت بات کہہ دی ہے، مصلحت سے کیوں وقت نہیں گزارا؟ اور فرمایا کہ اب آپ کو محتاط رہنے کو کہتا ہوں، اور مناسب یہ ہے کہ چند دن تک آپ گھر سے بھی باہر نہ نکلیں۔ فقیر تقریباً دس دن تک گھر سے باہر نہ نکلا۔ ایک روز اچانک دروازہ کھلا اور آواز آئی ''یا رجل'' آواز میں بہت رعب تھا، اور معلوم ہوتا تھا کہ کسی عظیم انسان کی آواز ہے۔ فقیر نے عرض کی ''لبیک'' فرمایا!

" ماھوا الخوف اللذی طرأ علیک اللذی یمنعک من زیارۃ الحبیب ﷺ "

وہ کون سا خوف ہے جس کی وجہ سے بارگاہ حبیب ﷺ کی حاضری سے رکے ہوئے ہو۔

میں جلدی سے ان کی طرف متوجہ ہوا، وہ دروازے سے باہر نکل رہے تھے، ان کی کمر شریف کی زیارت کر پایا۔ باہر گلی میں نکلا، کسی کو موجود نہ پایا، اِدھر اُدھر تلاش کیا، اسی تلاش میں حرم نبوی شریف حاضر ہو گیا، صلاۃ وسلام عرض کر کے گھر لوٹ آیا۔ اس کے بعد حرم شریف روزانہ حاضر ہوتا، اور ضرورت کے مطابق گھر سے بھی نکلتا، الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے محفوظ رکھا۔''

روح فرسا منظر

حضرت علامہ مولانا محمد حفظ الرحمٰن وفا (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) تحریر کرتے ہیں۔

آج عصر کے بعد جنت البقیع میں حاضری ہوئی، حکومت سعودیہ کی بربریت کا روح فرسا منظر نظر کے سامنے تھا۔ تیرہ سو برس کے آرام کرنے والوں کی ہڈیاں کدالوں اور پھاوڑوں سے کھود کر پھینک دی گئی تھیں، جامع القرآن، سیدۃ النساء، راکب دوش رسول، اہل بیت اطہار، ازواج مطہرات کے ساتھ یہ سلوک!

کسی ظالم سے ظالم حکومت کی بھی یہ بربریت نہیں ہو سکتی کہ ستر کروڑ مسلمانوں کے پیشوایان دین کی ہڈیوں اور اسلام کی ایسی عظیم الشان تاریخی یادگار کو اس طرح کھود کر پھینک دے اور عامتہ المسلمین کے جذبات کا مطلق خیال نہ کرے۔ خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں! افسوس کہ ان حضرات کی جنہوں نے اسلام کو اپنے خون سے سینچا، جن کی عظمت و بزرگی کے طفیل آج عیش اڑائے جارہے ہیں۔ آہ! یہ قدر! محسن کشی اسی کا نام ہے۔ میں نہ قبر پرست ہوں نہ قبہ پرست لیکن سینے میں دل اور دل میں جذبۂ اسلام ہے۔ اس لئے اس فعل کو کسی طرح مستحسن نہیں کہہ سکتا۔ نجدی مذہب و قانون میں بھی کوئی دفعہ ایسی نہیں جس میں تیرہ سو برس کی قبروں کو کھود کر پھینک دینا جائز ہو۔

کتاب اللہ اور سنت رسول کے عاملوں کی نظر سے غالباً یہ حدیث نہیں گزری "کسر عظم المیت وایذاء ہ ککسرہ حیا" (مردے کی ہڈیوں کو توڑنا اور اس کو تکلیف پہونچانا مثل زندہ کی ہڈیوں کے ہے)۔ ۵

جنت البقیع کے قریب اینٹوں کے ڈھیر اور شہر کے کوڑے کرکٹ کا انبار دیکھ کر کلیجہ پھٹ گیا۔ باغات کی طرف چل دیئے آہ! کیا دیکھا کاش کہ نہ دیکھتا! ہزارہا مکان موجود مگر مکین ندارد معلوم ہوا کہ محمد ﷺ کے دیوانے، عقائد کے پختہ، ارادوں کے مضبوط حضرات نقل سکونت پر مجبور ہوئے، دنیا کے ٹھکرائے ہوؤں کا ایک یہی ٹھکانہ تھا مگر افسوس کہ حکومت سعودی کے ظلم سے تنگ آکر یہاں کے باشندے خود ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ مدینہ

کے لوگ ہیں، سنت رسول (ﷺ) ادا کی ہے، آقائے دو عالم ﷺ بھی تو کفار مکہ کے ظلم سے تنگ آکر مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے تھے، بعض بعض کھنڈروں اور ٹوٹے پھوٹے مکانوں میں ضعیف العمر عورتیں پڑی ملیں۔ جن کا کوئی محافظ ہے نہ نگران کچھ بچے اور مرد بھی دیکھے جوان کھنڈروں کو جائے پناہ سمجھے ہوئے ہیں۔ ان کی شکستہ حالی دیکھ کر دل لرز اٹھا، جو کچھ جیب میں تھا تھوڑا تھوڑا سب کی نذر کیا۔ [۶]



جنت البقیع کا قدیم فوٹو

مدینہ منورہ کی جتنی آبادی فصیل کے اندر ہے اس سے زیادہ شہر کے باہر چاروں طرف مکانات ہیں، مگر ویران پڑے ہیں۔ [۷]

مسجد بنو ظفر جس کا نام بغلہ بھی ہے کھنڈرات کی شکل میں دیکھ کر افسوس ہوا اور بھی کئی مسجدیں پتھر اور چونے کی ڈھیر میں تبدیل دیکھیں۔ [۸]

جالی کے قریب نجدی سپاہی کا پہرا ہے، دیوانگانِ محبت کے ساتھ سختی کا برتاؤ ہو

رہا ہے۔ جالی پکڑنے پر ایک مصری بچے کو سپاہی نے گلا پکڑ کر گھسیٹنا شروع کیا۔ معاملہ رفع دفع ہو گیا ورنہ جھگڑا بڑھنے کا احتمال تھا۔[۹]

مدینہ منورہ جانے والوں سے آٹھ گنی کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔ ایک گنی زائد وصول کرنے پر ۲۱ (اکیس) روز کی اجازت دی جاتی ہے۔ مگر بعض حضرات کو صرف چار روز ٹھہرنے دیا گیا۔ مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنے کا موقع نہیں دیا۔ مدینہ منورہ کے رہنے والوں سے تصویر کھنچوا کر پکا پاسپورٹ لینے کے بعد مکہ معظمہ میں آنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ ان مہاجرین کو جو دیارِ حبیب میں آپڑے تھے اخراج کا حکم دے دیا گیا ہے۔ رہنے والوں سے ٹیکس و معاہدہ کی تکمیل کرائی گئی ہے۔

جدہ سے مکہ مکرمہ لاری پر جانے والوں سے معہ سعودی ٹیکس چوراسی روپیہ چھ آنہ اور پیدل جانے والوں سے چونسٹھ روپیہ وصول کئے جاتے ہیں۔ ہر مقام پر رشوت کا مقام گرم ہے۔ سعودی حکومت کی شرع میں قانوناً جہاں دعا مانگنا یا نماز پڑھنا منع ہے، وہاں چند قرش رشوت دے کر جائز ہو جاتا ہے۔ بیت اللہ شریف کے داخلے پر بھی تین روپیہ کھلم کھلا رشوت لی جاتی ہے۔[۸۰]

حرم محترم میں مساواتِ اسلام باقی نہیں رہی، ملک الحجاز طواف کے لئے آتے ہیں تو تمام لوگ باہر نکال دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ تلواروں کے سایہ میں طواف کرتے ہیں مسلح فوج ہمراہ ہوتی ہے۔ خاندان حکومت کے افراد موٹر میں بیٹھ کر سعی کرتے ہیں۔

نجدیوں نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں جو مسجدیں ڈھائی ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

مسجد خلد۔ مسجد الجن۔ مسجد فاطمہ۔ مسجد حمزہ۔ مسجد الاسفان۔
مسجد الشمس۔ مسجد بو قبیس۔

حج کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ تمام عالم اسلام کے مسلمان ایک جگہ اکٹھے ہو کر آپس میں تبادلۂ خیالات کریں مگر حکومت کی طرف سے ایسا کوئی انتظام نہیں۔

گنبد خضریٰ میں حدیث نبوی کو چھیل کر پھینک دیا اور جالیوں پر "یا محمد" کندہ تھا جس میں سے لفظ "یا" نکال دیا گیا۔ (اب یا محمد کی جگہ یا مجید کر دیا گیا ہے) مولد النبی،

جنت البقیع، جنت معلی وغیرہ کو تو اس لئے کھود کر پھینک دیا کہ یہ چیزیں حکومت کی نظر میں خلاف سنت و توحید تھیں، لیکن مسجدوں میں نمازوں کے سوا کیا بدعت ہوتی تھی۔جن کو منہدم کیا گیا۔

ہندوستان کے اکثر مولویوں کو سعودی ٹیکس معاف ہے صرف کرلیہ میں حج کر جاتے ہیں۔جس کی وجہ سے زبان بند رکھنی پڑتی ہے۔اور اگر زبان کھولتے بھی ہیں تو آہ کی جگہ واہ اور سبحان اللہ۔ ۸۱

حضرت علامہ محمد الیاس بدنی چشتی قادری لکھتے ہیں۔

حرم شریف سے تھوڑی دور وہ مکان موجود ہے جہاں مدینہ منورہ کے دوران قیام میں سیدنا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تشریف فرما رہے۔ترکوں کے زمانہ میں خوب درست اور آراستہ تھا، قادری لوگ حاضر رہتے تھے۔چلہ کرتے تھے، اب سرکاری حکم سے بند پڑا ہے۔ ۸۲

جنت البقیع کبھی کیسی سرسبز اور پر فضا جگہ تھی۔کیسی رونق رہتی تھی۔آج اس کی ویرانی دیکھ کر دل پھٹتا ہے۔کلیجہ منہ کو آتا ہے۔کیسے کیسے خوش نما گنبد مسمار کرا دیئے گئے۔ اِدھر اُدھر ملبے کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔اس میں ایسے پتھر بھی جا بجا پڑے ہوئے ہیں۔جن پر آیات کندہ ہیں۔عام قبور کا تو ذکر کیا ہے۔سعودیوں کی دست درازیوں کے پہلے سال خاص مزارات کے بھی لحد کے تختے تک نظر آتے تھے۔ ۸۳

مدینہ منورہ دیار حبیب ہونے کے علاوہ آج کل ایک مظلوم شہر ہے۔یوں بھی اس سے دل کو گرویدگی ہوتی ہے۔گذشتہ چند سال کی شورشوں میں مدینہ منورہ پر متواتر زدیں پڑتی رہیں۔جان و مال لٹتے رہے۔بعض محلے گولہ باری سے مسمار ہیں۔بعض محلے مکینوں کی تباہی سے ویران ہیں۔جو کچھ ہے حاجیوں کی چہل پہل ہے ورنہ گلی کوچے خوش سنسان ہیں۔بڑے بڑے محلات خالی پڑے ہیں۔کوڑیوں کے مول سے فروخت ہو رہے ہیں، شہر کی تو یہ صورت ہے۔حرم شریف میں دیکھئے تو بزرگ صورت و بزرگ سیرت عابد و زاہد بوڑھے لوگ جن کے جوان جوان عزیز و اقربا معرکوں میں جان بحق ہو گئے۔دل مضبوط

کئے صبر اور ضبط کے ساتھ ستونوں سے کمر کو سہارا دیئے وقار کے ساتھ بیٹھے رہتے ہیں۔ کوئی ہمدرد ملا تو دل کی دو دو باتیں کر لیں ورنہ کسی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ روضہ اقدس کی حضوری کو دین و دنیا کا سرمایہ سمجھتے ہیں۔ ہر حال میں صابر و شاکر ہیں۔ گھر میں بیوائیں اور ستم رسیدہ مائیں صبر کی داد دے رہی ہیں۔ راستوں میں یتیموں کی معصوم اور مایوس صورتیں دل والوں کو بے چین کر رہی ہیں۔ وہ پیاری پیاری صورتیں، نورانی مورتیں، پریشان حال آنکھوں میں مدنی محبت، حیا سے زبان سوال خموش، دل میں اخوتِ دینی کا جوش۔ حاجیوں سے پدری محبت کا بدل چاہتے ہیں۔ نظر التفات پاتے ہیں تو معصومیت سے لپٹ جاتے ہیں۔ دامن و آستین کو بوسہ دیتے ہیں، دلوں کو ہلا دیتے ہیں۔ بے اعتنائی پاتے ہیں، غیرت سے چپ رہ جاتے ہیں۔ شریف ہیں، نجیب ہیں، گداگری سے شرماتے ہیں۔ ۸۴

حضرت مولانا علامہ محمد حفظ الرحمٰن وفا مکہ معظمہ پر ظلم و استبداد کی داستان اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

مقام ابراھیم (علیہ السلام)

یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت خلیل اللہ نے خانہ کعبہ کی دیواریں تعمیر کیں اس پتھر پر آپ کے قدموں کے نشانات ہیں۔ چاندی کے حلقہ میں ایک چھوٹے سے قبہ میں ہے۔ حکومت سعودیہ نے اس قبہ کا دروازہ بند کرا دیا ہے۔ افسوس کہ زیارت سے محروم رہا۔

مولد النبی (ﷺ)

ایسے مقام پر پہنچا جہاں بوئے محبت آ رہی تھی۔ دل نے کہا کوئی عجیب و غریب

جگہ قریب ہے جس کی کشش یہاں تک کھینچ لائی ہے۔ چند لوگوں سے دریافت کیا مگر کسی نے نہ بتایا۔ ایک جگہ کچھ چیزیں نیلام ہو رہی تھیں۔ خچر بندھے ہوئے پیشاب کر رہے تھے۔ ٹوٹے ہوئے پتھروں کی ڈھیروں میں وہ جاذبیت معلوم ہو رہی تھی کہ بے اختیار چوم لینے کو جی چاہتا تھا۔ آخر کار مجھے جذبۂ صادق اور طلب حقیقی نے محروم راز نہ رہنے دیا ایک بزرگ نے کہا، کیا دیکھتے ہو، قصر کسریٰ کے کنگورے ہلنے کا وقت یاد کرو۔ جبریل امین نے باب کعبہ پر کھڑے ہو کر سبز علم لہرا کر فرمایا تھا کہ خوشخبری ہو اے زمین والو آج کی رات باعث کونین بطن مادر سے آغوش آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں تشریف لائے ہیں، حوروں نے اس گھر کو گیسوؤں سے بُہارا کیونکہ خدا کا دلارا، کمزوروں کا سہارا، یتیموں کا والی، غلاموں کا مولا اسی جگہ پر پیدا ہوا تھا۔ یہ مولد النبی (ﷺ) ہے جہاں قیامت تک رحمت و برکت نازل ہوتی رہے گی۔ آہ اس خطۂ مقدس کو حکومت سعودیہ نے خاک بنا رکھا ہے۔ ترکوں نے یہاں ایک شاندار مسجد بنوادی تھی۔ جس میں پانچ وقتہ نماز اور خاص مقام پیدائش کی جگہ تلاوت کلام اللہ ہوا کرتی تھی۔ حکومت سعودیہ کی نظر میں یہ دونوں عبادتیں بدعت تھیں۔ اس لئے مسجد اور کمرۂ قرآن خوانی کو مسمار کرا دیا۔

نماز مغرب میں اپنے آپ کو ملک الحجاز کہنے والے تشریف لائے با قاعدہ پولیس کا انتظام اور پہرہ تھا، عام حجاج کا طواف موقوف ہو گیا۔ اس چوکی پہرہ پر بھی یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور حکومت کی تقلید ہو رہی ہے۔

مقاماتِ مقدسہ کی غارتگریاں

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عالیشان مکان کو اینٹوں کی ڈھیر میں (جہاں کوئلے فروخت ہوتے ہیں) تبدیل دیکھ کر دل کو سخت صدمہ ہوا۔ آہ ---- یہ دین الٰہی کی پہلی مسلمہ خاتون تھیں، حضور ﷺ نے مدتوں اس گھر میں آرام فرمایا، جبریل امین وحی لے کر اکثر یہیں آئے۔ مکی سورتوں کا زیادہ تر نزول اسی مقدس

مکان میں ہوا۔ اسی میں نظامِ عالم مرتب ہوا کرتا تھا۔ آج بہتر سے بہتر یادگار کو مسمار کر کے حکومتِ سعودیہ نے ستر کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے۔

جبل ابو قبیس

میرے دوست نے انگلی کے اشارے سے بتایا، اس کھنڈر کے قریب دو سپاہی کھڑے تھے، انگلی کا اٹھانا ان کے لئے بندوق کا فائر ہو گیا، زخمی شیروں کی طرح جھپٹ کر ہم تک آئے نہایت درشت لہجہ میں کہا۔ تجھے معلوم نہیں حکومت کا کیا حکم ہے؟ اپنا نام بتا۔ انہوں نے جواب دیا میں معلم نہیں ہوں حج کرنے آیا ہوں اور پہاڑ پر جا رہا ہوں۔ سپاہی نے ان کی طرف بید اٹھا کر کہا، تو انگلی کے اشارے سے کیا بتا رہا تھا؟ انہوں نے کہا پہاڑ کا راستہ، خدا خدا کر کے یہاں سے چھٹکارہ ہوا۔

مقام معجزۂ شق القمر

آگے بڑھے مقام معجزۂ شق القمر پر پہنچے، بطور یادگار یہاں مسجد بنی ہوئی تھی اور ہر شخص دو رکعت نماز ادا کر کے اپنے خدا اور محبوب خدا کی یاد سے دل کو بہلا لیا کرتا تھا۔ اب وہ مسجد ہی شہید نہیں کر دی گئی بلکہ پولیس کی سنگینوں میں نماز پڑھنے کی بھی اس جگہ اجازت نہیں!!

اس مقام پر پہنچے جہاں سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو آواز دی تھی کہ آؤ کعبہ کا طواف کرو، اس جگہ بھی ایک شاندار مسجد بنی ہوئی تھی۔ اور وہ عالم اسلام کی توجہ کا مرکز تھی، یہاں سے کعبہ صاف دکھائی دیتا ہے اس مقدس مسجد کو بھی توڑنا شروع کیا۔

عالیشان مسجد

جانب صفا پہاڑ پر حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی یادگار میں ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی تھی۔ جو ان کے معتقدین نے نماز اور قرآن خوانی کے لئے کئی لاکھ روپیہ سے اس یادگار میں تعمیر کرائی تھی کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ حاضر ہوتے اسی ٹیلہ پر قیام فرماتے، افسوس کہ اس مسجد کو حکومت نے مسمار کرا دیا ہے اور آج اس جگہ جہاں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہزاروں خاصانِ خدا نے تلاوتِ کلام پاک اور اطاعت ربی کی ہے غلاظت کا ڈھیر ہے، جس کے تعفن کی وجہ سے وہاں کھڑا ہی نہیں ہوا جاتا۔ حالات وواقعات تعظیم سے دل پارہ پارہ ہو رہا تھا، رب کعبہ سے مخاطب ہو کر ظالمانِ دین کے غارت ہونے کی دعا کی، دکھے ہوئے دل کی دعا تھی ضرور قبول ہوئی ہوگی۔

مشرکوں کی خیرات

پہاڑ سے نیچے اترے فقرا و مساکین کی خدمت کی۔ ایک ضعیف بڑھیا اپنے ہمراہی سے کچھ کہہ رہی تھی اور آنکھیں پرنم تھیں، اس کی تکلیف نے دل میں تیر چبھو دیا، ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے میری طرف دیکھا تو غم سے میرا سینہ فگار ہو گیا۔ فاقوں کی ماری، بھوک کی ستائی افلاس کی شکار، مصیبت کی دکھیا کا حال، زبان کی ناواقفیت کے سبب اپنے ساتھی سے پوچھا انہوں نے کہا یہ کہہ رہی ہے کہ کسی اللہ کے بندے نے مجھے ابھی ایک قرش دیا وہ پولیس والا یہ کہہ کر چھین لے گیا کہ تو مشرکوں کی خیرات لیتی ہے۔۔۔۔ اللہ، اللہ کے پجاری تو ان کی نظروں میں مشرک ہیں، لیکن مساجد کو ڈھانے والے، مقاماتِ مقدسہ کو پامال کرنے والے، انگریز کی چوکھٹ پر سر نیاز جھکانے والے، حرم محترم میں رقص و سرور کی محفلیں گرم کرنے والے، حج کا فلم لینے والے، تھیٹر و سینما دیکھنے والے موحد ہیں!!

غارِ حرا

ارادہ تھا کہ غار حرا بھی ہو آئیں مگر حج کے زمانے میں وہاں جانا جرم ہے۔ حکومت کی طرف سے پہرہ ہے۔ دنیائے اسلام میں یہ پہاڑ جبل نور کہلاتا ہے، مگر نجدیوں نے اس کا نام "جبل الشیطان" رکھا ہے۔

جنت المعلیٰ

اس کی عظمت و بزرگی برحق ہے۔ محبوب خدا کی شریک حیات ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور خاندان رسالت کے اکثر نفوسِ قدسیہ اور ساڑھے تیرہ سو برس کے مردوں کی ہڈیاں کھود کر پھینک دی گئیں۔ اس پر ظلم یہ ہے کہ ملت کے دیوانوں کو اندر نہیں جانے دیا جاتا کہ دل کی لگی کو اشکوں کی بارش سے بجھا کر تسکین دل کر سکیں، پہرہ موجود رہتا ہے۔ مجبوراً دور سے فاتحہ پڑھی۔



جنت المعلیٰ کا قدیم فوٹو

محلّہ مسفلہ

تاریخی محلّہ ہے ہماری قیام گاہ سے سو قدم کے فاصلہ پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ جس کو نجدیوں نے یہ کہہ کر ڈھادیا کہ "مشرک لوگوں کا مکان ہے مسمار کردو"۔

محلّہ شکیبہ

بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس میں دفن ہیں۔ ترکوں نے چہار دیواری بنوا کر ان مزارات کو محفوظ کر دیا تھا۔ ضرورت بھی یہی تھی کہ دنیائے اسلام کے اولین شہداء، صالحین اور دیگر نفوسِ قدسیہ کی اس طرح تعظیم و تکریم کی جاتی، مگر کیا کہا جائے ان حضرات کو جنہوں نے اس متبرک جگہ کو کھود کر پھینک دیا اور اب اس جگہ اینٹوں کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں۔ جہاں ناواقف اور باہر سے آنے والے اصحاب بول و براز کرتے ہیں۔

مسجد جن

اس جگہ جنوں نے حضور ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی، مسجد کو حکومت سعودیہ نے ڈھادیا تھا، مگر اہل محلّہ نے مل کر کہا کہ یہ مسجد حضور ﷺ کے زمانہ کی نہیں ہے، بلکہ اہل محلّہ نے بعد میں بنوائی ہے اس پر دوبارہ تعمیر کا حکم ہو گیا۔ ۸۵

حضرت علامہ محمد الیاس برنی چشتی قادری اپنے سفر نامہ میں مکہ معظمہ کی داستانِ غم یوں بیان کرتے ہیں۔

مولد النبی (ﷺ)

اللہ اکبر اس مکان کی بھی کیا عظمت ہوگی۔ جہاں حضور انور ﷺ تولد ہوئے۔ یہ مکان ہمیشہ سے محفوظ چلا آتا تھا۔ اور خوب آراستہ رہتا تھا۔ حجاج جوق در جوق زیارت کرتے تھے۔ سعودیوں کا جوش وحشت دیکھئے کہ آتے ہی (۱۳۴۳ھ میں) پہلے سال اس کو مسمار کر دیا۔ آج وہاں افتادہ زمین پر نیلام کا بازار لگتا ہے، اونٹ بندھتے ہیں۔ کیسی بے ادبی ہے، بدنصیبی ہے۔

مولد فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

یہی وہ مکان تھا جس میں حضور انور ﷺ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ قیام فرما رہے۔ اس میں حضرت سیدہ تولد ہوئیں۔ باقی صاحبزادے صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ یہ مکان بھی محفوظ تھا۔ زیارت گاہ تھا۔ مولد النبی (ﷺ) کی طرح اس کو بھی سعودیوں نے مٹا دیا خالی زمین پڑی ہے۔

دار ارقم مخزومی

وہ مکان ہے جہاں حضور انور ﷺ آغاز تبلیغ میں طالبین کو خلوت میں اسلام کی تعلیم دیتے تھے۔ اس مکان میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ ان سے مسلمانوں کی تعداد چالیس پوری ہوگئی۔ اور انہیں کے مشورہ بلکہ اصرار سے مسلمانوں

نے علانیہ نماز پڑھنی شروع کی۔ اور کفار بوجہ رعب کے کچھ مزاحمت نہ کر سکے۔ یہ مکان بھی محفوظ تھا۔ خدا جانیں اس میں حضور انور ﷺ نے اور مسلمانوں نے کتنی نمازیں پڑھی ہوں گی۔ لیکن سنا کہ یہ بھی سعودیوں کی دست درازی سے محفوظ نہ رہ سکا۔ وحشت کی حد ہو گئی۔

جنت المعلیٰ

قدیم قبرستان ہے۔ مکہ معظمہ سے ملا ہوا ہے۔ سڑک کے اِدھر اُدھر دو پختہ احاطے ہیں۔ جو احاطہ پہاڑی سے ملا ہوا ہے اس میں اندر کو پہاڑی کے دامن میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مبارک ہے اور صحابہ کے مزارات ہیں۔ تعجب ہے کہ جس طرح مدینہ منورہ میں جنت البقیع کے تمام مزارات کو مٹا دیا یہاں وہ حرکت نہ کی۔ صرف گنبد گرا دیئے۔ ۸۶ھ

ایک مرتبہ حضرت سنوسی الہند مجاہد اعظم سیدی حبیب الرحمٰن قدس سرہٗ عباسی قادری رئیس اعظم اڑیسہ پر نجدیوں نے بہت ظلم کیا، ان کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> "میں نے زندگی میں دو آدمی دیکھے جو نجدی کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر حق بیان فرماتے تھے۔ ایک حضرت سید پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری ﷺ اور دوسرے حضرت مجاہد ملت علامہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری قدس سرہٗ، اللہ تعالیٰ ان کی عمر شریف میں برکت دے اس وقت ان کا وجود غنیمت ہے۔ جس کسی نے ان کو مجاہد ملت کہا ہے، حق کہا ہے اور یہ ان ہی کے لئے ہے۔ آپ موت کی گود میں بیٹھ کر برملا اظہار حق فرماتے اور دلائل و براہین سے نجدی کا منہ بند کر دیتے ہیں۔"

مظلوم سید جماعت علی ﷫

ایک مرتبہ فرمایا:

''حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ ﷫ محدث علی پوری کو امیر مدینہ منورہ عبد العزیز بن ابراہیم نے طلب کیا، جو بڑا ظالم اور متشدد تھا، حضرت پیر صاحب قبلہ پر عقائد کے طرح طرح کے سوالات کرتا رہا۔ پیر صاحب الحمد للہ بے خوف جواب دیتے رہے۔ آخر میں اس نے پوچھا کہ تم ہمارے امام کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بے خوف اپنے سر مبارک کو اوپر اٹھایا اور اپنی گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا ''نجدیا، یہ گردن کٹ تو سکتی ہے مگر نجدی کے ساتھ مل کر جھک نہیں سکتی''۔ اس ظالم نے حضرت پیر صاحب قبلہ کو تھپڑ مارا، آپ کا عمامہ شریف گر گیا اور مدینہ طیبہ سے نکل جانے کا حکم دیا، (قطب مدینہ قدس سرہ' کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، قدرے خاموش رہنے کے بعد ایک آ ہ سرد بھری اور) فرمایا اہلبیت اطہار ہمیشہ مظلوم رہے۔ چونکہ حضرت پیر صاحب قبلہ کا قیام فقیر (قطب مدینہ) کے ہاں ہوتا تھا، اس لئے مجھے بھی مدینہ منورہ سے خروج کا حکم ہوا۔ میں نے اپنا سامان باندھ کر گلی میں رکھا اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے لئے حرم شریف میں حاضر ہوا۔ جب گھر واپس ہوا تو دیکھا کہ اکابر وشرفائے اہل مدینہ گلی میں جمع ہیں اور سامان گھر میں واپس رکھوا دیا تھا۔ فقیر کو دیکھتے ہی الف الف مبروک کہنے لگے۔ معلوم ہوا کہ اکابر وشرفائے اہل مدینہ نے مل کر امیر کو عفو کی درخواست دی جو اس نے قبول کر لی۔ اس طرح الحمد للہ فقیر مدینہ طیبہ سے نکلنے سے محفوظ رہا۔''

مجاہد اعظم علامہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری رحمۃ اللہ علیہ

ایک مرتبہ حضرت سنوسی الہند مجاہد اعظم علامہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری قدس

اللہ سرہ ریاض الجنۃ میں لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگا رہے تھے۔ ایک آدمی آیا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کندھے سے پکڑ کر جھنجوڑا اور کہا صوفی پاکستان جاؤ، حضرت اپنے کام میں مشغول رہے۔ پھر اس نے بہت زور سے گردن پر تھپڑ مارا حضرت کے سر مبارک سے عمامہ گر گیا۔ پھر اس نے آپ کا عمامہ چھڑی اور صدری۔ جس میں حضرت ہمیشہ اوراد و وظائف کی کتابیں رکھتے تھے اٹھائی اور آپ کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا باب سیدنا صدیق (رضی اللہ عنہ) سے باہر لا کر دھکا دے کر آپ کا سامان پھینکتا ہوا چلا گیا۔ آپ اٹھے سامان پکڑا اور قیام گاہ کی طرف چل دیئے۔ اس دوران فقیر سوچتا ہی رہا، متذبذب رہا ایک طرف مسجد نبوی شریف کا احترام مانع دوسری طرف یہ ظلم۔ فقیر ساتھ ساتھ چل دیا۔ حضرت اپنی جائے قیام ٹونک رباط پہنچے۔ چند منٹ کے بعد دیکھا تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اور فرما رہے تھے، ارے ظالم تم نے مجھے دو چار اچھی طرح کیوں نہیں لگائیں؟ تمھارا کیا جاتا؟ میرا کام بن جاتا۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس وقت مجھ سے کوئی حرکت سرزد نہ ہوئی ورنہ آپ فرماتے میرے کام کے بننے میں تم رکاوٹ بنے۔

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا انجام

ایک مرتبہ فرمایا:

”جن دنوں فقیر سقیفۃ الرصاص (باب السلام) میں رہائش پذیر تھا۔ ایک دن عصر کے بعد بکریوں کو گلی میں چھوڑا، ان کو بریم دے کر ان کے پاس کھڑا تھا۔ کہ وہاں سے دو وہابی میرے پاس سے گزرے ایک نے اپنے ساتھی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ تمہیں خبر ہے کہ ابو حنیفہ کی موت پر سفیان نے کیا کہا تھا؟ دوسرے نے کہا مجھے تو کچھ خبر نہیں۔ اس پر پہلے نے کہا، سفیان نے کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کو ابو حنیفہ کے شر سے نجات دی۔ یہ سنتے ہی فقیر نے کہا

”لعنۃ اللہ علی الکاذبین“

اس نے امیر عبدالعزیز بن ابراہیم کے پاس جا کر شکایت کی، امیر نے طلب کیا۔ فقیر "الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانی" کا ورد کرتا ہوا اٹھ گیا، وہ شخص پہلے سے وہاں موجود تھا۔

امیر نے اسے اشارہ کرتے ہوئے کہا، کہ تم کو کیا شکایت ہے؟ وہ بولا اس شخص نے مجھے کاذب کہا، اور مجھ پر لعنت کی۔ امیر نے مجھے مخاطب ہوتے ہوئے کہا، کیا یہ سچ کہتا ہے؟

فقیر نے جواب میں کہا:

"اگر کوئی شخص سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے انتقال پر یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کو ان کے شر سے نجات دے دی ہو تو تمہارے نزدیک وہ شخص کیسا ہے؟"

امیر فوراً بولا:

"وہ خبیث مردود گمراہ ہے۔"

تو میں نے کہا:

"اس شخص نے سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسے ہی کہا تھا۔ امیر نے اس کے منہ پر تھوکتے ہوئے کہا تم تو یقیناً کذاب ہو تم پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور کہا، کہ تم لوگوں کو ان کے گھروں میں بھی امن سے نہیں رہنے دیتے۔ مجھے قہوہ وچائے پلانے کے بعد جانے کی اجازت دی۔"

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے اسباب

ایک مرتبہ فرمایا:

خلافت بنو امیہ کا آخری زمانہ تھا، یزید بن عمر ابن ہبیرہ عراق کا گورنر تھا، اس نے حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کو محکمہ قضا پیش کیا، مگر آپ نے انکار فرما دیا۔ یزید بن عمر نے حکم

دیا کہ یہ عہدہ آپ کو جبراً قبول کرنا ہوگا۔ اس معاملہ میں آپ کے کچھ ساتھیوں نے بھی عہدہ قبول کرنے کا مشورہ دیا، لیکن آپ راضی نہ ہوئے، انکار ہی فرماتے رہے۔ فرمایا:

"اگر یزید بن عمر کہے کہ مسجدوں کے دروازے گن دو، مجھے تو یہ بھی منظور نہیں چہ جائیکہ وہ کسی مسلمان کے قتل کا فرمان لکھے اور میں اس پر مہر لگا دوں، یہ ممکن نہیں۔"

یزید بن عمر نے غضبناک ہوتے ہوئے حکم دیا کہ جب تک آپ عہدہ قبول نہ کریں، آپ کو روزانہ دس کوڑے مارے جائیں۔ لیکن سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنے موقف پر قائم رہے۔ آخر کار مجبوراً اسے اپنا حکم واپس لینا پڑا۔ ۱۳۲ھ میں خلافت بنو امیہ اپنے انجام کو پہنچ گئی، خلافت بنو امیہ کا خاتمہ ہوا تو بنو عباس نے حکومت سنبھال لی، عبداللہ السفاح حکمران ہوا، اس کے بعد اس کا بھائی ابو جعفر منصور خلیفہ بنا، ان دونوں بھائیوں نے بے حد ظلم کیے، منصور نے تو کوئی حساب ہی نہ چھوڑا سادات اور علویین جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، غیر فاطمی، کو ختم کرنے کے لئے، ان کا قتلِ عام کیا، سید محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ کو زندہ دیوار میں چنوا دیا، ان مظالم سے تنگ آ کر سیدنا امام محمد نفس الزکیہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے خروج کیا، خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا، بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے شہادت پائی۔ پھر آپ کے بھائی حضرت سیدنا امام ابراہیم المرتضیٰ نے جہاد کی قیادت سنبھال لی، حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کی بھرپور تائید وحمایت کی اور ہر طرح سے تعاون کیا۔ آپ نے بھی بڑی ہمت و دلیری سے مقابلہ کیا اور شجاعت کے جوہر دکھاتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

اب منصور ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا جنہوں نے سادات کرام کا ساتھ دیا تھا۔ سیدنا امام اعظم کو دربار میں طلب کیا، جب حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ دربار میں گئے۔ ربیع نے کہا۔

"دنیا میں آج سب سے بڑا یہ عالم ہے۔"

منصور نے سوالات کرتے ہوئے پوچھا آپ نے کن کن اساتذہ سے علوم اخذ

کئے ہیں؟ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے اساتذہ کے نام بتائے تو منصور نے آپ کو محکمہ قضا پیش کیا۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کی اہلیت نہیں رکھتا، خلیفہ نے کہا سارے شہر کے جو مسلمان ہیں وہ اس امر کے گواہ ہیں کہ اس وقت آپ سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا سارے شہر کی تخلوق کا کہا تو کوئی دلیل نہیں ہے، اور یہ معاملہ میرے اور آپ کے درمیان ہے، میں اپنے آپ کو اس عہدہ کے قابل نہیں جانتا ہوں۔ تو منصور کی زبان سے غصہ میں نکل گیا کہ تم جھوٹے ہو، غلط کہتے ہو۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، امیر المومنین جو آدمی جھوٹا ہو، اور غلط کہتا ہو وہ اس عہدے کے لائق نہیں ہے۔ منصور نے حلف اٹھاتے ہوئے کہا تم کو یہ عہدہ قبول کرنا پڑے گا۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی قسم کھاتے ہوئے کہا کہ میں یہ عہدہ ہرگز قبول نہیں کروں گا۔

ربیع غصہ میں آ کر بولا آپ امیر المومنین کے مقابلے میں قسم کھاتے ہو، آپ نے فرمایا اس لئے کہ قسم کا کفارہ ادا کرنا امیر المومنین کو میری نسبت آسان ہے۔ اب اس کے پاس جواب تو نہ تھا، آپ کو قید کر دیا۔ منصور نے آپ کو قید تو کر دیا مگر وہ خائف ہی رہا، آپ کی طرف سے اسے اطمینان نہ تھا۔ آپ کو قید تو کر دیا مگر کوئی حکم آپ کے ادب و تعظیم کے خلاف صادر نہ کر پایا۔ قید خانے میں تعلیم کا سلسلہ جاری رہا، تمام تلامذہ جیل میں باقاعدہ تعلیم حاصل کرتے رہے۔

حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک وقت امام یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر فرمایا:

> ”اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم پڑھنے سے بھی آتا ہے اور علم صحبت سے بھی آتا ہے اور علم الہام سے بھی آتا ہے۔ آج ایک بات مجھے الہام ہوئی ہے کہ ”لبن التفاش کنی الرجال“ یاد رکھنا اس کو، کام آئے گا۔“

بالآخر ۱۵۰ھ میں آپ کو زہر دلوا دیا گیا، جب آپ کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو آپ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور اسی حالت میں شہادت پائی۔

ہارون رشید ایک مرتبہ زبیدہ خاتون کے محل میں گیا، دالان کے اندر جو داخل ہوا،

اس کی مسہری جوتھی اس پر نظر پڑی دیکھا کہ اس کے اوپر منی کے داغ پڑے ہوئے ہیں۔ ہارون رشید نے بدگمانی کر کے زبیدہ خاتون کو ڈانٹ ڈپٹ کی۔ زبیدہ خاتون نے ہارون رشید کو کہا کہ میرے اور آپ کے درمیان جو مسئلہ ہے، یہ دین کا ہے، اس کو کوئی علماء ربانیین میں سے ہی حل کر سکتا ہے، لہذا کسی عالم ربانی کی طرف رجوع کرو وہ حل کر دیں گے، فیصلہ ہو جائے گا۔

ہارون رشید نے حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلایا اور قضیہ بیان کیا، تو امام صاحب نے محل وقوع پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ہارون رشید آپ کو لے کر کے زبیدہ خاتون کے مکان میں گیا، آپ نے دالان والی مسہری کا معائنہ کیا، جب ساتھ والے صحن میں گئے تو دیکھا کہ وہاں درختوں پر بہت سارے چمگادڑ ہیں۔ امام صاحب کو حضرت امام اعظم ﷜ کی قید خانے میں جو آپ کو آخری وصیت فرمائی تھی یاد آئی تو آپ نے ہارون رشید کو چمگادڑوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے آخری وقت میں مجھے قید خانے میں طلب فرمایا اور کہا:

"لبن الخفاش کمنی الرجال"

چمگادڑ کا جو دودھ ہوتا ہے، وہ مرد کی منی کی طرح ہے۔

اور فرمایا، یاد رکھنا اس کو، کام آئے گا، چمگادڑوں نے جو دودھ پھینکا ہے، آپ کو یہ منی کی طرح نظر آیا ہے، آپ کو زبیدہ کے اوپر یہ بدگمانی ہوئی ہے۔ ہارون رشید نے کہا کہ افسوس، ایک اتنے بڑے عالم کو جس نے مرتے مرتے بھی حلال، حرام کا فیصلہ کیا، ان کو بھی قید کیا، اور وہ قید ہی میں فوت ہوئے، خدا معاف فرمائے اور بہت افسوس کرتا رہا۔

حضرت امام اعظم ﷜ بڑے کامل تھے، آپ کا جتنا بھی درجہ ہونا چاہئے یہ اس سے کم ہے، عالم بھی تھے، قطب بھی تھے، غوث بھی تھے، غنی بھی تھے، مجتہد بھی تھے، ملہم بھی تھے، گویا کہ سب کچھ تھے۔ ﷺ

سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کی صدائے حق

حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ نے بھی بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں، آپ نے سیدنا امام محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کا فتویٰ صادر فرمایا تھا۔ اس وقت خلیفہ منصور عباسی کی حکومت تھی، مدینہ منورہ میں اس کا گورنر تھا، جعفر بن سلیمان، اس کے ذریعہ سے خلیفہ منصور نے امام صاحب علیہ الرحمہ پر بڑا ظلم کیا، کوڑے مارے گئے، طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں۔

خلیفہ نے ایک عورت کو طلاق مجبوراً دلائی، اس کا خاوند جو تھا وہ حکومت کا ملازم تھا، اس کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں، دور دراز علاقوں میں بھیجا گیا، بہت ڈرایا دھمکایا گیا، تنگی میں آ کر کے اس نے مجبوراً طلاق دے دی۔ فتویٰ لکھا گیا کہ طلاق ہوئی یا کہ نہیں ہوئی؟ اور سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے آپ نے فرمایا طلاق نہیں ہوئی۔ پھر آپ پر بہت ظلم کیا، طرح طرح کی تکلیفیں دیں، تنگی دی، مدینہ طیبہ میں گلی گلی کوچے کوچے میں پھیرایا، کوڑے مارے گئے آپ نے ہر طرح کی تکلیفیں تو برداشت کیں مگر اعلانِ حق پر مستعد رہے، جب آپ کو بازاروں سے گزارا جاتا تو آپ ہر کونے پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے:

> ''من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی انا مالک ابن انس وانا اقول طلاق مکرہ لیس شی۔''
>
> جو کوئی مجھ کو جانتا ہے، وہ جانتا ہے، اور جو کوئی نہیں جانتا وہ سن لے کہ میں مالک بن انس ہوں اور میں کہتا ہوں کہ جبر و تعدی سے لی گئی طلاق کوئی شی نہیں۔

ہارون رشید نے سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹوں کو تعلیم دینے کی درخواست کی، آپ نے فرمایا اگر انہوں نے علم حاصل کرنا ہے تو ان کو خود چل کر کے علم کے دروازے پر آنا ہوگا، علم چل کر نہیں آئے گا۔ خلیفہ ہارون کے دونوں بیٹے آپ کے پاس علم حاصل کرنے

کے لئے حاضر ہوئے، آپ نے ان دونوں کو دوسرے طالب علموں کے ساتھ بٹھایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے شکایت کی، خلیفہ نے پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے عام طالب علموں کے ساتھ نہیں بیٹھیں گے، آپ ان کے لئے علیحدہ انتظام کریں مگر سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ نے انکار فرمادیا۔

عرض: سیدی، سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ امام حرم نبوی کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھتے تھے؟

ارشاد: اس لئے کہ امام خلیفہ منصور کا حمایتی تھا۔ آپ نے بڑی تکلیفیں اٹھائیں مگر حق پر ڈٹے رہے۔

سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی استقامت

مامون الرشید نے سیدنا امام احمد بن حنبل کے ساتھ کیا، کیا ظلم کئے۔ اس نے فرقہ معتزلہ اختیار کرلیا اور خلق قرآن کا عقیدہ بڑی سختی سے منوانے لگا۔ سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے سختی سے تردید فرمائی، فرمایا یہ غیر اسلامی عقائد میں سے ہے، اسلامی عقیدہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ آپ پر بہت سختیاں کی گئیں، قید کردیا گیا۔

مامون کے مرنے کے بعد خلیفہ معتصم نے حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنے دربار میں بلایا اور خلق قرآن کے عقیدہ کو قبول کرنے کو کہا۔ امام صاحب نے اس کا انکار کردیا تو وہیں آپ پر ظلم وستم ڈھایا گیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے صبر وتحمل کے ساتھ سب کچھ برداشت کیا۔

اس طرح حضرت امام شافعی، ابوعبداللہ محمد بن ادریس کے ساتھ کیا ہوا! ان کو گرفتار کیا گیا، سختیاں کی گئیں۔

مجاہد ملت کی قوتِ ایمانی

اب دیکھئے نا حضرت مجاہد ملت کے ساتھ انہوں نے کیا کیا ظلم کئے! ہتھکڑیاں پہنائیں، تھپڑ مارے، جیل میں بند کیا، حج سے روکا۔

سائل: کیا اس مرتبہ انہیں، آپ کی آمد کی خبر نہیں؟

قطب مدینہ: جی ہاں خبر ہے ان کو! کہ آپ آئے ہوئے ہیں، اور ہر روز، دن رات ان کی دعوتیں ہو رہی ہیں، اور وہ علیحدہ جماعت سے نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت، یہ آپ کی حقانیت ہے، مجاہدیت ہے، جس وجہ سے یہ لوگ خاموش ہیں۔ ۸۸

گورنر مدینہ منورہ کی طلبی

۱۹۷۳ء کا واقعہ ہے، فقیر قادری حضرت قطب مدینہ قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر تھا، سیدی کو گھٹنوں میں شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ فقیر دبا رہا تھا، حاضرین میں سے ایک نے کہا، حضور احد شریف پر ایک بوٹی پیدا ہوتی ہے، اور اس کا حلیہ بیان کیا، کہا اگر اس کو خوب اچھی طرح لال کر رات کو گھٹنوں پر باندھ لیں تو صبح کو انشاء اللہ درد ختم ہو جائے گا۔ دوسرے دن فقیر راقم الحروف، احد شریف چل دیا، سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دی اور بوٹی کی تلاش میں جبل احد شریف پر چلا گیا۔ ایک بوٹی دیکھی جو بالکل بتائے ہوئے حلیہ کے مطابق تھی اس کو جمع کیا۔ دوسری بوٹی دیکھی تو گمان ہوا کہ یہ وہی ہے جس کا تعارف کرایا گیا تھا، پھر تیسری، چوتھی غرض اس طرح سارا دن احد شریف پر گھومتا، گھومتا طرح طرح کی بوٹیاں جمع کرتا رہا، خیال تھا کہ ان میں سے کوئی تو وہی بوٹی ہوگی۔ اسی خیال میں طرح طرح کی بوٹیوں سے بیگ بھر لیا، مغرب کی نماز کے بعد بمعہ

بوٹیوں کے تھیلے کے حضرت مرشدی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، راحت میسر ہوئی۔ صاحب مذکور کو بھی موجود پایا، سارا دن احد شریف پر پھر پھر کر تھک گیا تھا۔ سلام عرض کیا تو مرشدی قطب مدینہ ﷺ نے فرمایا، عارف بیٹا آج سارا دن کہاں تھے؟ عرض کی غریب نواز احد شریف پر بوٹی تلاش کرنے گیا ہوا تھا اور بوٹیوں والا تھیلا سامنے رکھ دیا۔ ان صاحب نے بوٹیوں کو ملاحظہ کرنا شروع کیا۔ وہ صاحب بھی میری ہی طرح تھے جو بوٹی سامنے آتی کہتے یہی ہے، اسی طرح پورا تھیلا خالی ہو گیا، مگر فیصلہ نہ کر پایا کہ وہ بوٹی کون سی ہے۔ سارے دن کی تھکاوٹ کی وجہ سے صبر نہ کر پایا، بے ساختہ کہہ دیا کہ اگر معلوم نہیں تھا تو تم نے مجھے کیوں پریشان کیا؟

عشاء کے بعد محفل شریف ختم ہوئی دستر خوان بچھا حاضرین مستفیض ہوئے اور چل دیئے۔ جب تمام لوگ چلے گئے، فقیر قادری نے حضرت سیدی و مرشدی کو بادام روغن سے مالش کرنا شروع کی تو سیدی قدس سرہ نے فرمایا:

> "عارف بیٹا نجدی اپنے شروع دور ہی سے مجھے بہت اذیتیں دیتے رہے ہیں۔ رئیس المشرکین، مولوی، صوفی، ساحر، بدبخت قبوری اور نہ جانے کن کن اتہامات سے اذیت دیتے رہے۔ لوگوں کو گھر میں بھیج بھیج کر تکلیفیں پہنچاتے رہے۔ ۸۹ الحمد للہ کریم کے کرم سے اللہ تعالیٰ نے ثابت قدم رکھا۔"

کچھ توقف کے بعد فرمایا:

ایک دن عصر کے بعد گھر میں بیٹھا تھا، کہ خیال پیدا ہوا حرم شریف حاضری دی جائے، عقل آڑے آئی، خیال ہوا کہ وقت تنگ ہے، صلاۃ وسلام عرض کرتے ہوئے مغرب کا وقت ہو جائے گا، تو میرے لئے مشکل ہو جائے گی، جذبہ نے کہا بس سلام ہی تو عرض کرنا ہے آخر کتنی دیر ہوگی، جلدی لوٹ آنا، عقل اور جذبہ کے درمیان مناظرہ ہوتا رہا اور وقت مزید تنگ ہوتا گیا، تا آنکہ عقل پر جذبہ غالب آیا۔ حرم شریف حاضر ہوا، ابھی مواجہہ شریف میں حاضری تھا کہ اذان ہوئی، جماعت کھڑی ہوگئی، مگر میں بارگاہ مصطفیٰ

(ﷺ) میں ہی متوجہ رہا، جماعت کے بعد باب جبرائیل کے سامنے، دکۃ الجد کے روضۃ الجنہ والے ستون کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کی، نماز سے فارغ ہو کر باب جبرائیل سے باہر نکلا تو وہاں مدیر شرطہ کو کھڑے پایا وہ آگے بڑھا اور سلام کرنے کے بعد کہنے لگا۔ شیخ میں آپ کے مقام سے واقف ہوں، مگر امیر ؒ کا حکم ہے کہ آپ کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا اس کے سامنے پیش کروں، شیخ میں مجبور ہوں۔

فقیر نے کہا پاؤں سے پکڑ کر تم اس وقت گھسیٹو گے، جب میں جانے سے انکار کروں مگر مجھے تو کچھ انکار نہیں۔ میں اس کے ساتھ چل پڑا، جب امیر کے پاس پہنچے تو وہ بڑے غصے میں تھا۔ غصہ کے سبب اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔ ہاتھ میں تلوار تھی، جس کو وہ لہرا رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی برس پڑا۔ کہا تم نے فتنہ پھیلا رکھا ہے، تم بدعتوں سے باز نہیں آتے، ہمارے امام کی مخالفت کرتے ہو، اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اس طرح کی بہت سی باتیں کرتا رہا اور میں خاموش کھڑا سنتا رہا۔ آخر اس نے سوال کیا تم حرم میں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا اس کا جواب مدیر شرطہ سے لو، امیر نے بڑے غضب سے اس کی طرف دیکھا اور سر سے اشارہ کیا۔ مدیر شرطہ نے بیان کیا کہ، میں شیخ کو لینے ان کے گھر گیا، معلوم ہوا کہ شیخ حرم جا چکے ہیں، باب جبرائیل پہنچا شیخ کے متعلق معلوم کرنے پر بواب نے کہا شیخ کی جوتیاں اور چھڑی یہ رکھی ہوئی ہیں، اور شیخ وہ سامنے نماز پڑھ رہا ہے۔
اب اس کا غصہ کچھ کم ہوا، تو اس نے اشارے سے بیٹھنے کو کہا، میں بیٹھ گیا۔ پھر اس نے سوال کیا، تمہارا وسیلہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ ہمارا اور علماء نجد کا وسیلہ کے بارے میں ایک ہی عقیدہ ہے۔ پھر کچھ غصہ میں آ کر بولا کیسے؟ میں نے کہا کہ شیخ محمد بن عبد الوھاب "وابتغوا الیہ الوسیلہ" کا قائل ہے۔ فوراً بولا وہ وسیلہ اعمال صالحہ ہیں، میں نے سوال کیا اعمال صالحہ خالق ہیں یا مخلوق؟ امیر خاموش رہا، دوسری مرتبہ سوال کیا، امیر خاموش رہا، تیسری مرتبہ سوال کیا، اب اگر خالق کہتا ہے تو ایمان سے جاتا ہے، جواب دیا مخلوق، میں نے پوچھا یہ اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہیں یا مردود؟ امیر نے کہا مجھے کیا معلوم یہ تو اللہ عزوجل ہی جانتا ہے کہ مقبول ہیں یا مردود۔ تو میں نے کہا بس

ہمارا اور علماء نجد کا وسیلہ میں صرف یہی اختلاف ہے، کہ وہ اس مخلوق کو وسیلہ بناتے ہیں، جن کی ان کو خبر نہیں کہ وہ مقبول ہیں یا مردود، مگر ہم اس مخلوق کو وسیلہ بناتے ہیں، جو یقیناً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہیں، انبیاء و اولیاء۔ اگر ان کو کوئی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول نہیں مانتا تو وہ ایمان والا نہیں۔ پھر وہ نرمی سے باتیں کرنے لگا، کہنے لگا لوگ اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے ہیں، خبثاء و شیاطین فتنہ میں مبتلا کرتے ہیں۔ چائے پلائی اور جانے کی اجازت دے دی۔

اس کے بعد میں نے حبیب کریم ﷺ کی بارگاہ میں التجاء کی کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے عذر شرعی عطا فرمایا جائے، تاکہ ان کے ظلم سے بچ سکوں، پھر گھٹنوں کے درد میں مبتلا ہو گیا، یہ تکلیف تو میں نے طلب کر کے لی ہے۔ پھر یہ تو بتاؤ کہ اتنی پرانی تکلیف بھلا ایک رات بوٹی باندھنے سے کیسے چلی جائے گی؟

تم بلاوجہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان پر ناراض ہو رہے تھے۔

احقر نے سیدی سے معذرت طلب کی اور عرض کیا حضور ان صاحب سے بھی معافی مانگ لوں گا۔ سیدی و مرشدی بہت خوش ہوئے اور بہت دعاؤں سے نوازا۔

فرمایا کرتے:

"بڑی بوڑھیاں دعا کرتی تھیں، اللہ تعالیٰ نین، پرین سلامت رکھے۔ اس وقت نینوں کی سمجھ تو آتی تھی مگر پرینوں کی نہیں (اور گھٹنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے) وہ سمجھ اب آ رہی ہے۔"

ایامِ ماضی

موجودہ حالات کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی تو قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"فقیر نے مدینہ طیبہ کا وہ دور بھی دیکھا ہوا ہے، جب حاجیوں کے

قافلے اونٹوں سے آتے تھے۔ اہل مدینہ مناخہ[۱] چلے جاتے جب قافلہ پہنچتا تو حجاج کے اونٹوں کی رسیاں پکڑ لیتے، کہتے یہ ہمارے مہمان ہیں، ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ حجاج کو اپنے گھر میں لے آتے، پانی مہیا کرتے، کھانا بھی پکا دیتے اور کپڑے بھی دھو دیتے، غرض ان کے آرام کا پورا پورا خیال رکھتے، حجاج کو حضور ﷺ کا مہمان خیال کرتے۔ چلتے وقت اگر حجاج نے کچھ دے دیا تو لے لیتے، اور اگر کوئی کچھ نہ بھی دیتا تو طلب نہ کرتے اور انہیں کسی قسم کا ملال بھی نہ ہوتا اور نہ ہی اس کے متعلق کسی سے تذکرہ کرتے"

مدینہ طیبہ کے شروع کے ایام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"جب میں پہلے پہل مدینہ منورہ حاضر ہوا تو اس وقت یہاں یہ حالت تھی کہ اگر کسی دوکاندار کی بکری اچھی ہو جاتی تو پھر مزید آنے والے گاہک کو وہ دوکاندار کہتا میری بکری بہت ہو چکی۔ فلاں دوکاندار کی بکری کم ہوئی ہے، لہذا آپ یہ سامان اس سے خرید لیں۔"

ایک مرتبہ فرمایا:

"حضرت قطب عالم علامہ سید دیدار علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں سے ایک صاحب حج پر آئے، مدینہ طیبہ حاضر ہوئے، فقیر کے ہاں قیام کیا۔ ایک دن کہنے لگے، حضرت میں کچھ رقم اہل مدینہ پر خرچ کرنے کے لئے لایا ہوا ہوں، میں چاہتا ہوں کپڑا خرید کر اہل طیبہ کی نذر کروں۔ آپ

میرے ساتھ چلیں تا کہ کپڑا خرید لوں۔ میں ان کو اپنے جاننے والے احمد عبید اللہ بن عبد اللہ حیدری کی دوکان پر کپڑا خریدنے کے لئے لے گیا۔ ان سے مقصد بیان کیا۔ انہوں نے بیٹھنے کو کہا، چائے پلائی۔ پھر اس نے کہا شیخ کپڑا تو میرے پاس موجود ہے۔ میں نے الحمد اللہ آج کا رزق حاصل کر لیا ہے، مگر سامنے والی دوکان پر صبح سے گاہک نہیں دیکھا اس کے بچے بھی زیادہ ہیں، یہ کپڑا آپ ان سے خرید لیں۔"

پھر کچھ توقف کے بعد فرمایا:

" مگر اب ایسے حالات سننے میں آرہے ہیں کہ باپ کے گاہک کو بیٹا اور بیٹے کے گاہک کو باپ چھینتا ہے۔"

مؤدب شہزادہ

ایک مرتبہ حضرت سید حیدر حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ علی پوری وفقیر قادری حضرت قطب مدینہ قدس سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ ایک دیہاتی وضع کا ادھیڑ عمر وارد ہوا۔ سلام کرنے کے بعد کہنے لگا، حضرت مولانا صاحب آپ کو بابوجی علیہ الرحمہ (حضرت خواجہ پیر سید غلام محی الدین جیلانی گولڑوی قدس سرہٗ) بلا رہے ہیں۔ حضرت خاموش رہے، تھوڑے وقفے کے بعد وہی جملہ دہرایا، سیدی پھر بھی خاموش تھے۔ تیسری مرتبہ کہنے لگا، بابوجی نے آپ کو کھانے پر بلایا ہے۔ پانچ سوریاں، بہت سارے کپڑے اور کھیسیاں بھی آپ کے لئے رکھی ہوئی ہیں۔

حضرت قطب مدینہ قدس سرہٗ نے فرمایا:

''حضرت پیر صاحب قبلہ سے جا کر میری طرف سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ فقیر ان کے جد کریم (ﷺ) کے در پر پڑا ہوا ہے۔ آپ ﷺ ٹکڑا عطا فرماتے ہیں اور خوب عطا فرماتے ہیں، فقیر کھانے کے لئے کہیں نہیں جاتا۔''

وہ شخص یہ سنتے ہی فوراً واپس ہو گیا۔

تھوڑی دیر ہی کے بعد عجب منظر دیکھا، حضرت خواجہ پیر سید غلام محی الدین گولڑوی ﷺ ننگے پاؤں اور ننگے سر، چند متعلقین کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ حضرت سیدی قبلہ قدس سرہٗ سے لپٹ گئے، اور بہت ہی معذرت فرمانے لگے۔ آپ علیہ الرحمہ بار بار فرماتے حضرت میں تو آپ کے در کا گدا ہوں، فقیر سے حکم عدولی ہوئی آپ اپنے جد کریم کا صدقہ فقیر سے درگزر فرمائیں، معاف فرمادیں آپ کریم ابن کریم ہیں آپ سے یہ بعید نہیں، حضرت کی آنکھوں سے اس وقت آنسو جاری تھے اور تمام حاضرین کی آنکھوں میں بھی آنسوں تھے، عجب روح پرور منظر تھا۔ حضرت سیدی قدس سرہٗ نے فرمایا:

''عارف قینچی لے آؤ۔''

احقر نے حاضر کردی۔ حضرت پیر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خدام میں سے ایک کے کان میں کچھ فرمایا۔ وہ چند ساتھیوں سمیت اٹھ کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد، بہت سارے کپڑے، فروٹ، کھیاں اور دیگر سامان لے کر حاضر ہو گئے۔ حضرت پیر صاحب قبلہ نے گیارہ سوریال اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے سر سے بلند کئے، اور فرمانے لگے۔

''حضرت قبول فرمائیں یہ سیدنا غوث اعظم ﷺ کے لنگر میں سے ہیں۔''

حضرت سیدی نے قبول فرما کر اپنی صدری کی جیب میں رکھ لئے۔ جب کہ دوسرے احباب پیش کرتے تو حضرت قبول فرما کر تکیہ کے نیچے رکھ دیا کرتے تھے۔

فتوحات کا مصرف

تکیہ کے نیچے سے نکال کر لنگر کے لئے خرچ کرتے رہتے۔ رات کو فرماتے فلاں بوڑھا ہے کام نہیں کرسکتا یہ رقم اس تک پہنچا دو، فلاں کے بچے زیادہ ہیں یہ ان کو دے آؤ۔ فلاں بیوہ ہے، فلاں یتیم ہیں یہ ان کا حصہ ہے۔ انڈیا میں ایک یتیم خانہ تھا اکثر وہاں رقم ارسال کرتے رہتے تھے۔ وہاں کی انتظامیہ کی بھی تعریف فرماتے تھے۔

مگر گھر میں یہ حال تھا فرمایا کرتے:

"الحمد للہ بفضل الرحمٰن کو اللہ تعالیٰ نے برکت دے رکھی ہے، اس کو مدد کی ضرورت نہیں بلکہ دوپہر کا کھانا بھی وہ ہی تیار کرواتا ہے۔"

دوپہر کے شاہانہ دسترخوان کا حال اس سے مستفید ہونے والا ہی بیان کرسکتا ہے۔

اور اپنی بچی (جنابہ آمنہ) کو صرف ضروری اخراجات ہی عنایت فرماتے، ماشاء اللہ وہ بھی انتہائی صابرہ ہیں، کبھی کچھ طلب ہی نہیں کیا۔ گھر میں کپڑے سیتیں اور بٹن بنانے والی مشین پر بٹن بناتیں، آمدنی سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتیں۔ آنے والے مہمانوں کو تحائف سے نوازتیں، عشاء کے بعد فقیر قادری کو ایک بڑا گلاس پنجاب والا، دودھ کا جس میں پستہ و بادام کوٹ کر شامل کیا ہوتا پلاتیں، اور دیگر اوقات کے علاوہ عید پر ایک عربی کرتا عنایت فرماتیں۔

دلوں پر حکومت

میری حاضریوں کے درمیان تین مرتبہ ایسا ہوا کہ جب رات کو حضرت سیدی قدس اللہ سرہٗ کی خدمت سے فارغ ہو کر بیٹھتا۔ فرماتے دیکھو بیٹا تکیے کے نیچے کیا ہے۔ خرچ سے جو رقم بچی رہتی نکال کر پیش کرتا۔ فرماتے یہ کیا ہیں: عرض کرتا یہ پاکستانی روپے ہیں، یہ انڈین ہیں، یہ ڈالر اور یہ پونڈ و مصری ہیں غرض جہاں کا سکہ ہوتا عرض کر دیتا۔ آخر

میں فرمادیتے:

"ان کو پھاڑ دو۔"

احقر تعمیلِ حکم کرتا۔ حکم فرماتے:

"باہر گلی میں پھینک آؤ۔"

فقیر تعمیل ارشاد تو کرتا مگر دل میں یہ خیال پیدا ہوتا، اتنی رقم جو دوسروں کو عنایت فرماتے ہیں، یہ بھی انہیں میں سے کسی کو دے دیں، مگر سوال کی ہمت نہ ہوئی۔ اب یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ عمل مجھ سے اس لئے کرواتے تھے تا کہ حب دنیا میرے دل سے نکل جائے۔ الحمد للہ۔ اسی وقت سے احقر کے دل میں سے حب دنیا نکل چکی ہے۔

حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ فقیر قادری کو اکثر متعدد ممالک کی کرنسی تبدیل کروانے کے لئے دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ڈالر دیئے:

"فرمایا بیٹا بدل لاؤ۔"

جب میں تبدیل کروانے گیا تو اس دن ڈالر کی قیمت کچھ کم تھی۔ اس لئے تبدیل نہیں کروائے۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی نرخ کم ہی رہا۔ چوتھے دن نرخ کچھ زیادہ ہوا تو فقیر نے ڈالر تبدیل کروالیے۔ عشاء کے بعد محفل ختم ہوئی تمام لوگ چلے گئے تو احقر نے ڈالروں سے تبدیل شدہ ریال پیش کئے۔ تاخیر کا سبب بیان کرتے ہوئے عرض کیا حضور تین دن نرخ کم رہا اس لئے تبدیل نہیں کئے تھے، آج ریٹ مناسب تھا اس لئے تبدیل کروالئے۔ حضرت سیدی قدس سرہٗ نے فرمایا:

"آپ نے اسی دن ہی تبدیل کئے ہوتے، یہ لوگ کہاں سے کمائیں گے۔"

مجاہد ملت اور بابو جی

۱۹۷۳ء کی بات ہے، حضرت سنوسی الہند مجاہد اعظم حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن

عباسی قادری ﷜ کی خدمت میں بیت اللہ شریف میں حاضر تھا۔حضرت نے کہا پیر صاحب کوڑوی محلہ جیاد میں تشریف رکھتے ہیں، آج ان کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔فقیر نے کچھ ٹالا ہے۔ مگر حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا فقیر ضرور حاضری کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔حضرت غوث الثقلین ﷜ کی اولاد پاک میں سے ہیں، اور آنکھوں سے آنسو لڈ پڑے۔حرم پاک سے نکل کر حضرت سید پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کو چلے۔جب آپ کی قیام گاہ پر پہنچے تو وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔بڑے کرخت لب ولہجہ میں استقبال ہوا، او بابا رک کدھر جارہے ہو، کیوں جارہے ہو؟ یہ آواز حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بھی سن لی تو کسی کو دروازہ کھولنے کا حکم فرمایا جب آپ کی نظر حضرت مجاہد ملت قدس اللہ سرہ پر پڑی تو فوراً باہر تشریف لے آئے۔حضرت سے بڑی محبت اور احترام سے ملے اور اس خادم کو بھی نوازا۔اور حضرت کو بڑی تعظیم وتکریم کے ساتھ اندر لے گئے اور اپنی مسند پر بیٹھنے کو فرمایا سیدی مجاہد اعظم قدس اللہ سرہ کی معذرت پر بہت ضد فرماتے رہے۔حضرت مجاہد ملت فرماتے حضور اس غلام سے کبھی بھی ایسا نہ ہوگا۔پیر صاحب علیہ الرحمہ بھی مسند سے ہٹ کر تشریف فرما ہوئے۔حضور مجاہد اعظم ﷜،حضرت پیر سید غلام محی الدین قدس اللہ سرہ کے پاؤں چومنے کی بہت ہی کوشش فرماتے رہے مگر پیر صاحب قبلہ نے ایسا نہ ہونے دیا۔آخر پاؤں کو تھام ہی لیا اور بہت روتے رہے۔فوراً بہت سارے مشروبات وطرح طرح کے فواکہ آگئے۔حضرت پیر صاحب قبلہ اصرار فرما کر حضرت مجاہد ملت کو پیش فرماتے۔

پھر پیر صاحب نے فرمایا! حضرت ایک مرتبہ نماز کے سلسلہ میں جو آپ کا وہابی ملاؤں سے مناظرہ ہوا تھا میرے ساتھیوں کو بیان فرمائیں۔حضرت نے مناظرہ کی روئیداد سنائی، فرمایا نہیں اس سے پہلے جو مناظرہ ہوا تھا۔ جب آپ کو حرم شریف میں علیحدہ جماعت کرانے کی وجہ سے پکڑ کر لے گئے تھے۔حضرت مجاہد ملت نے پورا واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا۔پھر حضرت پیر صاحب قبلہ قدس سرہ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ان کی اتباع کرو اور وہابیوں کے پیچھے نماز مت پڑھو۔

حضرت مجاہد ملت ﷺ نے دست بستہ اجازت طلب فرمائی۔ حضرت پیر صاحب نے ایک بہت خوبصورت جائے نماز، کپڑے، فوا کہ اور دیگر تحائف پیش کئے۔ اور پانچ سو ریال سر سے بلند فرماتے ہوئے فرمایا:

''یہ حضرت غوث اعظم ﷺ کے لنگر سے ہیں قبول فرمائیں۔''

سیدی مجاہد ملت کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کچھ بول بھی نہ پائے، ریال لے کر سر پر رکھ لئے، پھر پیر صاحب کے پاؤں چھونے کی کوشش کی مگر حضرت پیر صاحب قبلہ راضی نہ ہوئے اپنے خادم کو حکم دیا کہ یہ سب سامان اٹھالو اور حضرت کی قیام گاہ پر پہنچادو۔

حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

علماء کا ذکر خیر ہو رہا تھا، حضرت سیدی قدس سرہٗ نے فرمایا۔

''جن دنوں فقیر کا زقاق سقیفۃ الرصاص، باب السلام میں قیام تھا۔ عشاء کے بعد زائرین میں سے کسی نے کہا حضرت مولانا محمد عمر اچھروی [۹۳] بھی آئے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا عمر چھپا نہیں خود ہی ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت مولانا کونے میں تشریف رکھے ہوئے تھے۔ سنتے ہی فقیر کے قریب آئے، زانو پر بوسہ دیتے ہوئے فرمایا، حضور فقیر حاضر ہے۔ ان کو وعظ فرمانے کے لئے کہا گیا۔ ماشاء اللہ انہوں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خوب، خوب تعریف بیان فرمائی حضرت مولانا نے مدلل اور پر سوز بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔''

اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

درگاہ قادریہ کا بلا

فرمایا:

ایک وہاں (بغداد شریف، حضرۃ جیلانیہ) بلا اتنا بڑا تھا۔ (آپ تشریف فرما تھے اور دست مبارک کو کندھے تک بلند کرتے ہوئے فرمایا۔) خدا جانے وہ جن تھا یا کیا تھا؟ جب روٹی تقسیم ہوتی وہ بھی آ جاتا اور بھنڈاری جو روٹی بانٹنے والا ہوتا اس کے پاس جا کر بیٹھ جاتا جب دیکھتا کہ روٹی کم ہو رہی ہے تو وہ اپنے ہاتھ سے اس کے کرتے کو پکڑ کر جھنجوڑ کر کھینچتا۔ وہ بھنڈاری اس کو کہتا بابا صبر کرو پہلے آدمیوں کو دوں پیچھے حیوان کو دوں گا، ابھی آدمی باقی ہیں۔ اس کی چار روٹیاں مقرر تھیں وہ ان کو توڑ کر، ایک جگہ چھوٹے چھوٹے بچے جمع ہوتے تھے ان کو جا کر ڈال دیتا۔ اور ایک صفت اس میں یہ تھی کہ صبح کے وقت وہ حجروں کے بیچ میں پھرتا تھا جو نماز کے وقت سویا ہوا ہو اس کے منہ پر پیشاب کرتا تھا۔ تو بلے کے خوف کے مارے کوئی صبح کے وقت سوتا نہیں تھا۔ وہ ہمارے سامنے فوت ہوا۔ جو سجادہ نشین تھے، حضرت سید عبدالرحمٰن النقیب رحمتہ اللہ علیہ انہوں نے اس کا جنازہ تیار کرایا اور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے دروازے پر رکھ دیا پھر شہر کے باہر قبرستان میں جو حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف کے قریب تھا دفن کر دیا۔

بلی کی پناہ گاہ

ایک رات عشاء کے فوراً بعد حضرت سیدی و مرشدی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ سیدی کے سامنے شیخ نابی افندی[۹۵] ترکی رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ ایک بلی دوڑی آئی۔ اس کے منہ میں اس کا بچہ تھا، قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ کر فوراً بھاگ نکلی۔ تھوڑی ہی دیر بعد دوبارہ آئی۔ اس کے منہ میں دوسرا بچہ تھا۔ وہ بھی اس نے حضرت رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا اور چلی گئی۔ اس کے پیچھے ایک بلا آیا جو اس سے بچہ چھیننا چاہتا تھا۔ شیخ

ثانی افندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو باہر نکال دیا اور دروازہ بند ہی کرنا چاہتا تھا کہ بلی تیسرا بچہ لئے حاضر ہو گئی۔ ثانی افندی نے دروازہ بند کر دیا۔ بلی تیسرا بچہ بھی حضرت کے سامنے رکھ کر بڑے اطمینان سے مؤدب بیٹھ گئی۔ اتنے میں بلا دوسرے دروازے سے گھس آیا۔ اور دور بیٹھا دیکھتا ہی رہا اس کی ہمت نہ ہوئی کہ قطب مدینہ کے سامنے ہو۔ تھوڑی دیر بعد خود ہی چلا گیا۔ حضرت نے فرمایا عارف بیٹا یہ دروازہ کھول دو۔ احقر نے تعمیل ارشاد کی۔ بلی مطمئن بیٹھی ہوئی ہے، سیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی چارپائی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے بلی کو مخاطب کیا۔

"بابا بچے لے کر ادھر چلی جاؤ"

بلی نے فوراً بچے اٹھانے شروع کئے اور حضرت کی چارپائی کے سرہانے کی طرف ڈیرا جما لیا۔

ندامت کی برکت

ایک مرتبہ حضرت ضیاء الملت والدین قدس سرہ العزیز کے ساتھ والے کمرے میں کچھ احباب کے ساتھ حاضر تھا۔ اوراد و وظائف پر گفتگو چل رہی تھی۔ کسی صاحب نے کہا میں اتنی تعداد میں درود شریف پڑھتا ہوں اور اتنے سپارے قرآن شریف کے روزانہ پڑھتا ہوں، کوئی صاحب کلمہ شریف کا ذکر و دیگر اذکار کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ایک صاحب نے احقر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم کیا پڑھتے ہو، عرض کیا جب لاہور ہوتا ہوں تو بڑے بڑے ارادے کرتا ہوں، کہ مدینہ طیبہ حاضر ہوتے ہی روزانہ دس سپارے قرآن پاک و مکمل دلائل الخیرات شریف ختم کیا کروں گا۔ مگر جب حاضری ہوتی ہے تو غفلت میں پڑ جاتا ہوں، دن بھر پھرنا اور سونا ہوتا ہے۔ جب واپسی کا وقت قریب آ جاتا ہے، تو پھر بہت افسوس ہوتا ہے تو محبوب کریم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کرنا شروع کر دیتا ہوں۔

"یا رسول اللہ (ﷺ) اس سیاہ کار نے اپنا فرصت کا تمام وقت

ضائع کردیا، آپ کریم ہیں، مجھ عاصی پر کرم فرمائیں دوبارہ حاضری
نصیب ہو، تا کہ میں اپنا ارادہ پورا کرسکوں التجائیں کرتا ہوا حسرت
وندامت لئے واپس لوٹ جاتا ہوں"

قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز آئی:

"بیٹا عارف! ہم کما گئے۔"

امامت کا مسئلہ

نماز کے سلسلے میں سوال کیا جاتا کہ آیا وہابی امام کے پیچھے پڑھی جانے والی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ تو فرماتے:

"اگر امام رسول اللہ ﷺ کا گستاخ ہو اور مقتدی کو اس پر پوری طرح سے
اطلاع بھی ہو تو پھر میرے نزدیک پیچھے اس امام کے کہنا کفر ہے۔"

یہ بھی فرمایا کرتے:

"حجاز مقدس میں نماز کی امامت کا مسئلہ نیا نہیں ہے مسلمانوں پر نماز کی تنگی کا یہ چوتھا دور ہے۔ پہلا دور وہ تھا جب امیر المومنین سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، تو اکثر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بلوائیوں کے مقرر کردہ امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ تا آنکہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ظہور ہوا، آپ شیر خدا تھے تو یہ سب خود ہی چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے۔

دوسرا دور یزید ملعون کا آیا، اس نے امام عالی مقام جگر گوشۂ بتول اور آپ کے رفقاء سلام اللہ علیہم اجمعین کو بڑی بے دردی سے ذبح کروایا اس وقت بھی اکثر صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ان کے مقرر کردہ اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے کو برا جانا۔

تیسرا دور حجاج بن یوسف کا تھا وہ بڑا ظالم تھا، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہم کو اپنے سامنے ذبح کروانے سے بھی گریز نہ کیا تو اس وقت بھی حکومت کے مقرر کردہ اماموں کے پیچھے اکثر لوگوں نے نماز نہیں پڑھی۔

وہ لوگ نہ عقیدے کے گندے تھے اور نہ اعمال کے وہ ظالموں اور فاسقوں کے مقرر کردہ تھے۔ اور وہ کسی کو مجبور بھی نہیں کرتے تھے، جو ان کے پیچھے نماز پڑھے، پڑھے اور جو نہ پڑھے اس سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کرتے۔

اور اب یہ چوتھا دور مجبوری کا ہے۔ یہ اعمال کے بھی برے، اور عقیدے کے بھی گندے ہیں، اور یہ مجبور بھی کرتے ہیں کہ ہمارے مقرر کردہ امام کے پیچھے نماز پڑھو، جو ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ان کو طرح طرح سے تنگ کرتے ہیں، حالانکہ نماز کا تعلق دل سے ہے، اگر کسی کا دل ہی امام کی طرف سے مطمئن نہیں تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے کیسے ہو جائے گی؟ جو ان کے عقائد پر اطلاع رکھتے ہیں، ان کی نماز تو نہیں ہوگی اور جن کو ان کے عقائد کی خبر نہیں وہ اللہ و رسول (ﷺ) کی محبت میں کہ یہ کعبہ معظمہ اور مسجد نبوی شریف کے امام ہیں، اس عقیدت میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ان کی نمازیں قبول فرمالے گا وہی قادر اور قبول فرمانے والا ہے۔"

اس سلسلہ میں غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:

تمام اہل اسلام کے نزدیک یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ کسی امام کے پیچھے صحت اقتداء کے بغیر نماز درست نہیں ہو سکتی، جس کے لئے مقتدی و امام کے مابین ایک مخصوص رابطہ قائم ہو جانا ضروری ہے۔ اس مخصوص رابطہ کے بغیر صحت اقتداء متصور نہیں، کہ یہ رابطہ ظاہری، مادی اور جسمانی نہیں بلکہ یہ رابطہ صرف باطنی، روحانی اور اعتقادی ہے، جس کا وجود امام اور مقتدی کے درمیان اصولی اعتقاد میں موافقت کے بغیر ناممکن ہے۔ شرک، توحید کے منافی ہے اور کفر و جاہلیت اسلام و ایمان سے قطعاً متضاد ہیں۔ اگر مقتدی جانتا ہے کہ میرا کوئی عقیدہ امام کے نزدیک شرک جلی، کفر و جاہلیت ہے تو دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ رہی اس عدم موافقت کے باعث صحت اقتداء کی بنیاد منہدم ہو گئی، ایسی صورت

میں امام کے پیچھے اس کی نماز کا صحیح ہونا کیوں کر متصور ہو سکتا ہے۔ [۹۶]

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی [۹۷] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف فرماتے ہیں:

میں بھی عموماً ظہر کے بعد مولانا صاحب (قطب مدینہ قدس سرہٗ) کے پاس جایا کرتا تھا۔ عصر تک مولانا صاحب کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد حرم شریف آجایا کرتا تھا، ایک ساتھی کو اپنے ساتھ ملا کر عصر کی نماز باجماعت ادا کر لیا کرتا تھا۔ پھر عشاء تک حرم شریف میں رہتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین قبلہ اس بات پر زور دیا کرتے تھے کہ نجدیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، ایک دفعہ میں حضرت میاں نور جہانیاں [۹۸] صاحب (مہاروی) کے ساتھ مولانا قبلہ کے پاس گیا، اسی مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ مولانا ضیاء الدین قبلہ نے فرمایا جو ان کے عقیدے سے واقف ہو اس کی نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی البتہ نا واقف کی ہو جائے گی۔ [۹۹]

ڈاکٹر غلام فرید نظامی فرماتے ہیں:

حرم نبوی شریف میں ہمارے پیش امام حضرت خواجہ غلام نبی صاحب مہاروی ہوتے۔ [۱۰۰]

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

صدر جمیعت علماء ہند و شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند حسین احمد مدنی ظلم و ستم کی داستان اس طرح بیان کرتے ہیں:

صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل

حرمین کوخصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اس تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم وباغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ اسی وجہ سے اہل عرب کوخصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے، اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔ [۱۰۱]

محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال وجائز بلکہ واجب ہے۔ [۱۰۲]

نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے، جب تک وہ دنیا میں تھے، بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ اگر بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیات برزخی ہے جو احاد امت کو ثابت ہے، بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ روح اور متعدد لوگوں کی زبان سے باالفاظ کریہہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں درباره حیات نبوی علیہ السلام سنا جاتا ہے اور انہوں نے اپنے رسائل وتصانیف میں لکھا ہے۔ [۱۰۳]

زیارت رسول مقبول ﷺ وحضوری آستانہ شریف وملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے، اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور ممنوع جانتا ہے۔ لاتشد الرحال الاالی ثلاثہ مساجد ان کا مستدل ہے۔ بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔ مسجد نبوی (ﷺ) میں جاتے ہیں تو صلاۃ وسلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کو نہیں پڑھتے۔ اور نہ اس کی طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔ [۱۰۴]

شان نبوت وحضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات (ﷺ) خیال

کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی اور ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کی ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں، ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں، ان کے بڑوں کا مقولہ ہے، معاذ اللہ نقل کفر، کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات ﷺ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتے کو دفع کر سکتے ہیں۔ اور ذات فخر عالم ﷺ تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ [۱۰۵]

وہابیہ اشتغال باطنیہ و اعمال صوفیہ مراقبہ ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں، اور ان اکابر کے اقوال و افعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں۔ اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں چنانچہ جن لوگوں نے دیار نجد کا سفر کیا ہوگا یا ان سے اختلاط کیا ہوگا اس کو بخوبی معلوم ہوگا۔ فیوض روحیہ ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہیں و مثل ھذا۔ [۱۰۶]

وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ خبیثہ استعمال کرتے ہیں، اور ان کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے، بلکہ وہ بھی اپنے فہم کے مطابق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا بھی مثل غیر مقلدین کے اکابر امت کے شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے۔ [۱۰۷]

مثلاً علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استوا ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے، جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔ علی ھذا

القیاس، مسئلہ ندائے رسول اللہ ﷺ میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ [۱۰۸]

چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ وہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ (ﷺ) کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفریں اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ (ﷺ) میں استعانت بغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔ [۱۰۹]

اور وہابیہ وہاں پر (حجرہ شریف میں) بھی منع کرتے ہیں۔ دو وجہ سے اولاً یہ کہ استعانت بغیر اللہ تعالیٰ اور دوم یہ کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں، بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیوۃ البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں۔ پس جو حال دیگر مومنین کا ہے وہی ان کا ہوگا۔ یہ جملہ عقائد ان کے ان لوگوں پر بخوبی ظاہر و باہر ہیں جنہوں نے دیار نجد عرب کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو یہ لوگ جب مسجد نبوی شریف میں آتے ہیں، تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ اقدس (ﷺ) پر حاضر ہو کر صلاۃ وسلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں انہی افعال خبیثہ و اقوال وہابیہ کی وجہ سے اہل عرب کو ان سے نفرت بیشمار ہے۔ [۱۱۰]

وہابیہ تمباکو کھانے اور اس کے پینے کو حقہ میں ہو یا سگار میں یا چرٹ میں اور اس کے ناس لینے کو حرام اور اکبر الکبائر میں شمار کرتے ہیں، ان جہلا کے نزدیک معاذ اللہ زنا اور سرقہ کرنے والا اس قدر ملامت نہیں کیا جاتا جس قدر تمباکو استعمال کرنیوالا ملامت کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے فجار و فساق سے وہ نفرت نہیں کرتے جو تمباکو کے استعمال کرنے والے سے کرتے ہیں۔ [۱۱۱]

وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔

وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرکار کائنات خاتم النبیین الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔

وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلاۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔ اور علیٰ ھذا القیاس اذکار اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو بھی برا سمجھتے ہیں۔

وہابیہ نے علماء حرمین شریفین کے خلاف کیا تھا اور کرتے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے جب کہ انہوں نے غلبہ کر کے حرمین شریفین پر حاکم ہو گئے تھے ہزاروں کو تہ تیغ کر کے شہید کیا اور ہزاروں کو سخت لیذائیں پہنچائیں۔ [۱۱۲]

مگر جب دیوبندیوں کے امام اور حسین احمد کے شیخ رشید احمد گنگوہی صاحب سے وہابی مذہب اور ان کے عقائد کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس طرح تحریر کرتے ہیں:

"وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔" [۱۱۳]

محمد بن عبد الوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ وہ اچھا آدمی تھا، سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے روکتا تھا، مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ [۱۱۴]

محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ [۱۱۵]

مولانا فیض احمد فیض صاحب تحریر کرتے ہیں:

اکابر اہل سنت کی طرح حضرت (قطب عالم سید پیر مہر علی شاہ قدس اللہ سرہٗ گولڑہ شریف) نے بھی نجد کے شیخ محمد بن عبد الوھاب کے بعض متشددانہ نظریات کو مسلک اہل سنت کے خلاف قرار دیا تھا۔ جس کی وجہ سے بعض غیر مقلد وہابیوں کی طرف سے مناظرانہ چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی۔ حالانکہ اس سے پہلے حرمین شریفین اور دیگر ممالک اسلامیہ کے علماء اہل سنت اپنی اپنی تصانیف میں فرقہ وہابیہ کو گمراہ اور خارجی قرار دے چکے تھے۔ چنانچہ علامہ زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ کی کتاب "الدرر السنیہ" اس پر شاہد ہے۔ اور فقہ حنفی کے

مشہور عالم علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی حاشیہ درمختار باب الخوارج میں فرقہ وہابیہ کو خوارج میں شمار کیا ہے۔ اور اس وقت کے اکثر علمائے ہند بھی محمد بن عبد الوہاب کی تردید میں بہت کچھ لکھ چکے تھے۔

مولوی حیدر اللہ خان درانی المجددی النقشبندی اپنی کتاب درۃ الدرانی میں لکھتے ہیں:

کہ مورخ ملطبرون نے اپنی کتاب "جغرافیہ عمومیہ" مطبوعہ مصر کی تیسری جلد معربہ رفاعہ بک ناظر مدرسۃ الالسنہ میں لکھا ہے، کہ محمد بن عبد الوہاب نے لوگوں کے سامنے یہ عقیدہ پیش کیا تھا کہ محمد ﷺ اگر چہ خدا کے رسول اور دوست ہیں مگر ان کی مدح اور تعظیم از قبیل شرک ہے۔ اور چونکہ لوگوں کا یہ شرک اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا لہٰذا اس نے مجھے اپنی طرف سے بھیجا ہے تا کہ میں لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کروں پس جو کوئی مجھے قبول کرے گا وہ دوستوں میں سے ہے اور جو میرا حکم نہ مانے گا وہ عذاب کا مستحق ہے۔ اور اس کا قتل بلا شبہ واجب ہے۔ [۱۱۶]

علمائے مکہ کی طرف ابن عبد الوہاب نجدی کا رسالہ دعوت:

محمد بن عبد الوہاب کا جو رسالہ علمائے مکہ کی طرف بطور دعوت و حجت بھیجا گیا تھا اس میں تحریر تھا کہ جو شخص نبی کو اپنا ولی اور شفیع سمجھتا ہے وہ اور ابو جہل شرک میں برابر ہیں۔ جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا محمد (ﷺ) کہتا ہے۔ اگر چہ ان کے متعلق سب باتوں میں بندۂ عاجز ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ اور تجھے ان باتوں میں ہمارا شیخ ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد (ﷺ) کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف سفر کر کے جانا شرک اکبر ہے۔

اسی رسالہ میں مزید تحریر تھا۔

پہلے بت لات اور سواع اور عزیٰ تھے۔ اور پچھلے بت محمد (ﷺ) اور علی اور

عبد القادر ہیں۔ (معاذ اللہ)

ابن عبد الوہاب نے علم کی کسی صنف میں بھی تکمیل نہیں کی تھی۔ اور طالب علمی کے ایام میں محض مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی کے سوانحات ہی پڑھتا رہتا تھا۔ نیز علم و ادراک قوت اظہار اور اسلوب کلام میں بھی ناقص تھا۔ البتہ جوش غضب اور اشتعال طبع میں منفرد تھا۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی کی عمدگی عقائد کے متعلق مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا فتویٰ

تعجب ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں شیخ محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کو عمدہ تحریر کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے ایک ایک عقیدہ کی براہ راست زد خود مولوی صاحب کے اپنے شیخ اور پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر پڑتی ہے۔ ﷺ جن کا ارشاد ہے۔

شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بے کساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ ﷺ
کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ ﷺ

نیز فرماتے ہیں۔

کہے ہے شوق نبی یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے
ہلاکت امداد اب تو آئی جو فوج عصیاں نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے برادر طریقت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب

شیم الحبیب شم الطیب میں فرماتے ہیں:

يَا شَفِيعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِيْ — أَنْتَ فِي الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِيْ
دستگیری کیجیے میری نبی — کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
لَيْسَ لِيْ مَلْجَاءٌ سِوَاكَ أَغِثْ — مَسَّنِي الضُّرُّ سَيِّدِيْ سَنَدِيْ
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
لَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرْبَ طَيْبَتِكُمْ — فَالْتَثَمْتُ النِّعَالَ ذَاكَ قَدِيْ
کاش ہو جاتا مدینہ کی میں خاک — نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی

بعض اہل طریقت "رجعت" کی زد میں

ابن عبد الوہاب پر کچھ گلہ نہیں وہ تو اس کوچے سے محض نابلد تھے۔ البتہ جب اس ملک کے بعض مدعیان طریقت بھی ان کے متشددانہ عقائد کو اپنا کر عشق رسول (ﷺ) کا راستہ ہمیشہ کے لئے بند کرتے نظر آتے ہیں تو حیرانی کی حد نہیں رہتی اور اس طریق پر سوائے رجعت کے اور کسی لفظ کا اطلاق صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ مولوی عبد اللہ غزنوی اور ان کے صاحبزادے مولوی عبد الجبار اہل حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ اہل طریقت بھی کہلاتے تھے۔ مولوی عبد اللہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت کوٹھے والا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اور یہی حال مولوی حسین علی صاحب واں بھچراں کا تھا۔ جن کے شیخ طریقت نے تجربہ و مشاہدہ کی بنا پر ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جناب نبی کریم ﷺ کا تو ذکر ہی کیا ان کی تو بہت ہی بڑی شان ہے بعض اوقات آنجناب ﷺ کے غلاموں پر بھی علم غیب عطائی کی کیفیات اس طرح طاری ہوتی ہیں کہ تمام روئے زمین پر کوئی چیز بھی ان کے مشاہدہ سے باہر نہیں رہتی۔ مگر مولوی حسین علی بول اٹھے کہ میرے نزدیک تو ایسا عقیدہ کفر ہے۔[۱۱۸]

قطب مدینہ سے عرض:

عرض: کیا نجدی حنبلی مذہب پر نہیں ہیں؟

ارشاد: ''کہتے ہیں کہ وہ حنبلی ہیں، جیسے دیو بندی کہتے ہیں کہ وہ حنفی ہیں۔ یہ بھی حنبلی نہیں اور وہ بھی حنفی نہیں۔''

(صدر جمعیت علماء ہند شیخ حسین احمد دیو بندی شہاب ثاقب میں لکھتے ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مذہب پر نہیں ہے۔)

عرض: کیا جمال الدین افغانی بے دین تھا؟ [119]

فرمایا: ''جمال الدین افغانی بھی بے دین تھا۔ افغانستان کا رہنے والا تھا۔ ان دنوں افغانستان کی حکومت دین دار تھی۔ انہوں نے اس کو جلاوطن کر دیا۔ چونکہ وہ افغانستان میں نہیں رہ سکتا تھا، مصر چلا گیا اور وہاں پر ہی رہ گیا، مفتی عبدہ کے ساتھ دوستی ہو گئی ان ہی کے مشرب کا تھا۔ [120]

ڈاکٹر پروفیسر حمید اللہ

عرض: ڈاکٹر حمید اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں، یہ کیسے آدمی ہیں؟

فرمایا: ڈاکٹر حمید اللہ بہت قابل آدمی ہے۔ اور یہ کہ کئی زبانوں کے ماہر ہیں۔ انگریزی، فرانسیسی، ترکی، جرمنی، آسٹریلیا کی زبان، اسپین کی زبان۔ اور ان زبانوں میں اس کی تالیفات ہیں۔ اور ان زبانوں میں اسلام کی نصرت کے لئے اس نے بہت کوشش کی ہے۔ اور

سیکڑوں آدمی اس کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں۔ فرانس جیسے شہر میں جو دنیا میں سب سے گندا شہر ہے۔

مدینہ شریف میں جب حاضر ہوتا ہے، روزے سے داخل ہوتا ہے۔ اور مہینہ دن رہے۔ ڈیڑھ مہینہ رہے، تین تین مہینے بھی رہا روزے کے ساتھ ہی رہا اور روزے کے ساتھ ہی جائے گا اور یہ نہیں کہ روزہ رکھ کر بیٹھا رہے گا۔ روزہ رکھ کر اپنا جھولا گلے میں ڈالا ہوا ہے پہاڑیوں میں چکر لگاتا پھرتا ہے آثار دیکھتا پھرتا ہے۔

کل اس کا خط آیا ہے۔ فضل الرحمن نے مجھے بتایا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ میں بہت کمزور ہو گیا ہوں، میری دماغی حالت اس وقت میرے توازن میں نہیں ہے، میرے لئے دعا کرو۔ ایک دفعہ مجھے بھی اس پر شبہ ہوا کہ بڑے علم والا جو آدمی ہے وہ آخر میں گمراہ ہو جاتا ہے، جیسے ابوالکلام خبیث۔ میں نے ان کو ایک ہی کلمہ لکھا، میں نے کہا کہ بھائی صاحب اتباع میں خیر ہے اور ابتداع میں شر ہے۔ آپ متبع رہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اور اگر آپ نے اپنی عقل کو مقدم کیا تو پھر آپ کے پیچھے میں خرابی آجائے گی۔ میسور کے رہنے والے ہیں۔ باپ دادا اس کے وزیر تھے۔ [۱۱]

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

عرض: سیدی وہ کون سی حدیث شریف ہے جس میں فرمایا کہ مدینہ طیبہ، مکہ معظمہ سے افضل ہے؟

ارشاد: احادیث مبارکہ میں اس کا بیان ہے اور علماء نے بھی اس کے بارے میں بہت

کچھ لکھا ہے، مگر۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

ہمیں اس کی دلیل کی بھی ضرورت نہیں، مکہ شریف، بیت اللہ شریف جس کو کہتے ہیں، وہ تو بت خانہ تھا، اس کو بیت اللہ کس نے بنایا، تین سو ساٹھ بت اس کے اندر تھے، بیت اللہ شریف کو بیت اللہ حضور ﷺ نے بنایا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوئے تو بیت اللہ شریف نے سجدہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان، بڑی شان ہے، اس کے اندر دخل دینا بیکار ہے۔ جب اور جس وقت اور جس جگہ، اللہ کے محبوب جلوہ فرما ہوں وہی جگہ سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ ۱۲۲

حضرت نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ

عرض: حضور سنا ہے کہ باب جبرائیل کے باہر قدمین شریفین کی طرف قبریں تھیں؟

ارشاد: جی ہاں نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر شریف بھی وہیں تھی۔ جس نے آ کر کے ان خبیثوں کو پکڑا، ختم کیا، مروایا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے خواب میں ان کو حکم فرمایا، اور جو عمل حضور ﷺ نے فرمایا تھا کیا۔ کام پورا ہوا، اس کے بعد انہوں نے دعا کی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو یہاں سے اور کہیں نہ لے جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی موت کے ایام مقرر کر رکھے تھے، وہ فوت ہو گئے۔ ان کو وہاں دفن کیا گیا اور ان کے ساتھ قاضی تھے، قاضی شجاع رحمۃ اللہ علیہ ان کا نام تھا وہ بھی یہیں فوت ہوئے۔ رباط عجم باب جبرائیل کے پاس تھی اس میں دفن کیے گئے۔

عرض: حضرت وہ جو آدمی تھے، کیا نصرانی تھے؟

ارشاد: غالباً یہودی تھے، عالم تھے، فاضل تھے، جید تھے۔ عربی زبان میں اتنی مہارت تھی کہ عربوں سے اچھی عربی بولتے تھے۔

خاک شفا

عرض: خاک شفا جو مدینہ طیبہ میں ہے اس کا کیا واقعہ ہے؟

ارشاد: حضور علیہ الصلاۃ والسلام جب جنگ بدر سے واپس تشریف لائے تو ایک وادی ہے یہاں جس کا نام ہے "وادی صہیب" نبی کریم ﷺ نے وہاں قیام فرمایا۔ اور قیام کرنے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا معائنہ کیا، دیکھا کہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اتنے سخت زخم لگے ہوئے ہیں کہ وہ تو سفر کے قابل نہیں تھے۔ وہ اللہ ﷻ ورسول ﷺ کی محبت کی وجہ سے چلے آرہے تھے۔ تو اس وقت حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اسی وادی میں دو رکعت نماز پڑھ کے، مالک جل شانہٗ کی بارگاہ میں ان کے شفایاب ہونے کی دعا مانگی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو فرمایا۔

"تراب ارضنا بریق بعضنا شفاء لمریضنا"

ہماری اس زمین کی جو مٹی ہے ایک مسلمان اپنے تھوک میں لگا کر دوسرے مسلمان کے زخم پر لگائے اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا ہے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ عمل کیا، اس کی برکت سے ان کو شفا ہوئی، تو اصل خاک شفا تو اس جگہ کی ہے۔ باقی مدینہ شریف کی نسبت تو حضور کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

"غبار المدینہ عاقبۃ شفا"

مدینہ کی مٹی، دھول جو ہے شفا ہی شفا ہے، اعتقاد ہونا چاہیے۔ ۱۲۳

حرمین شریفین میں آذانیں

عرض: حضور پہلے جو یہاں پانچ اذانیں ہوتی تھیں جو اب انہوں نے بند کردی ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟

ارشاد: حرم نبوی شریف کے پانچ مینارے تھے، ہر مینارے سے آذان ہوتی تھی۔ اور وہ جو پانچ میناروں والے تھے ان میں ایک سردار ہوتا تھا، اس کو رئیس کہتے تھے۔ سب سے پہلے وہ اللہ اکبر کہتا تھا، اس کے بعد جو دوسرے چار تھے، وہ مل کر کے اللہ اکبر کہتے تھے۔ مدینہ شریف میں تو یہ پانچ ہی مینار تھے، مکہ شریف میں سات تھے، ان ساتوں پر بھی ترکوں کے زمانہ تک یہ عمل ہوتا رہا۔ اور یہ نجدی آئے ہیں، ان سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

عرض: اس طریقہ پر آذان کب سے شروع ہوئی؟

ارشاد: پہلے سے چلی آرہی ہے، بنو عباس کے زمانے میں ہوتی تھی ترکوں کے زمانہ میں بھی ہوتی تھی۔ اور وہ لوگ جو تھے دین کی شوکت چاہتے تھے اور انہیں اس میں دین کی شوکت نظر آتی تھی۔ اور آج کل کا زمانہ ہے کہ دین کی شوکت تو نہیں چاہتے۔ باقی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے مبارک میں ایک ہی آذان ہوتی تھی۔ جو حدیث شریف میں آتا ہے۔ ”علی باب المسجد“ وہ بھی مسجد کے دروازے پر۔ مسجدیں بڑی ہوتی گئیں تو اس پر عمل ہونا مشکل ہوگیا تو بڑی مسجد کے بیچ میں ایک ماءذنہ بنا لیا جاتا تھا جو مسجد کا حکم نہیں رکھتا تھا، آذان کا حکم رکھتا تھا۔ اس کے اوپر کھڑے ہوکر آذان دیتے تھے۔ یہ جو حرم نبوی شریف میں ماءذنہ بنا ہوا ہے ترکوں کے زمانے کا بنا ہوا ہے، دو تھے ایک تو نجدیوں کے زمانے میں توڑ دیا گیا، ایک رہنے دیا ہے ابھی باقی۔

عرض: حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہاں آذان دیتے تھے؟

ارشاد: حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ حدیث شریف کی روایت کے مطابق علی باب المسجد ہی

آذان دیتے تھے، اب جس کو یہ مینارہ کہتے ہیں۔ اُس وقت نہ میناروں کا وجود تھا، نہ میناروں کا نام تھا۔ تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی برکت جیسے بڑھتی گئی خدا تعالیٰ اس میں مسلمانوں کو بھی نور دیتا گیا۔

اب دیکھئے نا، ہندوستان میں بڑی بڑی مسجدیں جو ہیں مثلاً دہلی کی شاہجہانی مسجد لاہور کی شاہجہانی مسجد سب کے بیچ میں ماءذنے ہیں، کسی میں ایک ہے، کسی میں دو ہیں، آذان اور تکبیر کہنے کے لئے۔

عرض: حضرت یہاں تو چھوٹی چھوٹی مسجدوں میں بھی مسجد کے اندر ہی لاؤڈ اسپیکر پر اذان دیتے ہیں۔

ارشاد: نجدیوں کی حکومت ہے، نجدی جو حکم دیتے ہیں یہ ان پر عمل کرتے ہیں۔

''الناس علی دین ملوکھم'' [۱۲۳]

ترکی ایام میں حرم نبوی کی تعمیر

عرض: حضور جب آپ مدینہ عالیہ حاضر ہوئے تو اس وقت حرم شریف تعمیر ہو چکا تھا؟

ارشاد: حرم نبوی شریف تو میرے پیدا ہونے سے پہلے تعمیر ہو چکا ہوا تھا۔ ۱۲۵۵ھ میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے سلطان عبدالمجید خاں مرحوم کو حکم فرمایا کہ مسجد بہت کہنہ ہو چکی ہے اس کے گرنے کا شبہ ہوتا ہے، اس کی طرف فوراً نظر کی جائے۔ تو سلطان عبدالمجید خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہاں سے انجینیروں کو بھیجا اور یہاں مدینہ شریف سے تقریباً پندرہ، سولہ میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے، اس پہاڑ میں سے یہ لال پتھر نکلے۔ تو وہاں پر حکومت نے آبادی بسائی، بازار بھی بنایا، اور وہ جو لوگ تھے ان کو حافظ قرآن کریم اور دلائل الخیرات شریف کا حافظ بنایا۔ کام بھی وہاں ہی شروع ہوا۔ جب ستون تیار کرتے ان کو ڈانٹوں پر کھڑا کر کے بھی وہیں دیکھتے، اگر اس میں قصور ہوتا تو درست کرتے، جب ٹھیک

دیکھتے، اطمینان ہو جاتا تو پھر مدینہ شریف میں لے کے آتے اور مسجد شریف میں ستون کھڑے کر کے ڈاٹوں کو جما دیتے۔ بڑے ادب کے لوگ تھے، حضرت، بڑے ادب کے لوگ تھے۔ ۱۲۵۵ھ میں عمارت شروع ہوئی اور یہ کام ۱۲۷۷ھ میں ختم ہوا۔

روڑیاں انہوں نے بنائی ہوئیں تھیں، پھر ان روڑیوں کو کھینچ کر مدینہ شریف میں لے آتے تھے۔ جہاں پر کام ہوتا تھا، وہاں مراقب پھرتے تھے تا کہ کوئی شخص بے وضو کام نہ کرے اور کوئی شخص بغیر قرآن پاک اور درود شریف کے کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالے۔ کتنی احتیاط کی انہوں نے اس مسجد کے بنانے میں اور ان جولاہوں نے کام کرنا شروع کیا، مسجد شریف میں، سگریٹ بھی پیتے ہیں، بیچ میں جوتے پہن کر چلتے ہیں، فضول باتیں بھی کرتے ہیں، کوئی منع نہیں کرتا۔

عرض: حضور قبہ شریف ۱۲۵۵ھ کے بعد بنایا گیا یا پہلے سے موجود تھا؟

ارشاد: پہلے سے موجود تھا، یہ دیکھئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد سب سے پہلے جو مسجد کی توسیع کی وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے، اس کے نشان موجود ہیں۔ اس کے بعد توسیع دی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اور توسیع کے ساتھ مسجد کو پختہ بنانے کی اجازت انہوں نے دی اور آرائش وزینت کی اجازت دی۔

اس کے بعد خلیفہ ولید وہ بھی بنو امیہ کے خاندان سے تھے، جب خلیفہ ولید کی نوبت آئی انہوں نے مسجد کی تعمیر بھی کی اور توسیع بھی کی اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے قدم مبارک کی طرف بھی ایک دالان بڑھا دیا جو ابھی آپ دیکھ رہے ہیں۔ پس اس دالان بڑھانے کے بعد خلیفہ ولید نے گنبد شریف بھی تعمیر کروایا۔ ۱۲۵

اسطوانہ عائشہ

عرض: حضرت، اسطوانہ عائشہ کی کیا تاریخ ہے؟

ارشاد: یہ حجرہ شریف اور منبر شریف دونوں کے درمیان میں تیسرا ستون ہے۔ ایک روایت تو یہ ہے کہ جب مسجد نبوی شریف بنائی گئی تو یہ کھجور کا تنا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے مال سے خرید کر مسجد کے لئے دیا۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رات کو مسجد میں تشریف لاتیں اور اس جگہ پر نوافل ادا کرتیں اور یہاں بیٹھ کر خدا کو یاد کرتیں، اس لئے اسے اسطوانہ عائشہ کہتے ہیں۔

اور یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تحویل قبلہ کے بعد اس جگہ دس دن سے زیادہ نمازیں ادا فرمائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے جس کے شرف کو لوگ جانتے تو وہاں نماز کے لئے قرعہ نکالتے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو آپ کے بھانجے تھے، ان کو حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس جگہ کی خبر دی۔ اس وجہ سے اس ستون کو حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نسبت دے دی گئی، کیونکہ اس ستون کی فضیلت آپ کے وسیلہ سے ظاہر ہوئی۔ [۱۲۶]

ستون توبہ

عرض: سیدی یہ جو ستون توبہ ہے اس کا کیا قصہ ہے؟

ارشاد: یہ حجرہ مقدسہ سے دوسرا ستون ہے، اسطوانہ عائشہ اور اسطوانہ سریر کے درمیان میں نبی کریم ﷺ اعتکاف کے ایام میں اس سے تکیہ لگا کر تشریف فرما ہوتے۔ ستون توبہ اس لئے اس کا نام ہو گیا کہ سیدنا ابی لبابہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے۔ ان سے کوئی خطا ہو گئی، تو انہوں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ناراضگی کے خوف

سے اپنے آپ کو اس ستون کے ساتھ باندھ دیا اور کھانا پینا ترک کر دیا، کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہوگی میں بندھا ہی رہوں گا۔ ان کی ایک بیٹی تھی جب اذان ہوتی وہ آتی اور ان کو کھول دیتی اور وہ جماعت کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیتے، پھر ان کو ان کی بیٹی باندھ دیتی۔ شدت بھوک اور کثرت گریہ زاری سے آپ کی قوتِ شنوائی ختم ہوگئی اور قوتِ بینائی ماند پڑ گئی۔ کچھ دن کے بعد نبی کریم ﷺ کو حکم ہوا کہ ان کو معاف کر دیا جائے، صحابہ ان کو کھولنے کے لئے آئے تو آپ نے ان کو منع کر دیا اور کہا کہ میں بندھا ہی رہوں گا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ مجھے خود نہ کھولیں۔ تو آپ ﷺ نے ان کو اپنے مبارک ہاتھوں سے کھولا۔ [۱۷۵]

اسطوانہ حنانہ

عرض: اور حضرت اسطوانہ حنانہ کہاں پر ہے؟

ارشاد: یہ ستون محراب النبی سے متصل امام کے دائیں جانب ہے، یہاں کھجور کا تنا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ منبر شریف کے تیار ہونے سے پہلے اس سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر مبارک تیار ہوا تو آپ ﷺ اس پر رونق افروز ہو کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے تو یہ جو تنا تھا، آپ ﷺ کے فراق میں پھٹ گیا اور آدمی کی طرح زور زور سے رونا شروع کیا اور اونٹ کی طرح بلکنے لگا، اس کی بے قراری پر، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو اس وقت وہاں موجود تھے، بے اختیار رونے لگے۔ نبی کریم ﷺ منبر سے اترے اور اس کے پاس تشریف لائے، گلے لگایا، اس پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا، اگر تو چاہے تو تجھے خدا پاک درخت بنا دے اور قیامت تک لوگ تیرا پھل کھاتے رہیں۔ اور اگر تو چاہے تو تجھے جنت میں بسا دوں جہاں تو نہروں اور چشموں سے سیراب ہو اور اللہ کے دوست تیرا پھل کھائیں۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اس نے دار الخلد کو اختیار کر لیا، پھر اس ستون کو وہیں دفن کروادیا۔[۱۲۸]

عرض: سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا کیا واقعہ ہے؟

ارشاد: سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک یہودی کے غلام تھے، یہودی نے یہ شرط لگائی کہ اتنا سونا دو اور تین سو درخت کھجور کے لگاؤ جب وہ درخت بڑے ہو کے پھل دیں تو تم آزاد ہو جاؤ۔ کھجور کی عادت ہے کہ جیسے آدمی جوان ہوتا ہے ایسے ہی پندرہ سولہ برس کی عمر میں جا کے تو جوان ہوتی ہے اور پھل دیتی ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے تین سو درخت لگائے اور وہ دوسرے ہی دن بڑے ہو گئے، ایک ہفتہ ہوا ان کو پھل آ گیا۔ اور سونا بھی اس نے طلب کیا تھا تو ایک شخص نے سونا لا کر کے ہدیہ پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس یہودی کو سونا دیتے ہوئے فرمایا، یہ تول لو جتنا، جتنا تمہارا حق ہے لے لو، اور وہ سونے کو تولتا ہے تو اس کا حق نکل آتا ہے اور باقی بچ جاتا ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے۔

عرض: نبی بوٹی کیا ہے؟

ارشاد: اس کی کوئی روایت تو کتابوں میں نہیں ہے، روایت بس اتنی ہے کہ جب تم جبل احد کی زیارت کو جاؤ اور کوئی بوٹی تم کو ملے تو کھالو کیونکہ وہاں پر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے قدم آئے ہوئے ہیں اور ان کے خون گرے ہوئے ہیں۔ کوئی بھی بوٹی ہو، یہ نبی بوٹی ہو یا کوئی اور ہو۔ نبی بوٹی نام تو ہمارے پنجابی لوگوں کا رکھا ہوا ہے، یہ کوئی عربی لفظ ہے نہیں۔ بس حکم تو یہی ہے کہ جبل احد کے اطراف سے کوئی بھی پھل یا ہری پتی لے کر کھالو۔[۱۲۹]

مصر کے حاکم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا جسد مبارک مدینہ شریف سے منتقل کرنا چاہتے تھے

عرض: حضرت کیا کوئی حکمران نبی کریم ﷺ کا جسد مبارک یہاں سے منتقل کرنا چاہتا تھا؟

ارشاد: جی ہاں! امراء عبیدیہ جو مصر کے حاکم تھے، ان میں سے بعض زندیق تھے، حرمین شریفین پر بھی ان کی حکومت تھی، ان بدبختوں نے باہمی صلاح مشورہ کیا کہ اگر حضور نبی ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اجساد مبارک مصر میں منتقل کردیئے جائیں تو اہل مصر کے لئے بہت باعث فخر ہوگا، اور عالم اسلام میں ہم ممتاز بن جائیں گے، اور تمام دنیا کے مسلمان زیارت کے لئے مصر آیا کریں گے۔ ان خیالاتِ فاسدہ پر بہت بڑی عمارت تعمیر کی اور اس میں ایک عظیم الشان مقبرہ بھی تیار کروایا۔ ایک شخص ان کا بہت ہی معتمد تھا جس کا نام ابوالفتوح تھا، اس کو اس مہم کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا گیا۔ اہالیان مدینہ منورہ کو اس کے آنے سے قبل ہی اطلاع ہو چکی تھی، جب وہ مدینہ شریف پہنچا تو اہل مدینہ کے جوش وجذبات سے اسے خوف وہراس پیدا ہوگیا۔ اب اسے خطرہ محسوس ہوا کہ وہ تو قتل کردیا جائے گا۔ اس ڈر کی وجہ سے اس نے حلف اٹھاتے ہوئے کہا کہ میں کسی بھی قیمت پر اس فعلِ شنیع کا ارتکاب نہیں کروں گا۔ اسی رات نہایت ہی زبردست بارش کا، آندھی وطوفان کی شکل میں ظہور ہوا۔ یہاں تک کہ گھوڑوں کی زینیں اور اونٹوں کے پالان زمین پر گیندوں کی طرح لڑھک رہے تھے، الغرض پورا کرۂ ارض دہل جانے کا گمان ہو رہا تھا۔ ابوالفتوح مشاہدہ حال سے خوف و ہیبت میں مبتلا ہو کر واپس چلا گیا۔[۱۳۰]

شیعہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے جسد مبارک کو مدینہ شریف سے نکلنا چاہتے تھے

عرض: حضور کیا شیعہ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے جسموں کو یہاں سے نکلنا چاہتے تھے؟

ارشاد: یہ واقعہ خسف کے نام سے مشہور ہے، خسف کہتے ہیں زمین کے پھٹ جانے کو ان ایام میں فاطمیین کی حکومت تھی، رافضیوں کی، ان کا ایک گروہ امیر مدینہ منورہ کے پاس بہت سامان، تحفے تحائف، نادر و نایاب قیمتی سامان اور زر و جواہرات لاکر کے پیش کئے۔ اور غرض یہ بیان کی کہ وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اجساد مبارک نکال کر لے جائیں۔ امیر مدینہ نے بدمذہبی اور حب دنیا کی وجہ سے اجازت دے دی، اور دربان حرم شریف کو حکم دیا کہ جب یہ لوگ رات کو آئیں تو ان کے لئے حرم شریف کا دروازہ کھول دینا اور ان کے کسی کام میں اڑے نہ آنا۔ نماز عشاء کے بعد چالیس آدمی شمعیں، پھاوڑے، کدالیں لئے باب السلام پر موجود تھے۔ دربان نے حکم کے مطابق دروازہ کھول دیا اور خود خوف زدہ ایک کونے میں بیٹھ کر گریہ وزاری کرتا رہا۔ ابھی وہ منبر شریف تک پہنچ نہ پائے تھے کہ تمام کے تمام مع اسباب زمین میں دھنس گئے۔

ان واقعات کا تذکرہ جذب القلوب، وفاء الوفا، تاریخ بغداد، ریاض نضرہ و دیگر کئی کتب میں ہے، اور یہ لوگ بغیر تحقیق کے لکھنے والے نہیں ہیں۔ [۱۳۱]

ظہور سیدنا امام مہدی علیہ السلام

عرض: سیدی، سیدنا امام مہدی علیہ السلام کا ظہور کہاں ہوگا؟

ارشاد: حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو مکہ شریف میں، اور علامتیں بھی اس کی بہت مشہور ہوں گی، دنیا میں، جو علماء نے ان کے ظہور کی علامتیں بیان فرمائی ہیں۔

آخری علامت جو حضرت سیدنا مہدی علیہ السلام کے ظہور کے متعلق لکھتے ہیں، وہ یہ ہے کہ دمشق اور نجد کے درمیان میں کوئی بستی ہے "الرس" اللہ تبارک وتعالیٰ اس میں ایک آدمی پیدا کرے گا، جو "امری" کے نام سے مشہور ہوگا۔ وہ جوان ہو جائے گا اور تھوڑی مدت ہی میں مخلوق اس کے قبضے میں ہو جائے گی، یہاں تک کے ہزار ہا مخلوق اس کے پیچھے لگ جائے گی۔ اس کا کام کیا ہوگا؟ کہ جس جس بستی میں جائے گا، وہاں سادات کو قتل کرے گا، کسی دوسرے کو قتل نہیں کرے گا۔ مدینہ طیبہ میں خبیث آئے گا سادات کی گستاخی کرے گا، دمشق میں جائے گا سادات کو قتل کرے گا، اس طرح دیگر مقامات پر ظلم کرتا پھرے گا۔ اس خبیث کو معلوم ہوگا کہ مکہ معظمہ میں سیدنا امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہونے والا ہے، اس لئے اب مجھے وہاں موجود ہونا چاہئے تا کہ ان سے مقابلہ کرسکوں تو اب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ معظمہ کو جانے لگے گا۔ مکہ معظمہ کے راستے میں کوئی زمین کا ٹکڑا ہے، جس کو "الربذہ" کہتے ہیں اس زمین میں جب پہنچے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ سیدنا جبریل علیہ السلام کو فرمائے گا کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس خبیث کو آگے جانے کے لئے نہیں چھوڑو، زمین پھٹ جائے گی۔ وہ خبیث اور جتنے اس کی جماعت کے لوگ اس کے ساتھ ہوں گے سب کے سب غرق ہو جائیں گے۔ یہ امام کے ظہور کا نشان ہوگا کہ اب سیدنا امام مہدی علیہ السلام کا

ظہور ہوگا۔ لیکن امام مہدی علیہ السلام کا ظہور جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بیت اللہ شریف میں بین الرکن والمقام ہوگا۔ غیب سے آواز آئے گی۔

''ھذا خلیفۃ اللہ المھدی فسمعوا لہ واطیعوہ''

یہ ہیں اللہ کے خلیفہ مہدی تمہارے امام ان کی غلامی کرو، ان کی اطاعت کرو، جو یہ فرماتے ہیں اس کو مانو۔

تو سیدنا مہدی علیہ السلام کی کوئی مکہ والا امداد نہیں کرے گا، سب ان کی مخالفت کریں گے، بلکہ یہ کہیں گے کہ ہم نے تو پیروں کا فیصلہ کر دیا تھا، اب یہ نیا پیر کہاں سے آ گیا؟

لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے دین کی حفاظت کرنا ہوگی، اس وقت اللہ تعالیٰ کے تین سو تیرا اولیاء کرام پہاڑوں میں ہوں گے۔ وہ پہاڑوں سے آ کر کے بیت اللہ شریف میں داخل ہو کے امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے، اس وقت مکہ شریف میں بے دینوں کا مجمع ہوگا، اور سب سے پہلے جہاد مکہ شریف میں کریں گے۔

آپ کی مدت اقامت سات یا نو برس ہوگی، پھر سیدنا مہدی علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ استنبول کی طرف جہاں ترکیہ کی حد تھی پہنچے گے، وہاں پر جا کر آپ کو معلوم ہوگا کہ دجال ظاہر ہو گیا ہے۔ تو پھر وہ واپس آجائیں گے دمشق میں تو امام صاحب نے فرمایا کہ اب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ آپ کا ظہور دمشق کی جامع مسجد اموی کے مشرقی مینارہ پر (مینارہ ابیض) پر ہوگا۔ پھر آپس میں دونوں کی ملاقات ہوگی، نماز کا وقت ہوگا، سیدنا امام مہدی علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو کہیں گے کہ آپ نماز پڑھائیے، آپ نبی تھے اپنے وقت کے، تو آپ فرمائیں گے کہ ہماری نبوت کا زمانہ چلا گیا، ہمارا وقت گزر گیا، اب امامت کا زمانہ ہے، امامت تمہاری ہے آپ نماز پڑھاؤ۔[۱۳۲]

دجال کے متعلق ارشاد

عرض: حضور دجال کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں؟

ارشاد: دجال ظاہر ہوگا، چالیس دن میں، حرمین شریفین کے علاوہ تمام روئے زمین کا چکر لگائے گا۔ حکومت کرے گا اور بڑھتا جائے گا۔ مدینہ شریف کے اندر داخل نہیں ہو سکے گا اور مکہ شریف میں بھی جبل قریش سے آگے نہیں داخل ہو سکے گا۔ مدینہ شریف میں زلزلہ آئے گا اور اس کے ساتھی اس سے جا ملیں گے۔

اور یاجوج وماجوج نکلیں گے وہ زمانہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ہوگا اور سیدنا مہدی علیہ السلام کا آخری زمانہ ہوگا۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کا زمانہ دنیا میں کوئی زیادہ نہیں ہے، علماء کرام سات برس یا نو برس لکھتے ہیں اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عمر چالیس برس لکھی ہے۔ جب یہ یاجوج و ماجوج نکلیں گے اور یہودیوں، نصرانیوں اور سب بے دینوں کو کھائیں گے جو دنیا میں پڑے ہوئے ہوں گے تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے ایماندار مومنوں کو لے کے پہاڑ پر چلے جائیں گے۔ اور اس وقت تک پہاڑ پر رہیں گے جب تک یاجوج وماجوج کا قصہ ختم ہو جائے گا۔ اور یاجوج وماجوج کا قصہ کیسے ختم ہوگا؟ جب یاجوج وماجوج سب کفار ومشرکین اور بے دینوں کو کھالیں گے، ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی گردنوں میں طاعون جیسی بیماری پیدا فرمائے گا جس سے وہ سب مر جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج سے دنیا کو صاف کرنے کا حکم فرمائے گا تو اتنے زور کی بارش ہوگی کہ تمام دنیا میں جو نجاست ہوگی اس کو بہا کر کے سمندر میں لے جائے گی۔ جب وہ سمندروں میں چلی جائے گی تب زمین صاف ہو جائے گی تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اتریں گے۔ چالیس برس تک حکومت کریں گے۔ اور علماء کہتے ہیں کہ آخر میں وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔

نزولِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

عرض: حضور وہ اتریں گے کیسے؟

ارشاد: اتریں گے کیسے! جیسے خدا تعالیٰ اتارے گا۔ اللہ تعالیٰ آسمان پر لے گیا اپنی قدرت سے اور آسمان سے اتارے گا اپنی قدرت سے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کا خلیفہ ہوگا، جاہ جاہ جس کا نام ہوگا۔ وہ بھی بڑا دین دار، ایمان دار، متقی پرہیز گار ہوگا۔ اس کے زمانہ میں بھی دین کا بول بالا ہی رہے گا۔ وہ بھی چالیس برس تک حکومت کریں گے، پھر اُن کے فوت ہو جانے کے بعد قیامت کبریٰ کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گیں۔

دابۃ الارض نکلے گا اس کی شکل آدمی سی ہوگی اور نیچے کا وجود حیوان جیسا ہوگا۔[۱۴۳]

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

عرض: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ کی قبر کہاں ہے؟

ارشاد: حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک جنت البقیع شریف میں ہے، قبہ اہل بیت میں۔ اور قبہ اہل بیت میں ایک کونے پر قبر شریف تھی سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی، اس کا جنگلہ بھی جدا تھا، اور اس کا غلاف بھی جدا تھا، اس سے آگے ایک بڑا چبوترا تھا، اس چبوترے کے اوپر قبریں تھیں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مبارک چچا اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ۔ یہ سب قبریں اسی چبوترے پر تھیں۔

سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ

عرض: اور حضور سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف؟

ارشاد: بقیع غرقد میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک تھی، ترکی زمانے تک تو موجود تھی، سنا ہے اب چھپا دی گئی ہے۔

بہت مشکل زمانہ ہے حضرت! حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہمیں فرما دیا کہ آخر زمانہ میں ایمان کا سنبھالنا ایسا ہوگا جیسے انگارہ ہاتھ میں لینا ہے۔ اگر چھوڑتا ہے تو ایمان جاتا ہے، اگر پکڑتا ہے تو جان جلتی ہے، یہی زمانہ ہے۔

ارباب حکومت سے دوری

ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ سیدی فضل الرحمن قادری مدظلہ حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی:

"سیدی ملک فیصل مدینہ منورہ آیا ہوا ہے، اور یہ امیر مدینہ نے دعوت نامہ بھیجا ہے۔ آپ کو دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا ہے۔"

مخدوم العلماء رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر کسی تامل کے فرمایا:

"فضل! فقیر کو بادشاہوں سے کیا غرض شہنشاہ اکبر و اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوں، اللہ تعالیٰ ان کے قدموں میں موت نصیب فرمائے۔"

دنیا سے لاتعلقی

ایک رات حضرت سیدی قدس سرہ العزیز آرام فرمانے کے لئے لیٹے مگر نیند نہ آ رہی تھی۔ بار بار کروٹ بدلتے۔ احقر بھی ابھی نہیں سویا تھا، عرض کی حضرت دبا دوں، فرمایا نہیں دیکھو تکیے کے نیچے کچھ ہے، دیکھا تو کچھ نہ پایا فرمایا میری صدری میں دیکھو، صدری سے نوریال ملے فرمایا ان کو باہر لے جا کر کسی کو دے آؤ۔ فقیر قادری نوریال لیتا ہوا دروازے سے باہر نکلا اور ریال کسی کو تھماتے ہوئے واپس ہوا، دیکھا تو حضرت سیدی بڑے سکون سے سو رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی کم سوتے تھے، زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ یا دو گھنٹہ رات کو اور ایک گھنٹہ دوپہر کو آرام فرماتے تھے۔

برادر اصغر جناب محمد مقبول رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۱ھ) کا بیان

حضرت سیدی قطب مدینہ مفتی ضیاء الدین احمد القادری قدس سرہ العزیز کے برادر اصغر جناب محمد مقبول قادری ضیائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ احقر سے بیان فرمایا:

میں بھائی صاحب (سیدی قطب مدینہ ﷫) کے پاس مدینہ شریف میں چھ ماہ سے زیادہ عرصہ مقیم رہا۔ آپ نے جائیداد کے متعلق کبھی بھی، کسی طرح کا کوئی استفسار نہ کیا۔ میں نے خود چند مرتبہ آپ سے جائیداد کے متعلق ذکر کیا، جب بھی میں اس کے متعلق کچھ عرض کرتا تو بھائی صاحب کوئی اور ذکر چھیڑ دیتے۔ یا اس طرح خاموش رہتے، جیسے کہ نہ میں نے کچھ گوش گزار کیا ہے اور نہ ہی آپ نے سنا ہے۔ ایک مرتبہ میں نے بار بار اصرار کرتے ہوئے کہا۔ بھائی صاحب جائیداد میں آپ کا حق ہے اس کے متعلق کچھ گفتگو کریں تو فرمایا:

"بھائی صاحب دنیا کا ذکر چھوڑو، خدا (ﷻ) رسول (ﷺ) کا ذکر کرو،

درود شریف پڑھو جو آخرت میں بھی کام آئے گا۔"

احقر اکثر مدینہ طیبہ حاضر ہونے سے پہلے لاہور سے سیالکوٹ حضرت سیدی و مرشدی ﷺ کے برادر محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کی غرض سے جاتا تو آپ بہت خوش ہوتے۔ حضرت سیدی قطب مدینہ ﷺ کے لئے کوئی ھدیہ فقیر کے سپرد کرتے۔ ایک مرتبہ فرمایا:

"میری طرف سے بھائی صاحب کو سلام مسنون عرض کرنا اور میری طرف سے قدم بوسی کرنا۔ کہنا آپ کی یاد بہت ستاتی ہے۔"

مدینہ شریف کی حاضری پر فقیر قادری نے شیخ الاسلام قطب مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں جب عرض کیا تو آہ بھری، دست مبارک کو اپنے سر سے بلند کرتے ہوئے فرمایا:

" جب میں وطن چھوڑ کر آیا تو اس وقت وہ (محمد مقبول قادری رحمۃ اللہ علیہ) اتنا سا تھا۔"

دونوں بھائیوں کے قد و قامت اور شکل و صورت میں بہت مشابہت تھی۔ جناب محمد مقبول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنوں میں درد رہتا تھا اس کی وجہ سے چلنے میں بھی بہت مماثلت تھی۔

میزان شعر

جناب میاں محمد فیاض قادری سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش سیدنا علی ہجویری ﷺ اور آپ کے بہنوئی جناب محمد محبوب قادری اور یہ فقیر قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ حضرت سیدی کے سجادہ کے قبلہ والی دیوار پر سر سے اونچا ایک شعر آویزاں تھا۔

جنابِ غوثِ اعظم شاہِ جیلاں
ہست ایں خانہ را دائم نگہباں

فقیر نے عرض کیا حضور اس شعر کے دوسرے مصرعے کا وزن پورا نہیں ہے۔

فرمایا، کیا ہے؟ عرض کیا "ہست" کی جگہ اگر "شود" یا "شدہ" ہو جائے تو پھر وزن برابر ہو جائے گا۔ فرمایا ہست، شود اور شدہ سب میں تین تین حروف ہی تو ہیں۔ احقر نے عرض کی مگر شعر کا وزن ہست سے پورا نہیں رہتا۔

فرمایا: مجھے تو شعر کے وزن کی خبر نہیں ہے۔ میں اس فن سے واقف نہیں ہوں، جب دوبارہ آؤ، تو درست طریقے سے لکھوا کر لے آنا۔ الحمد للہ اگلی مرتبہ کی حاضری پر فقیر ہست کی بجائے شود کتابت کروا کر لے آیا، حضرت بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔

دیکھو شیطان کس کس رنگ میں آتا ہے

احقر رقم الحروف ایک مرتبہ کراچی کے ایک ساتھی کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے بازار میں سے گزر رہا تھا۔ ایک آدمی کھلونے بیچ رہا تھا جو مختلف جانوروں کی آوازوں میں بولتے تھے۔ فقیر نے ایک کھلونا خرید لیا جو بچے کی آواز دیتا تھا۔ اور ہم دونوں قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، سلام عرض کیا، کھلونے کو ایک طرف رکھا اور سیدی کو دبانے لگا۔ جو ساتھی تھا اس نے شرارتاً کھلونے کا بٹن دبا دیا۔ اس نے بچے کی آواز میں بولنا شروع کر دیا۔ فقیر نے جلدی سے اس کا بٹن دبا کر بند کر دیا، ساتھی فوراً بولا حضرت یہ عارف بھائی کا کھلونا ہے۔

حضرت سیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قدرے توقف فرمانے کے بعد کہا۔

"دیکھو شیطان کس کس رنگ میں آتا ہے۔"

قبۃ الخضراء کی ٹی۔وی پر تصویر

شروع میں جب قبۃ الخضراء کی تصویر ٹیلی ویژن پر آنا شروع ہوئی۔فقیر حضرت سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ کے پاس تو اتیہ رباط میں بیٹھا ہوا تھا۔مغرب کی اذان ہوئی اور ساتھ ہی ٹیلی ویژن پر قبہ شریف کی تصویر آئی نماز کے بعد میں فوراً قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔اور بتایا کہ ٹیلی ویژن پر قبہ شریف کی تصویر آئی ہے۔حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے سرد آہ بھری اور بولے۔

"اللہ تعالیٰ نظر بد سے محفوظ رکھے"

شیخ عبدالعزیز کا سیدنا کہنا

ایک مرتبہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز سے عرض کیا۔سیدی، شیخ عبدالعزیز بن صالح اب جب محمد ﷺ کہتا ہے تو پہلے سیدنا کا اضافہ بھی کرتا ہے۔حضرت نے فرمایا!

"فضل کتے کی دم اگر بارہ سال تک بھی نلی میں رکھی جائے، جب اس کو نکالو تو ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی ہوگی۔شیطان کا شر اور نجدی کا شر ایک ہی ہے۔"

ذکر کی برکت

مولانا حسن الدین خاموش لکھتے ہیں۔

۲۰ رجمادی الاولی ۱۳۵۳ھ، آج مولانا شاہ ضیاء الدین صاحب نے مجھے رخصتی چائے پلائی۔میں نے پوچھا کہ آپ کی عمر ساٹھ برس سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔مگر

آپ کے بال جوانوں کی طرح بالکل سیاہ ہیں اور چہرے پر بڑھاپے کے آثار نہیں۔کیا بات ہے۔کیا آپ نے کوئی کایا پلٹ دوائی کھائی ہے؟ فرمایا دوا تو میں کبھی نہیں کھاتا، میں نے کہا پھر کوئی خاص ذکر [۱۳۴] کرتے ہیں فرمایا ہاں یہ تو صحیح ہے۔ [۱۳۵]

مخلوق کا خیال

ایک مرتبہ ایام حج میں پانی کی شدید قلت ہوگئی، انہی ایام میں قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز کے ہاں مہمانوں کی کثرت ہوتی تھی، اس لئے پانی کا استعمال بھی زیادہ ہوتا تھا۔کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ پینے کے لئے بھی پانی موجود نہ ہوا۔انہی ایام میں حضرت سید محمد حسن شاہ قادری نوری ضیائی مدظلہ ٹونک رباط میں قیام پذیر تھے۔آپ نے ناظم رباط [۱۳۶] سے پانی لینے کی اجازت حاصل کرلی، چند دن حضرت سید صاحب قبلہ اور فقیر قادری پانی بھر کر لاتے رہے۔سید صاحب قبلہ تو واپس پاکستان تشریف لے گئے، فقیر ٹونک رباط سے پانی بھر کر لاتا رہا۔کوشش کرتا کہ چند ٹنکیاں پانی کی ہمیشہ موجود رہیں۔ ایک دن سیدی و مرشدی علیہ الرحمۃ وضو کے لئے گئے تو آپ کی نظر پانی کی ٹنکیوں پر پڑ گئی، احقر سے پوچھا ان زمزیوں میں کیا رکھا ہے؟ عرض کی حضور چونکہ پانی کی قلت ہے اس لئے ان میں پانی بھر رکھا ہے تاکہ رات کو مہمان آئیں تو پانی کی تنگی نہ ہو، فرمایا یہ تو درست نہیں، پانی کی قلت ہے اور تم نے پانی جمع کر رکھا ہے ابھی اسے لے جاؤ اور لوگوں کو دے دو۔

ان دنوں حجاج کا بہت ہجوم، اور گلیاں بھی تنگ تھیں، پانی بھر لانا آسان نہ تھا، پھر بھی بادل نخواستہ حکم بجالایا۔

اسی طرح یہ واقعہ ہوا:

ایام سرما میں مدینہ طیبہ میں شدت کی سردی ہوتی تھی، ان دنوں مٹی کے تیل کے ہیٹر جلائے جاتے تھے۔احقر لوہے کی ایک ڈبی میں مٹی کا تیل لے آیا کرتا، جو دو

تین دن کے لئے کافی ہوتا۔ ایک دن حضرت سیدی مدنی ﷺ کی نظر ڈری پر پڑ گئی، فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کی حضرت ہیٹر کے لئے مٹی کا تیل ہے، کہا تو یہاں کیوں رکھا ہوا ہے؟ عرض کی حضرت یہ ٹنکی دو یا تین دن چلتی ہے، اس میں بچا ہوا تیل ہے رات کو ہیٹر میں بھر دوں گا۔ فرمایا بیٹا رکھا نہ کرو، یہ ابھی کسی کو دے دو، جس رب العزت نے آج کے لئے عطا فرمایا کل بھی وہی عنایت فرمانے والا ہے۔

حضرت قدس اللہ سرہٗ کے بازو میں، تین تھرمس چائے کے ہمیشہ بھرے رکھے رہتے تھے۔ مہمانان مصطفیٰ (ﷺ) کو ان میں سے چائے پیش کی جاتی، جب ایک تھرمس خالی ہو جاتا تو اوپر گھر میں بھیج دیتے کچھ دیر کے بعد چائے سے بھرا ہوا واپس لوٹ آتا۔ سارا دن یہ وظیفہ جاری رہتا، رات کو لنگر کے بعد سب کی چائے سے تواضع کی جاتی۔ پھر حضرت سیدی ﷺ تھرمسوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ان میں کچھ ہے۔ عرض کرتا، حضرت سب پی چکے ایک تھرمس میں تھوڑی سی چائے باقی ہے، فرماتے یہ بھی ایک ایک گھونٹ پلا دو، پھر فرماتے ثلاجہ (ریفریجریٹر) میں دیکھو اگر کچھ ہو تو وہ بھی تقسیم کر دو۔ بعض اوقات آپ کے اہل خانہ کا گھر کی ضروریات کا سامان رکھا ہوتا فرماتے یہ بھی کسی کو دے دو۔ غرض آپ کو پسند نہ تھا کہ روزانہ استعمال میں آنے والی اشیا یا کھانے پینے کی کوئی بھی چیز رات کو گھر میں موجود رہے۔

سوائے دیسی گھی کے اور وہ بھی پنجاب کا زیادہ مرغوب تھا آپ ہر قیمت پر خرید لیتے اور لنگر کے لئے جمع رکھتے تھے۔ سال بھر لنگر میں یہی گھی استعمال ہوتا تھا۔ دوسرے نمبر پر شام شریف کا اصلی گھی پسند تھا۔ بناسپتی گھی استعمال نہیں فرماتے تھے۔

شومیٔ قسمت

۱۴۰۰ھ میں جب احقر مدینہ طیبہ حاضر ہوا، واپسی پر قطب مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، احقر کے ساتھ میرے محسن و پیر بھائی جناب عبدالعزیز خان قادری

ضیائی ۱۲۷؎ زید مجدہ بھی حاضر تھے۔ حضرت سیدی نے ناشتہ کا حکم دیا بعد میں ایک کپ دودھ میں سے ایک گھونٹ پیتے ہوئے فقیر قادری کو عنایت کرتے ہوئے فرمایا یہ پی لو تمہارے لئے نیک فال ہے۔ بڑی شفقت اور دعاؤں سے اجازت عطا فرمائی۔ آپ قدس اللہ سرہٗ ہمیشہ رخصت کرتے وقت فرمایا کرتے انشاء اللہ تعالیٰ پھر ملاقات ہوگی، مگر اس مرتبہ اس نعمت سے محروم رہا۔ دل میں ایک گہری خلش تھی۔ محترم عبدالعزیز خان قادری سے متعدد مرتبہ اس کا ذکر کیا، کہ معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے۔ حضرت سیدی مدظلہ نے دوبارہ ملاقات کی بشارت سے نہیں نوازا۔ خان صاحب مختلف کلمات سے تسلی دیتے رہے، مگر دل میں خلش باقی ہی رہی۔ حضرت سیدی قدس سرہٗ وہ کچھ دیکھ رہے تھے جو ہم نہیں دیکھ پا رہے تھے، اور اس وقت ہماری عقل بھی اس عظیم حادثہ کو نہیں سمجھ سکتی تھی۔

مرشد کا کرم

حضرت سیدی و مرشدی قدس اللہ سرہ العزیز کے ایام علالت میں میرے شفیق، کرم فرما جناب میاں محمد فیاض قادری ۱۲۸؎ حبیبی زید مجدہ، معاون خاص حزب القادریہ لاہور و نقیب حضرۂ ہجویریہ لاہور۔ حال مقیم ابوظہبی، مدینہ منورہ کی حاضری پر حضرت سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ اس وقت چینی پی رہے تھے، آدھی مجھے عنایت کرتے ہوئے فرمایا پی لو اس میں برکت ہے۔ اور آپ (فقیر قادری عفی عنہ) کے متعلق اِستفسار فرمایا۔ پوچھا کہ ہمارا عارف کیسا ہے؟ کب آئے گا؟ جناب میاں صاحب کہتے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہ قدس سرہ نے اس چاہت و کرب کی حالت میں پوچھا کہ میں بے چین ہو گیا۔ معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت سیدی کا دل تمہیں ملنے کو بہت بیقرار ہو رہا تھا۔

فقیر قادری کی مدینہ طیبہ کی شروع شروع حاضریوں پر حضرت سیدی قدس اللہ سرہٗ کا ہر رات احقر کو دو پیال اور پھر پانچ پیال عنایت فرمانے کا معمول ہو گیا اور ارشاد

فرماتے۔ ان سے کوئی کھانے والی چیز خریدنا، ابھی تم جوان ہو خوب کھایا کرو۔ ان ایام میں یہاں دوریال یا پانچ ریال کی بہت قدر تھی۔ ہر فروٹ آدھے ریال کا کلو ملتا تھا۔

مرشدی کا احسان عظیم

حضرت سیدی و مرشدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز ہر سال فقیر قادری کو کتب کی صفائی کے لئے حکم فرماتے۔ الماریوں سے کتابیں نکال کر کپڑے سے صفائی کرنے کے بعد الماریوں میں دوائی ڈال کر ان کی جگہ پر جما دیتا دوران صفائی اگر کوئی کتاب لے لینا چاہتا تو حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی مسند کے ساتھ والی الماری کے اوپر رکھ دیتا موقع پاتے ہی سامنے رکھتے ہوئے عرض کرتا حضرت یہ کتاب میں نے چھپائی تھی لے جانا چاہتا ہوں۔ فرماتے:

> ”تمہیں اس گھر پر پورا اختیار ہے جو چاہو لے جاؤ، اگر تم فقیر کو قتل بھی کردو تو تم پر قصاص نہیں۔“

خداداد ذہانت

جب احقر الماری سے کتب نکال کر صفائی شروع کرتا تو کبھی آپ دریافت فرماتے۔ ”عارف یہ کون سی کتاب ہے۔“ ابھی نام ہی پڑھ پاتا، آپ فرماتے اس کے مصنف فلاں ہیں اور یہ اس فن پر ہے۔ اتنے ابواب ہیں، اور مصنف کی دیگر کتب یہ یہ ہیں۔

حضور مجاہد ملت کی عنایت

۱۹۷۳ء میں حج کے بعد سیدی مجاہد ملت محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری قدس اللہ سرہٗ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ ایک دن حضرت سیدی قطب مدینہ ﷺ سے عرض کیا، حضور ہمارے عارف کو خلافت عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا حضرت، عارف میرے لئے فضل الرحمٰن کی مانند ہے۔ اس کو تو پہلے سے خلافت دے چکا ہوں، مگر آپ کے ارشاد فرمانے پر پھر دیتا ہوں اور خلافت کے الفاظ کا اعادہ کرتے ہوئے دعا فرمائی۔

حضرت اشرف المشائخ کا فقیر پر کرم

۱۹۷۱ء میں جب حضرت شیخ العرب والعجم قدس سرہٗ کی سند زیر نگرانی حضرت اشرف المشائخ علامہ غلام قادر اشرفی ضیائی رحمتہ اللہ علیہ چار سو (۴۰۰) طباعت پذیر ہوئیں۔ احقر نے مدینہ طیبہ لا کر حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں پیش کیں اور حضرت علامہ محمد سعید شبلی، مولانا عبدالستار خان نیازی اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے لئے اجازت طلب کی اس وقت حضرت اشرف المشائخ علامہ غلام قادر اشرفی رحمتہ اللہ علیہ اور فضیلتہ الشیخ سیدی فضل الرحمٰن قادری بھی بارگاہ میں موجود تھے، حضرت اشرف المشائخ نے عرض کی غریب نواز:

"عارف وی چنگا جنا اے لیدے تے وی کرم فرما دیو"

آپ نے فرمایا:

"حضرت، عارف میرا بیٹا ہے اس کو تو پہلے سے خلافت واجازت دے چکا ہوں۔ اب پھر اجازت دیتا ہوں"

اور درودِ پاک پڑھتے ہوئے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ حضرت سیدی فضیلتہ الشیخ فضل الرحمٰن قادری نے حضرت اشرف المشائخ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"حضرت دیکھئے میں سب سے پہلی سند میں بھائی عارف کا نام لکھ رہا ہوں۔"

الحمد للہ طباعت شدہ اسناد میں سے پہلی سند اس فقیر قادری کو عطا ہوئی۔

شیخ غلام عباس پاکپتنی بیان کرتے ہیں:

جب بھی میں حضرت سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تو ہمیشہ آپ سے کے متعلق دریافت فرماتے۔

"ہمارا عارف کیسا ہے؟"

دعا فرماتے اور کہتے جب خط لکھو تو میرا اسلام مسنون لکھنا اور کہنا کہ مجھے خط لکھا کرے۔

احقر فقیر قادری خط لکھنے میں انتہائی سست واقع ہوا ہے، حضرت سیدی قدس اللہ سرہ العزیز اکثر فقیر کو فرمایا کرتے:

"بیٹا خط لکھا کرو، کاغذ کے ٹکڑے اچھے ہوتے ہیں"

جناب مسعود احمد ضیائی مدنی احقر راقم الحروف کو ایک مکتوب کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

قبلہ سیدی حضرت مولانا ضیاء الدین قادری دامت برکاتہم العالیہ وعلیکم السلام فرماتے ہیں اور ہمیشہ دعا گو ہیں۔ اور اکثر آپ کو یاد فرماتے رہتے ہیں کہ ہمارا عارف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں:

سیدی حضرت قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب دامت برکاتہم بالکل بخیر و عافیت ہیں، اکثر آپ کو یاد فرماتے ہیں یہ ان کی نگاہ کرم کا صدقہ ہے ورنہ ہم جیسے لاکھوں ان کے در پر پڑے ہوئے ہیں۔







التاریخ ۲۷ / محرم / ۱۳۹۵ھ الموافق ۳ / [illegible] / ۱۹۷۵ء

مدینہ منورہ

علیٰ ساکنہا الف الف الصلوٰۃ والسلام

صاحب الفضیلۃ والارشاد [illegible] زید مجدہٗ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

[illegible]

[illegible] علیکم السلام [illegible]

[illegible]

[illegible] وعلیکم السلام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فقط
محمد مسعود

مکتوب جناب محمد مسعود قادری ضیائی بنام فقیر قادری

اللہ جل جلالہ
وما توفیقی الا باللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وبہ نستعین

محمد صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ توکلت والیہ انیب

التاریخ ۲۷/۱۰/۱۳۹۵ھ الموافق ۹/۱۰/۱۹۷۵ء

[illegible]

[illegible]

عزیزی و مکرمی و محبی [illegible] زید مجدہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ [illegible]

دعا ہے [illegible] حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار مقدس میں [illegible]

[illegible]

اپنے حبیب [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مکتوب جناب محمد مسعود قادری ضیائی بنام فقیر قادری

اس دعا کے ساتھ کہ آپ کو حبیب کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے جلد صحت یاب فرمائے۔

اور دینی مشاغل کو پورا فرمائے۔

میری حضرت قبلہ مولانا مفتی [illegible] صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی بالکل [illegible] تصنیف نہیں۔ اگر

کوشش آپ کی یاد رہ جائے نہیں۔ [illegible] کا تعلق ہم کا [illegible] جیسے [illegible]

[illegible] سے [illegible] نہیں

[illegible] اقامت کی کوشش [illegible] نہیں۔ [illegible] اللہ تعالیٰ آسان

فرمائے۔ حکومت کی طرف سے [illegible] اقامت کی [illegible] نہیں۔ لیکن [illegible] قدم اٹھائے گئے

ہیں۔ حضرت [illegible] کی خدمت میں [illegible] کیا گیا [illegible] وقت [illegible]

میرا [illegible] صاحب، [illegible] جلیل الرحمٰن [illegible] جیسری [illegible] صاحب السلام

[illegible] صاحب [illegible] سلام [illegible] سے

[illegible] صاحب [illegible] مستقبل [illegible]

اللہ کریم اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کو جلد از جلد صحت یاب فرمائے

[illegible] صاحب [illegible] اللہ علیہ [illegible] سلام [illegible]

فقط والسلام

محمد مسعود

مکتوب جناب محمد مسعود قادری ضیائی بنام ظہیر قادری

حضرت میر محمد صوبہ رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ

فقیر قادری کے خالہ زاد جناب نور احمد صاحب نے بیان کیا:

میں حضرت مولانا پیر ضیاء الدین صاحب قبلہ قادری کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ میرے دادا حضرت میر محمد صوبہ ۱۳۹ھ رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر چھڑ گیا، تو کسی نے کہہ دیا کہ سنا ہے ان کے پوتے وہابی ہو گئے ہیں۔ قطب مدینہ رحمتہ اللہ علیہ نے قدرے آواز سے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا، میں نے عرض کیا حضور میں میر محمد صوبہ کا پوتا، آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ آپ نے مجھے قریب بلایا، بڑی شفقت و محبت سے گفتگو فرماتے رہے۔ میں نے بتایا کہ میں محمد عارف جو آپ کا مرید ہے، کا خالہ زاد بھائی ہوں۔ آپ بہت خوش ہوئے، اور پوچھا ہمارا عارف کیسا ہے؟ مدینہ طیبہ کب آئے گا؟ میرے لئے اور تمہارے لئے بہت دعائیں فرماتے رہے۔ پھر کہا جتنے دن مدینہ شریف میں ہو ہر رات ضرور آیا کرو، پھر ایک رات فرمایا آپ کے ہمراہ جتنے بھی ساتھی ہیں ان کو کل ظہر کے بعد ادھر لے آنا، کھانا مل کر کھائیں گے، میں کچھ جھجکا۔ آپ نے فرمایا شرم نہیں کرنا، ضرور آنا، یہ آپ کا اپنا گھر ہے۔ ہم سب دوسرے دن ظہر کے بعد حاضر ہوئے۔ بہت پر تکلف کھانا تھا۔ آپ بار بار فرماتے خوب کھاؤ، یہ بھی لو، اپنے ساتھیوں کا بھی خیال کرو اور مجھے کھجوریں اور کپڑے بھی عنایت فرمائے۔

مفتی اعظم کی مجلس

حضرت علامہ ابوالحسنات قادری رحمتہ اللہ علیہ رفیق السفر الی بلد خیر البشر میں تحریر فرماتے ہیں۔

۶ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ / ۱۱ نومبر ۱۹۳۵ء یوم یکشنبہ

ظہر پڑھ کر قیام گاہ پر آیا تو مصطفیٰ میاں کا لفافہ ایک صاحب لے کر آئے اس میں مندرجہ ذیل مضمون تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ المشرف بدعوۃ حضرتکم بعد ظہر یوم الاحد الواقعہ ۲/۱۲/۴۲ھ لتناول طعام الغداء بدار السید محمود حافظ بمحلۃ المسفلۃ وبتشریفکم یتم سرورنا ودمتم بالخیر۔

الداعی

شیخ مصطفیٰ رضا القادری البریلوی

(مفتی اعظم، ہندی)۔

اس کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ بعد ظہر ۲ ذی الحجہ کو اتوار کے روز سید محمود حافظ کے مکان پر محلہ مسفلہ میں دعوت ہے۔ تمہارے آنے سے مجھے بہت خوشی ہوگی۔

چنانچہ میں میاں احمد بخش کو ساتھ لے کر گیا۔ کھانا ہم کھا چکے تھے، لیکن مصطفیٰ میاں کے حکم کی تعمیل میں دعوت میں شرکت کی، اس دعوت میں قاضی القضاۃ دمشق اور خطیب شام اور علماء مصر اور قاری شریک تھے۔ جن کی مفصل فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

نعت خوانان شام وحلب کے علاوہ استاذ العلماء مدرسۃ الفلاح مولانا محمد عرلیس مدنی مالکی، مولانا محمد یوسف، مولانا زین الحق سوڈانی، سید عمر حمدانی محرسی، مولانا سید مصطفیٰ خلیل، مولانا ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی، مولانا بہا الدین صاحب مزور روضہ مقدس، مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی، مولانا سردار احمد محدث اعظم صاحب مدرس اول مدرسہ بی بی صاحبہ بریلی، صاحبزادہ مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی، قاضی القضاۃ ملک شام شیخ حسن بنا مصری، مولانا علوی مالکی اور سید عمر رشیدی۔

مجلس نہایت مہذب اور شاندار تھی، شامی خطباء اپنی اپنی تقریروں میں خطبہ دے رہے تھے۔ مصری قراء اپنا اپنا فن تجوید دکھا رہے تھے، جاوی خطیب صاحب کی قراءت مجھے خاص طور پر پسند آئی۔

حضرت علامہ سید ابوالحسنات کی دعوت

حضرت علامہ سید ابوالحسنات قادری قدس سرہٗ، قطب مدینہ ﷫ کے دستر خوان کا یوں تذکرہ کرتے ہیں:

۱۱ رمضان ۱۳۶۲ھ/۱۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء یوم چہارشنبہ، آج مولانا ضیاء الدین کے یہاں بعد ظہر کی دعوت ہے۔

لکھتے ہیں:

مولانا کی دعوت میں کڑھی، گوشت سادہ، گوشت گھیا، چٹنی، نہایت لذیذ کھیر، خمیری روٹی یعنی عیش اور دودھ کی چائے۔[۱۳۱]





بسم اللہ الرحمن الرحیم



ھوالقادر

فضائل جبل احد

جو محب ومحبوب سید الانبیاء ﷺ ومنزل سید الشہداء ؓ ہے

جان نثاران بدر و احد پہ درود
حق گزاران بیعت پہ لاکھوں سلام



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

صحیحین میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جبل احد کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ھذا جبل یحبنا و نحبہ یعنی یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں (یہ کلمہ آپ کی زبان مبارک سے کئی بار صادر ہوا) چنانچہ متعدد روایات بخاری اس کی مظہر ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرور عالم ﷺ کی نظر مبارک جبل احد پر پڑی۔ آپ نے ﷺ کہہ کر فرمایا ھذا جبل یحبنا و نحبہ علی باب من ابواب الجنۃ وھذا عیر جبل یبغضنا و نبغضہ علی باب من ابواب النار یہ پہاڑ ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں یہ جنت کے دروازوں سے ایک دروازہ پر ہے اور یہ عیر ہے یہ ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس سے بغض رکھتے ہیں یہ دوزخ کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ محبت اور بغض سعادت اور شقاوت جمادات میں بھی پیدا ہے۔ امام نووی کہتے ہیں کہ حدیث میں مذکورہ محبت جانبین سے مفہوم ہوتی ہے یعنی آنحضرت ﷺ کی محبت مبارک جبل احد سے اور جبل احد کی محبت سرور عالم ﷺ سے ہے۔ یہ حقیقت پر محمول ہے اور اس لئے یہ پہاڑ جنت سے ہے لان المرء مع من احبہ' یعنی انسان قیامت کو اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ دنیا میں محبت کرتا تھا۔ یہ بھی ضرور ہے جب محب سردار انبیاء ﷺ کا ہوا جو اہل جنت کے سردار ہیں۔ اس کی جگہ بھی جوار سرور عالم ﷺ میں ہوئی بہشت کے دروازے پر پہاڑوں میں عشق و محبت کا آ جانا بحکم تسبیح و ذکر جل وعلاء ہے۔ ان من شیی الا یسبح بحمدہ دنیا کی کوئی ایسی شے نہیں جو رب تعالیٰ کی تسبیح نہ کرتی ہو جب پہاڑ اور تمام جمادات محل ذکر و تسبیح مولیٰ تعالیٰ کے ہوئے اگر محبت حبیب ﷺ میں بھی موصوف ہوں تو مشکل نہیں ہو سکتی۔

بر حب ازلی درہمہ اشیاء جاری است
ورنہ گل مانند بلبل مسکیں فریاد

محققین علماء اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور تمام موجودات نہ صرف مخصوص جن وانس و ملائکہ میں بلکہ آپ سب عالموں کے رسول ہیں حتیٰ کہ نباتات و جمادات کے بھی اور آنحضرت ﷺ کا اس جبل رفیع المحل کو خطاب فرمانا کہ اسکن یا احد فانما علیک نبی او شہید یعنی اے احد سکون پکڑ تجھ پر ایک نبی و شہید ہیں اس کے علم و عقل کی اول دلیل ہے جو آپ نے اس قسم سے اسے مخاطب فرمایا۔ عشق و محبت لوازم فہم و عقل سے ہے اور پتھروں کا آپ پر سلام عرض کرنا قبل از اعلان نبوت اور ستون مسجد شریف کا نالہ کرنا اور مفارقت میں رونا۔ اس مطلب کے دلائل واضحہ سے ہے۔ جس طرح اہل مدینہ آنحضرت ﷺ کے شان مبارک میں دو قسم ہوئے ہیں مخلص و منافق ویسے لا کن مدینہ بھی قسمت پذیر ہیں۔ ولہذا جبل عیر منافقان اہل ضرار کے درجات کو پہنچا اور آخرت میں بھی یہ دوزخ کے دروازے پر ہوگا غزوہ احد کی عزیمت کے دن ابن ابی اور منافقوں کی ایک کثیر جماعت آنحضرت ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر آئی لیکن جبل احد تک جو مقام صدیقوں اور حبیبوں کا ہے نہ جا سکے اور مدینہ کے قریب ہی سے پھر شقاوت گاہ کی طرف رجوع کیا اور محبت و عداوت کو ساکنین کی محبت و عداوت سے تاویل کرنا اہل محبت کے نزدیک ایک بعید امر ہے۔ آپ ﷺ سفر سے مراجعت فرماتے وقت وصول بہ مدینہ اس جبل کو مشاہدہ فرماتے کہ اعظم وارفع علامات مدینہ طیبہ ہے حاصل ہوا کرتی تھی اور وہ آنحضرت ﷺ کو قریب مدینہ طیبہ و اہل مدینہ سے باخبر بشارت آخر دیتا تھا۔ یہ کام محبوں کا ہے اور اس وقت حضرت سرور دو عالم ﷺ کی محبت و عداوت کے آثار ان دونوں پہاڑوں سے ظاہر ہیں۔ جس کا جی چاہے جا کر دیکھ لے جبل احد کی طرف جس وقت نظر کی جاتی ہے تو ایک نور و سرور اس سے ظاہر ہوتا ہے اور جس وقت جبل عیر کی طرف نظر جاتی ہے۔ ایک ظلمت و غم اس سے حاصل ہوتا ہے۔ اشتقاق لفظ احد کا احد سے ہے بمعنی تفرد و انقطاع کے اور یہ معنی اس پر صادق ہیں اس لئے کہ وہ ایک کوہ پارہ ہے یہ مدینہ منورہ

سے جانب شمال کو تین میل کے فاصلہ پر ہے اور کسی پہاڑ سے میل نہیں رکھتا اور یہ بھی ہے کہ وہ چونکہ اہل ایمان وتوحید کی نصرت گاہ ہے۔ اس واسطے اس کا یہ نام رکھا گیا ہے اور کوئی دوسرا نام اس کے لئے موزوں بھی نہیں تھا اور ایک پہاڑ ہے جنت کے پہاڑوں سے جب تم لوگ اس پر سے گزرو تو میوہ اس کے درختوں کا کھانا اگر میوہ نہ ہو تو اس کے جنگل کی گھاس وہی حکم رکھتی ہے اور زینب بنت نبط زوجہ انس بن مالک ﷺ روایت کرتیں ہیں کہ وہ اپنی اولاد سے کہتی تھیں کہ تم لوگ جا کر زیارت احد کرو اور میرے واسطے وہاں کی گھاس وغیرہ لاؤ۔ ابن شیبہ جابر ﷺ کی روایت میں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام بقصد حج اور عمرہ مکہ معظمہ میں آئے اور لوٹتے وقت مدینہ منورہ میں آئے جب وہ جبل احد پر پہنچے ناگاہ حضرت ہارون علیہ السلام کو پیام اجل پہنچا آپ کا وصال ہو گیا اور اسی جبل احد میں دفن ہوئے اب تک ان کی قبر اس جبل رفیع الشان پر مشہور ہے۔ سرور انبیاء ﷺ کی نماز مسجد فتح قریب احد کی بابت ایک اثر وارد ہوا ہے تشریف لے گئے مصعب بن عمیر ﷺ جو شہداء احد سے ہیں کی لاش پر کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھی تھی من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه اور یہ دعا فرمائی اللهم ان عبدک ونبیک یشهدان هولاء شهداء یعنی اے اللہ بیشک تیرا عبد اور تیرا نبی شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ شہید ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تم احد پر آؤ تو اس کے شہداء پر سلام کیا کرو جب تک زمین وآسمان قائم ہیں یہ اپنے سلام کا جواب دیتے جائیں گے اس کے بعد دوسری جگہ دوسرے شہداء پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یہ میرے اصحابی ہیں قیامت کے دن میں ان کی گواہی دوں گا۔ مروی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ اپنے چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلب پر آئے دیکھا کہ سید الشہداء ﷺ کے کان اور ناک کٹے ہوئے ہیں اور پیٹ پھاڑا ہوا اور جگر کو گم پایا فرمایا کہ اگر صفیہ رضی اللہ عنہا کے غمگین ہونے کا فکر نہ ہوتا اور یہ کہ میرے بعد سنت ہو جائے گی تو میں اس کو یونہی چھوڑ دیتا کہ جانور اور پرندے ان کو کھا جاتے اور مجھے اتنی مصیبت نہ پہنچتی اور مجھے ہرگز اس سے زیادہ غصہ و ناراضگی دلانے والی جگہ پر کھڑا ہونا نہ پڑتا۔ اسی اثناء میں جبریل امین وحی الٰہی لے کر پہنچے مکتوب فی اهل

السموت السبع حمزة بن عبد المطلب اسد اللہ واسد رسولہ یعنی اہالیان ہفت
سموات میں حضرت حمزہ اسد اللہ اور اسد رسول اللہ (ﷺ) لکھے گئے ہیں اس کے بعد آپ
نے انہیں چادر پہنانے کا حکم دیا اور نماز جنازہ ستر تکبیروں سے ادا فرمائی اور دفن کر دیئے
گئے۔ شہدائے احد پر نماز جنازہ ادا فرمانے کے متعلق علماء کے درمیان اختلاف ہے۔
ابوداؤد اور حاکم اپنی صحیح میں لاتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب احد کے دن
ہمارے بھائیوں پر جو کچھ پہنچنا تھا پہنچا اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کی شکلوں
میں تبدیل کیا کہ جنت کی نہروں پر پہنچ کر پانی پیتے رہیں اور بہشت کے میوے کھاتے
رہیں اور سونے کی قندیلیں جو عرش کے نیچے معلق ہیں ان میں جا کر ٹھہریں اور آرام کریں۔
ان شہیدوں نے عرض کیا کہ اے رب العزت کیا اچھا ہوتا کہ ہمارے بھائی جو دنیا میں ہیں
انہیں ہمارے آرام اور آسائش کی خبر پہنچے تا کہ وہ بھی جہاد کی کوشش کریں اور اس بزرگ
کام کے کرنے میں سستی و کسالت کو روا نہ دیں۔ حضرت حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری
خبر میں ان کو پہنچا دوں گا۔ پھر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ولا تحسبن الذین قتلوا فی
سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے راستے
میں قتل ہو چکے ہیں مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور رزق دیئے
جاتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر سال کے شروع میں شہداء احد کی قبور پر
تشریف فرما ہوتے تھے اور فرماتے اسلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار تم پر
سلام ہو اس سبب سے کہ تم نے صبر کیا اور آخرت کا مسکن بہت اچھا ہے۔ حضرت ابن عمر
رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص ان شہداء سے گزرے اور ان پر سلام کرے یہ قیامت تک
اس پر سلام بھیجتے ہیں۔ ان شہداء احد اور بطور خاص سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر
مبارک سے سلام کی آواز کئی بار سنی گئی ہے اس کے متعلق سلف سے اخبار و آثار بہت ثابت
ہوئے ہیں قول صحیح کے مطابق شہداء احد کی تعداد ستر ہے۔ روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ
نے تین تین شہیدوں کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور فرمایا جس جس کو علم قرآن زیادہ ہے اس کو
قبر میں پہلے اتارو۔ اخبار صحیحہ میں آیا ہے کہ چھیالیس سال کے بعد بعض قبور شہداء کو کھولا تو

دیکھا کہ ان کے جسم پھولوں کے غنچوں کی طرح تر و تازہ شگفتہ اپنے کفنوں میں صحیح و سالم موجود تھے گویا انہیں کل ہی دفن کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض اپنے ہاتھ اپنے زخموں پر رکھے ہیں جب ہاتھوں کو جدا کیا گیا تو ان سے تازہ خون جاری ہو گیا اور اگر ہاتھ کو اٹھا کر چھوڑ دیتے تو پھر زخم کی جگہ پر پہنچتا۔ ان قبور شریفہ کے کھولنے کے عجیب واقعات سے ایک یہ تھا کہ بعض لاشوں کے دفن میں اس طرح خلط ہوا تھا کہ ایک رشتہ دار دوسرے کے پاس دفن ہو چکا ہے تو لوگ حضرت ﷺ کی اجازت صریح سے یا دلالت حال سے یا قیاس و اجتہاد سے ان لاشوں کو نکال کر جدا دفن کرتے تھے اور قبروں کے کھل جانے کی وجہ سیل ہوتی تھی اور اکثر اس وجہ سے قبریں کھلیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ امارت میں ایک نہر کھدوا کر اسی مشہد مقدس کی طرف سے جاری کی تھی تو لاشیں کھل گئی تھیں تو ان کو نکال کر الگ جگہ دفن کر دیا تھا۔ امام تاج الدین سبکی شفاء الاسقام میں فرماتے ہیں کہ جس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر نکالی تھی اور نقل شہداء کا اپنے مواضع قبور سے حکم دیا تھا۔ اس وقت ایک کدال حضرت سید الشہداء سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک پر لگی جس سے خون جاری ہو گیا تھا اور نقل ہے کہ نہر کھودتے وقت ان کے عامل نے منادی کرائی تھی کہ امیر المومنین کی نہر آتی ہے جس کسی کا شہید یہاں دفن ہو آئے اور شہید کو اکھیڑ کر یہاں سے لے جائے۔ واللہ اعلم! بعض شہداء احد غیر احد میں بھی دفن ہو چکے تھے اس وجہ سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ ان میں سے جس کسی کا جہاں انتقال ہو وہیں دفن کیا جائے چنانچہ مالک بن سنان کہ اسی گروہ شہداء سے ہیں ان کا انتقال مدینہ کے اندر ہوا ان کو وہیں دفن کیا گیا جہاں اب مشہور ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللھم احشرنا فی ۔ ۱۳۲

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا

رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں


WWW.NAFSEISLAM.COM
باب الرحمة بالحرم النبوي الشريف عام 1326 هـ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

عم النبی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

یا عم رسول اللہ و اسد اللہ و اسد رسولہ، یا حمزۃ یا فاعل الخیرات، یا حمزۃ
یا کاشف الکربات، یا حمزۃ یا ذابا عن وجہ رسول اللہ (ﷺ)

ان کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں
شیر غرانِ سطوت پہ لاکھوں سلام


مزار سیدنا امیر حمزہؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

زندگی وہی زندگی ہے جو محبوب کے قدموں پر قربان کر دی جائے ۔۔۔۔۔سلام ان پر جو قربان ہو گئے ۔۔۔۔۔۔سلام ان پر جو فدا ہو گئے!۔۔۔۔۔سلام ان پر جو نثار ہو گئے ۔۔۔۔۔۔سلام ان پر جو جینے کا سلیقہ سکھا گئے!۔۔۔۔۔۔سلام ان پر بلندیاں جن پر رشک کرتی ہیں ۔۔۔۔۔۔سلام ان پر روشنیاں جن پر نچھاور ہوتی ہیں!۔۔۔۔۔۔سلام ان پر فردوس بریں جن پر ناز کرتی ہے۔

ہاں چودہ سو برس پہلے چشم فلک نے شہیدوں کے سردار جاں نثاروں کے سرتاج حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا تھا جو تاجدار دو عالم ﷺ کے پیارے چچا اور رضاعی بھائی تھے ۔۔۔۔۔۔غیور، نڈر، بہادر، سخی، خوش اخلاق و دل نواز ۔۔۔۔۔۔اعلان نبوت کے بعد ۶۱۱ء (یا ۶۱۵) میں مشرف با سلام ہوئے، دین کو تقویت ملی، دشمنان اسلام سہم گئے ۔۔۔۔۔۔آپ نے گستاخان رسول کے منہ میں لگام دی ۔۔۔۔۔۔گستاخ رسول، ابوجہل نے جب گستاخی کی تو اس کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ سر پھٹ گیا۔

آپ نے اپنے عمل سے بتایا کہ گستاخ رسول خواہ سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو کسی رعایت کا مستحق نہیں بلکہ عبرت ناک سزا کا مستحق ہے ۔۔۔۔۔۔حضور انور ﷺ نے ۲ھ (۶۲۳ء) میں آپ کو اسلام کا پہلا جھنڈا عطا فرما کر سیف البحر کی طرف روانہ کیا ۔۔۔۔۔آپ پہلے مجاہد ہیں جنھوں نے سرور عالم ﷺ کے حکم پر دشمنان اسلام کے خلاف تلوار چلائی۔

مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ابھی مہاجرین نے قدم نہ جمائے تھے کہ دشمن ۳ھ

(۶۲۴ء) میں مکہ معظمہ سے دور دراز کا سفر طے کر کے مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر مقام بدر پہنچ گیا اور عظیم معرکہ پیش آیا۔ جس میں صحابہ نے بہادری کے جوہر دکھائے، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بے جگری سے لڑے، ان کے فرق اقدس پر شتر مرغ کا پر لگا ہوا تھا، حضور انور ﷺ کے آگے دو دھاری تلوار سے دشمنان اسلام کو جہنم رسید کر رہے تھے۔ غزوہ بدر میں ابوجہل مارا گیا، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ھند (زوجہ ابوسفیان) کا باپ عتبہ اور جبیر بن مطعم کا چچا مارے گئے، مسلمانوں کو حیرت ناک کامیابی نصیب ہوئی، دشمن نامراد واپس لوٹا مگر اب جذبہ انتقام اور بھڑک اٹھا چنانچہ دوسرے ہی سال ۳ھ (۶۲۵ء) میں دشمن تیاری کر کے مدینہ منورہ کے بالکل قریب میدان احد آن پہنچا اور غزوہ احد کا عظیم معرکہ پیش آیا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بڑی بہادری سے لڑے، ۳۱ دشمنان رسول کو واصل جہنم کیا۔ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ، ھند (زوجہ ابوسفیان) اور جبیر بن مطعم نے جوش انتقام میں اپنے حبشی غلام وحشی کو لالچ دے کر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا، وحشی نیزہ بازی میں بہت ماہر تھا، چھپ چھپا کر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ گیا اور ان کے پیٹ پر تاک کر اس زور سے نیزہ مارا کہ آر پار ہو گیا پھر بھی آپ وحشی کی طرف شیر کی طرح جھپٹے مگر زخموں سے نڈھال، گر پڑے اور جان عزیز جان آفریں کے سپرد کر دی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون !۔۔۔۔۔

یہ المناک حادثہ ماہ شوال ۳ھ/ ۶۲۵ء (یا ۴ھ/ ۶۲۶ء) میں پیش آیا۔

وحشی غلام، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے قریب آیا، آپ کا پیٹ چاک کیا، کلیجہ نکالا اور ھند کے آگے لا کر رکھ دیا اس نے جوش انتقام میں دانتوں سے چبا ڈالا، نگل نہ سکی اگل دیا، پھر نعش مبارک کے قریب آ کر سخت بے حرمتی کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون !

۔۔۔۔۔ یہ وہی ھند ہے جس کو میدان احد میں حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے اس لیے قتل نہ کیا کہ وہ حضور ﷺ کی عطا کردہ تلوار سے لڑ رہے تھے اور اس تلوار کی شان کے لائق نہ تھا کہ وہ ایک عورت کے خون سے آلودہ ہوتی، اس کے سر پر تلوار رکھ کر آپ نے ہٹالی مگر کیا معلوم تھا کہ یہی عورت، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسا دردناک سلوک کرے گی

-----ﷺ! خاندان نبوت نے اسلام کی راہ میں کیسے کیسے ظلم و ستم سہے اور عظیم قربانیاں پیش کیں۔ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو بھی رنج و محن کی راہ سے گزارا تا کہ یہ سونا تپ کر اور نکھر جائے، چمک جائے اور سارے عالم کو چمکا دے!

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا زخموں سے چور جسم نازنیں سرورِ عالم ﷺ کے سامنے لا کر رکھا گیا، اَللّٰہُ اَللّٰہُ کیسا جگر خراش منظر ہوگا۔ یہ دل گداز منظر دیکھ کر حضور انور ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے ابل پڑے، خوب آنسو بہائے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک سامنے رکھی ہے اور تاجدار دو عالم ﷺ شدت غم سے فرما رہے ہیں۔

اے رسول اللہ ﷺ کے چچا!

اے اللہ اور رسول اللہ (عزوجل و ﷺ) کے شیر!

اے حمزہ (رضی اللہ عنہ)!

اے نیک کام کرنے والے!

اے حمزہ (رضی اللہ عنہ)!

اے مصیبتوں کو دور کرنے والے!

اے حمزہ (رضی اللہ عنہ)!

اے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے والے!

اور صحابی رسول (ﷺ) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں:

''حمزہ کی جدائی سے جگر کانپ اٹھے-----ایسا صدمہ کوہ حرا کو بھی پہنچتا تو اس کی چٹانیں لرز اٹھتیں-----جنگ کے دن جب نیزے ٹوٹ رہے ہوں-----وہ اپنے حریف کو موت کے گھاٹ اتارتے تھے-----تو جب ان کو ہتھیار لگائے فخر سے چلتا ہوا دیکھتا تو ایسا معلوم ہوتا جیسے خاکستری رنگ اور مضبوط پنجوں والا ایال دار شیر چلا آ رہا ہے----جو نبی کریم ﷺ کے چچا اور برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں-----انہوں نے موت کے منہ میں چھلانگ لگائی-----انہوں نے جب موت کو گلے لگایا تو ان کے فرق اقدس پر شترمرغ کے پر کا نشان لگا ہوا تھا-----وہ مجاہدین کی اس جماعت میں تھے جس

نے نبی ﷺ کا دفاع کیا اور جان کی بازی لگادی۔"

ہاں، امیر حمزہ ﷜ سینہ چاک، دل فگار اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔۔۔۔ پیمان وفا پورا کیا، محبت کا حق ادا کیا۔۔۔۔جان جاناں کے قدموں پر جان عزیز قربان کر دی اور جاتے جاتے عاشقوں کو یہ پیغام دے گئے۔۔۔۔۔ دیکھنا! جب خلوص و محبت سے اسلام کا پیغام لے کر آگے بڑھو تو ڈرنا نہیں، بڑھتے چلے جانا۔۔۔۔۔ دیکھنا! کوئی گستاخ رسول، شان رسالت مآب (ﷺ) میں زباں درازی کرے تو اس کا سر پھوڑ دینا کہ یہ سر اسی لائق ہے۔۔۔۔۔ دیکھنا! کوئی گستاخ رسول، دامن رسالت مآب (ﷺ) تار تار کرنے آگے بڑھے، مرجانا، ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا مگر دامن مصطفےٰ (ﷺ) پر آنچ نہ آنے دینا۔۔۔۔۔ آج بھی یہ صدائیں گونج رہی ہیں، سننے والے کان سن رہے ہیں!

جب میدان احد سے سرور عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ منورہ تشریف لائے تو کہرام مچا ہوا تھا، انصار کی خواتین اپنے اپنے شہیدوں پر آنسو بہا رہی تھیں مگر اس جاں نثار، وفا شعار پر صرف وہ کریم آنسو بہا رہا تھا جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر گناہ گار امتیوں کے لیے دعائیں کیا کرتا تھا۔۔۔۔۔ اچانک یہ آواز آئی "کیا حمزہ ﷜ کا کوئی رونے والا نہیں؟"۔۔۔۔۔ یہ آواز بجلی بن کر سب دلوں پر گری اور رونے والے امیر حمزہ ﷜ پر بھی خوب روئے۔۔۔۔۔ پھر جب کوئی جاں بحق ہوتا تو پہلے امیر حمزہ ﷜ کی یاد میں آنسو بہائے جاتے پھر جانے والے کا غم کیا جاتا۔

غزوہ احد میں شہید ہونے والوں کی شہادت قبول ہوئی، اللہ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں جگہ عطا فرمائی، وہ جنت کی نہروں میں اترتے ہیں، جنت کے پھل کھاتے ہیں عرش کے سائے میں معلق قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں۔

حضرت امیر حمزہ ﷜ کو ایک الگ ٹیلے پر دفن کیا گیا۔۔۔۔۔ ۵۹۰ھ/۱۱۹۳ء میں اس پر ایک عظیم گنبد بنا دیا گیا تھا جو بارہویں صدی ہجری تک موجود رہا۔۔۔۔۔ حضور انور ﷺ ہر سال امیر حمزہ ﷜ اور دیگر شہداء احد کے ایصال ثواب کے لیے یہاں تشریف لاتے تھے۔۔۔۔۔ ہاں، اے شہید ہونے والو! تم کو مبارک ہو کہ سرور عالم ﷺ تمہارے

لیے دعا فرمارہے ہیں ۔۔۔۔۔ وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم ۔۔۔۔۔
برسوں اہل مدینہ کا معمول رہا کہ پیروی سنت میں ماہ رجب المرجب میں ہر سال حاضر ہوتے تھے، اب تو ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔

شام شب فرقت میں بھی انوار سحر ہیں

غزوہ احد میں فتح ونصرت نے قدم چوم لیے تھے، دشمن فرار ہو چکا تھا، مال غنیمت جمع کیا جا رہا تھا، لشکر کی پشت پر جبل احد کے درے پر رسالت مآب ﷺ کی طرف سے متعین کیے جانے والے تیر اندازوں نے یہ خیال کیا کہ شاید ان کا فرض پورا ہو گیا دوسرے حکم کا انتظار نہ کیا، وہ بھی مال غنیمت کے شوق میں نیچے اتر آئے۔

خالد بن ولید جو اس وقت دشمن کی فوج کی کمان کر رہے تھے ایک دستہ لے کر اچانک عقب سے حملہ آور ہوئے، افراتفری پھیل گئی، کشت وخون کا بازار گرم ہو گیا، اور دیکھتے دیکھتے فتح ونصرت، شکست میں بدل گئی ۔۔۔۔۔ غور فرمائیں ارشاد نبوی (ﷺ) کی تعمیل کی تکمیل میں ذرا سی غفلت سے کامیابیاں، ناکامیوں سے بدل کر رہ گئیں ۔۔۔۔۔
بیشک ہماری کامیابی کا راز عشق مصطفےٰ اور اطاعت نبوی (ﷺ) میں ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو کچھ پایا محبت و اطاعت سے پایا ۔۔۔۔۔ حضور انور ﷺ کی محیر العقول استقامت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حیرت انگیز عزم وحوصلے نے اللہ کے فضل وکرم سے قلیل وسائل کے باوجود شاندار کامیابیوں سے ہم کنار کیا اور دشمن یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اسلام سچا مذہب ہے اور تاجدار دو عالم ﷺ اللہ کے سچے اور آخری نبی ہیں چنانچہ ابوسفیان جن کی سرکردگی میں میدان احد میں دشمن کا لشکر حملہ آور ہوا، مشرف بہ اسلام ہوئے ۔۔۔۔۔ خالد بن ولید جنھوں نے اچانک حملہ کر کے کشت وخون کا بازار گرم کیا، مشرف با اسلام ہوئے ۔۔۔۔۔ ھند جس نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا، مشرف بہ اسلام ہوئیں ۔۔۔۔۔ وحشی غلام جس نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور ان کا شکم اطہر چاک کیا تھا، مشرف با اسلام ہوئے ۔۔۔۔۔ غزوہ احد میں بظاہر شکست نظر آ رہی ہے لیکن بالآخر جانی دشمنوں نے سر جھکا دیا، پھر جو جان لیتے تھے وہ جان دینے لگے۔ تاریخ

عالم نے یہ حیرت انگیز انقلاب نہیں دیکھا۔

از خیال حضرت جاناں زخود بیزار باش
بے خبر از خویش باش و باخبر از یار باش

۱۱۳

اللہ اللہ

فوائد سورہ یٰسین

حضرت محمد ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا۔ کہ اس سورہ میں بیس برکتیں ہیں۔ بھوکا پڑھے تو سیر ہو جائے، پیاسا پڑھے تو سیراب ہو جائے، ننگا پڑھے تو ڈھک جائے، مجرد پڑھے تو اس کا نکاح ہو جائے، اگر خائف پڑھے تو اس کا خوف جاتا رہے، بیمار پڑھے تو صحت پائے، قیدی پڑھے تو رہائی پائے، مسافر پڑھے تو اس کو مددگار ملے، غمناک پڑھے تو غم دور ہو جائے، کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ پڑھے اس کی گم شدہ چیز مل جائے۔ کسی کی کسی امیر کے پاس حاجت ہو تو پچیس دفعہ پڑھے تو انشاء اللہ تعالیٰ حاجت بر آئے۔

(اسلام کی ۱۱ کتابیں۔۔ حضرت علامہ غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ)

كرامات سيدنا حمزة بن عبدالمطلب رضي الله عنهما

(حمزة بن عبدالمطلب رضي الله عنهما) من كراماته:

ما أخرجه الحاكم عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قتل حمزة جنباً، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ((غسلته الملائكة)).

وأخرج ابن سعد عن الحسن قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ((لقد رأيت الملائكة تغسل حمزه)).

وأخرج البيهقي عن الواقدي أن فاطمة الخزاعية قالت: زرت قبر حمزة فقلت: السلام عليكم يا عم رسول الله فسمعت كلاماً رد علي: وعليكم السلام و رحمة الله.

ورأيت في كتاب الباقيات الصالحات للعارف بالله سيدي الشيخ محمود الكردي الشيخاني نزيل المدينة المنورة أنه زار قبر سيدنا حمزة رضي الله عنه، فلما سلم عليه سمع بأذنه سماعاً محققاً رد السلام عليه من القبر وأمره أن يسمي أبنه باسمه، فجاءه غلام فسماه حمزة وذكر فيه أيضاً أنه سلم على النبي صلى الله عليه وسلم في مواجهة الحجرة الشريفة، فرد عليه السلام. سمع ذلك سماعاً محققاً لاشك فيه.

وذكر سيدي الشيخ عبدالغني النابلسي في شرح صلاة الغوث الجيلاني: أنه اجتمع بالشيخ محمود المذكور في المدينة

المنورة سنة خمس بعد المائتين والألف، فدعاه الى بيته وأكرمه، وأخبره أنه اجتمع بالنبي صلى الله عليه وسلم يقظة مراراً، وأنه صدقه بذلك لما رأى من علامات صدقه. وقد استوفيت الكلام على رؤية النبي صلى الله عليه وسلم يقظة ومناماً في كتابي ((سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين)) بما لا أظن أنه اجتمع قبله في كتاب .

قال السيد جعفر بن حسن البرزنجي المدني في كتابه ((جالية الكرب بأصحاب سيد العجم والعرب صلى الله عليه وسلم)) وهي استغاثة بأسماء أهل بدر وأحد رضي الله عنهم. ومن نجداتهم: ماذكره الحموي في كتابه [نتائج الارتحال والسفر في أخبار أهل القرن الحادي عشر] في ترجمة الجامع بين الشريعة والحقيقة لشيخ أحمد بن محمد الدمياطي الشهير بابن عبدالغني البناء المتوفي بالمدينة المنورة في شهر محرم الحرام سنة ١١١٦ هـ أنه قال : حججت سنة بو اللتي و كانت سنة مجدبة، وكان معي بعيران اشتريتهما من مصر وحججنا عليهما، فلما قضينا الحج وقصدنا التوجه للمدينة مات البعيران بالمدينة ، ولم يكن معنا مال نشتري به غيرهما أو نستأجر مع أحد، فضقت ذرعاً لذلك وذهبت لشيخنا صفي الدين القشاشي قدس الله سره، فأخبرته بحالي و قلت له: أني عزمت على المجاورة بالمدينة لعجزي عن السفر حتى يفرج الله تعالى، فسكت هنيهة ثم قال لي : أذهب في هذه الساعة الى قبر سيدنا حمزة بن عبد المطلب عم سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم ، واقرأ ماتيسر من القرآن وأخبره بحالك من أوله الى آخره كما أخبرتني وأنت واقف

على قبره الشريف، فامتثلت أمره وذهبت على الفور ضحى الى قبره، وقرأت ماتيسر من القرآن وأخبرته بحالي على ما أمرني به شيخنا ، ورجعت فوراً قبل الظهر، فدخلت الى مطهرة باب الرحمة، فتوضأت و دخلت الى المسجد ، واذا بوالدتي في المسجد تقول لي: هاهنا رجل سألني عنك فأذهب اليه، فقلت لها: أين هو؟ فقالت: انظره في مؤخر الحرم، فذهبت اليه، فلما أقبلت عليه رأيته رجلاً ذا لحية بيضاء مهاباً ، فقال: مرحباً بالشيخ أحمد، فقبلت يده، فقال لي: سافر الى مصر ،فقلت ياسيدي مع من أسافر؟ فقال قم معي حتى أستأجر لك مع رجل، فذهبت معه الى أن وصلنا المناخة محط الحج المصري بالمدينة، فدخل خباء لبعض أهل مصر و دخلت معه، فلما سلم على صاحب الخباء قام له وقبل يديه وبالغ في اكرامه ، فقال له: مرادي تأخذ الشيخ أحمد ووالدته معك الى مصر، وكانت الجمال في تلك السنة عزيزة لكثرة الموت بها و الكراء متعسر، فامتثل أمره، فقال له: كم تحسب عليه؟ فقال يا سيدي مهما تريد، فقال كذا وكذا، فأجاب بالقبول لذلك ودفع غالب الكراء من عنده، وقال له: قم اذهب هات والدتك ومتاعك، فقمت وهو جالس عنده و أتيت بهما، وشرط عليه أن أدفع اليه بقية الكراء بعد وصولنا الى مصر، فقبل ذلك وقرأ الفاتحة وأوصاه بي خيراً ، وقام من عنده فذهبت معه، فلما وصلنا الى المسجد قال: ادخل اسبقني، فدخلت وانتظرته حين حضرت الصلاة فلم أره، وكررت الطلب عليه فلم أجده، فرجعت الى الرجل الذي استأجر لي معه فسألته عنه و أين مكانه؟ فقال : اني لا أعرفه ولم أره قبل اليوم، ولكني

لمادخل عليّ حصل لي من الخوف والهيبة منه مالم يحصل لي قط في عمري، ثم رجعت وكررت الطلب فلم تقع عيني عليه، فذهبت لشيخنا صفي الدين أحمد القشاشي رضي الله عنه وأخبرته عنه، فقال: هذه روحانية السيد حمزة بن عبدالمطلب رضي الله عنهما تجسدت لك ورجعت الى صاحبي الذي استأجر لي معه، وتوجهت معه صحبة الحاج الى مصر، ورأيت من المودة والاكرام وحسن الخلق مالم أجده من مثله في سفر ولا حضر، كل ذلك ببركة سيدنا حمزة رضي الله عنه ونفعنا به والحمد لله على ذلك. انتهى ماذكره الحموي في نتائجه.

قال البرزنجي: ومن نجداتهم ماحدثني به الشيخ محمد بن المرحوم عبدالطيف التمام المالكي المدني عن والده أنه قال: ذهب الشيخ سعيد بن القطب الرباني الملا ابراهيم الكردي الى زيارة سيد الشهداء حمزة عم النبي صلى الله عليه وسلم و رضي الله عنه قبل الزيارة المعهودة لاهل المدينة في ثاني عشر شهر رجب، وكان كثيراً مايادر بالسير اليها ويستمر ثم الى ثاني عشر، قال: فذهبنا معه في بعض السنين وجلسنا في ديوان السنود، ولما أرخى الليل ستوره نام الرفقاء وقعدت أحرسهم، فرأيت فارساً يطوف بالمكان الذي نحن فيه مرات، فتكاسلت عن النهوض اليه، ثم قلت في نفسي: الى متى حتى يقصدك، فقمت اليه فقلت له: من أنت؟ فقال: مالك ولهذا؟ تنزل في حماي وتؤذيني، يعني بسهرك وحراستك، وأنا لاأزال أحرسكم؟ أنا حمزة بن عبد المطلب، ثم غاب عن عيني رضي الله عنه وعن الصحابة أجمعين.[٣٣]

حضرت سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ ﷜ کی کرامات

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں: حمزہ جنابت کی حالت میں شہید ہوئے اس پر نبی ﷺ نے فرمایا:

''ان کو فرشتوں نے غسل دیا۔''

اسی طرح ابن سعد نے حضرت حسن ﷜ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حمزہ کو غسل دے رہے ہیں۔''

بیہقی نے واقدی سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے حمزہ ﷜ کی قبر شریف کی زیارت کی اور عرض کیا۔

السلام علیک یا عم رسول اللہ (ﷺ)۔ اے رسول اللہ ﷺ کے چچا آپ کو سلام میں نے اس کا جواب ان الفاظ میں سنا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

عارف باللہ سیدی شیخ محمود کردی شیبانی نزیل مدینہ منورہ کی کتاب ''الباقیات الصالحات'' میں، میں نے پڑھا کہ موصوف (مؤلف کتاب) نے سیدنا حمزہ ﷜ کے مزار کی زیارت کی۔ جب انہوں نے سلام عرض کیا تو اس کا جواب قبر سے آیا اور انہوں نے قطعی اور یقینی طور سے سلام کا جواب سنا۔

سیدنا حمزہ ﷜ نے مزید ان کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے کا نام میرے نام پر رکھنا، جب ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام ''حمزہ'' رکھا۔

اس کتاب میں اس کا بھی ذکر ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں مواجھہ شریفہ میں سلام عرض کیا، حضور ﷺ نے آپ کے سلام کا جواب دیا، انہوں نے ایسا قطعی طور

سے سنا جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

سیدی شیخ عبد الغنی نابلسی "شرح صلاۃ الغوث الجیلانی" میں رقم ہیں کہ ۱۱۰۵ھ میں شیخ محمود کردی سے مدینہ طیبہ میں ان کی ملاقات ہوئی انہوں نے ان (نابلسی) کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور ان کی قدر افزائی کی، پھر انہوں نے تفصیل سے بتایا کہ نبی ﷺ سے ان کی ملاقات عالم بیداری میں بارہا ہوئی ہے، شیخ نابلسی نے علامات کی روشنی میں شیخ محمود کردی کی صداقت کی تصدیق کی۔ عالم بیداری اور عالم خواب میں زیارت نبی ﷺ کے موضوع پر میں نے اپنی کتاب "سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین" میں تفصیل سے گفتگو کی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس موضوع پر اتنی تفصیلات کسی اور کتاب میں نہ مل سکیں گیں۔

سید جعفر بن حسن برزنجی مدنی اپنی کتاب "جالیۃ الکرب باصحاب سید العجم و العرب ﷺ" میں فرماتے ہیں اسماء اہل بدر و اہل احد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے استغاثہ و استمداد سے متعلق بعض واقعات حموی نے اپنی کتاب "نتائج الارتحال والسفر فی اخبار اھل القرن الحادی عشر" میں علامہ ابن عبد الغنی نابلسی کے حالات میں قلمبند کیے ہیں یہ شخصیت شریعت وطریقت کی جامع تھی نام نامی شیخ احمد بن محمد دمیاطی ہے، ۱۱۱۷ھ ماہ محرم میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، یہ بیان کرتے ہیں:

ایک سال میں نے اپنی والدہ کے ساتھ حج کیا، یہ قحط کا سال تھا، میرے ساتھ دو اونٹ تھے جنھیں میں نے مصر سے خریدا تھا انہیں پر ہم نے حج کیا، بعد حج جب ہم مدینہ طیبہ پہونچے یہ دونوں اونٹ مدینہ طیبہ میں مر گئے، ہمارے پاس پیسے نہ تھے کہ کوئی اور اونٹ خریدتے یا کرایہ پر لیتے، مجھے کچھ پریشانی لاحق ہوئی، میں اپنے شیخ صفی الدین قشاشی قدس سرہ کے پاس گیا اور ان کو اپنے حال سے آگاہ کیا۔ میرے پاس وسائل سفر نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اس کی کوئی سبیل پیدا نہ کردے اس وقت تک میں نے یہیں مدینہ طیبہ میں اقامت کا ارادہ کرلیا ہے، شیخ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا:

تم ابھی سیدنا حمزہ ﷺ عم سیدنا محمد ﷺ کے مزار پر جاؤ، اور جو ہوسکے قرآن کی

تلاوت کرو اور جس طرح مجھ سے تم نے اپنا حال بیان کیا ہے اسی طرح تفصیل کے ساتھ ان کی قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر عرض حال کرنا، میں نے ان کے حکم پر عمل کیا، اور فوراً ان کے مزار پر حاضر ہوا، چاشت کا وقت تھا، جو ہو سکا میں نے قرآن کی تلاوت کی اور جس طرح ہمارے شیخ نے عرض حال کرنے کا حکم دیا تھا اس طرح عرض حال کیا اور ظہر سے پہلے واپس آیا، باب الرحمتہ کے وضوخانہ میں گیا اور وضو کر کے حرم میں داخل ہوا، اسی وقت میری والدہ نے بتایا کہ یہاں ایک شخص تمہارے بارے میں پوچھ رہا تھا تم ان کے پاس جاؤ، میں نے والدہ سے پوچھا وہ کہاں ہیں، انہوں نے بتایا، حرم کے آخری حصوں میں ان کو دیکھو، میں گیا، جب میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ یہ ایک باوقار سفید ریش شخصیت ہیں، انہوں نے فرمایا، مرحبا، شیخ احمد! میں نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ انہوں نے فرمایا، اب مصر کے سفر پر روانہ ہو جاؤ، میں نے عرض کیا، کس کے ساتھ سفر کروں؟

انہوں نے فرمایا:

تم میرے ساتھ چلو، کسی کے ساتھ سفر کا انتظام کر دوں گا۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا پھر ہم مدینہ طیبہ کے مصری حجاج کے اسٹیشن المناخہ پہونچے، وہاں وہ ایک مصری کے خیمہ میں داخل ہوئے، ان کے ساتھ میں بھی تھا، جب انہوں نے صاحب خیمہ کو سلام کیا وہ ان کے لئے کھڑا ہو گیا ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور بڑی تعظیم و تکریم کی، آپ نے اس سے کہا، میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ تم شیخ احمد اور ان کی والدہ کو اپنے ساتھ مصر لے جاؤ، اونٹوں کی کثرتِ اموات کے سبب اس سال اونٹ بڑے عزیز تھے اور کرایہ پر ملنا بہت مشکل تھا، لیکن اس نے آپ کے حکم کی تعمیل کی، آپ نے اس سے پوچھا تم کیا کرایہ لوگے؟ اس نے ادب کے ساتھ کہا سیدی جو آپ فرمائیں، انہوں نے فرمایا اتنا اتنا لے لو، اس نے آپ کا فرمان قبول کر لیا، پھر انہوں نے کرایہ کی رقم کا اکثر حصہ خود ادا کر دیا، پھر انہوں نے مجھے حکم دیا، جاؤ اپنی والدہ اور سامان لیتے آؤ، میں گیا اور سیدی وہیں رہے، پھر اپنی والدہ اور سامان لے کر آیا سیدی نے اس کے ساتھ شرط کر دی کہ بقیہ کرایہ میں مصر پہونچ کر اسے دوں گا، اس نے سیدی کی یہ بات قبول کی، سیدی نے فاتحہ پڑھی اور میرے لئے اس کو

وصیت کی اور وہاں سے اٹھے میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ جب ہم حرم شریف پہونچے انہوں نے مجھے حکم دیا، تم مجھ سے پہلے حرم میں داخل ہونا میں اندر داخل ہوا اور نماز تک ان کا انتظار کیا لیکن پھر وہ مجھے نظر نہ آئے میں نے ان کو بہت تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکے، پھر میں اس صاحب خیمہ کے پاس گیا اور ان کا پتہ پوچھا، اس نے جواب دیا، میں ان کو نہیں پہچانتا اور اس سے قبل ان کو میں نے دیکھا بھی نہ تھا۔ لیکن جب وہ میرے پاس آئے اس وقت مجھ پر ایسا رعب و دبدبہ طاری ہوا جو زندگی بھر کبھی نہ ہوا تھا، پھر واپس آیا اور ان کو بہت ڈھونڈھا لیکن پھر وہ نظر نہ آئے، پھر میں اپنے شیخ صفی الدین احمد قشاشی کے پاس گیا اور واقعہ کی تفصیل بیان کی، انہوں نے فرمایا یہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی روحانیت متشکل ہو کر تمہارے سامنے آئی تھی، پھر میں اس کے پاس آیا جس سے معاملہ طے ہوا تھا اور حاجیوں کی صحبت میں اس کے ساتھ مصر روانہ ہوا اثناء سفر ہمارے ساتھ اس نے جس حسن اخلاق اور محبت و احترام کا ثبوت دیا اس طرح کا اعزاز مجھے کبھی بھی نہ ملا، نہ سفر میں نہ حضر میں اور یہ سب کچھ ملا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی برکت سے الحمد للہ! حموی نے "نتائج" میں یہ ساری تفصیل ذکر کی ہے۔ برزنجی نے مزید رقم فرمایا: امداد و اعانت کی قبیل سے یہ واقعہ بھی ہے، شیخ محمد بن مرحوم عبد اللطیف التمام مالکی مدنی نے اپنے والد سے نقل کیا: شیخ سعید بن قطب ربانی ملا ابراہیم کردی سید الشہداء عم نبی (ﷺ) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے گئے، اہل مدینہ کا دستور تھا کہ ۱۲ رجب کو "سیدنا" کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ شیخ کی زیارت اس تاریخ سے قبل ہوئی ان کا مزاج تھا کہ کثرت سے "سیدنا" کی زیارت کے لئے جایا کرتے اور ۱۲ رجب تک یہ سلسلہ رہتا، ایک سال ہم ان کے ساتھ زیارت کے لئے گئے اور "دیوان السنود" (سندھیوں کے دیوان) میں قیام کیا۔ جب رات طاری ہوئی سارے ساتھی سو گئے اور میں ان کی نگرانی کے لئے بیٹھ گیا، ایک سوار کو میں نے کئی بار دیکھا کہ اس جگہ کا چکر لگا رہا ہے جہاں ہم تھے میں اپنی سستی کے باعث ان تک نہ جا سکا، پھر میں نے اپنے جی میں کہا، آخر کب تک؟ تا آنکہ وہ خود ادھر آئیں، میں ان کی طرف بڑھا اور ان سے پوچھا آپ کون؟ انہوں نے جواب دیا تم کو اس سے کیا واسطہ؟ تم میری پناہ میں اترے ہو اور شب

بیداری اور نگرانی کے ذریعہ مجھے اذیت دیتے ہو، میں برابر تم سب کی نگرانی کر رہا ہوں،
میں حمزہ بن عبد المطلب ہوں، اور پھر وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الصحابۃ اجمعین



حقوق الطبع محفوظة لـ صلاح الساعدي Copy Right for Salah Al-Saady TEL: 0506338945 P.O. BOX: 3271	سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک	KUBUR SAIDNA HAMZAH R.A 1326H.	HZ.HAMZA EFENDIMIZIN(R.A) IN MEZARI SERIFI 1326H.	SAYDNA HAMZAH GRAVE 1326H.	مزار سيدنا حمزة رضي الله عنه ١٣٢٦هـ

سید الشہداء سیدنا حمزہ ﷛ سے حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت درجہ کی عقیدت و محبت تھی۔ اپنے شروع قیام مدینہ منورہ ہی سے آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے۔

اسی سلسلہ میں ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

''تہجد سے پہلے فضل الرحمٰن کی والدہ پراٹھا پکا کر کے اس کو ایک تھالی میں رکھ کر مزید گھی اور شہد ڈال کر چوری بنا دیتیں۔ فقیر کھا کر حرم پاک حاضری کو چل دیتا۔ اشراق کے بعد سیدنا حمزہ ﷛ کی بارگاہ میں پیدل حاضر ہوتا۔ اس وقت گاڑیاں نہ تھیں۔ گھوڑے، خچر اور اونٹ کی سواری عام میسر تھی۔ سید الشہداء ﷛ کے حضور چاشت تک حاضر رہتا، چاشت کی نماز پڑھ کر واپسی ہوتی۔ راستے میں مسجد مستراح ﷺ میں دوگانہ ادا کرتا ہوا، احباب سے ملتا ملاتا گھر آتا۔ دودھ کا پیالہ پی کر حرم شریف حدیث پاک کی خدمت کے لئے حاضر ہو جاتا۔ ظہر کی نماز کے بعد گھر آ کر تھوڑا آرام کرتا پھر عصر کے بعد سے عشاء تک حرم نبوی شریف میں حدیث شریف کی خدمت میں مصروف رہتا۔''

یاد رہے کہ حضرت قطب مدینہ قدس سرہٗ، سیدنا شریف حسین رحمۃ اللہ علیہ کے عہد تک تقریباً بارہ برس حرم نبوی شریف میں حدیث شریف کی درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔

مزید فرمایا:

''ان ایام میں علم کی یہ قدر تھی کہ حرم النبوی الشریف میں صرف علم صرف و نحو کے بیس مدارس تھے۔''

فرمایا:

''اس دور میں بھی ترکی عہد حکومت کی طرح اسلامی تہوار بڑے ذوق

وشوق اور انتہائی عقیدت مندی سے منائے جاتے تھے، اذان سے پہلے
صلاۃ وسلام پڑھا جاتا تھا، علماء ومشائخ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا
جاتا تھا۔"

پھر گھٹنوں کے شدید درد کی وجہ سے حاضریوں میں ناغہ ہونے لگا، بعد میں صرف بدھ کے دن عصر کے بعد حاضر ہوتے پھر معذوری کے سبب ہفتہ وار حاضری مہینہ میں تبدیل ہوگئی۔ آخری چند سال صرف رمضان شریف کی سترھویں تاریخ حاضری کا معمول ہی رہ گیا تھا۔ افطاری سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ہوتی اس افطاری میں اہل مدینہ منورہ، مریدین ومعتقدین کے علاوہ دنیا بھر سے آئے ہوئے علماء مشائخ اہل سنت شامل ہوتے تھے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد پر تکلف شاہانہ لنگر سے مستفید ہونے کے بعد واپسی ہوتی۔

الحمد للہ! ابھی تک یہ سلسلہ سیدی فضل الرحمٰن قادری مدنی جانشین قطب مدینہ کی سرپرستی میں جاری ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری و ساری رہے۔ آمین

ایک مرتبہ رمضان المبارک میں اسی افطاری کے موقع پر جم غفیر تھا جبل الرماۃ کے ساتھ میدان میں بہت سے قالین بچھا دیئے گئے۔

سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز جب آئے تو ایک کونے پر بیٹھ گئے دسترخوان پر طرح طرح کی نعمتیں موجود تھیں افطاری کے وقت کسی نے ایک سموسا آپ کے ہاتھ پر رکھ دیا بڑے اطمینان وفرحت کے ساتھ اس سے افطاری فرمائی۔ حضرت پیر سید حیدر حسین رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آپ کے ساتھ ہی تشریف فرما تھے، یہ منظر دیکھا تو ان کی آنکھیں نمناک ہوگئیں، احقر کو طلب کیا اور فرمایا:

"دیکھو یہ ولی اللہ کی شان ہے۔ جس کے سبب یہاں سب لوگ
قسم قسم کی نعمتیں کھا پی رہے ہیں وہ کس طرح بے نیاز بیٹھا ہے۔"

اور پھر سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ پر ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ وہ خود کیوں حضرت کی خدمت میں حاضر نہیں رہے؟ اور وہ تو اپنے والد ومرشد کے حکم کے پابند علماء ہو

مشائخ کی خدمت پر معمور تھے اور صرف ایک کھجور سے افطاری کرنے کے بعد باصرار علماء ومشائخ، نماز مغرب کی امامت کے فرائض انجام دینے لگے۔

حضرت پیر سید حیدر حسین رحمتہ اللہ علیہ کے سیدی فضل الرحمٰن قادری سے بہت ہی گہرے مراسم تھے، یک جان ودو قالب والا معاملہ تھا۔ جب سیدی فضل الرحمٰن قادری جماعت منزل (رہائش گاہ سید حیدر حسین) تشریف لے جاتے، تو پیر صاحب کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہتی، بڑی محبت سے بغل گیر ہوتے ایک دوسرے کے ہاتھ چومتے، پیر صاحب لیٹ جاتے اور فرماتے:

"لو! مولانا ایک مرتبہ میرے سینے پر پاؤں رکھ دو۔"

اور تکرار فرماتے جاتے، اور آپ پیر صاحب کے پاؤں کو چھوتے حضرت سیدی و مرشدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت پیر صاحب سے بہت خوش تھے فرمایا کرتے:

"سید حیدر حسین معاملے کے بہت درست ہیں۔ جس قدر کوئی معاملہ کا درست ہوگا، اتنا ہی دین میں درست ہوگا الدین معاملہ۔"

حضرت سراج العلماء ضیاء الملت والدین قدس اللہ سرہٗ نے اپنے شروع ایام مدینہ منورہ کا ایک واقعہ اس طرح بیان فرمایا:

"فقیر کے مدینہ طیبہ کے شروع ایام میں، اس وقت بقیع شریف کی پچھلی طرف (مشرقی جانب) مقام القرین میں رہتا تھا۔ (اب یہ علاقہ بقیع شریف میں شامل ہوگیا ہے۔ ان دنوں اس محلہ میں اکثر علماء ومشائخ کا ہی قیام تھا۔) میرے گھر میں چوری ہوگئی، چور گھر کا بالکل صفایا کر گئے، پانی پینے کے لئے پیالہ تک بھی نہ چھوڑا۔ میرا ایک دوست محمد بن صالح بن عبد المصطفےٰ ابراہیم مسعودی تھا۔ اس کے پاس معقول رقم جمع تھی، وہ لے آیا اور کہا، بھائی یہ کل رقم ہے، اس میں سے آدھی تمہاری اور آدھی میری ہے۔ اس رقم سے گھر کی ضروریات کا سارا سامان خرید ا، کچھ رقم بچ بھی رہی، ابھی ایک ہفتہ بھی نہ ہوا تھا کہ پھر گھر کا صفایا ہو

گیا۔ وہی میرا ساتھی پھر رقم لے آیا اور کہا اس آدھی رقم میں سے آدھی آپ کی اور باقی میرے لئے ہے۔ اور مجبور کر کے رقم چھوڑ گئے۔ پھر گھر کی ضروریات پوری کیں مگر چند دن کے بعد ہی پھر تیسری مرتبہ ویسا ہی ہوا۔ میرا وہ دوست پھر رقم لے آیا اور پہلے کی طرح مجھے پیش کی مگر میں نے لینے سے انکار کر دیا جب اس کا اصرار بڑھا تو فقیر نے کہا، یہ لے جاؤ اور جب تک میں نہ بلاؤں دوبارہ میرے پاس نہ آنا۔ اس کو مجبوراً جانا پڑا، پھر محتاجی کی اتنی تکلیف تھی کہ ایک دفعہ تقریباً سات دن ہو گئے، کوئی چیز کھانے کی نہیں کھائی۔ وجود بے حد کمزور ہو گیا، کہ حرم شریف میں بھی نہیں جا، آ سکتا تھا تو ایک شخص جو نہایت وجیہ تھا میرے پاس آیا، تین تھیلے لے کر جو مشکیزے چمڑے کے ہوتے ہیں۔ جن کو قربہ کہتے ہیں۔ ایک مشکیزہ بڑا، اس میں آٹا بھرا ہوا تھا۔ اور ایک چھوٹے مشکیزے میں گھی بھرا ہوا تھا، دوسرا چھوٹا مشکیزا اس میں شہد بھرا ہوا تھا۔ وہ لا کر کے میرے پاس رکھے، کہا کہ بھائی میں مسافر ہوں مجھے روٹی پکا دو تو تمہاری بڑی مہربانی ہوگی۔ میں آگے ہی کمزور اور تکلیف میں پڑا ہوا تھا، سامنے کونے میں زیر (پانی کا چھوٹا مٹکا) رکھی ہوئی تھی، اتنی بھی ہمت نہ تھی کہ وہاں سے پانی بھی پی سکوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے ان کو مرحبا کہا۔ کہ بہت اچھا، انہوں نے آٹا نکال کر دیا فقیر نے گوندھنا شروع کیا، جب روٹی توے پر پکانی شروع کی، تو انہوں نے کہا میں بازار سے کوئی سامان لے کر آتا ہوں۔ خیر میں روٹی پکاتا رہا، روٹیاں پک کر تیار ہو گئیں۔ اتنے میں وہ بازار سے واپس آ گئے، ان دنوں میں حقہ بھی پیا کرتا تھا اور سگریٹ وغیرہ بھی پیا کرتا تھا۔ وہ سگریٹ اور تمباکو بھی لے کر آئے۔ اور دیگر سامان کے علاوہ، شکر اور چائے کے دو ڈبے بھی لائے،

رکھتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

"یا شیخ ھذا کل من اللہ لک"

یا شیخ یہ سب اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ہے۔

اور خود فوراً نکل گئے۔ اب میں پیچھے گیا، کہ دیکھوں یہ کون ہیں۔ باہر ہر طرف دیکھا مگر کوئی نظر نہیں آیا۔ اس کے بعد کھانے پینے کے معاملہ میں مجھے کبھی بھی کوئی تنگی، تکلیف نہیں ہوئی۔ بلکہ چار، دس آدمی کھا کر ہی جاتے ہیں، کسی کے ہاں کھانے کو نہیں جاتا، اللہ ﷻ کا یہ فضل ہے۔"

پھر سیدی و مرشدی قدس سرہٗ نے فرمایا:

"میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی، کہ یہ سیدنا حمزہ عم النبی (ﷺ و رضی اللہ عنہ) ہیں۔ مدینہ منورہ میں سید الانبیاء ﷺ عالمین کے حاکم و مالک ہیں اور سید الشہداء رضی اللہ عنہ امیر۔"

فرمایا:

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بڑے صاحب کرامات ہیں۔ ایک حکایت سنی ہے کہ مکہ شریف میں ایک ترکی حج کو آیا تھا، حج کیا اس نے، حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوا تو اس کا سارا سامان اور روپے پیسے سب چوری ہو گئے، اس کے پاس کچھ نہ رہا۔ اب اس نے خیال کیا کہ میرے ترکی بھائی آرہے ہیں، کسی سے کچھ لے لوں گا اور گھر واپس جا کر ان کو دے دوں گا۔ لیکن یہ بھی اس کی طبیعت نے گوارا نہ کیا۔ اس کو کسی نے کہا جب تو اتنا خیال کرتا ہے کہ اپنے ملک کے لوگوں سے بھی اپنی حاجت کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا، یہ تو بڑی سعادت کی بات ہے، لیکن اب تو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں چلا جا، وہاں جا کر اپنے حالات بیان کر۔ اس نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی مشکلات عرض کیں، رات آئی، رات جب اندھیری ہوئی تو ایک چراغ نظر آیا۔ ایک آدمی آ کے اس کو کہتا ہے، تم اس چراغ کے

پاس چلے جاؤ، تمہارا کام جو مشکل ہے سہل ہو جائے گا۔ اور وہ چلتا چلتا اس کے پاس پہنچا، اب وہ چراغ آگے آگے جاتا ہے، یہ پیچھے پیچھے چلتا ہے، یہاں تک کہ ایک جگہ پر جا کر وہ چراغ گل ہو گیا اور وہ اس کے گھر کا دروازہ تھا، استنبول میں۔

اس طرح ایک اور حکایت بہت معروف ہے کہ ایک شخص سندھ سے حج کے لئے آیا، حج کیا اور مدینہ شریف پہنچ گیا۔ جب قافلے کی رخصت کا وقت آیا تو وہ بیمار ہو گیا تو اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر چلے گئے، بیماری طول پکڑ گئی، بیمار بھی ہے اور اخراجات بھی نہیں ہیں، کھانے کو بھی کچھ نہیں، اس حال میں پریشان تھا تو کسی شخص نے اسے اٹھایا اور سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک تک لے گیا اور اسے وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔ وہاں ہی پڑا دعا و التجا کرتا رہا۔ ابھی تیسری رات ہی ہوئی تھی تو ایک شخص آیا اسے کھلایا پلایا اور کہا، جاؤ وہ جہاں سامنے چراغ روشن ہے وہاں پہنچ، تمہارے رہنے کا وہاں انتظام ہو جائے گا۔

الغرض وہ چل پڑا، ابھی اس نے کچھ فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ ایک چھوٹا سا نالا آ گیا، جب وہ اس کو پار کر کے چراغ والے مکان پر پہنچا تو وہ اس کا اپنا گھر تھا، سندھ میں۔

حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ اتنی بڑی ذات ہیں کہ جن کی قبر مبارک پر کھڑے ہو کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں:

یا حمزۃ یا کاشف الکربات، یا حمزۃ یا حلّل المشکلات، یا حمزۃ یا ذابا عن وجہ رسول اللہ (ﷺ)، یا حمزۃ یا اسد اللہ و اسد رسول اللہ (ﷺ)۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام جن کی قبر پر یہ فرمائیں تو ہماری مصیبتوں کو دور کرنے والا ہے، تو ہماری مشکلات آسان کرنے والا ہے، تم نے ہماری جان کو بچانے کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دیا ہے تو اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہے۔

جب حضور ﷺ جا کر کے خود فرمائیں، تو پھر ان کے درجات کیا ہیں! درجے دینے والے بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔

یہاں قدیم سے یہ رواج چلا آتا ہے، وجہ تو معلوم نہیں ہوئی، کہ بدھ کے روز لوگ

عصر کے بعد جاتے ہیں، گویا جمعرات کی شام کو۔

عرض: حضور کہیں یہ شہادت کا وقت تو نہیں؟

ارشاد: شہادت تو حضرت کی دن میں ہوئی۔ پندرہ شوال کو۔

عرض: سیدی ترکی زمانہ میں آپ کی قبر شریف پر بھی قبہ تھا؟

ارشاد: بڑا عالیشان گنبد تھا، بڑی مسجد تھی، اس مسجد میں میرے خیال کے مطابق کم از کم، کم از کم پانچ ہزار آدمی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتے تھے۔ منارہ تھا اذان دینے والا۔

عرض: حضور مزار شریف کے دوسری طرف ایک کھنڈر ہے، لوگ کہتے ہیں کہ پہلے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار شریف وہاں تھا، وہاں سیلاب آجاتا تھا اس وجہ سے آپ کے جسدِ مبارک کو وہاں سے نکال کر موجودہ جگہ پر لے آئے ہیں۔

ارشاد: مگر وہ نیچی کی جگہ ہے، تھوڑے فاصلے پر، وہاں بھی گنبد بنا ہوا تھا۔ پہلے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد اللہ ابن جحش رضی اللہ عنہ اور سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تینوں جسد مبارک ایک ہی قبر میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے دفن کیے تھے، تو پانی کے سیلاب کے سبب وجود مبارک نکال کر پھر یہاں لے آئے۔ یہ عباسیہ خاندان کا زمانہ تھا۔

حضرت مجاہد اعظم کا واقعہ

ایک مرتبہ سنوسی الہند مجاہد اعظم علامہ سیدی محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری قدس اللہ سرہ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی حاضری کے سفر کی تیاری میں مصروف، روزے سے تھے، اس لئے افطاری کے لئے مکہ شریف سے کچھ فواکہ خریدے اور ایک زمزم شریف کا کین ساتھ کرلیا۔ راستے میں صحرا میں افطار کا وقت ہونے والا تھا، قریب قریب کوئی استراحہ (ریسٹورنٹ) نہ تھا صحراہی میں ویگن روک دی گئی، پلاسٹک کی چٹائیاں بچھا کر بیٹھ گئے۔

فواکہ وزمزم دیکھا تو موجود نہ پایا۔ یعنی مکہ معظمہ میں ویگن پر رکھنا ہی بھول گئے تھے۔ اتنے میں ایک گاڑی بڑی تیز رفتاری سے آکر ہمارے قریب رکی، اس میں سے ایک بڑے سباوقار و بارعب اور وجیہہ بزرگ نکلے، مجاہد ملت فوراً تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ دوسرے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے طرح طرح کے فواکہ اور زمزم کا کین رکھتے ہوئے سلام مسنون کہا اور حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

"یا شیخ کلوا واشربوا واشبعوا من رزق ما أعطا اللّٰہ"

یا شیخ اللّٰہ کے عطا کردہ رزق میں سے خوب کھاؤ پیو۔

اور فوراً سلام کہتے ہوئے گاڑی میں سوار ہو کر چل دیے۔ سیدی مجاہد ملت قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور کچھ دیر تک گریہ طاری رہا، آپ بار بار فرماتے:

"حبیب الرحمٰن تم نے صبر کیوں نہ کیا؟ حبیب الرحمٰن تم نے صبر کیوں نہ کیا؟"

سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز ارشاد فرمایا کرتے تھے، سید الشہداء رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے بعد عند اللہ سید الشفعاء، اسد اللہ، اسد الرسول (ﷺ) ہیں۔ اہل مدینہ کا قدیم سے یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ جب کسی پر کوئی مصیبت پڑتی، یا کوئی مشکل میں گھر جاتا تو سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں فریاد لے کر حاضر ہو جاتا ہے۔ اور یوں عرض کرتا ہے، اے نبی کریم (ﷺ) کے محبوب چچا، میں اس حالت میں گرفتار ہوں اپنے رؤف و رحیم بھتیجے (ﷺ) کی بارگاہ میں میری سفارش فرمائیں، تاکہ مجھ سے میری مصیبت دور ہو جائے، مشکل حل ہو جائے اور پھر سیدھے حرم نبوی شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر التجا کرتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ کے فضل و کرم سے مشکل حل ہو جاتی ہے۔

اور ایک ذاتی واقعہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

فقیر کی ایک عزیزہ کی اراضی بمعہ کنواں، جس پر چند بااثر افراد نے قبضہ کر لیا تھا۔

انہوں نے قاضی کے ہاں مقدمہ دائر کیا۔ مدعا علیہم نے یہ موقف اختیار کیا کہ یہ خاتون جس شخص کے سبب سے مالک بنتی ہے، وہ اس کو طلاق دے چکا تھا، اور جھوٹا طلاق نامہ پیش کیا، جس پر دو گواہوں کے دستخط بھی تھے۔ اس کی تردید ایک کٹھن مرحلہ تھا۔ تمام متعلقین متفکر تھے، مگر کوئی راہ نہ نکلی تھی۔ انہی ایام میں فقیر سید الشہداء ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے جا رہا تھا۔ راستہ میں مسجد مستراح سے پچھے آگے، ایک جاننے والا ملا، سلام کے بعد کہنے لگا شیخ میرے گھر چلیں، ایک کپ چائے کا پی لیں۔ فقیر نے کہا، میں سید الشہداء ﷺ کی زیارت کو جا رہا ہوں۔ کبھی دوسری مرتبہ سہی تو اس نے با اصرار کہا، واپسی پر تشریف لائیں۔ میں نے انشاء اللہ تعالیٰ بولا، اس نے کہا آپ واپسی پر مجھے یہیں منتظر پائیں گے۔ واپسی پر اسے راستے میں ہی موجود پایا، اس کے ساتھ اس کے گھر پہنچا، مجھے کمرہ میں بیٹھا کر چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک تھیلا لے آیا، کہنے لگا اس میں میرے والد، اللہ رحمہ کے کاغذات ہیں، آپ جانتے ہیں میں پڑھا لکھا نہیں ہوں، چاہئے آنے تک ان کو ملاحظہ کر لیں، اگر کچھ کام کے ہوں تو سنبھال لوں۔

تھیلے سے کاغذات نکالتے ہی سب سے پہلے جس کاغذ پر میری نظر پڑی وہ دو گواہوں کے بیانات کی محکمہ سے مصدقہ نقل تھی۔ ان بیانات میں میری عزیزہ کو اسی شخص کی زوجہ تسلیم کیا تھا جس کو متعلقہ قرار دینے کے طلاق نامہ پر بطور شاہد انہی دونوں کے دستخط کئے ہوئے تھے۔ اور یہ بیانات طلاق نامہ والی تاریخ کے بعد دیئے گئے تھے۔ اس سبب وہ طلاق نامہ جھوٹا ثابت ہوا اور حق والے کو حق مل گیا۔

جبل عینین

عرض: سیدی وہ گھاٹی جس پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو متعین کیا تھا وہ کس جگہ پر واقع ہے۔ کیا جبل احد کے ساتھ تھی؟

ارشاد: وہ جبل احد کے ساتھ نہیں تھی، جہاں اب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے، اس سے پہلے، جاتے ہوئے دائیں ہاتھ کو ایک ٹھیکری ہے، جس کے اوپر بہت مکان بنے ہوئے ہیں۔ اس کا نام ہے جبل عینین، قدیم نام ہے، یعنی دو آنکھوں والا پہاڑ، اس کے اوپر تیر انداز بیٹھ جائیں تو اِدھر بھی مار کر سکتے ہیں اور اُدھر بھی مار کر سکتے ہیں۔ تو اس کے اوپر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے چالیس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بٹھایا اور فرمایا کہ تم لوگ پہاڑ سے نیچے نہیں اترنا، یہ نہیں خیال کرنا کہ ہم جیت گئے ہیں۔ جب ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا کہ فتح ہو گئی ہے اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم غنیمت کا مال جمع کر رہے ہیں، ان کو بھی شوق آیا، یہ بھی پہاڑ کو چھوڑ کر نیچے اتر گئے۔ جب پہاڑ کو چھوڑ گئے تو ادھر سے سیدنا خالد بن ولید جو اس وقت کفار و مشرکین مکہ کے ساتھ تھے، انہوں نے دیکھا کہ صحابہ نے پہاڑ کو چھوڑ دیا ہے تو پھر انہوں نے دوبارہ حملہ کیا، دوبارہ حملہ کرنے سے ستر (۷۰) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شہید ہوئے، نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک بھی زخمی ہوئے، یہ سب ہوا، فقط حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نافرمانی پر۔ ۲۔۱۱۔۱



Copy Right for Salah Al-Saady	شہدائے احد	SYUHADA UHUD 1326H	UHUT SEHITLERI 1326H	SHOHDA UHOD 1326H	شهداء احد بالمدينة المنورة ١٣٢٦هـ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

خطابِ قطب مدینہ

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی

قطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا



حجرہ مقدسہ میں استعمال ہونے والے جھاڑو کا عکس

جناب شوکت حسین رضوی مدظلہ (کراچی) نے مکتوب بنام راقم الحرف میں اس طرح بیان فرمایا:

فقیر کو حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب ﷫ مفتی اعظم ہند سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف سے شرف بیعت حاصل ہے۔ اور حضرت علامہ الحاج الشاہ مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں نبیرۂ اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرزند نسبتی کا شرف حاصل ہے۔

۱۳۷۷ھ/۱۹۳۹ء میں حضرت جیلانی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدینہ منورہ حاضری ہوئی واپسی بریلی شریف اپنے دولت کدہ پر یہ واقعہ سنایا۔ فرماتے تھے:

"فقیر حضور سرکار ابد قرار ﷺ کے دیار پاک مدینہ منورہ میں حاضر تھا ایک دن، حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی (﷫) کے در دولت پر حاضری دی، اس کے بعد حضور سرکار دو عالم ﷺ کے مواجہہ شریف میں حاضر ہوا، اور دعا کی کہ حضور ﷺ آپ کے کرم سے مدینہ طیبہ کے قطب سے ملاقات ہو جائے۔

فقیر حاضری کے بعد قیام گاہ پر پہنچا تو دیکھا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدظلہ العالی (﷫) تشریف لے آئے حضرت بہت کم گھر سے نکلتے ہیں، فقیر نے ایک دم دیکھ کر تعجب کیا۔ عرض کیا حضرت ابھی تو آپ سے ملاقات ہوئی تھی، پھر ایک دم کیسے تشریف آوری ہوئی؟ فرمایا میرے دل میں اچانک خیال پیدا ہوا کہ آپ سے ملاقات کروں، کیونکہ آپ نے طلب فرمایا ہے، اور خاموش ہو گئے۔ ادھر سرکار ﷺ کے دربار میں عرض کیا اور ادھر حضرت قطب مدینہ منورہ سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت مولانا ضیاء الدین مدینہ پاک کے قطب ہیں۔ مزید فرمایا جن کے خلیفہ کی یہ شان ہو کہ مدینہ پاک میں قطب ہوں، ان کے پیر و مرشد سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ﷫ کا سرکار دو عالم ﷺ میں قرب کا کیا مقام و

حال ہوگا۔"

اس واقعہ سے حضرت مولانا الشاہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں اور حضرت قطب مدینہ مولانا سیدی ضیاء الدین احمد قادری مدظلہ، دونوں بزرگوں کے مقامات و مراتب کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت علامہ شاہ محمد ابراہیم رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ مفتیٔ اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت سیدی مصطفیٰ رضا خاں نوری، حضرت خواجہ محمد محمود تونسوی، حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی، سیدی امین کتبی قطب مکہ مکرمہ، حضرت علامہ نور سیف بن حلال، حضرت علامہ سید علوی عباس الحسنی المالکی محدث کبیر مکہ مکرمہ، حضرت ابوالمساکین علامہ ضیاء الدین پیلی بھیتی، حضرت علامہ حشمت علی خاں لکھنوی، سیدی مجاہد اعظم علامہ محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری، حضرت علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری مفتیٔ اعظم پاکستان، حضرت غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی، سیدی السید سلیمان اسمٰعیل الواعظ مدنی نقیب حضرۃ جیلانیہ، السید الشریف تاج الدین ابن امام القدوہ حافظ الحدیث الشیخ بدرالدین المغربی الدمشقی، حضرت علامہ حافظ خیر محمد سندھی مدنی، حضرت شیخ محمد سامی افندی، حضرت علامہ محمد سردار احمد محدث اعظم پاکستان، حضرت علامہ عبدالحیٔ بن عبدالکبیر الکتانی، قاسم بن احمد القیسی البغدادی الحنفی، ابراہیم بن محمد بن ابراہیم القلانجی الدمشقی، حضرت علامہ سعد اللہ الحریری الدمشقی، حضرت علامہ عبدالکریم مدرس و خطیب حضرۃ جیلانیہ۔ حضرت شیخ محمد نمر خطیب مدنی، حضرت شیخ عبدالقادر سقاف قطب جدہ و دیگر علماء و مشائخ نے بھی شیخ الاسلام حضرت علامہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی رضی اللہ عنہ کو قطب مدینہ کے خطاب سے ذکر فرماتے رہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



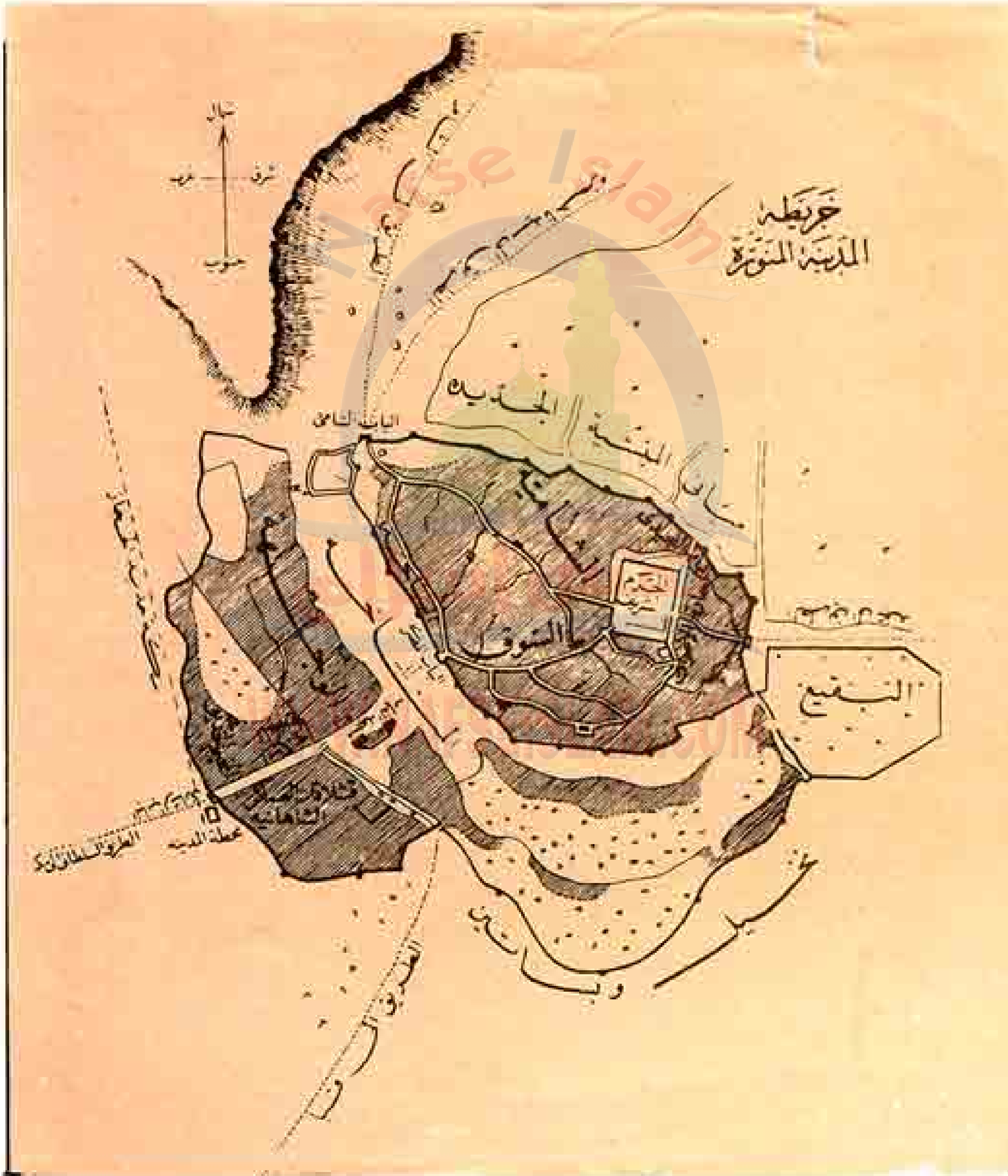
ھوالقادر

سندات دستخط و مواھیر



حضرت سیدی قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری
رحمتہ اللہ علیہ کے زیر استعمال رہنے والے
عصا کا عکس

سندات، دستخط اور موہیر کے عکوس جو حضرت شیخ الاسلام ضیاء الملت والدین سیدی ضیاء الدین احمد القادری مہاجر مدنی قدس سرہ العزیز مختلف اوقات میں استعمال فرماتے رہے۔



مخطط قديم للمدينة

سند سلسلہ قادریہ منوریہ معمریہ اشرفیہ

جو حضرت زبدۃ الاصفیا سراج الاولیا سید ابو محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی زیب سجادہ کچھوچھ شریف کو حاصل ہوئی

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد اشرف الانبیاء وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین اما بعد فیقول الفقیر سید ابو احمد المدعو محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی زاد اللہ عمرہ فقیر کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت جناب شاہ محمد امیر کابلی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت حاصل ہوئی جنکی عمر ایک سو تیس ۱۳۰ برس کی تھی اور انکے مرشد حضرت شاہ عبدالکریم عرف ملا اخون فقیر را میجری رحمۃ اللہ علیہ تھے جنکی عمر شریف ایک سو تیس برس کی تھی اور انکو حضرت شیخ شاہ منور الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت تھی جنکی عمر ایک سو پچاس برس کی تھی۔ اور آپ کو خلافت و ارشاد بذریعہ حضرت شاہ دولہ گجراتی پنجابی رحمۃ اللہ علیہ جناب غوث پاک سے عطا ہوئی اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا سن شریف ۹۰ برس کا تھا اور جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مرشد خواجہ ابی سعید مبارک المخزومی رحمۃ اللہ علیہ اور انکے پیر خواجہ ابو الحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ اور انکو نسبت حضرت خواجہ ابو الفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ سے انکو خواجہ عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ سے انکو خواجہ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے انکو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے انکو حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے انکو حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے انکو حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام سے انکو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے انکو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انکو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے انکو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے انکو حضرت امام حسین علیہ السلام سے ان کو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے انکو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے۔

شجرہ منظوم

یا الٰہی مصطفےٰ و مرتضےٰ کے واسطے	اور حسین و حضرت زین العبا کے واسطے
باقر و جعفر و کاظم اور رضا کے واسطے	کرخی و سقطی جنید پارسا کے واسطے
واسطے بو بکر شبلی اور تمیم و بو الفرح	بو الحسن اور بو سعید با صفا کے واسطے
غوث اعظم شاہ دولہ اور منور کیلئے	شاہ اخون و امیر بے ریا کے واسطے
سید ابو احمد علی کے صدقے اے کریم	بخشدے جرم و خطا بہر عطا کے واسطے

تاریخ غرہ ذی الحجۃ الحرام روز دو شنبہ سنہ ۱۳۲۵ ہجریہ

نام جو داخل سلسلہ ہوا۔ جناب مولانا الشیخ ضیاء الدین احمد القادری مدنی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی ایقظ من اختاره من عباده لخدمته وصلی الله تعالی علی سیدنا
محمد وآله وصحبه وعترته وسلم تسلیما کثیرا **أما بعد** قال الله تعالی یا ایها الناس
انتم الفقراء الی الله وقال صلی الله تعالی علیه وسلم الفقر فخری وبه افتخر و
سبب تسطیرها هو ان الرجل الصالح والزاهد القادح المقبل علی مولاه المعرض عن
سواه الراغب فی دار الاخرة المواظب علی الاعمال الصالحة ولدینا الروحانی
قد جاء الینا بمدینة الرسول الاعظم صلی الله تعالی علیه وسلم وزارنا
وادی بحقوق الزیارة مع الادب وتلقن منی الذکر الشریف وهو کلمة التوحید واما
سندنا فی الطریقة القادریة انا الفقیر الیه تعالی شانه الفقیر **ضیاء الدین احمد**
القادری عفی عنه فعن استاذنا ومولانا الامام قدوة العلماء والاعلام شمس الاسلام
العارف بالله الغازی فی سبیل الله المحفوف بالطف لقدس سره السید احمد الشریف
السنوسی وهو عن استاذه الامام السید محمد المهدی وعن والده واستاذه السید محمد
بن علی السنوسی وعن السید الشریف عبد العزیز نزیل الجنة المعمر البرکة ستمائة و
عشرین سنة وهو عن سیدنا السید عبد الرزاق وهو عن ابیه وشیخه غوث الاعظم
شیخ الطریقة ومعدن الشریعة والحقیقة السیدنا السید الشیخ **عبد القادر جیلانی**
رضی الله تعالی عنه وعنهم اجمعین وبعد ان لقنته کلمة التوحید واجزته بتلاوتها
عقب کل فریضة مائة وستة وستین مرة وفی سائر الاوقات حسب ما یتیسر له فمن
نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیوتیه اجرا عظیما وصلی الله
تعالی علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه وابنه اجمعین والحمد لله رب العلمین۔

کتبه الفقیر
ضیاء الدین احمد القادری عفی عنه
فی مدینة المنورة الف الف الصلوة
والسلام علی منورها سنة

سند

التفسير والحديث والسلوك من السدة العالية القادرية الرضوية المنورية الشاذلية السنوسية بالمدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم

وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه وابنه وحزبه وبارك وسلم

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

هو القادر

الحمد لله والصلاة والسلام علی خاتم الانبیاء
والمرسلین سیدنا ونبینا ومولانا محمد صلی
الله علیه وسلم وبعد فقد طلب منی الابن
الصالح المولوی محمد عارف ضیائی الاجازة لقراءة
دلائل الخیرات والبردة الشریفة فاجزته
لقراءتهما ابتغاء ثواب الله ورضوانه واوصیته
بالمواظبة علیهما ولو قلیلا لنیل الخیرات
والبرکات وطلبت منه ان لا ینسانی
من الدعا لی ولاولادی والله ولی التوفیق

الفقیر الیه سبحانه

بامر سیدی الوالد الحضرت
فی ٦ ذا الحجة الحرام ۱۳۹۲ [illegible]
تعلم فضل الرحمن [illegible]







تذکرہ علمای ہند

جسنا دکتابی رو کش جام جہان نما کہ شکل احوال اکثر علما

بمنصہ شہود جلوہ گر شدہ

مصنفہ

عالم المعی فاضل لوذعی محقق بی مثال حضرت رحمان علی صاحب

ممبر کونسل مقام ریوان حسب ایمای مصنف ممدوح

بار اول

در مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ طبع گردید

سنہ ۱۸۹۴ ع



بسم اللہ الرحمن الرحیم



ھوالقادر

عادات

و

خصائل



حضور قطب مدینہ ﷺ کے زیر استعمال گلاس کی تصویر



حضور قطب مدینہ ﷺ کے زیر استعمال چمڑے کے موزے کی تصویر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

مصطفےٰ (ﷺ) جان رحمت پہ لاکھوں سلام

قدوۃ الصالحین حضرت ضیاء الملت والدین شیخ العرب والعجم قدس سرہٗ ایک جامع صفات شخصیت تھے۔ صوفی باصفا، محدث، مفسر، فقیہ، محقق و متبحر عالم دین، تاریخ پر عمیق نظر رکھنے والے اور حالات حاضرہ سے باخبر، نہایت وسیع المطالعہ، گویا ایسے بحر تھے جس کا کوئی ساحل نہیں۔ نہ صرف یہ کہ آپ نے ظاہر کو باطن کا مکمل طور پر تابع بنا رکھا تھا، بلکہ آپ کی خلوت، جلوت سے احسن تر تھی۔ آپ کے دست مبارک پر لاکھوں مسلمانوں نے شرف بیعت سے مشرف ہوتے ہوئے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں منسلک ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ کا سلسلہ رہبران شریعت و سالکان طریقت و عارفان حقیقت اور اخیار و ابرار اور نقباء و نجباء کے لئے سراج وہاج اور مژگان عشق کے لئے بحر زخار تھا۔ آپ جامع فضل و کمال ہونے کے باوجود، اپنے حالات و اقوال احاطۂ تحریر میں لانا پسند نہیں فرماتے تھے۔

فرمایا کرتے تھے:

"خمول میں نجات ہے، ظہور میں فساد ہے۔"

ہمیشہ یاد خدا میں مستغرق رہتے، شب بیدار عبادت گزار بزرگ تھے۔ تہجد، اشراق، ضحیٰ اور اوابین کی نمازیں بڑی پابندی سے ادا فرماتے تھے۔ اس پیرانہ سالی میں بھی ایام بیض (چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخیں) اور ایام مظللۃ (پیر اور جمعرات کے دن)

کھانا ہر آنے والے کو اصرار اشریک فرماتے۔ رات کی مجلس میں نعت رسول (ﷺ) کا عالم بھی کچھ اور ہوتا۔ پھر صلوٰۃ وسلام اور دعا کے بعد تقسیم لنگر دربار ضیائی کا بڑا دلنواز منظر تھا۔ جو روزانہ دیکھنے میں آتا۔ کیف وسرور کی اس مجلس میں شریک ہونیوالے "ایک بار دیکھا ہے اور دوسری بار دیکھنے کی ہوس" دلوں میں لے کر رخصت ہو جاتے۔

مریدین مخلصین کی اصلاح ہر وقت پیش نظر ہوتی۔ نماز پنجگانہ کی تاکید فرماتے۔ طہارت قلب ونظر کی تلقین کرتے۔ عقائد واعمال کی تصحیح پر زور دیتے۔ مخلصین علماء اہل محبت کی قدر کرتے۔ افتراق وانتشار سے ہمیشہ الگ رہنے کی تاکید فرماتے۔ ہر شخص کو اس کے فرائض کی انجام دہی کی ہدایت کرتے۔ صبر وشکر کے کلمات ہمیشہ آپ کی زبان پر ہوتے۔ آپ مدینۃ الرسول (ﷺ) میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے نقش قدم اور امام بوصیری کی راہ پر گامزن اور حضرت جامی کا سرور لئے مست وسرشار اور اپنے شیخ کامل امام احمد رضا بریلوی قدس اللہ سرہٗ کے مسلک کی یادگار تھے۔ طریقت کا ہر خانوادہ آپ سے مانوس تھا۔ آپ مذہب حق اہل سنت وجماعت کے اعلم العلماء شیخ المشائخ تھے۔ [۱۲۷]

ذوق نعت

حضرت سیدی رضی اللہ عنہ گفتگو بہت کم فرماتے تھے۔ مجلس میں کسی عالم کی موجودگی میں اگر کوئی صاحب مسئلہ دریافت کرتے تو آپ سکوت اختیار فرمائے رہتے اگر محفل میں موجود عالم دین مسئلہ نہ بیان کرتے تو حضرت سیدی ارشاد فرمادیتے۔

عربی، فارسی، اردو، پنجابی، ترکی، کردی، شلحیلی اور تمروتی میں مہارت رکھتے تھے، تھوڑی بہت انگریزی بھی جانتے تھے۔

بعض اوقات آیات شریفہ، احادیث مبارکہ، اکابر اسلام کے اقوال اور مشکل اشعار واصطلاحات تصوف کے معنی سمجھاتے تو اسرار ورموز کے دریا بہا دیتے، اس وقت مجلس مبارک میں حاضر علماء کرام ومشائخ عظام حیران رہ جاتے۔ آپ مشکل سے

یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ
اولیاء کو حکم نصرت کیجیے
میرے آقا حضرت اچھے میاں
ہو رضا اچھا وہ صورت کیجیے

آخری شعر پر ڈاڑھی مبارک کو مٹھی میں لیتے ہوئے نظریں اوپر کر لیتے اور تکرار فرماتے رہے۔

اس طرح یہ شعر بھی ریش مبارک کو مٹھی میں لئے ورد زبان رہتا۔



کرم فرما کہ اب وقت کرم ہے
تجھے روح محمد (ﷺ) کی قسم ہے

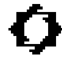


مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا
تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
میری قسمت کی قسم کھائیں سگان بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا



اب تو نہ روک اے غنی عادتِ سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمۂ تر کھلائے کیوں



یا رسول اللہ ﷺ چہ باشد چوں سگِ اصحاب کہف
داخل جنت شوم در زمرہ احباب تو
او رود جنت، و من در جہنم، کے روا ست
او سگِ اصحاب کہف و من سگِ اصحاب تو

سید احمد حسین امجد حیدر آبادی ۱۳۸ھ جو کہ حضرت کے مرید تھے۔ ہر سال ان کی مدینہ طیبہ میں حاضری ہوتی اور قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قیام کے دوران اکتساب فیض کرتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان پر بہت خوش تھے۔ ان کے سوز و گداز اور عقیدت و محبت کا تذکرہ فرماتے، اور فرماتے:

مولانا محمد الیاس برنی مولف قادیانی مذہب بھی سید احمد حسین امجد سے بہت متاثر اور ان کے مداح تھے۔

جناب امجد حیدر آبادی کی مندرجہ ذیل نعت بھی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کے ورد میں رہتی تھی۔ فرماتے یہ نعت شریف، امجد نے مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران فقیر کے ہاں ہی قلمبند کی تھی۔

کس چیز کی کمی ہے مولا تری گلی میں
دنیا تری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں
جام سفال ان کا تاج شہنشاہی ہو
آجائے جو بھیکاری داتا تری گلی میں

سورج تجلیوں کا ہر دم چمک رہا ہے
دیکھا نہیں کسی دن سایہ تری گلی میں

کس طرح پاؤں رکھے یاں صاحب بصیرت
آنکھیں بچھی ہوئی ہیں ہر جا تری گلی میں

دیوانہ کر دیا ہے دیوانہ ہو گیا ہوں
دیکھا ہے میں نے ایسا جلوہ تری گلی میں

ہے فیض کی تجلی گہری اندھیریوں میں
بٹتا ہے رات ہی کو سودا تری گلی میں

دیوانگی پہ میری ہنستے ہیں عقل والے
رستہ تری گلی کا پوچھا تری گلی میں

موت وحیات میری دونوں تیرے لیے ہیں
مرنا تری گلی میں جینا تری گلی میں

امجد کو آج تک ادنیٰ سمجھ رہے تھے
لیکن مقام اس کا دیکھا تری گلی میں

سنہ ۱۹۷۲ء میں حضرت قطب مدینہ منورہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل اشعار سنائے۔ اس وقت ان کے پاس بہار شریعت حصہ ششم موجود تھا، اس پر تحریر فرمالئے۔
لاہور میں علامہ عبد الحکیم شرف قادری نے ان اشعار کی نقل عطا فرمائی۔

أَذْكُرُ حَاجَتِي أَمْ قَدْ كَفَانِي
حَيَاؤُكَ إِنَّ شِيمَتَكَ الْحَيَاءُ

کَرِیمٌ لَا تُغَیِّرُہٗ ذُنُوبٌ
عَنِ الْخُلُقِ الْکَرِیمِ وَلَا جَفَاءُ

رَسُولَ اللّٰہِ فَضْلُکَ لَیْسَ یُحْصیٰ
وَلَیْسَ لِجُودِکَ السَّامِی انْتِهَاءُ

فَاِنْ اَکْرَمْتَنَا دُنْیَا وَّ اُخْرٰی
فَلَیْسَ الْبَحْرُ یَنْقُصُہُ الدِّلَاءُ

۱) کیا میں اپنی حاجت بیان کروں؟ یا آپ ﷺ کی حیا میرے لئے کافی ہے۔ بے شک آپ کا بلند کردار حیا ہے۔

۲) کریم ہیں، ہمارے گناہ اور جفا سے آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ [۱۴۹]

۳) یا رسول اللہ ﷺ آپ کے فضل و کرم کا کوئی شمار نہیں اور جود و سخا کی بلندی کی کوئی حد نہیں ہے۔

۴) اگر آپ ﷺ ہمیں دنیا و آخرت میں کرم کا اعزاز بخشیں کیونکہ مسلسل ڈولوں سے پانی نکالنے پر بھی کبھی سمندر کم نہیں ہوا۔

آپ کے ہاں بعد از نماز عشاء مستقل محفل میلاد منعقد ہوتی تھی جو کہ حضرت قبلہ کے تادم واپسیں جاری و ساری رہی۔

حضرت صاحبزادہ پیر رؤف احمد نوشاہی قادری رحمۃ اللہ علیہ [۱۵۰] (متوفی ۱۴۰۷ھ) بیان فرماتے تھے۔

جب قطب مدینہ قدس اللہ سرہ ہسپتال (مستشفیٰ الملک) میں زیر علاج تھے اس وقت بھی یہ وظیفہ جاری و ساری تھا۔ غیروں نے شکایت کی کہ یہ مریضوں کو پریشان کرتے ہیں۔ ہسپتال کے عملہ کے کچھ لوگ حاضر خدمت ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

قطب مدینہ : حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا میلاد شریف پڑھ رہے ہیں۔

ایک ڈاکٹر : یہ ہسپتال ہے، یہاں مریض ہیں۔

قطب مدینہ : میلاد شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ مریضوں کو شفا عطا فرمائے گا۔

تمام خاموشی سے واپس ہوئے، دوسرے دن ان ہی میں سے کچھ لوگ میلاد شریف میں حاضر تھے۔ چار دن کے بعد ہسپتال سے گھر منتقل ہوئے۔ الحمد للہ ہسپتال میں بھی اس محفل مبارک کا ناغہ نہ ہوا۔

گھر میں یہ عالم ہوتا کہ حضرت کے دونوں کمرے عاشقان مصطفیٰ (ﷺ) سے بھر جاتے تو ڈیوڑھی میں رونق ہونا شروع ہو جاتی۔ ڈیوڑھی کا دامن تنگ ہو جاتا تو لوگ سیڑھیوں میں جگہ پاتے۔ جب ڈیوڑھی میں گزرنے کا راستہ بھی نا پید ہو جاتا تو گلی میں مستانوں کا مجمع لگ جاتا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی گلی کے شروع میں اصطفیٰ منزل تھی، اس کی پہلی منزل پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر والوں کا دفتر تھا، اور گھر کے بالکل سامنے مباحث (سی-آئی-ڈی) والوں کا دفتر تھا۔ رات کو وہ ہمیشہ پہلی منزل پر بیٹھتے۔ جب وہ کھڑکی کھولتے تو ان کی نظریں عین قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑتیں۔ کیونکہ حضرت کی گلی والی کھڑکی بہت بڑی تھی اور اس میں شیشہ لگا ہوا تھا، اور کھڑکی پر کوئی پردہ وغیرہ بھی نہیں ہوتا تھا۔



حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کی کھڑکی کی تصویر

ان مواقع اور ان حالات میں لوگ نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت کی آوازیں بلند کرتے۔ اس وقت حضرت سیدی و مرشدی ﷺ اپنی ریش مبارک کو مٹھی میں لیتے ہوئے سر کو قدرے بلند کرتے اور قبہ شریف کی طرف منہ کر کے التجا کرتے۔

بعض اوقات مباحث والے اپنا دفتر بند کر کے چلے جاتے۔ صبح کو اگر کبھی سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ سے آتے، جاتے ہوئے آمنا سامنا ہو جاتا تو آپ پوچھتے۔

"رات آپ لوگ کہاں تھے۔"

وہ کہتے:

"آپ کے ہاں مہمان بہت زیادہ آتے ہیں، اور آپ ہی کے لوگ (ان کی مراد پاکستانیوں وہندوستانیوں وغیرہ سے ہوتی) آ کر ہمیں تنگ کرتے ہیں، کہ یہ دیکھو آپ لوگوں کے سامنے کیا ہو رہا ہے، اس لئے مجبوراً دفتر بند کر کے چلے گئے۔"

بعض پاکستانی وہندی منافقت کرتے بڑی عقیدت کا اظہار ہوتا، ٹیپ ریکارڈر لے آتے محفل کا پروگرام ریکارڈ کر لیتے اور سی۔ آئی۔ ڈی آفس میں پیش کرتے وہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کو بلا کر سنا دیتے۔

حضرت قطب مدینہ ﷺ کی چشم پوشی کا یہ عالم تھا کہ آپ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کسی کو کبھی کچھ نہیں فرماتے تھے۔ حضرت سید پیر حیدر حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نگرانی فرماتے اور ایسے لوگوں کی خوب خبر لیتے تھے۔

حضرت کا میلاد شریف سے ایسا لگاؤ تھا کہ غیر بھی اس کے معترف تھے۔ ایک مرتبہ سیدی فضل الرحمٰن قادری زید مجدہ کو مباحث والوں نے بلایا، اور کئی کیسٹ سنائیں، اور کہا کہ دیکھو ان میں کوئی بھی مدنی نہیں ہے۔ یہ سب تمہارے پاکستانی وہندی ہیں۔ ہمیں خبر ہے یہ لوگ تمہارے گرد ہیں۔ آپ سے فوائد حاصل کرتے ہیں اور شکایات بھی کرتے ہیں۔

پھر کہا کہ شیخ میلاد کیوں نہیں بند کر دیتے؟ سیدی فضل الرحمٰن نے کہا یہ میرے

والد کی مرضی پر منحصر ہے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

ان میں سے ایک نے کہا کہ میلاد شیخ کے خون میں رچا بسا ہوا ہے، وہ کیسے ترک کرے گا! یہ ممکن نہیں۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا پھر تو وہ مجبور ہیں۔ آپ لوگ کیوں پریشان ہوتے ہو؟ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور میں بھی مجبور ہوں کہ اس معاملہ میں تمھاری کچھ مدد نہیں کر سکتا۔

کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ شیخ عبدالعزیز بن صالح جو کہ حرم نبوی شریف میں امام اور رئیس المحاکم تھے کے پاس لوگ شکایات لے کے جاتے، کہ شیخ کے ہاں میلاد ہوتا ہے، وہاں لوگ ایسے ایسے شرک کرتے ہیں۔

شیخ عبدالعزیز بن صالح پوچھتا:

"کیا وہاں کوئی سیاسی بات ہوتی ہے۔"

وہ کہتے۔ "نہیں"

تو شیخ کہتا: "پھر تم میرے پاس کیوں آتے ہو؟ جاؤ اور آئندہ آنے کی جرأت نہ کرنا۔"

لیکن حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نہ تو کبھی پریشان ہوئے، اور نہ ہی کبھی دبے۔

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

حضرت کی گلی سے چند قدم کے فاصلہ پر تو اتیہ رباط تھی یہاں گلی بند ہو جاتی تھی۔ بہت بڑی رباط تھی، صحن بہت وسیع تھا۔ اس کی گیارہ رکنی کمیٹی بنی ہوئی تھی جو اس کا انتظام چلاتی تھی، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس کمیٹی کے سربراہ تھے۔ ۱۵۱

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت کا مکان مہمانان مصطفیٰ (ﷺ) کی کثرت کا متحمل نہیں تھا۔ اس لئے جب کبھی بڑی مجلس ہوتی تو اس کا انتظام تو اتیہ رباط کے صحن میں کیا جاتا۔ عصر کے بعد صحن کی صفائی شروع ہوتی پانی کا چھڑکاؤ کیا جاتا، اور مغرب سے پہلے قالین بچھا دیئے جاتے نماز عشاء کے بعد مجلس شروع ہوتی۔ کثرت ازدحام کی وجہ سے مجلس

شروع ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد دوسری طرف کھانا کھلانا شروع کر دیا جاتا۔ اذان فجر تک یہ سلسلہ جاری رہتا اس کے بعد ارشاد ہوتا کہ جلدی جلدی کھانا لوگوں میں تقسیم کر کے فارغ ہو جاؤ۔

خبر پھیلی کے شاہ فیصل قتل ہو گئے، اس رات بڑی مجلس تھی۔ سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ بارگاہ قطب مدینہ میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا سیدی ملک فیصل کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ اور آج رات مجلس تو اتیہ میں ہے، یہ لوگ کہیں گے کہ بادشاہ کے قتل ہونے پر خوشی منا رہے ہیں۔ اس لئے آج رات تو اتیہ کا پروگرام منسوخ کر دینا چاہئے اور حسب معمول گھر پر ہی مجلس ہو۔

ضیاء الملت والدین قدس سرہٗ فرمانے لگے:

''فضل! بادشاہ پیدا ہوتے رہیں گے مرتے رہیں گے مگر حبیب پاک ﷺ کا میلاد بند نہ ہوگا۔''

الحمد للہ میلاد ہوا اور بڑی دھوم دھام سے ۔

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں رحمتہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

یکم محرم ۱۳۷۲ھ / ۲۱ / اگست ۱۹۵۲ء کو بعد نماز فجر حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قبلہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے دولت کدہ پر حاضری دی، حضرت نے بہت پر تکلف ناشتہ کرایا۔ ناشتہ کے بعد مجلس نعت خوانی گرم ہوئی۔ ایک شامی نعت خوان نے جو ترک قوم سے تھے، عربی اشعار پڑھے۔ مجمع تڑپ گیا، نعت کا مضمون یہ تھا۔

''میں آج رسول اللہ ﷺ کا مہمان زمین مدینہ میں ہوں اور کریم اپنے مہمانوں کو نوازتے ہیں۔ شاہوں کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مجرم ۱۵۲ ان کی پناہ میں آ جائے تو معافی دے

دیتے، آپ رسولوں کے شاہ ہیں۔میرا تجربہ ہے کہ حضور ﷺ اپنے مجرموں سے در گزر فرماتے ہیں۔خطا پر عطا فرماتے ہیں۔" ۱۵۳

۱۳ر محرم الحرام ۱۳۷۲ھ/۲ر ستمبر ۱۹۵۲ء کی شب ہم بعض حجاج نے حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی (رحمۃ اللہ علیہ) کے دولت خانہ پر محفل میلاد منعقد کی، جس میں پاکستانی، ہندی، مصری شامی، مدنی حجاج نے شرکت کی۔حضرت سید عبدالسلام حسینی مصری نے تلاوت قرآن پاک اس طرز سے کی کہ ایمان تازہ ہو گئے۔پھر اہل مدینہ نعت خوانوں نے برزنجی میلاد شریف عربی میں پڑھا، سلام وقیام کیا، بہت لطف آیا پھر ہم لوگوں کی طرف سے طعام پیش کیا گیا بعد طعام پھر مجلس ہوئی۔پہلے حافظ ولی محمد صاحب نے اردو میں نعت پڑھی پھر سید عبدالسلام حسینی مصری نے عربی میں نعت پڑھی۔حاضرین ماہی بے آب کی طرح لوٹنے لگے۔یہ مبارک محفل تقریباً تین (۳) بجے رات ختم ہوئی۔ ۱۵۴

حضرت حکیم الامت اپنے سفرنامہ قبلتین میں لکھتے ہیں:

"۱۷ر شوال ۱۳۸۳ھ/ ۱۹ر فروری ۱۹۶۴ء بروز بدھ آج شب حضرت مولانا ضیاء الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاں مجلس میلاد شریف منعقد ہوئی۔جس میں تمام عربی حضرات نے باری، باری سے نعت شریف پڑھیں حق یہ ہے کہ عربی کلام تمام کلاموں کا امام ہے۔ایسی پر کیف نعتیں اس سے پہلے کم سننے میں آئی ہیں۔بہت سلیقہ سے نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔بار، بار چائے پیش ہوتی تھی۔جناب الحاج محمد حسین صاحب عرف "رمزو" (شیخ القرا شیخ صدیق کے والد ماجد) کی نعت بہت ہی اعلیٰ رہی۔سید السادات محفل کی اعلیٰ صفات تحریف نہیں کر سکتا مجمع سے یا حبیبی حلاوہ (حلو) سکر، من طرنیرق لم یعرف طیب، کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔غرض کہ عجب پر کیف منظر تھا۔" ۱۵۵

۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ/۴ر مئی ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج صبح حضرت علامہ ضیاء الدین قادری صاحب دامت برکاتہم کے ہاں حاضری دی۔وہاں کئی ملکوں کے اہل سنت حجاج جمع تھے۔بہت دلچسپ نورانی مجلس رہی۔ ۱۵۶

۲۲/ذوالحجہ ۱۳۸۳ھ/۵ مئی ۱۹۶۴ء

آج بعد نماز ظہر حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب دامت برکاتہم القدسیہ (ﷺ) کے مکان پر کرایا۔ شامی، مصری، تکرونی، پاکستانی حجاج کا اچھا خاصا مجمع تھا۔ اولاً ختم قرآن مجید ہوا، پھر شامی و مدنی حضرات نے میلاد شریف پڑھا، پھر سب کو زردہ پلاؤ کھلایا گیا۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ خوش نصیب مرد مومن ہیں۔ جنہوں نے اپنا مکان مدینہ منورہ میں بنایا۔ جب ۶۲ سال کی عمر شریف ہوئی تو مدینہ منورہ میں جم کر مقیم ہوگئے۔ باہر سے دعوتیں آتیں تو فرما دیتے کہ میری زندگی کا ایک سال اور باقی ہے۔ وہ میں یہاں ہی گزارنے لگا ہوں۔ اب مدینہ طیبہ کی موت کا منتظر ہوں۔ آخر کار عمر شریف کے ۶۳ سال پورے فرما کر ۲۳/ذوالحجہ ۱۳۷۳ھ[157] کو مدینے پاک میں ہی وصال فرمایا اور جنت البقیع میں اپنی والدہ محترمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قدموں میں ہمیشہ کے لئے سو گئے۔ (نماز جنازہ حضرت قطب مدینہ قدس سرہٗ نے پڑھائی۔)

چنانچہ یہاں ہی ان کا عرس ۲۳/ذوالحجہ کو ہر سال کیا جاتا ہے۔ جس سال ہم بسوں کے ذریعہ حج کو آئے تھے۔ ہمارے مدینہ منورہ پہنچنے سے چار دن پہلے آپ کا وصال ہوا تھا۔[158]

مولانا حسن الدین خاموش لکھتے ہیں:

۱۲/ربیع الاول ۱۳۵۳ھ۔ مولانا ضیاء الدین صاحب قادری (ﷺ) کے یہاں محفل میلاد تھی۔ حجاز میں اس قسم کے جلسے میں میری پہلی حاضری تھی۔ یہاں میلاد خوان کتاب لے کر نہیں پڑھتے بلکہ یوں ہوتا ہے کہ باری باری چند لوگ نعتیہ کلام پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد سب کھڑے ہوجاتے ہیں اور سلام پڑھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ فاتحہ پڑھ کر تبرک تقسیم ہوتا ہے۔ ہماری آج کی محفل خاصی پرکیف تھی۔ کیونکہ حضرت شاہ غلام محمد خان صاحب تشریف فرما تھے۔ اور ان کے قوالوں نے جو ان کے ساتھ یورپ بھی گئے تھے۔ سلام پڑھ

کر بہتوں کو بے خود کر دیا۔ بس یہ محسوس ہو رہا تھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اور ہم غلام سلام عرض کر رہے ہیں۔ حاضرین کو تبرک کی شیرنی کے علاوہ تمیس پلاؤ اور زردہ کھلایا گیا۔ کھانے کے بعد مولانا شاہ ضیاء الدین صاحب نے لکھنوی پاندان مع جملہ لوازمات ہمارے سامنے دھرا ہم نے پان بنا کر کھائے۔ ۱۵۹

مولانا بدر القادری لکھتے ہیں:

پہلے سفر حج کے موقع پر حضور انور ﷺ کی ڈیوڑھی کے دربان قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کی زیارت سے شادکامی ملی تھی ---- دربار حضور اقدس (ﷺ) کے باب مجیدی پر تقریباً ۵۵ سال (۷۴ سال) تک حاضری دینے والے مرد کامل کو بالآخر آقا و مولا ﷺ نے مزید قرب برزخی سے نواز اءاور اپنے پاس بلا لیا۔

اللہ اللہ ------ ! ان کی مجلس کیا کہنا ------ ؟ عشق سرور عالم میں ڈوبی ہوئی گفتگو، انصار مدینہ کا انداز مہمان نوازی، روزانہ محفل میلاد شریف میں امام احمد رضا کے نعتیہ قصیدے دربار اقدس میں گونجتے اور ہندو پاک کے قادریوں کی جانب سے آقا و مولا ﷺ کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش ہوتا ------ ارض حرمین پر امام احمد رضا قدس اللہ سرہٗ کے خلیفہ مجاز ہونے کی حیثیت سے دنیا بھر کے اہل سنت و جماعت کے درمیان آپ کو عزت و وقار کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ عبادت وریاضت، مجاہدہ و مطالعہ میں مشغول رہتے ------ اپنے اخلاق کریمانہ اور جواہر علمیہ سے حاضرین کو نوازتے۔ ۱۶۰

سیدی قطب مدینہ قدس سرہٗ محفل ذکر رسول مقبول (ﷺ) میں بڑے باوقار اور نہایت پر سکون بیٹھتے تھے۔ نعتیہ اشعار سے بعض اوقات آپ پر حالت وجد و حال کا غلبہ طاری ہو جاتا تھا۔ مگر کیا مجال کہ جسم کو جنبش یا چہرہ سے اس کا اظہار ہو۔ پہاڑ کی مانند جمے رہتے، وقار و تمکین کا دامن ہرگز نہ چھوٹتا۔ ہاں اکثر اوقات آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

آپ محفل میں ہمیشہ دو زانوں تشریف رکھتے تھے۔ گھٹنوں کے دائمی درد کی وجہ

سے کبھی آپ جبوہ (کپڑے سے تیار شدہ پٹی جو کمر سے گھٹنوں پر لا کر چڑھا دیتے تھے۔) استعمال فرماتے۔ قیام میلاد کے وقت عصاء کے سہارے کھڑے ہوتے تھے۔ مگر آخری کچھ سال بیٹھے بیٹھے ہی صلاۃ وسلام عرض کرتے رہے۔

آپ کی مجلس میں ھندی، پاکستانی، بنگلہ دیشی، برماوی، ترکی، افغانی، ایرانی، سوری، مصری، لاراقی، عراقی، مغربی، تونسی، نائیجیری، کردی، سوڈانی، امریکی، افریقی، جاوی، یورپی الغرض عرب وعجم کے ہر علاقے سے ثناء خوانان مصطفیٰ (ﷺ) حاضر ہو کر اپنی اپنی زبان میں بارگاہ بیکساں (ﷺ) میں ہدیہ عقیدت ومحبت پیش کرنے کا اعزاز حاصل کرتے تھے۔

ہر کلام سے محظوظ ہوتے، مگر قصیدہ بردہ شریف اور سیدنا اعلحضرت رضی اللہ عنہ، مولانا حسن رضا خان اور جمیل قادری کا کلام والہانہ طور پر بہت ہی رغبت واشتیاق کے ساتھ سنتے تھے۔



معمولات ضیاء

خصوصی مجالس

(۱) بارہ ربیع الاول ◀◀ میلاد شریف سید الانبیاء ﷺ

(۲) گیارہ ربیع الثانی ◀◀ عرس شریف سیدنا غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

(۳) چھ رجب ◀◀ عرس شریف سیدنا معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ

(۴) ستائیس رجب ◀◀ معراج النبی شریف (ﷺ)

(۵) سترہ رمضان ◀◀ حاضری بارگاہ حضرت سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

(۶) اکیس رمضان ◀◀ شہادت سیدنا و مولانا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

(۷) یکم شوال ◀◀ یوم العید

(۸) دس محرم ◀◀ شہادت امام عالی مقام سیدنا و مولانا حسین رضی اللہ عنہ

(۹) بیس صفر ◀◀ عرس سیدنا علی ہجویری حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ

(۱۰) پچیس صفر ◀◀ عرس سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ

مندرجہ بالا ایام میں خصوصی طور پر بڑے وسیع انتظامات کے ساتھ مجالس منعقد ہوتیں، مختلف انواع و اقسام کے کھانے تیار کرائے جاتے مگر ہر مجلس میں خصوصی طور پر ایک اضافی قسم کھانے میں ہوتی۔ بارہ ربیع الاول شریف کی مجلس میں فرنی کثرت سے خشک میوہ جات شامل کر کے زعفران اور ورق نقرہ سے مزین کی جاتی۔ گیارہویں شریف کی مجلس میں توشہ، چھٹی شریف کی مجلس میں حلیم، معراج النبی (ﷺ) کی مجلس میں رجبیہ (خاص قسم کی فرنی جس میں کثرت سے خشک میوہ جات اور بغیر گٹھلی کے چھوارے شامل ہوتے۔)، سترہ رمضان افطاری سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر قیمے والے زعفرانی بن اور خصوصی شربت، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مجلس شہادت میں کونڈا (سویاں اور زیادہ مقدار میں پستہ و دیگر مغزیات شامل کر کے

منجمد کردہ مٹھائی) عید کے دن پائے اور خشک میوہ جات کی میٹھی چٹنی، عاشورہ کی رات کھچڑا (دلیہ، ایک حصہ گندم ایک حصہ دال چنا اور تین حصہ گوشت، بمعہ پودینہ اور لیموں)، عرس سیدنا علی ہجویری پر زردہ، عرس سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ پر شامی کباب اور آئس کریم۔

کسی پر بوجھ بننا پسند نہ تھا

سیدی ضیاء الملت والدین رضی اللہ عنہ اگر کسی سے کوئی چیز لنگر کے لئے منگواتے۔ اور لانے والا رقم لینے سے انکار کرتا تو فرماتے:

"فقیر بار شاطر ہے بار خاطر نہیں"

اور اصرار فرما کر رقم دے دیتے۔

آپ کسی کے ہاں بالکل تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ اگر کوئی اہل ثروت آپ کو اپنے گھر بلاتے تو فرماتے تھے:

"میں اپنے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر پڑا ہوا ہوں۔ میرے کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے کافی ہیں۔ بیٹھے بٹھائے ٹکڑا دیتے ہیں، بہت اچھا دیتے ہیں، کھاتا ہوں اور خوب کھاتا ہوں۔"

دعا جو

دعا میں آواز بھرا جاتی، اور گریہ طاری ہو جاتا تھا۔ اکثر دعا فرماتے وقت ریش مبارک کو مٹھی میں لے کر آسمان کی طرف منہ کر لیتے تھے۔ جب کوئی سائل آپ سے دعا کی درخواست کرتا تھا تو آپ فوراً دعا فرماتے اور کہتے:

"فقیر دعا گو بھی ہے اور دعا جو بھی۔"

اور ارشاد ہوتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

چاہیے۔

گلاس میں اگر کچھ پانی باقی ہوتا اور اس پر مزید پانی ڈالا جاتا تو بھی منع فرماتے۔ فرماتے۔ پہلے والا پانی پی کر ختم کر دو پھر گلاس میں مزید پانی ڈالو۔

احسان کا بدلہ

ایک مرتبہ فرمایا:

"فقیر کسی کا احسان اپنے ذمہ نہیں رکھتا، پہلے میں باب السلام میں رہتا تھا، وہ مکان بہت وسیع تھا، فقیر چند سال بعد اس میں ایک دو کمروں کا اضافہ کرتا تو مالک مکان کرایہ بڑھا دیتا۔ فقیر نے وہ مکان چھوڑ دیا، یہ مکان فضل الرحمٰن کا ہے ضد کر کے مجھے یہاں (باب الجیدی، زقاق الطوان) لے آیا، اب وہ کرایہ تو مجھ سے نہیں لیتا مگر میں ہر سال مرمت اور رنگ و روغن کروا دیتا ہوں۔"

غیبت سے نفرت

غیبت سے بے پناہ نفرت تھی کسی کی غیبت کرنا یا سننا پسند نہیں فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ حضرت کی بارگاہ میں ڈاک پیش کی گئی۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ پوچھتے یہ کن احباب کے خطوط ہیں، پھر ترتیب سے رکھ دیتے تا کہ جن احباب کے خطوط ہیں ان کو تلاش کرنے میں وقت نہ ہو۔

اس ڈاک میں چند خطوط حضرت طیب بادشاہ صاحب کے بھی تھے۔ ان کی عادت تھی کہ اکثر گفتگو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے۔ عمر دراز نامی

نے ان کے خطوط ہاتھ میں لیتے ہوئے بطور استہزاء کہا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے خطوط ہیں۔

حضرت مدنی قدس سرہ نے اپنے کان کو پکڑتے ہوئے فرمایا:

''بابا یہ بھی غیبت ہے، میں اس سے بری ہوں''

آپ یارِ بد کی صحبت سے نہ بچ سکے

فقیر کا ایک پروردہ جو کہ حسد کی وجہ سے حد حیاء سے گزر چکا تھا۔ اس نے فقیر کو اذیت پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، طرح طرح کی مغلظات وفحش الزامات اور بے ہودہ اتہامات کی سعی لاحاصل میں عرصہ دراز تک مبتلا رہا، فقیر کا مال ومتاع غصبا خورد برد کیا۔ مگر الحمد للہ فقیر قادری ان کی نسبت کا احترام کرتے ہوئے صبر ہی کرتا رہا۔

حضرت سیدی قطب مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں تحریراً وتقریراً غیبہ ونمیمہ کے ہدایہ مختصر ارسال کرتا رہا۔ ان حرکات کے ظاہر ہونے کے بعد جب فقیر قادری عفی عنہ مدینہ عالیہ حاضر ہوا اور سیدی ومرشدی قدس اللہ سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضری دی سلام مسنون پیش کیا اور قدم بوسی کی عزت سے مشرف ہوا۔ حضرت سیدی ﷺ نے فوراً گلے لگایا سر اور ماتھا چومتے ہوئے اس بے توقیر کی عزت افزائی فرمائی۔ اس وقت حضرت سیدی ومرشدی علیہ الرحمہ کی آنکھیں تحسر وتحزن کے سبب نمناک تھیں، تمام حضرات خاموشی سے تشریف فرما تھے۔ حضرت سیدی علیہ الرحمہ نے سکوت توڑا، حال واحوال دریافت فرمائے اور تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا:

''کچھ باتیں مجھ تک پہنچی ہیں، ان کی کیا حقیقت ہے؟''

فقیر دوزانوں حاضرِ بارگاہ تھا فوراً آلتی پالتی مارتے ہوئے بیٹھ گیا اور عرض کیا سیدی آپ میرے پیر ومرشد ہیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں تو آپ کی غوثیت وقطبیت پر یقین رکھتا ہوں، میں تو اپنے حالات سے خوب باخبر ہوں مگر میں سمجھتا ہوں کہ آپ میری

حالت اور حالات کو بہتر سمجھتے ہیں، آپ جیسا بصیرت والا انسان میں نہیں دیکھ پایا یہ جو کچھ مجھ پر وقوع ہوا ہے، الحمد للہ، مگر میں آپ کا عندیہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

قدرے توقف سے فرمایا:

"آپ یار بد کی صحبت سے نہ بچ سکے۔"

حضرت سیدی فضل الرحمٰن قادری قدس سرہ کھڑے ہو گئے، فقیر کو گلے لگاتے ہوئے فرمایا:

"عارف ہمارا ہے، اچھا ہے تو پھر بھی ہمارا ہے، برا ہے تو پھر بھی ہمارا ہے، ولیکن انشاء اللہ ہمارا عارف اچھا ہے۔ الحمد للہ الحمد للہ۔"

سیدی قطب مدینہ نور اللہ مرقدہ نے فقیر سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

"سیدی عارف، علامہ ارشد القادری برطانیہ سے ہندوستان واپس آ گئے ہیں۔ مگر میں ان کی طرف سے مطمئن ہوں، وہ انشاء اللہ تعالیٰ دین کا کام کرتے رہیں گے۔ ان کا اپنا ایک مدرسہ ہے اس میں خدمات انجام دیں گے، دین کی خدمت جاری رکھیں گے۔ آپ متدین تو ہو، مگر میں پھر بھی آپ کی طرف سے متردد ہوں، اور آپ کو کہتا ہوں کہ بیٹا دین کا کام اسی اخلاص سے کرتے رہو، اور دین کا جو کام ہے وہ صرف دین کی خاطر کرو نام کی خاطر نہیں۔"

ہمارے دیوان صاحب کا کیا حال ہے؟

ایک مرتبہ ایک زائر حاضر خدمت ہوئے۔

قطب مدینہ: آپ کہاں سے آئے ہیں؟

زائر: پاکپتن سے۔

قطب مدینہ: جی آیاں نوں، جی آیاں نوں، پاکپتن کو حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت نے پاکپتن شریف بنا دیا ہے۔ ہمارے دیوان صاحب کا کیا حال

ہے؟

زائر: وہ تو کٹے لوار ہے ہیں۔

قطب مدینہ: درود شریف پڑھتے ہوئے ہاتھوں کو بلند فرمایا اور حضرت دیوان صاحب کے لئے دعا فرمائی۔

"فرمایا سنا ہے حضرت دیوان صاحب قبلہ نے داڑھی منڈانا ترک کر دیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتے وغیرہ بھی چھوٹ جائیں گے۔ مگر آپ کا حال تو اس بہرے جیسا ہے جو ہاتھ میں بینگن لئے جا رہا تھا اس کے کسی ملنے والے نے اسے سلام کیا، جواب میں کہا بینگن ہیں، بینگن۔ پوچھا بال بچے کیسے ہیں؟ بولا سب کا بھرتا کروں گا۔ غیبت کی بجائے دعا کرتے تو تمہارے لئے اچھا تھا۔" الخ

سلامِ وداع

اگر کوئی زائر حضرت قدس سرہ کی مجلس میں کہتا کہ میں سلام وداع کر آیا ہوں یا کرنے جا رہا ہوں تو حضرت فرماتے:

"ان (ﷺ) سے وداع ہو کر کہاں جاؤ گے۔ آپ تو ہر جگہ موجود ہیں۔ الامان یا رسول اللہ ﷺ الحفیظ یا رسول اللہ ﷺ المدد یا رسول اللہ ﷺ الغیاث یا رسول اللہ ﷺ عرض کیا کرو۔"

اپنی ذات کی نفی

اگر کوئی صاحب آپ قدس اللہ سرہ سے بیعت ہوتے۔ ان کے بارے میں دریافت کیا جاتا حضرت یہ کن کے مرید ہیں تو فرماتے:

"آپ کے پیر بھائی ہیں۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان سے ملا دے

جب کوئی مدینہ منورہ میں فوت ہوتا اور آپ کو اطلاع دی جاتی کہ حضرت فلاں کا انتقال ہو گیا ہے، ان کو بقیع شریف میں دفن کر دیا گیا ہے۔ آپ فوراً ہاتھ اٹھاتے اور مرنے والے کے لئے دعا کرتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان سے ملا دے۔ ۱۶۲

ہماری حاجت پوری نہیں ہوئی

ایک مرتبہ جامعہ اسلامیہ کے دو نائجیرین طالب علم حاضر ہوئے، فرمایا ان کو چائے پلاؤ۔ چائے پیتے ہوئے انہوں نے اپنی حاجت بیان کی آپ نے دونوں کو دو، دو سو ریال عنایت فرمائے۔ وہ بیٹھے رہے اور تھوڑی دیر کے بعد عرض کیا کہ ہمیں کچھ مزید عنایت کرو۔ آپ علیہ الرحمہ نے پھر ایک ایک سو ریال دیا، اب انہوں نے چلتے وقت کہا ہماری حاجت پوری نہیں ہوئی، فرمایا کتنے اور دوں، کہا مزید دو، دو سو۔ آپ نے تکیہ کے نیچے سے نکال کر عنایت فرما دیئے۔ ۱۶۳

دونوں آنکھوں سے کریم ہیں

ایک مرتبہ ایک زائر نے پوچھا، حضرت یہاں ایک سردار احمد ہے، وہ کہاں ملے گا۔ فرمایا حافظ سردار صاحب نعت خواں ہیں، یہاں آتے ہیں، ابھی تو نہیں آئے شاید تھوڑی دیر میں آجائیں۔ تو اس زائر نے کہا حضرت وہ اندھا ہے۔ فرمایا ہمارے حافظ سردار احمد صاحب دونوں آنکھوں سے کریم ہیں۔ اور درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ ۱۶۴

ہمیں نہ انکار ہے اور نہ اقرار

حضرت سیدی کامل المہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تذکرہ ہوا تو کسی نے آپ کے کچھ احوال بیان کئے۔ حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ نے فرمایا:

"یہ دیوانوں کی باتیں ہیں، ہمیں نہ انکار ہے اور نہ اقرار، آپ اشراف میں سے تھے، فقیر کے استاد بھائی تھے، حضرت علامہ شیخ احمد شمس مالکی شنقیطی ﷫ کی خدمت میں ہم اکٹھے فیض حاصل کرتے رہے۔ آپ کو جلالین شریف حفظ تھی، بعد میں مجذوب ہوگئے۔ اور حالت جذب میں ہی فوت ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔" ۱۶۵

وہ تسبیح ہماری نہیں

ایک مرتبہ آپ کی تسبیح گم ہوگئی، اپنی مسند کے قریب اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے اور فقیر قادری آپ علیہ الرحمہ کی چارپائی پر تلاش کر رہا تھا۔ مستری نور محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لے آئے۔ سلام مسنون کے بعد کہا، حضرت کیا تلاش کر رہے ہیں؟ فرمایا یہاں تسبیح رکھی تھی وہ دیکھ رہا ہوں۔ نور محمد نے کہا آپ تلاش کر رہے ہیں مل ہی جائے گی۔ اتنے میں حاجی لال دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آ گئے۔ انہوں نے کہا تھوڑی دیر پہلے فلاں آدمی کو گلی سے جاتے ہوئے دیکھا وہ تسبیح اس کے ہاتھ میں تھی۔ فرمایا بھائی لال دین صاحب وہ تسبیح ہماری نہیں۔ مستری نور محمد صاحب بولے حضرت اگر وہ تسبیح آپ کی نہیں تو پھر اِدھر اُدھر نہ ڈھونڈو وہ یہاں بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا نور محمد، کریم ابھی کسی کو بھیجیں گے۔ چند منٹ کے بعد ایک ترکی اسی طرح کی ایک درجن تسبیح لے آئے اور حضرت سیدی کو پیش کیں۔ ایک اپنے پاس رکھتے ہوئے فرمایا سب کو ایک ایک دے دو اور بھائی لال دین صاحب یہ ایک تسبیح اس حاجت مند کو دے دینا اور کچھ بولنا نہیں۔

کیا گنہگار نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہوتے؟

عرض: سیدی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ مشہور ہے، کہ آپ ایک درویش سے ملاقات فرمانے گئے۔ جو کہ بھنگی تھا، وہ بھی حضوری والا تھا؟

ارشاد: مشہور تو ہے۔

عرض: کیا بھنگی، چرسی کو بھی ایسی نعمت نصیب ہو سکتی ہے؟

ارشاد: بھنگ وغیرہ کا استعمال گناہ ہے۔ کیا گنہگار نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہوتے؟ یہ تو ان کا کرم ہے جس کو چاہیں نواز دیں۔

عرض: تو پھر وہ کتے کی شکل میں کیوں تبدیل کر دیا گیا؟

ارشاد: حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ بڑے مقام والے بزرگ تھے اور وہ بدنصیب آپ کے مقابلے پر آ گیا تو ذلیل و خوار ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ ۱۲۶

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے

ایک مرتبہ فرمایا:

مرزا صاحب (مرزا شکور بیگ حیدر آباد دکن) کہتے ہیں:

نہ کوئی عمل ہے سنانے کے قابل
نہ منہ ہے تمہارے دکھانے کے قابل

مگر ہمارے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

فھو شاھد الملک والملکوت و مشاھد الجبار والجبروت

ان کے دامنِ کرم میں چھپ تو سکتے ہیں، مگر ان سے منہ چھپا کر کہاں جا سکتے ہیں؟ اور کیسے چھپا سکتے ہیں؟ جب کہ آپ ﷺ تو ہاتھ کی ہتھیلی پر کائنات کو بالکل واضح ملاحظہ فرما رہے ہیں، اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایسے ملاحظہ فرماتے ہیں جیسے ہاتھ پر رائی کا دانہ۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً
کخردلۃ علی حکم اتصالی ۱۶۷

حاضری مدینہ منورہ میں تاخیر

مرزا شکور بیگ (حیدرآباد دکن) نے ایک مرتبہ حضرت سیدی قطب مدینہ علیہ الرحمہ کی مجلس میں نعت شریف پڑھی، جس کے مقطع کا مفہوم کچھ اس طرح تھا کہ مرزا میں کچھ خوبی ہے، جس کی وجہ سے سرکار ہر سال بلا لیتے ہیں۔ اس کے بعد مرزا صاحب دو تین برس مدینہ عالیہ حاضر نہ ہو سکے تو انہوں نے سیدی قطب مدینہ علیہ الرحمہ کو پیغام بھیجا کہ حضرت میں بہت بیقرار ہوں دعا فرمائیں حاضری ہو جائے، تو سیدی قطب مدینہ علیہ الرحمہ نے اس مقطع کی طرف توجہ دلائی۔ آئندہ برس مرزا صاحب کی مدینہ عالیہ حاضری ہو گئی۔ حضرت سیدی قدس اللہ سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور تبدیل شدہ مقطع سنایا:

ہر سال بلانے میں ہے راز یہی مرزا
سرکار جگاتے ہیں تقدیر کمینے کی

بڑی ندامت و خجالت سے معذرت خواہ ہوئے اور تا دیر اپنی خطا پر افسوس کرتے ہوئے حضرت سیدی علیہ الرحمہ کے ممنونِ احسان ہوئے اور حضرت سیدی علیہ الرحمہ آپ کے لئے دعا فرماتے رہے۔

محبتِ اولیاء

آپ سلطان اولیاء سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی سنتے ہی سر کو جھکا دیتے۔ سالانہ عرس مقدس سلطان الاولیاء غوث الثقلین سیدنا السید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد فرماتے تھے۔

معین بیکساں حضرت سیدنا معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ کے عرس شریف پر خصوصی مجلس ہوتی اور اس مجلس میں آپ کی منقبت پڑھنے کو خصوصی طور پر فرماتے۔ ایک مرتبہ کسی نے کہہ دیا کہ سلسلہ مجددیہ تو پوری دنیا میں ہے مگر سلسلہ چشتیہ صرف ہندوستان میں ہی ہے۔ ہندوستان سے باہر نہیں نکل سکا، حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ نے اس لب ولہجہ کو بہت ہی ناپسند فرمایا اور کہا:

"تمہارا خیال غلط ہے، جہاں جہاں قادری ہیں، وہیں وہیں چشتی ہیں۔"

حضرت سیدنا علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ سے بے مثال عقیدت ومحبت رکھتے تھے، فقیر قادری کو فرمایا کرتے:

"حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے مزار پرانوار پر حاضری ہو تو فقیر کی طرف سے ان کی چوکھٹ کو بوسہ دے کر میرا سلام عرض کرنا۔"

حضرت سیدنا شاہ ابوالمعالی قدس اللہ سرہٗ سے عشق تھا فرماتے:

"حضرت شاہ ابوالمعالی رضی اللہ عنہ حضرت غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ کے عاشق ونائب ہیں۔ ان کی قبر انور کی حاضری کے وقت مجھ فقیر کو نہ بھولنا۔ فقیر کی طرف سے بڑے ہی عجز واحترام کے ساتھ سلام عرض کرنا۔"

ایک مرتبہ کسی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے اعتراضات شروع کئے، قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ نے فوراً دونوں ہاتھوں کو اپنے سر پر رکھتے ہوئے فرمایا:

"بابا حضرت مجدد صاحب تو ہمارے سر کے تاج ہیں۔"

عرض : حضرت مجدد صاحب، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مقام کو تسلیم نہیں کرتے اس کا کیا سبب ہے؟

فرمایا: یہ درست نہیں ہے، ہاں یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بعض مجددیوں کا یہ خیال تھا کہ آپ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتے۔ ان ہی مکتوبات کے بیچ میں حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ ﷻ کی طرف لے جانے والے دو راستے ہیں۔ ایک راستہ ہے جو قرب نبوت سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی اولیں راستہ جو نادر الوجود ہے اور دوسرا راستہ قرب ولایت سے تعلق رکھتا ہے۔ تمام قطب اوتار اور ابدال و نجیب اور اولیاء اللہ سب اسی راستے سے واصل ہوئے۔ ان سب کے مقتدا سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔ غوثیت کبریٰ کا مرتبہ آپ ہی کو عطا ہوا یعنی اس مقام میں حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں قدم مبارک سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اس مقام میں شریک ہیں۔ پھر غوثیت کبریٰ کا مقام سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ملا اور تمام اولیاء کے امور ان کے ماتحت ہیں۔ اور پھر سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ، سیدنا امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ، سیدنا امام تقی رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا امام عسکری رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔

پھر حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ سیدنا امام عسکری رضی اللہ عنہ کے بعد غوثیت کبریٰ کا مقام معکوف رہا۔ جس کو فیض و ہدایت پہنچتا رہا ان ہی بزرگوں کے واسطہ سے پہنچتا رہا گو وہ اقطاب و نجباء ہی کیوں نہ ہوں سب کا ملجا و ماویٰ یہی بزرگ رہے تا آنکہ جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ دنیا میں تشریف لائے اور یہ غوثیت کبریٰ کا درجہ ان کو عطا کیا گیا۔

مذکورہ بالا اماموں اور حضرات شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے سوا کسی اور شخص کا اس

مرکز پر شہود نہیں ہوا۔ تمام اقطاب و نجباء کو فیوض و برکات کا پہنچنا حضرت غوث اعظم ﷺ ہی کے وسیلہ مبارکہ سے متعلق ہے۔ ١٦٨

اسی لئے حضرت سیدنا عبد القادر قدس اللہ سرہ نے فرمایا۔

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابدا علی افق العلی لا تغرب



اگلوں کا سورج غروب ہوا اور ہمارا سورج
جو ہمیشہ افق اعلیٰ پر ہے ماند نہ ہو گا

اس پر اعتراض کیا ان ہی کے آدمیوں نے کہ آپ نے فلاں مکتوب میں لکھا ہے کہ جتنے ولایت کے امور ہیں سب مجدد کے پاس ہیں اس کے جواب میں انہوں نے لکھا:

''القمر مستفاد'' من نور الشمس''

چاند جو ہے وہ سورج سے اپنی روشنی لیتا ہے۔ ہماری مثل چاند کی ہے، ان کی مثل سورج کی۔ ١٦٩

احقر سے حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے دو تین مرتبہ بیان فرمایا کہ

''پنجاب کے ایک مشہور نقشبندی بزرگ نے مجھے کہا کہ ہم اولیاء متقدمین و متاخرین پر حضرت غوث اعظم ﷺ کی فضیلت نہیں مانتے، اس پر میں (سیدی قطب مدینہ ﷺ) نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا یہ مکتوب ان پیر صاحب کو پڑھوایا تو فرمانے لگے کہ پورے ستر (٧٠) سال سے میں اس غلط خیال میں مبتلا رہا مگر اب میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں، حضرت مجدد نے جو فرمایا ہے وہ حق ہے۔''

ان پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع فرمالینا ان کی انسانی عظمت کی دلیل ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا:

"مجددی سلسلہ کے ایک پیر صاحب میرے ہاں قیام پذیر تھے، ایک دن کہا، مولانا آپ جو یہ کہتے ہو کہ جس پر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مہر لگتی ہے وہ ہی ولی بنتا ہے۔ میں (سیدی مہاجر مدنی رضی اللہ عنہ) نے کہا۔ ہم یہ کہتے ہی نہیں ہیں بلکہ ہمارا اس پر یقین کامل ہے۔ تو وہ کہنے لگے کہ میں نہیں مانتا تو میں نے مکتوبات دیتے ہوئے ان کو آخری مکتوب پڑھنے کو کہا۔ وہ پیر صاحب یہ مکتوب پڑھتے ہی سجدے میں چلے گئے۔ سر اٹھایا اور کانوں کو پکڑتے ہوئے بولے۔ مولانا میں کئی برسوں سے اس گناہ میں مبتلا ہوں۔ آپ گواہ رہنا میں اس سے توبہ کرتا ہوں"۔

عرض: مگر حضرت جو اتباع شریعت ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں ہے وہ کسی دوسرے طریقہ میں نہیں۔

فرمایا: اگر دوسرے سلاسل والوں میں اتباع شریعت نہیں تو وہ ولی کیسے بن گئے؟ ولی تو صرف اتباع شریعت ہی سے بنتے ہیں۔ مگر میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ یہ مراقبے جو کرتے ہیں نقشبندی، یہ مراقبہ ولایت کبریٰ اور ولایت موسوی اور یہ ولایت فلانی یہ کون سی حدیث شریف کی کتاب سے ثابت ہیں؟ یہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا معمول بتا دیں کسی شریعت کی کتاب سے ثابت کر دیں۔

عرض: حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ تو بڑے ٹھاٹھ بھاٹھ سے رہتے تھے۔

فرمایا: جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ نے مجاہدے میں تکلیفیں بھی بہت اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے کمال کو پہنچنے کے بعد خدا تبارک وتعالیٰ کے محبوب ہوئے ہر قسم کی خوش نصیبی ان کو اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائی۔
ایک دفعہ تین گھوڑے حضرت نے خریدے کالے سیاہ، بالکل مطلق اور نہایت

قیمتی جو ہزار ہا، ہزار ہا دینار کے تھے، خلیفہ نے ان کے خریدنے سے انکار کیا کہ یہ بہت مہنگے ہیں، میں نہیں خریدتا۔ اور جناب غوث پاک ﷺ نے ان کو خرید لیا۔ ان کو خرید کر ان کی زنجیریں بھی چاندی کی بنوائیں اور ان کی کھونٹیاں ٹھوکنے کی بھی چاندی کی نہایت قیمتی بنوائیں اور ان کی زینیں بھی نہایت قیمتی بنوائیں۔ کسی نے جا کر خلیفہ کو کہا کہ اے امیر المؤمنین وہ تو آپ سے بھی بڑھ گئے۔ خلیفہ نے کہا بھائی تم ان پر اعتراض کرتے ہو مگر انہوں نے یہ کام نہیں کیا ہو گا الا کسی خاص حکمت کے لئے۔

تھوڑے ہی دنوں کے بعد ایک بیمار کسی طبیب کے پاس آیا بیمار کو طبیب نے کہا تمہارا علاج بادشاہ کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا۔ تمہارے کو چاہئے کہ تین گھوڑے ہوں بالکل سیاہ رنگ کے، ہر روز ایک گھوڑا ذبح کیا جائے اور اس کے خون سے تم کو نہلایا جائے اور اس کی کلیجی اور گردے تم کو کھلائے جائیں، تب تم شفا پا سکتے ہو۔ وہ امیر المؤمنین کے پاس گیا اور اپنی غرض بیان کی، امیر المؤمنین نے کہا یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ درویش ہی کا کام ہے، تم ان کے پاس جاؤ، انہوں نے گھوڑے پہلے سے تمہارے لئے خرید رکھے ہوئے ہیں اور کسی کام کے لئے رکھے ہوئے نہیں ہیں۔ وہ بیمار حضرت غوث پاک ﷺ کی خدمت میں گیا حضرت نے اسی وقت اس کی ضرورت کے مطابق ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اور ان کی زنجیریں اور کھونٹیاں اور زینیں اس حکیم کو دینے کا حکم دیا جس نے یہ علاج تجویز کیا تھا۔ حضور غوث اعظم قدس اللہ سرہ العزیز کے کام الہامی کام تھے۔

ایک مرتبہ ایک آدمی نے بڑا سرمایہ خرچ کر کے بڑی محنت اور بہت زیادہ وقت صرف کر کے کپڑا تیار کیا اور امیر المؤمنین کے پاس اس امید پر لے گیا کہ امیر المؤمنین کپڑے کی منہ مانگی قیمت کے علاوہ انعام و کرام سے بھی نوازے گا۔ لیکن جب امیر المؤمنین نے کپڑے کی قیمت معلوم کی تو کہا یہ تو بہت قیمتی ہے ہم اسے ہرگز نہیں خرید سکتے۔ وہ بڑا مایوس اور پریشان ہوا۔ اسے کسی نے

مشورہ دیا کہ تم یہ کپڑا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں لے جاؤ۔ اس نے کہا امیر المؤمنین خرید نے پر راضی نہیں تو آپ کس طرح خرید لیں گے۔ ہر طرف سے مایوس تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ کپڑا پیش کیا آپ نے ملاحظہ بھی نہیں فرمایا اور اس کی منہ مانگی قیمت سے اسے زیادہ عطا فرمایا۔ درزی نے کپڑا کا معائنہ کرتے ہوئے عرض کی یہ کپڑا تو کم ہے، آپ کی قمیض اس میں تیار نہیں ہو سکتی۔ کپڑے والا پریشان ہو گیا۔ حضور غوث الثقلین قدس اللہ سرہ العزیز نے درزی کو فرمایا اس سے قمیض بناؤ جتنا کپڑا کم پڑے اس میں اتنا بوری کا پیوند لگا دو اور پیوند جو ہے وہ ہمارے سینہ پر آنا چاہیئے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بڑے بلند مقام اور بڑی اونچی شان والے بزرگ ہیں۔

حقیقت ہے کہ:

"جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام انبیاء میں ہے۔ ویسے ہی جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کا اولیاء میں مقام ہے۔"

غوث اعظم درمیان اولیاء

چوں محمد (ﷺ) درمیان انبیاء

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

غوث اعظم دلیل راہ یقین

بہ یقین رہبر اکابر دیں

اوست در جملہ اولیاء ممتاز

چوں پیمبر در انبیاء ممتاز

عربی زبان میں، مناقب میں اور جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کے حالات پر جتنی کتابیں ہیں کسی اور ولی کی نہیں ہیں۔ عرب وعجم کے تمام اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے

حضور غوث اعظم ﷺ کی شان میں قصیدے لکھے ہوئے ہیں اور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ بہاالدین نقشبند ﷺ نے بہت سے قصائد آپ کی شان مبارک میں لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے یہ اشعار غوث پاک ﷺ کی جالی مبارک پر لکھے ہوئے تھے۔

شاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و مہتاب و عرش وکرسی و قلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است ۱۷۰

عرض: شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا آپس میں کس وجہ سے اختلاف رہا؟

فرمایا: کچھ مسائل میں اختلاف تھا ہمارے نزدیک دونوں ہی ادب واحترام والے بزرگ ہیں۔ حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی بڑے بزرگ تھے اور حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ بھی بڑے بزرگ تھے۔ وہ بھی پہلوان تھے، اور وہ بھی پہلوان تھے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ حضرت محدث صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ دائما حضوری والے بزرگ تھے۔

غنیۃ الطالبین وفقہ اکبر

عرض: حضرت بعض لوگ غنیۃ الطالبین شریف کو جناب غوث اعظم ﷺ کی کتاب نہیں مانتے؟

فرمایا: غنیۃ الطالبین ہے تو جناب غوث پاک ﷺ کی لیکن اس میں بے دینوں نے الحاق بہت کیا ہے۔ جدید طبع پرانی سے مختلف ہوتی ہے۔ اسی طرح فقہ اکبر بھی دو ہیں

ایک تو حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ہے اور دوسری کسی اور کی۔ فقہ اکبر جو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ہے اِدھر مدینہ طیبہ کے کتب خانہ میں ایک آٹھ (۸) سو برس کا قدیم مخطوطہ ہے۔ اس میں ہمارے امام اعظم قدس اللہ سرہ العزیز لکھتے ہیں "ماتَ اَبُواهُ علی الفطرة" فیصلہ ہو گیا، یعنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے۔ وماتَ ابوطالب ------ آگے کچھ نہیں لکھا نقطے ڈال دیئے ہوئے ہیں۔ اور دوسری فقہ اکبر جو ہے اس کے ایک پرانے نسخہ پر جو ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور مطبوعہ نسخہ میں بھی، اس میں گویا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین کریمین کے بارے میں لکھا ہوا ہے۔ "ماماتا علی الکفر" یعنی کفر پر نہیں مرے اور اسی کا دوسرا مطبوعہ نسخہ میں ماتا علی الکفر لکھا ہوا ہے۔ حضرت، بات تو واضح ہے، شک کی کوئی جگہ نہیں۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سلسلہ نسب شریف کے سب ہی کچے ایماندار اور موحد و مومن تھے۔ یہ اب نئے دین والوں نے نئی نئی باتیں پیدا کر دی ہیں ا ھ

حکایت مولانا روم

حضرت مولانا روم کا تذکرہ شروع ہوا تو فرمایا:

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حکایت لکھی ہے۔ محدثین اس کا اقرار کریں یا انکار کریں، دوسری بات ہے۔ وہ یہ کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے وقت سوئے ہوئے تھے۔ شیطان آیا اور اس نے آپ کو جگایا کہ حضور اٹھیے نماز پڑھیے۔ آپ نے آنکھیں کھولیں، دیکھا کہ یہ شیطان ہے، آپ نے کہا اے ملعون تیرے کہنے پر تو میں نماز نہیں پڑھتا اور سو گئے۔ یہاں تک کہ سورج نکل آیا اور نماز قضا ہو گئی۔ اب نماز کے قضا ہونے پر بہت دکھ ہوا، وضو کیا اور نماز پڑھنے لگے تو خدا تعالیٰ کے خوف سے اتنی رقت

طاری ہوئی اور بہت روتے رہے اور اتنا روئے کہ آواز بند ہوگئی۔

شیطان نے آکے کہا میں انہی کوڑوں سے ڈرتا تھا جو اب مجھ پر برس رہے ہیں۔

اس لئے آپ کو جگایا تھا۔

ہم کہاں شیطان کو دیکھ سکتے ہیں حالانکہ رگ رگ میں شیطان ہے۔

تین چیزوں کی حد کسی کو نہیں ملی۔

- ایک تو بزرگ۔ بحرِ توحید میں غوطے لگاتے، لگاتے، لگاتے تھک گئے کہ اس کی تہہ معلوم ہو، مگر معلوم نہ ہو سکی۔
- دوسری یہ کہ عارفین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجات کی بلندی کو اڑتے، اڑتے، اڑتے تھک گئے مگر بلندی نہ معلوم ہو سکی۔
- اور تیسری مجاہدے کئے، بھوکے رہے، تکلیفیں اٹھائیں کہ شیطان کے مکر سے بچ جائیں، لیکن شیطان کے مکر سے بچنے کی بھی کوئی حد معلوم نہ ہو سکی۔" ۲۷۱

نماز میں سیدنا کا اضافہ

عرض: حضرت نماز میں اگر درود ابراہیمی کی جگہ کوئی اور درود شریف پڑھا جائے تو نماز ہو جائے گی؟

ارشاد: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت شریف کے خلاف ہے، اگر سنت کے خلاف دوام کرے گا تو خدا کی امان ہے۔

عرض: بعض حضرات نماز میں اسم مبارک محمد ﷺ سے پہلے سیدنا کا اضافہ کرتے ہیں۔

ارشاد: کرتے ہیں۔ ہم خود کرتے ہیں، حضرت۔

مولانا غلام قادر اشرفی:

حضرت علامہ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے سعادت الدارین میں اس کے جواز کے بارے میں بہت لکھا ہے۔ اور تذکرۃ الرشید کے پہلے حصہ میں ہے کہ مولوی رشید صاحب سے کسی نے پوچھا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی سے پہلے سیدنا کہنا جائز ہے۔ تو مولوی رشید نے کہا بعض صورتوں میں تو یہ واجب ہے۔ پھر پوچھا نماز میں بھی، کہا ہاں نماز میں بھی۔ ۳۱ے

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

عرض: کیا حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نجدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے مکہ شریف میں حکومت نے بلایا تھا؟

ارشاد: مکہ شریف میں نماز کے متعلق تو نہیں بلایا تھا اور بلایا بھی ان کو غلطی سے تھا۔ حضرت مولانا برہان الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جبل پوری حج کو آئے ہوئے تھے، ان کے پچاس ساٹھ مریدین بھی ان کے ساتھ تھے، انہوں نے اپنے مریدوں کے لئے ایک نشان یعنی ایک جھنڈا بنایا ہوا تھا، اس کے اوپر لکھا ہوا تھا۔

حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

مریدین کو جھنڈا دیکھ کر اپنی جماعت کا راستہ معلوم ہو جاتا تا کہ وہ جھنڈے والے ساتھی کے پاس پہنچ جایا کریں۔ یاروں نے جا کر شکایت کی کہ مولوی سردار احمد صاحب کا جھنڈا ہے۔ حضرت مولانا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا، آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا میرے پاس تو کوئی جھنڈا نہیں ہے۔ وہ بولا اس کے معلم کو بلاؤ، تو حضرت کے معلم کو بلایا۔ حکومت نے ان سے سوال کیا تو اس نے کہا ہم نے تو ان کے ساتھ کوئی جھنڈا نہیں دیکھا۔ کسی دوسرے کے ساتھ ہوگا ان کا نام

کسی نے غلط لیا ہے، بہتان لگایا ہے، بس اتنا ہی معاملہ ان کے ساتھ ہوا۔ جھگڑے تو حضرت مولوی حشمت علی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوتے تھے، اور مولوی حشمت علی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ کامیاب ہوتے تھے۔ ایک دفعہ آپ بیت اللہ شریف کے سامنے مقام ابراہیم کے قریب بیٹھے ہوئے تھے، اور چھ سات ان کے اصحاب بھی ان کے ساتھ صلاۃ وسلام پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے ساتھیوں سے کہا کہ بس وہی صلاۃ وسلام پڑھو جو التحیات میں پڑھتے ہیں۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کسی دیوبندی نے یا نجدی نے آ کر کے سنا، اس نے جا کر آپ کی شکایت کی کہ اس نے بیت اللہ کو حضور ﷺ کی قبر بنا رکھا ہے۔ حکومت نے آپ کو بلایا اور سختی سے بلایا، اور آپ گئے، اس وقت مدیر موجود نہیں تھا۔ آپ بیٹھ گئے۔ اس کی میز کے اوپر "کتاب الروح" پڑی ہوئی تھی، مولانا نے کتاب الروح کو کھولا اس کو پڑھنا شروع کیا تو وہاں یہ مسئلہ نکلا کہ طواف میں اگر کسی کو دعا نہ آتی ہو تو وہ درود شریف پڑھتا رہے تو یہ سب دعاؤں کے مقابلے میں ہے۔ انہوں نے وہاں نشان رکھ کر کے کتاب کو بند کر کے رکھ دیا۔ ان کا مدیر آیا، اس نے کہا کہ تمہاری یہ شکایت آئی ہے کہ تم بیت اللہ شریف کو حضور ﷺ کی قبر بنائے بیٹھے ہو۔ اور وہاں صلاۃ وسلام پڑھتے ہو۔ کہا نہیں ہم تو بیت اللہ شریف کو بیت اللہ ہی جانتے ہیں۔ بولا پھر کیوں آپ وہاں ہمیشہ درود پڑھتے رہتے ہو، سلام پڑھتے ہو؟ فرمایا درود وسلام پڑھنے کی ممانعت کی کوئی دلیل آپ کے پاس ہو تو بتایئے، اگر وہ دلیل صحیح ہوگی تو ہم مان لیں گے۔ تو وہ سوچ سوچ کر کہتا ہے کہ میرے پاس ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ تو حضرت مولانا صاحب کہتے ہیں کہ میرے پاس دلیل ہے۔ کتاب کھول کر کے اس کو دے دی، اس میں وہ پڑھ کر کہنے لگا کہ میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک کوئی دس مرتبہ پڑھا ہوگا لیکن مجھے سمجھ نہیں آیا، اب سمجھ میں آیا کہ اگر کوئی دعا نہ آتی ہو کسی کو اور وہ درود شریف پڑھتا رہے تو سب

دعاؤں کے مقابلے میں ہے۔ حضرت! ان کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد تھی۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲۔

جدہ کے ڈاکٹر

آخری چند سالوں میں حضرت ضیاء الملت والدین ﷺ کی نظر بہت کمزور ہو گئی تھی۔ جدہ سے چند ڈاکٹر مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے حاضر ہوئے۔ ان میں سے کچھ حضرت سیدی ﷺ کے مرید بھی تھے۔ تمام ڈاکٹر قطب مدینہ قدس اللہ سرہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضرت سے عرض کی حضور۔ آپ چند دن کے لئے جدہ تشریف لے آئیں معمولی سا آپریشن ہوگا۔ انشاء اللہ نظر ٹھیک ہو جائے گی۔ حضرت سیدی خاموش رہے، چند مرتبہ انہوں نے اپنی گزارش پیش کی، تو حضرت سیدی ومرشدی ﷺ نے فرمایا:

"فقیر آنکھوں کے لئے مدینہ منورہ نہیں چھوڑتا۔"

حافظ سردار احمد مدنی

ایک مرتبہ بعد نماز مغرب احقر راقم الحروف حاضر ہوا، حافظ سردار احمد ۱۵ بارگاہ میں موجود تھے۔

حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہ نے فرمایا۔

"ماشاء اللہ ہمارا عارف بھی آ گیا۔"

پھر فرمانے لگے:

"بیٹا حافظ صاحب کہہ رہے تھے کہ میں پاکستان شادی کرنے کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ آپ عارف کو بولو کہ میرا وہاں بندوبست

کرے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ، عارف کو کہنے کی ضرورت نہیں
ہے۔ جہاں تک اس سے ہو سکے گا تمہاری خدمت و مدد کرے گا۔
لیکن حافظ جی میں آپ کو کہتا ہوں کہ جو رو کے لئے مدینہ طیبہ مت
چھوڑو۔"

مولانا کوثر نیازی

ایک مرتبہ مولانا کوثر نیازی حاضر ہوئے، احقر کو حکم فرمایا۔
مولوی صاحب کے لئے چائے ڈالو، خود بھی پیو اور مجھے بھی دو چائے پیش کی،
مولانا کوثر نیازی بڑی دھیمی آواز میں پاکستان کے لئے اور اپنے لئے دعا کی درخواست
کرتے ہوئے کہنے لگے۔

"حضرت پاکستان میں بین الاقوامی سیرت کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس
کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں اگر آپ کرم فرمائیں اور اس کانفرنس
کی صدارت قبول فرمائیں تو پاکستان کے لئے اور ہمارے لئے یہ ایک
بہت بڑی نیک فال ہوگی۔"

حضرت خاموش رہے۔ چند منٹ بعد مولانا نے اپنی درخواست پھر دھرائی۔
تو حضرت نے فرمایا:

"مولوی صاحب فقیر مدینہ منورہ نہیں چھوڑتا۔"

پھر نیازی صاحب نے عرض کی:

"حضرت اگر کرم فرمائیں تو صاحبزادہ صاحب کو بھیج دیں ہمارے
لئے باعث برکت ہوگا۔"

ابھی اتنا ہی کہا تھا، حضرت نے فرمایا:

"مولوی صاحب بھٹو کی اطاعت چھوڑو واللہ ورسول (ﷺ و ﷻ)

کی اطاعت کرو۔"

تھوڑی دیر بعد نیازی صاحب نے اجازت طلب کی اور رخصت ہو گئے۔

حضرت نے فرمایا:

"عارف یہ ایک مرتبہ پہلے بھی آئے تھے، میں نے پوچھا مولوی
صاحب پہلے تو آپ مودودی صاحب کے بڑے حامی تھے۔ اب
ان کو چھوڑ کر ایوب خاں کے ساتھ مل گئے ہو کیا وجہ ہے؟"

تو بولے۔

"حضرت پہلے میں اندھا تھا اب مجھے اللہ تعالیٰ نے آنکھیں
عطا کر دی ہیں۔"

بیعت ثانی

اگر کوئی پہلے کسی پیر کا مرید ہوتا اور قطب مدینہ ﷺ سے بیعت کرنے کی درخواست کرتا، تو اس سے آپ فوراً پوچھتے، آپ پہلے کس سے بیعت ہیں۔ سائل عرض کرتا فلاں شیخ سے تو سیدی قدس سرہٗ فرماتے:

"پیر ایک ہی ہوتا ہے، وہی آپ کے پیر ہیں، فیض و برکت جہاں
سے حاصل کر سکو کرلو۔"

مدینہ طیبہ میں مقیم احباب

مدینہ طیبہ میں مقیم احباب میں جو تجارت پیشہ ہوتے، ایام حج میں حضرت سیدی قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس حاضر ہوتے تو تھوڑی ہی دیر کے بعد آپ فرماتے۔

"بابا جاؤ رزق تلاش کرو فرصت کے وقت آنا۔"

کشمیری دھسا کا نذرانہ

ایک مرتبہ فقیر قادری نے ایک بیش قیمت کشمیری دھسا حضرت سیدی قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں پیش کیا، ان دنوں سردی کچھ زیادہ تھی، حضرت علامہ غلام قادر اشرفی ﷫ بھی بارگاہِ سیدی میں حاضر تھے۔ آپ نے عرض کیا غریب نواز عارف نے بڑے خلوص و محبت سے آپ کی خدمت میں دھسا نذر کیا ہے، کتنی دور سے لایا ہے، آپ اتنا تو کرم فرمائیں کہ اس کو اوڑھ لیں تا کہ اس بھلا مانس کا دل خوش ہو جائے، حضرت سیدی ﷫ نے اپنے زانوں پر دھسا ڈال لیا، یوسف نوری نامی ایک صاحب بھی موجود تھے، آپ سے اجازت طلب کی، دست بوسی کے بعد دھسا آپ قدس اللہ سرہٗ کے زانوں سے اتارتا ہوا کہنے لگا حضرت سردی بہت ہے، میرے پاس کوئی چادر نہیں یہ دھسا مجھے عنایت فرما دیں اور دھسا لے کر چلتا بنا۔

گھی آپ کو بہت مرغوب تھا

ایک مرتبہ احقر نے دو کنستر گھی، جو کہ لاہور سے اپنے ساتھ لے گیا تھا، قطب مدینہ ﷫ کی بارگاہ میں پیش کئے۔ صاحبزادہ حضرت سیدی فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ، حضرت سید پیر حیدر حسین علی پوری قدس سرہٗ اور جناب عبدالحمید قریشی (جدہ) بھی موجود تھے۔

قریشی صاحب نے گھی کی بہت تعریف کی۔ آپ نے فرمایا:

"قریشی صاحب ایک کنستر آپ لے جائیں۔"

چلتے وقت قریشی صاحب گھی کا کنستر لے گئے۔ حضرت پیر سید حیدر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے خفگی کا اظہار کیا اور کہا کہ قریشی صاحب کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا یہ تو لنگر کے لئے تھے۔

حضرت سیدی و مرشدی ﷫ نے فرمایا:

"پیر صاحب قبلہ دوسرا کنستر آپ کی نذر ہے۔"

پیر صاحب نے بہت کچھ کہا مگر آپ بار بار یہی فرماتے رہے کہ:

"ھدیہ قبول کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ اس ھدیہ کا مستحق آپ

سے بہتر اس وقت اور کون ہوگا؟ آپ یہ قبول فرمالیں الحمد للہ دونوں کنستری مقبول ہو گئے۔"

مستری نور محمد رحمتہ اللہ علیہ اور شہد

ایک مرتبہ ہمارے پیر بھائی جناب سعد اللہ خان سواتی نے بہت اعلیٰ درجہ کا شہد جو کہ نرگس کے پھولوں سے حاصل کیا ہوا تھا، کے تین درمیانے سائز کے مرتبان آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت مستری نور محمد رحمتہ اللہ علیہ بعد نماز مغرب کے بعد حاضر ہوئے، شہد پر نظر پڑ گئی۔ عرض کیا حضور شہد کا ایک مرتبان مجھے عنایت فرمادیں، آپ نے فرمایا:

"مستری صاحب دونوں ہی لے جاؤ۔"

دوسرے دن ملاقات پر مستری صاحب سے فقیر قادری نے عرض کیا، بابا آپ نے اچھا نہیں کیا، یہ شہد حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے لئے چھوڑ دیتے تو بہتر تھا۔ مستری صاحب کہنے لگے:

"بابیو! مجھ پر ایسے ہی غصہ نکال رہے ہو، حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے تو تیسرا مرتبان دیکھا ہی نہیں ورنہ کہتے تینوں ہی لے جاؤ۔ اگر میں نہ لیتا کوئی اور لے جاتا تم کہاں تک رکھوالی کر سکتے ہو۔ بڑی بڑی قیمتی اشیاء ہو اور یہ حضرت کے پاس آتی ہیں لوگ اجازت بھی نہیں لیتے اور اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ تم اس وقت کہاں ہوتے ہو؟ آپ نے تو آج تک کسی کو بھی روکا نہیں، اگر میں نے شہد لے لیا ہے تو مجھ پر کون سی برائی لازم آ گئی ہے؟ اگر میں نہ لے لیتا تو کوئی اور لے جاتا۔ جب فضل الرحمٰن تمہارے سامنے حضرت کا سامان اٹھا کر لوگوں کو دے دیتا ہے تم اس وقت اس کو کیوں منع نہیں کرتے؟ مجھ پر کیوں غصہ نکال رہے ہو؟

اسی سلسلہ میں حکیم موسیٰ امرتسری کا ایک مکتوب بنام فقیر قادری ملاحظہ فرمائیں۔

[illegible]

حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا مکتوب بنام فقیر قادری

اغراض دنیا سے بے رغبتی

۱۹۷۱ء میں احقر کے مدینہ منورہ کے سفر کے ساتھی محمد انور بٹ، حضرت قطب مدینہ کی بارگاہ میں حاضری کے شرف سے مشرف ہوئے، مجھے کہا کہ میرے احباب نے مجھے رقم دی تھی کہ مدینہ منورہ میں کپڑے خرید کر تقسیم کر دینا اور اس کے لئے میں نے بھی کچھ رقم رکھی ہوئی ہے، میرا خیال ہے کہ کپڑا خرید کر حضرت کی نذر کر دوں۔ فقیر نے عرض کیا کہ جیسے آپ مناسب سمجھتے ہو کرو۔ انہوں نے بہت قیمتی قیمتی کپڑے خریدے رات کو آپ کے پاس رکھ دیئے۔ دو دن کپڑے کے یہ دونوں بڑے بڑے پلاسٹک کے تھیلے اسی جگہ پر رکھے رہے، تیسرے دن جناب انور نے عرض کی حضرت یہ کپڑے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"آپ کے ہیں لے جایئے۔"

عرض کیا حضور یہ آپ کے لئے ہیں، آپ نے برکت کے لئے دعا فرمائی۔ کچھ دیر بعد اہل مدینہ منورہ میں سے ایک صاحب ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ جب انہوں نے واپسی کی اجازت چاہی، تو حضرت نے فرمایا شیخ یہ آپ لیتے جائیں۔ انور صاحب کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی، کہتے ہیں دیکھو حضرت نے ہاتھ تک نہیں لگایا دیکھا نہیں کہ اس میں کیا ہے؟ میں نے تو اس لئے قیمتی کپڑے خریدے کہ حضرت کے گھر والوں کے کام آئیں گے۔

احترام سادات

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضرت شیخ الاسلام سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز سادات کرام وعلماء

عظام کا بے حد احترام فرماتے تھے، جب کوئی سادات یا علماء میں سے آپ کے پاس تشریف لاتے تو آپ ان کا ہاتھ چومنے میں پہل فرماتے۔ آپ بغیر کسی سابقہ تعارف کے مصافحہ کرتے ہی سید کے ہاتھ کو بوسہ دیتے، حاضرین مجلس سمجھ جاتے کہ یہ صاحب سید ہیں۔

حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی ﷫ کے شدید اصرار کے باوجود سیدی قطب مدینہ ﷫ آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتے اور آپ کی تعظیم کے لئے بوقت کھڑے ہوتے۔

۱۹۷۳ء میں ایام حج کا واقعہ ہے کہ احقر فقیر قادری ایک مرتبہ حضرت سیدی قدس اللہ سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا سلام عرض کرتے ہوئے دست بوسی کا شرف حاصل کیا، دو نوجوان آپ کے قریب تشریف رکھے ہوئے تھے۔ احقر کو حکم فرمایا کہ ان کے ہاتھ چومو فقیر نے دونوں شہزادوں کے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور میں سمجھ گیا کہ یہ سادات پاک میں سے ہیں۔

پھر فرمایا:

"آپ سید محمد مدنی اور سید محمد ہاشمی حضرت محدث اعظم کچھوچھوی ﷫ کے شہزادے ہیں۔"

متعدد مرتبہ دیکھا گیا کہ سیدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے ہاتھ چومتے اور پاؤں چھونے کی کوشش کرتے، مگر دونوں شہزادوں کو بے حد مؤدب پایا! مصافحہ کرتے وقت اپنے پاؤں کو بہت پیچھے کر لیتے تھے۔

حضرت سید مسکین شاہ صاحب مدظلہ مہاجر مدنی کو کئی بار دیکھا کہ جب آپ حضرت قطب مدینہ ﷫ کی بارگاہ میں تشریف لے جاتے۔ شاہ صاحب مصافحہ کرتے ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔ حضرت قطب مدینہ ﷫ شاہ صاحب کے پاؤں پر سر رکھ دیتے۔

آپ کی پوتی کے ہاں جب بیٹا ولید پیدا ہوا، ابھی چند ہی دنوں کا تھا کہ حضرت سیدی و مرشدی کی خدمت میں دعا و برکت کے لئے پیش کیا۔ آپ نے گود میں لیا پچھ دیر

تک درود شریف پڑھتے رہے۔ بچے کے پاؤں کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا یہ سید ہے۔ (آپ کی یہ پوتی حضرت سید سامی برزنجی کی زوجہ محترمہ ہیں) پھر فقیر قادری کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا:

''حضرت میں اس کا پر نانا ہوں۔''

۱۹۷۸ء میں قبل از حج ایک نماز مغرب کے بعد حضرت سید علی احمد شاہ قصوری (المتوفی ۱۹۹۹ء) سے باب مجیدی پر ملاقات ہوئی، فرمایا آج ہی مدینہ طیبہ حاضری ہوئی ہے ابھی حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدظلہ کی زیارت نہیں ہوئی، فقیر نے عرض کی اگر وقت ہو تو ابھی حضرت کی ملاقات کے لئے چلیں۔ فرمایا ضرور، ضرور، سیدی و مرشدی قدس اللہ سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سلام کا جواب عنایت فرماتے ہی کہا:

''مرحبا مرحبا سید صاحب مرحبا''

اور مصافحہ کرتے ہی حضرت سید علی احمد شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ کو چوم لیا۔

جب دوسرے دن حضرت سید صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا۔

میں نے سنا تھا کہ حضرت مدنی مدظلہ، کے ساتھ جب کوئی سید مصافحہ کرتا ہے تو آپ فوراً پہچان جاتے ہیں کہ یہ سید ہے اور ہاتھ چوم لیتے ہیں۔ کل جب میں حضرت مدظلہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آپ کو کس طرح خبر ہو جاتی ہے کہ مصافحہ کرنے والا سید ہے لیکن میں نے تو سلام ہی عرض کیا مصافحہ بھی نہیں کیا اور آپ کے قریب بھی نہیں پہنچا تو آپ نے فرمایا مرحبا مرحبا، سید صاحب مرحبا۔

''میرا یہ یقین ہے کہ آپ صحیح معنوں میں عشق مصطفیٰ (ﷺ) میں غرق اور فنا فی الرسول (ﷺ) کی منزل پا چکے ہوئے ہیں۔''

ایک مرتبہ حضرت پیر سید حیدر حسین علی پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقیر قادری کو حکم دیا کہ میری طرف سے حضرت قبلہ سیدی کی بارگاہ میں یہ معروض پیش کرو۔

جب احقر نے آپ ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا:

''پیر صاحب قبلہ کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کرنا اور میری طرف سے

کہنا حضرت کوئی کدی تے گھنے کدے۔ جو کچھ بھی ہے سب آپ ہی
کے جد کریم (ﷺ) کا ہے۔"

اگر نماز کے وقت کچھ احباب قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ کے ہاں موجود ہوتے تو آپ کو امامت کے لئے کہا جاتا۔ آپ فرماتے:

"الائمۃ من قریش۔ سید کو امامت کے لئے آگے بڑھاؤ۔"

اگر سید حیدر حسین علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا حضرت مفتی تقدس علی خان قدس اللہ سرہٗ موجود ہوتے تو وہ آپ کو باصرار امامت کے لئے آگے کر دیتے۔ اور کبھی مفتی تقدس علی خان رحمۃ اللہ علیہ امام ہوتے۔ الحمد للہ احقر فقیر قادری کو یہ شرف حاصل ہے کہ مدینہ طیبہ میں کثرت سے نمازیں حضرت سیدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں ادا کیں۔

احترامِ نسبت

حضرت وصی احمد محدث سورتی قدس اللہ سرہ العزیز کے پوتے حضرت مولانا حکیم قاری احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیلی بھیتی (متوفی ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء) قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ۱۹۵۳ء میں حاضر ہوئے، اس کا تذکرہ مشاہدات حرمین میں اس طرح کرتے ہیں۔

"حضرت مدنی مجھ کو اپنا استاذ زادہ تصور کرتے ہوئے میری اس قدر توقیر فرماتے کہ میں شرم سے سر جھکا لیتا اور بار بار یہ سوچتا کہ میں نے حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ سے اپنے نسبی تعلق کا اظہار کیوں کیا؟"

نام پاک مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم

حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری مدظلہ العالی نے ایک چھوٹی عمر کا مصطفیٰ نامی

مدراسی بچہ ملازم رکھا تا کہ مہمانوں کے لئے کھانا، چائے اور مشروبات وغیرہ لے آیا کرے۔ آپ نے اسے اسکول میں داخل کرا دیا، صبح مدرسہ جاتا اور ظہر سے قبل واپس آتا، دوپہر کو اوپر سے مہمانوں کے لئے کھانا وغیرہ لے آتا اور کھانا کھانے کے بعد سو جاتا۔ عصر کے بعد قرآن پاک پڑھنے کے لئے بھیج دیا جاتا۔ رات اختتام مجلس پر حضرت سیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے:

"یا سیدی مصطفیٰ اوپر جاؤ بابا کھانا لے آؤ"

اور وہ تو کمرے کے ایک کونے میں سویا ہوتا، مطلع کیا جاتا تو فرماتے مت جگاؤ، بچہ ہے تھکا ہوا ہے۔ آپ اسے ہمیشہ "یا سیدی مصطفیٰ" ہی کہتے۔ آپ کے قریب گھنٹی کا بٹن لگا ہوا تھا، اسے دباتے ہوئے فرماتے، یا اللہ یا اللہ کہتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ جاؤ اور کھانا اٹھا لاؤ۔

ایک مرتبہ سیدی و مرشدی ﷫ کے پاس ایک مہمان نے بڑی رقم بطور امانت رکھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ رقم پاس رکھی ہوئی صندوقچی میں رکھوا دی، وہ بچہ دیکھ رہا تھا۔ دوسرے دن موقع پاتے ہی وہ امانت نکالی اور زمین پر بکھیر کر گننے میں مصروف ہو گیا، اتنے میں حضرت سیدی نور اللہ مرقدہ کے پوتے حضرت ڈاکٹر سیدی خلیل الرحمٰن زید مجدہ آ گئے۔ ملاحظہ کرتے ہی دو تھپڑ مار دیئے۔ اس کے رونے کی آواز سنی تو حضرت سیدی قطب مدینہ ﷫ نے سیدی خلیل الرحمٰن زید مجدہ پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اس دوران حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پوری بھی آ گئے آپ نے حضرت سیدی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کو تمام معاملہ سے آگاہ کیا تو فرمایا۔

"مارنا تو نہیں چاہئے تھا کیونکہ اس کا نام "سیدی مصطفیٰ" ہے۔"

حضرت سیدی علامہ فضل الرحمٰن قادری مدظلہ کو جب خبر ہوئی تو آپ نے اس بچہ کو کام سے فارغ کر دیا۔ وہ حضرت قطب مدینہ نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کام سے روکے جانے کا بتایا تو آپ نے فرمایا۔

"یا سیدی مصطفیٰ تم ہر ماہ آ جایا کرو اور اپنا مقرر شدہ وظیفہ مجھ سے لے لیا کرو۔"

مرشد زادے کا احترام

حضرت مفتی اعظم ہند قدس اللہ سرہ العزیز ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۱ء میں حج کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔

حضرت شیخ العرب والعجم ﷺ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی، فرماتے:

"فقیر جب بریلی شریف حاضر ہوا تو اس وقت حضرت شہزادے میاں کی عمر تقریباً چار برس ہوگی۔ آپ سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے، دست بوسی کرنے کے بعد آپ کے سامنے آکر دو زانوں تشریف رکھتے۔ اعلیٰحضرت ﷺ آپ کو اس طرح بیٹھے، دیکھ کر مسکرا دیتے۔"

آپ کو حضرت کے لئے رہائش کے مکان کی بہت فکر تھی، فرماتے:

"حضرت شہزادے میاں تشریف لا رہے ہیں فقیر کا مکان وسیع نہیں، حضرت کو کہاں ٹھہراؤں، کہیں قریب جگہ مل جائے تاکہ آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہونے میں فقیر کو سہولت رہے۔"

الحمد للہ سیدی قطب مدینہ ﷺ کے مکان کے بالکل سامنے ہی حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رہائش کے لئے مکان کا بندوبست ہوگیا۔

جدہ ہی سے حضرت سیدی فضل الرحمٰن قادری مدنی مدظلہ حضور مفتی اعظم ﷺ کے ساتھ تھے، مکہ معظمہ سے آپ نے اطلاع فرمائی کہ حضور مفتی اعظم آج مدینہ طیبہ پہنچ رہے ہیں۔ قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ بہت خوش تھے، متوقع آمد سے بہت پہلے ابیار علی (میقات) تشریف لے گئے، شدت کی گرمی تھی اس کے باوجود سڑک کے قریب ہی کرسی پر تشریف فرما رہے۔ آپ کی نظریں بار بار سڑک کی طرف اٹھتی رہتیں، چند گھنٹے کے انتظار کے بعد حضرت مفتی اعظم قبلہ کی سواری پہنچی، تو یہ منظر قابل دید تھا۔ سیدی قطب مدینہ ﷺ باوجود گھٹنوں کے شدید درد کے فوراً ایک قوی نوجوان کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے، حضور مفتی

اعظم گاڑی سے اترتے ہی آپ سے لپٹ گئے، تادیر سینے سے لگائے رکھا۔ سیدی قطب مدینہ ﷺ نے زمین پر بیٹھ کر پابوس ہونے کی کوشش کی، مگر حضرت مفتی اعظم قبلہ فوراً پیچھے ہٹ کر آپ کے سامنے زمین پر باادب دوزانوں بیٹھ گئے۔ پھر کچھ دیر کے بعد قافلہ چلا قطب مدینہ نے ارشاد فرمایا کہ جس گاڑی میں فقیر بیٹھے وہ گاڑی حضرت کی گاڑی سے پیچھے رہے۔

دعا کے وقت سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ کہتے:

"شہزادے میاں دعا فرمائیے"

تو آپ فرماتے:

"حضرت دعا تو آپ فرمائیں گے فقیر آمین عرض کرے گا۔"

سیدی قطب مدینہ ﷺ کہتے:

"حضور فقیر کو اپنی دعاؤں سے محروم نہ رکھئے۔"

حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعا فرماتے۔

ایک دن نماز ظہر کے بعد کھانا چنا گیا، حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتظار ہوتا رہا آپ تشریف نہ لائے تو فقیر قادری کو قطب مدینہ قدس اللہ سرہ نے فرمایا شہزادے میاں کو دیکھ کر آؤ کس مشغولیت میں ہیں، فقیر چند مرتبہ دیکھ کر آیا اور عرض کرتا لوگوں کے ساتھ مشغول ہیں۔ نماز عصر کا وقت قریب ہو رہا تھا۔ فرمایا عارف بیٹا فضل الرحمٰن کو لے آؤ وہ مدنی ہے وہ شہزادے میاں کی خدمت میں عرض کرنے کی جرأت کر سکے گا، میں تو حضرت سے عرض نہیں کر سکتا۔ فقیر قادری حضرت مولانا مفتی فضل الرحمٰن کو مکتبہ سے بلا لایا، حضرت قطب مدینہ ﷺ نے فرمایا فضل شہزادے میاں کو کھانے کے لئے لے آؤ، آپ گئے سلام عرض کیا دست بوسی کی اور ہاتھ کو نہیں چھوڑا اور عرض کیا حضور، حضرت سیدی والد ماجد آپ کی دید کے مشتاق ہیں، کرم فرما کر تشریف لے چلیں تو آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور تشریف لے آئے۔

حج

سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ نے کثرت سے حج کئے پہلا حج ۱۳۲۸ھ اور ۱۳۶۲ھ میں حضرت مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خان قادری نوری کی معیت میں اور آخری حج ۱۳۸۶ھ میں ادا فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے کتنی مرتبہ حج کیا ہے؟ تو فرمایا:

"کوئی پتہ نہیں، کوئی حساب نہیں رکھا، ابھی کچھ برس سے گھٹنوں کے شدید درد کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا تو مکہ شریف نہیں جا سکتا ہوں۔ مگر پہلے میں حج کے ایام میں ہر سال چلا جاتا تھا، اب قوت نہیں رہی اس لئے نہیں جا سکتا۔" ۱۷۷

طریقہ بیعت

چند مرتبہ درود شریف پڑھتے اور استغفر اللہ العظیم واتوب الیہ پڑھتے ہوئے، مرید ہونے والے کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے، گناہوں سے توبہ کرانے کے بعد فرماتے۔

"میں نے تمہارا ہاتھ جناب غوث پاک سیدنا عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔"

اس کے بعد فاتحہ شریف اور درود پاک پڑھ کر دعا کرتے اور شریعت پر پابندی کی تلقین فرماتے اور کہتے۔

"سب سے بڑی چیز جو ہے وہ پانچ وقت کی نماز ہے سب سے بڑا وظیفہ یہی ہے۔ نماز نہ تو ضائع ہو اور نہ ہی ضائع ہونے کا خدشہ ہو۔"

فرمایا!

"سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کا بیعت کرنے کا یہی طریقہ تھا۔"

اوراد و وظائف

سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ ارشاد فرماتے:

"قرآن پاک کی تلاوت۔ جس قدر ممکن ہو روزانہ اپنے اوپر لازم کرلو۔ اس کے بعد جو سب سے بڑا وظیفہ ہے وہ نعت میکل ہے۔ اور درود شریف تو ہر مسلمان کو محبوب اور مومن کے ایمان کی جان ہے، ہر وقت صلاۃ و سلام عرض کرتے رہو اور دلائل الخیرات شریف سے جس قدر ہو سکے روزانہ پڑھ لیا کرو ہر مشکل کے وقت حسبنا اللہ ونعم الوکیل ساڑھے چار سو (۴۵۰) مرتبہ اول و آخر گیارہ، گیارہ مرتبہ درود شریف، روزانہ وقت مقرر رہ پر پڑھنے کو فرماتے۔"

نیز فرماتے:

"یا غوث یا غوث کہتے رہو دونوں جہانوں میں خیر ہے۔"

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم	۱۱۱	مرتبہ
استغفر اللہ العظیم واتوب الیہ	۷۰	مرتبہ
لا الہ الا اللہ	۱۲۶	مرتبہ

آخر میں تین مرتبہ محمد رسول اللہ ﷺ بلا ناغہ وقت مقرر کرلو اسی وقت پر پڑھ لیا کرو ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کرو۔ (آپ جس وقت نیند سے بیدار ہوتے تو فوراً چارپائی پر ہی تیمم کر لیتے اور پھر وضو کو جاتے۔)

هفت هیکل

ہَیکل اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُعِیذُ نَفْسِی بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝

(البقرہ۔ ۲۵۵)

ہَیکل دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُعِیذُ نَفْسِی بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ سُنَّۃَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا ۝ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

وَقُل رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ہ

(بنی اسرائیل ۷۷ ـ ۸۰)

ہَیکل سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُعِیذُ نَفْسِیْ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ہ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ہ

(البقرہ ۲۸۵ ـ ۲۸۶)

ہَیکل چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُعِیذُ نَفْسِیْ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ہ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ

وَلَا يَزِيدُ الظّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۝ وَإِذَآ أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَاٰ
بِجَانِبِهٖ ۚ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۖ
فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدٰى سَبِيْلًا ۝ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۖ قُلِ
الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ ۚ وَمَآ أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا ۝

(بنی اسرائیل ۸۱ تا ۸۵)

ہیکل پنجم

أُعِيْذُ نَفْسِيْ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ
وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَّلَمْ أَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَإِنِّيْ خِفْتُ
الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝
يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ
رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ
مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۖ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ
دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

۱۔ (مریم ۳ تا ۶)

۲۔ (الفتح ۔ ۲۷)

هَیْکل شَشُم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُعِیذُ نَفْسِیْ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم ۃ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۃ یَّھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۃ وَّاَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا ۃ وَّاَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ سَفِیْھُنَا عَلَی اللّٰہِ شَطَطًا ۃ

(الجن ۱ تا ۴)

هَیْکل هَفْتَم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُعِیذُ نَفْسِیْ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم ۃ وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ ۃ وَمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۃ

(القلم ۵۱ - ۵۲)

السلسلۃ العالیۃ القادریۃ الضیائیۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ
مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ نِ الْمُصْطَفٰی رَفِیْعِ الْمَکَانِ ؛
الْمُرْتَضٰی عَلِیِّ الشَّانِ ؛ اَلَّذِیْ رُجِلُ مِنْ اُمَّتِهٖ
خَیْرٌ مِّنْ رِّجَالٍ مِّنَ السَّالِفِیْنَ ؛ وَحُسَیْنُ
مِنْ زُمْرَتِهٖ اَحْسَنُ مِنْ کَذَا وَکَذَا حَسَنًا مِّنَ
السَّابِقِیْنَ ؛ اَلسَّیِّدُ السَّجَّادُ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ
بَاقِرُ عُلُوْمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ؛ سَاقِی الْکَوْثَرِ
مَالِكُ تَسْنِیْمٍ وَجَعْفَرُ[1] اَلَّذِیْ یَطْلُبُ

---

[1] جعفر اسم نہر فی الجنۃ ۱۲ منہ

مُوسَى الْكَلِيْمُ رِضَا رَبِّهٖ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ ؛
وَيَذْهَبُ اِبْرٰهِيْمُ الْخَلِيْلُ لِطَلَبِ مَعْرُوْفِ جُوْدِهٖ
اِلَيْهِ ؛ اَلسَّرِيُّ[1] السَّارِيْ سِرُّهٗ فِيْ ذَرَّاتِ الْاَكْوَانِ ؛
اَلْغَالِبُ جُنَيْدٌ[2] مِنْ جُنُوْدِهٖ عَلٰى جُيُوْشِ الْجَوْرِ
وَالْعُدْوَانِ ؛ اَصْلُ الْمُرَادِ ؛ مِنْ عَالَمِ الْاِيْجَادِ
اَلَّذِيْ لَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ لِاٰدَمَ وَمَنْ دُوْنَهٗ تَجَلِّيْ ؛ وَلِكُلِّ
اَسَدٍ مِّنْ اُسُدِ اللّٰهِ شِبْلِيْ[3] ؛ اَلْاَحَدُ الْمَاجِدُ ؛
عَبْدُ[4] الْوَاحِدِ[5] ؛ اَخُو الْاَحْزَانِ فِيْ عِشْقِهٖ ؛
اَبُو الْفَرَحِ مِنْ لُطْفِهٖ وَرِفْقِهٖ ؛ اَلْاِيْمَانُ

---

[1] السری سردار ۱۲ [2] الجنل الولد ۱۲ [3] الشبل بچۂ شیر ۱۲
[4] مبتدا ۱۲ [5] خبر لہ ۱۲

حَسَنٌ وَهُوَ اَبُو الْحَسَنِ اِذْ مِنْهُ نَشَأَ وَبِهٖ
ظَهَرَ ۞ وَالْمُؤْمِنُ سَعِيْدٌ وَهُوَ اَبُوْ سَعِيْدٍ
اِذْ هُوَ الَّذِيْ رَبِّيْ وَهَدَاهُ فَبَرَّ ۞ وَافِرُ الْاَيْدِيْ
قَادِرُ الْيَدَيْنِ ۞ عَبْدُ الْقَادِرِ غَوْثُ الثَّقَلَيْنِ
عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَاسِمُ الْاَرْزَاقِ ۞ اَبُوْ صَالِحِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ نَصْرُ الْاِسْلَامِ مُحْيِي الدِّيْنِ ۞ عَلِيُّ الْمُرْتَقٰى
وَالْمَدَارِجِ ۞ مُوْسٰى طُوْرِ الْمَعَارِجِ ۞ حَسَنُ الْخُلُقِ
اَحْمَدُ الْخَلْقِ ۞ بَهَاءُ الدِّيْنِ الْكَرِيْمِ ۞ سَنَا
شَرِيْعَةِ اِبْرٰهِيْمَ ۞ الْاُمِّيُّ الْقَارِيْ ۞ نِظَامُ دِيْنِ
الْبَارِيْ ۞ اَلْعَرَبُ وَالْفُرْسُ وَالْهِنْدُ كُلُّهُمْ لَهٗ سَائِلٌ

ل نیکوکار رشد آں مسلمان ۱۲ ٢ الایدی النعم ۱۲ ٣ سنا روشنی ۱۲

وگدا و بھکاری، ضیاء الانبیا[۲۸]، جمال الاولیا[۲۹]

محمد الذات[۳۰]، احمد الصفات[۳۱]، فضل اللہ[۳۲]

و برکۃ اللہ[۳۳]، و علی اٰل محمد[۳۴] الاعاظم العارفین

نص الشرع المطہر و رمزہ، الضیاغم المتحملین

شدۃ الجہاد الاکبر و حمزہ[۳۵]، کل منھم اٰل[ا]

برکات الرسالۃ، و امیر عالم الفضل

والنبالۃ[۳۶]، ھم اٰل احمد العظیم الکریم،

اٰل الرسول الرؤف الرحیم[۳۷]، اللّٰھم و علی اصحابہ

العظام، و مشائخنا الکرام، و علینا معھم

ا؎ حمزہ سختی ۱۲

يَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ مَارَهْرَه اَقْمَارُ الْيَقِيْنِ

فِيْ مَهْمَهِ[1] صُدُوْرِ الْعَارِفِيْنَ ؛ اٰمِيْن اٰمِيْن ؛

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ؛ اَللّٰهُمَّ وَمَنْ اَنْشَأَ هٰذِهِ

الصِّيْغَةَ الْمُبَارَكَةَ فَاغْفِرْلَهٗ يَا عَظِيْمُ ؛ وَارْضَ عَنْهُ

حَبِيْبُكَ[3] اَحْمَدَ رِضَا[38] الْمَوْلَى الْعَفُوِّ الْكَرِيْمِ ؛ اٰمِيْن

وَأَدِمْ بِفَضْلِكَ اَنْوَارَ ضِيَاءِ الدِّيْنِ[39] فِيْ اِشْرَاقِهَا

الْوَارِفِ . وَبَشَائِرَ الْحَمْدِ وَالْعِرْفَانِ لِحَبِيْبِ اَحِبَّائِكَ

مُحَمَّدٍ عَارِفٍ[40] مَا تَقَرَّبَ اِلَيْكَ كُلُّ مُصَلٍّ وَّ

مُعْتَكِفٍ وَّطَائِفٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

---

[1] تا آنکہ درخشد ۱۲ [2] بیابان وسیع ۱۲

[3] رتبہ فضیلۃ الامام احمد رضا القادری رحمہ اللہ تعالیٰ

فی مارہرہ المطہرۃ ۲۱ محرم یوم الجمعۃ ۱۳۰۶ھ

شجرہ طیبہ سلسلہ عالیہ قادریہ ضیائیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہرِ معروف و سری معروف دے بیخود سری
جندِ حق میں گن جنیدِ باصفا کے واسطے

بہرِ شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعدزا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ لہم رزقا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصرانی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیات دیں محی جاں فزا کے واسطے

طور[1] عرفان و علو و حمد، حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پہ نار غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانہ دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقی[2] عشق انتما کے واسطے

حب اہل بیت دے آل محمد کے لیے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

---

[1] (یعنی مرتبہ معرفت کا اور بلندی اور خوبی اور بہتری اور نور عطا کر ان مشائخ عظام کے واسطے ان میں علو بمناسبت نام پاک حضرت سید علی ہے اور طور عرفان بمناسبت نام پاک حضرت سید موسیٰ اور حسنیٰ بمناسبت نام پاک حضرت سیدی حسن اور حمد بمناسبت نام پاک سیدی احمد اور سیدی بہاء بمناسبت نام پاک حضرت سیدی شیخ بہاء الملۃ والدین قدست اسرارہم۔)

[2] (عشقی حضرت شاہ برکت اللہ رضی اللہ عنہ کا تخلص ہے اور انتما بمعنی انتساب یعنی نسبت عشق رکھنے والے۔)

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرُنور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرت آلِ رسول مقتدا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرت احمد[1] رضا کے واسطے

ہو مدینہ طیبہ میں میرا مدفن اے خدا
شہ ضیاء الدین قطب الاولیاء کے واسطے

معرفت کے جام سے یارب مجھے سرشار کر
حضرت عارف محبِّ مصطفیٰ کے واسطے

صدقہ ان اعیان کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس بےنوا کے واسطے

---

[1] (عرس شریف ۲۳، ۲۴، ۲۵، صفر کو بریلی شریف محلہ سوداگران میں ہوا کرتا ہے۔)

سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
فیضیاب اعلیٰ حضرت بریلی کے شاہ
جن کی ہر ہر ادائے سنتِ مصطفیٰ
جن کی باب مجیدی میں چمکی ضیاء
ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

وہ ضیا مردِ حق تھا وہ جب تک جیا
اہلِ سنت کے جھنڈے کو اونچا کیا
وقت آیا تو جنت کا رستہ لیا!
عاشقی کو محبت جگر دے دیا!
ایسے فرزندِ حضرت پہ لاکھوں سلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القادر

مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

دعاء سیدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ



دعاء

سيدي قطب مدينة قدس سره

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهمَّ صلِّ على سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِنْ نُورِ الذَّاتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِنْ نُورِ الذَّاتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِنْ نُورِ الذَّاتِ وعَلى سَيِّدِيْ فِيْ سَائِرِ الأسماءِ والصفاتِ وعَلى آلِه وَصَحْبِهِ وَابْنِهِ مَحْبُوبِكَ غَوْثِ الأعْظم وَسَلَّم تَسْلِيماً.

اللهمَّ صلِّ على سَيِّدِنَاوَموْلانامُحَمَّدٍ طِبِّ القُلُوبِ وَدَوَائِهَا وَعَافِيَةِ الأَبْدَان وَشِفَائِهَا

وَنُورِ الأَبْصَارِ وَضِيَائِهَا وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَابْنِهِ مَحْبُوبِكَ سَيِّدنا غَوْثُ الأَعْظَمِ الجِيْلِي وَبارِكْ وَسَلِّم ، اللهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلى سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ صَلاةً تُنْجِينَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الأَهْوالِ وَالآفاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيعَ الحاجاتِ وَتُطَهِرُنا بها مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئاتِ وَتَرْفَعُنا بها عِنْدَكَ ياربَّنا أَعْلَى الدَّرَجاتِ وَتُبَلِّغُنا بها أَقْصَى الغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الخَيْرَاتِ فِي الحياةِ وَبَعْدَ المماتِ يا مُجِيْبَ الدَّعَواتِ إِنَّكَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَابْنِهِ مَحْبُوبِكَ غَوْثِ الأَعْظَمِ عَبْدُ القَادِرُ الجِيْلِي وَسَلِّم تَسْلِيماً.

اللهمَّ صلِّ صَلاةً كامِلَةً وَسَلِّمْ سَلاماً تاماً عَلى سَيِّدِنا وَمَوْلانا مُحَمَّدٍ الذي تَنْحَلُ

بِـهِ العُقَدُ وتَنْفَرِجُ بِـهِ الكُرَبُ وَتُقْضَـى بِـهِ الحَـوَائِجُ وَتُنَـالُ بِـهِ الرَّغَائِـبُ وَحُسْـنُ الخَوَاتِيمِ وَيُسْتَسْقَى الغَمَامُ بِوَجْهِهِ الكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَابْنِهِ مَحْبُوبِكَ غَوْثِ الأَعْظَمِ سَيِّدِنا عَبْدُ القَادِرُ الجِيلِي فِي كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ يا اللهِ ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لأُمَّةِ سَيِدِنا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ ، اللَّهُمَّ اسْتُرْ أُمَّةَ سَيِدِنا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ ، اللَّهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّةِ سَيِدِنا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ ، اللَّهُمَّ تَجاوَزْ عَنْ أُمَّةِ سَيِدِنا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ ، ، اللَّهُمَّ اَرْحَمْ أُمَّةِ سَيِدِنا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاها ، اللَّهُمَّ عادِ مَنْ عَادَاها ، رَبَّنا اغْفِرْ لنا وَلِوَالدِينا ووالِدِوالِدِينا فِي الدِّينِ والدُّنْيَا

وَلِمَشَائِخِنَا وَلِمَشَائِخِ مَشَائِخِنا وَلأَسَاتِيذِنَا وَلأَسَاتِذي أَساتِيذِنا وَلِمَنْ لَهُ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِمَنْ أَحَبَّنَا فِي اللهِ وَلِمَنْ أَوْصَانَا وَاسْتَوْصَانَا وَجُدْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ الجَوَادُ الكَرِيمُ ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ، اللَّهُمَّ يَا رَبَّنَا حُلَّ هَذِهِ العُقْدَةَ وَأَزِلْ هَذِهِ العُسْرَةِ وَلَقِّنَا حُسْنَ المَيْسُورِ وقِنَا سُوءَ المَقْدُورِ وَارْزُقْنَا حُسْنَ الطَّلَبِ وَاكْفِنَا سُوءَ المُنْقَلَبِ بِجَاهِ حَبِيبِكَ الأَعْظَمِ سَيِّدِ العَجَمِ وَالعُرْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ ، اللَّهُمَّ حُجَّتِي وَعُدَّتِي فَاقَتِي وَوَسِيلَتِي انْقِطَعَ حِيلَتِيْ وَرَأسَ المَالِ وَعَدَمَ احْتِيَالِي وَكَنْزِيْ وَعَجْزِيْ وَبِحَبِيبِكَ الأَعْظَمْ سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ شَفِيْعِي فِي يَوْمِيْ وَغَدِيْ ، إِلهِي قَطْرَةً مِنْ بِحَارِ

جُودَكَ تُغْنِينَا وَذَرَّةً مِنْ تَيَّارِ عَفْوِكَ تَكْفِينَا ، رَبِّ هَبْ لِي مَا لا يَنْفَعُكَ ، وَاغْفِرْ لِي مَا لا يَضُرُّكَ ، يَا رَبِّ يَا كَافِي ، يَا رَبِّ يَا كَافِي يَا رَبِّ يَا كَافِي إِنَّ رَبِّي سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُجِيبٌ ، إِنَّ رَبِّي سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُجِيبٌ ، إِنَّ رَبِّي سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُجِيبٌ ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ، سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ العِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلامٌ عَلَى المُرْسَلِينَ وَالحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِينَ ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا بِبَرَكَةِ نَبِيِّنَا وَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِحُرْمَةِ سُورَةِ الفَاتِحَةِ الشَّرِيْفَةِ ..وَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ وَقَاسِمِ رِزْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلانَا وَوَلِيِّ نِعْمَتِنَا وَحَبِيْبِ رَبِّنَا سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ

وَابْنِهِ مَحْبُوبِكَ غَوْثِ الأَعْظَمِ سَيِّدِنا عَبْدِ القَادِرِ المُحْيِ الدِّين وَجَمِيْعِ الصَّالِحِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَالحَمْدُ لله رَبِّ العَالَمِيْنَ

بِحَقِّ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ.

اللہ اللہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



ھو القادر

الاجازات الرضویہ

للامام المجدد الاعظم

شیخ احمد رضا القادری البریلوی

قدس اللہ سرہ العزیز


مكان ولادة السيدة فاطمة الزهراء رضي الله عنها
WWW.NAFSEISLAM.COM

سند الحديث المسلسل بالأولية

له عند شيخنا السيد الأجل رضي الله تعالى عنه طريقان، أحدهما من جهة الشيخ المحقق مولانا الشيخ عبدالحق المحدث الدهلوى، والأخرى من جهة الشاه عبد العزيز الدهلوى، غفر لهما المولى القوى.

طريق الشيخ المحقق عبد الحق المحدث قدس سره

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله محمد وآله وأصحابه أجمعين، أما بعد!

فقد حدثني الشيخ الامام احمد رضا خان القادرى ﷺ وهو اول حديث سمعته منه، قال حدثني السيد الامام الهمام قطب الزمان حضرة الشيخ السيد آل رسول الاحمدى رضي الله تعالى عنه وأرضاه وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثني السيد السند رحلة زمانه امام أوانه، عمي و شيخي ومولاي ومرشدي، السيد آل أحمد الملقب باچهي ميان صاحب المارهروي. قدس الله سره العزيز. وهو أول حديث سمعته منه، عن السيد النقي الامام التقي، الورع الكامل، البارع الفاضل، العارف بالله الأحد، السيد الشاه حمزة ابن السيد آل محمد البلجرامي الحسيني الواسطي، وهو أول حديث سمعه منه، قال حدثني السيد طفيل محمد الأترولوي وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثني السيد السند البارع

بن علي الجوزي، وهو أول حديث سمعته منه، ثنا به أبو سعيد اسماعيل بن أبي صالح أحمد بن عبد الملک النيسابوري، وهو أول حديث سمعته منه، ثنا به والدي أبو صالح أحمد بن عبد الملک المؤذن وهو أول حديث سمعته منه، ثنا أبو طاهر محمد بن محمد محمش الزيادي، وهو أول حديث سمعته منه، ثنا به أبو حامد أحمد بن محمد بن يحيى بن بلال البزار، وهو أول حديث سمعته منه، ثنا به عبد الرحمن بن بشر بن الحكم، وهو أول حديث سمعته منه، ثنا به سفيان بن عيينة، وهو أول حديث سمعته من سفيان، عن عمرو بن دينار، عن أبي قابوس مولى عبد الله بن عمرو بن العاص عن عبدالله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما، ان رسول الله ﷺ، قال الراحمون يرحمهم الرحمان تبارک و تعالى ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء.

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

طريق الشاه عبد العزيز الدهلوي

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله محمد وآله وأصحابه أجمعين أما بعد!

فقد حدثني الشيخ الامام احمد رضا خان القادرى ﷺ وهو اول حديث سمعته السيد الامام الهمام قطب الزمان حضرة الشيخ السيد آل رسول الاحمدى رضى الله تعالى عنه وأرضاه، وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثني أستاذي علم المحدثين مولانا عبد العزيز الدهلوي، رحمة الله تعالى عليه. وهو أول حديث سمعته منه، عن أبيه ذي الفضل والجاه ومولانا ولي الله رحمة الله تعالى عليه. وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثني السيد عمر من لفظه تجاه قبر النبي ﷺ وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثني جدي الشيخ عبد الله بن سالم البصري وهو أول الخ، قال حدثنا الشيخ يحيى بن محمد الشهير بالشاوي، وهو أول حديث سمعناه منه، قال أخبرنا به الشيخ سعيد بن ابراهيم الجزائري المفتي الشهير بقدورة، قال وهو أول حديث سمعته منه،قال أخبرنا به الشيخ المحقق سعيد بن محمد المقري، قال وهو أول الخ، عن الولي الكامل أحمد حجّي الوهراني، قال وهو الخ، عن شيخ الاسلام العارف بالله تعالى سيدي ابراهيم التازي، قال وهو أول الخ، قال قرأته على المحدث الرباني أبي الفتح محمد بن أبي بكر بن الحسين المراغي،قال وهو أول حديث قرأته عليه، قال سمعت من لفظ شيخنا زين الدين عبدالرحيم بن الحسين العراقي، قال وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثنا أبو الفتح محمد بن

محمد بن ابراهيم البكري الميدومي، قال وهو الخ، (بمثل الحديث سندا ومتنا)

قلت: ولي في الحديث طريق ثالث عال جدا، حدثني مولانا الأجل السيد الشاه أبو الحسين أحمد النوري نورنا الله بنوره المعنوي والصوري، قال حدثنا أفضل العلماء وأورع الأتقياء مولانا علي حسن المراد آبادي. رحمة الله تعالى عليه. وهو أول حديث سمعته منه، قال حدثنا حديث الرحمة المسلسل بالأولية الشيخ الناسك أحمد بن محمد الدمياطي المشهور بابن عبد الغني، وهو أول حديث سمعته منه بحضرة جمع من أهل العلم، قال ثنا به المعمر أحمد بن عبد العزيز، وهو أول حديث سمعته منه واجازه بجميع مروياته، فقال حدثنا به الشيخ المعمر أبو الخير بن عموص الرشيدي، وهو أول حديث سمعته منه وأجازه بجميع مروياته في ربيع الأول سنة اثنين بعد الألف، قال حدثنا به شيخ الاسلام الشرف زكريا بن محمد الأنصاري وهو أول حديث سمعته منه، قال ثنا به خاتمة الحفاظ الشهاب أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، وهو أول حديث سمعته منه، قال أخبرنا به الحافظ زين الدين أبو الفضل عبد الرحيم بن حسين العراقي، وهو أول حديث سمعته منه (الى آخر الحديث سندا ومتنا)

سند احاديث من رواية الامام الاعظم ابي حنيفة النعمان بن ثابت عن الصحابة

يروى الشيخ المعمر ضياء الدين احمد القادرى المدنى، عن شيخ الاسلام احمد رضا قادرى بريلوى، عن عبدالرحمن عبدالله سراج مفتى احناف مكه مكرمه، عن الشيخ جمال بن عبدالله بن عمر مفتى احناف مكه معظمه، عن الشيخ المحدث الكبير عابد سندى، عن الشيخ صالح الفلاني، عن محمد بن سنه، عن مولاي الشريف، عن الشمس محمد بن عبدالرحمن العلقمي، عن الحافظ السيوطي، عن محمد بن مقبل عن الصلاح بن أبي عمر عن الفخر بن البخاري وهو علي بن أحمد بن عبدالواحد المقدسي، أنا عمر بن طبرزد، أنا أبو محمد يحيى بن علي بن محمد بن الطراح، أنا احمد بن محمد بن أحمد ابن النقور، أنا أبو طاهر محمد بن عبدالرحمن المخلص قيل له حدثكم أبو حامد محمد بن هارون الحضرمي فذكره وأسند الحضرمي في الحديث الأول قال: نبا اسحاق بن أبي اسرائيل، أنا أبو يوسف القاضي ثنا أبو حنيفة.

رضوان الله تعالى عليهم اجمعين

فيه أحاديث أبي حنيفة ـ رحمه الله ـ عن الصحابة
جمع أبي معشر عبدالكريم بن عبدالصمد المقري الطبري

فأرويه بالسند المقدم الى مولاي الشريف، عن شهاب الدين الخفاجي، عن الشمس محمد بن أحمد الرملي، عن القاضي زكريا، عن عز الدين عبدالرحيم بن محمد بن الفرات، عن أبي حفص عمر بن أميلة، عن الفخر بن البخاري، عن زيد ابن الحسن الكندي، عن محمد بن عبدالباقي الأنصاري، عن أبي معشر. رضوان الله تعالى عليهم اجمعين

جزء فيه عوالي الامام أبي حنيفة
جمع الحافظ أبي الحجاج يوسف بن خليل الدمشقي

فأرويه بالسند المقدم الى مولاي الشريف، عن النور علي الزيادي، عن الشهاب أحمد الرملي، عن القاضي زكريا الأنصاري، عن عمر بن فهد المكي، عن محمد بن ابراهيم المرشدي، عن محمد بن علي بن محمد بن سكر البكري، عن زينب بنت الكمال أحمد بن عبدالرحيم المقدسية، عن ابن خليل جامعه. رضوان الله تعالى عليهم اجمعين

سند البخاری

یروی الشیخ المعمر ضیاء الدین احمد القادری عن احمد رضا قادری بریلوی عن عبدالرحمن سراج عن أبیه عبد الله بن عبدالرحمن سراج عن محمد هاشم الفلاني عن صالح الفلاني عن محمد بن سنة عن محمد بن عبدالله الوولاتي عن ابن أرکماش الحنفي عن ابن حجر العسقلاني عن عبدالله بن محمد بن محمد بن سليمان المكي عن ابراهيم بن محمد الطبري عن عبدالرحمن بن أبي حرمي المكي عن علي بن أحمد بن عمار الطرابلسي عن عيسى بن أبي ذر الهروي عن عبدالله بن أحمد بن حمويه السرخسي عن محمد بن يوسف الفربري عن محمد بن اسماعيل البخاري رضي الله عنه۔

ویروی احمد رضا قادری عن عبدالرحمن بن عبدالله سراج عن جمال بن عبدالله شيخ عمر الحنفي المكي عن عمر بن عبدالكريم العطار عن علي الوناني عن مرتضى الزبيدي عن أحمد الجوهری عن محمد الزرقاني عن محمد بن العلاء الحافظ عن علي الزيادي عن يوسف بن زكريا الانصاري عن زكريا الانصاری عن ابن حجر العسقلاني۔

سند البخاری

یروی الشیخ المعمر ضیاء الدین القادری عن امام احمد رضا قادری عن سیدنا احمد بن زین دحلان مکی عن شیخ عثمان الدمیاطي عن الأمیر الکبیر عن علي الصعیدي عن محمد ابن عقیلة عن حسن بن علي العجیمي عن محمد بن علاء البابلي عن سالم السنهوري عن النجم محمد الغیطي عن زکریا الأنصاري عن ابن حجر العسقلاني عن أحمد بن علي التنوخي عن أبي العباس أحمد بن أبي طالب الحجار عن الحسین بن المبارک الزبیدي عن عبد الأول السجزي عن عبدالرحمن الداودي عن عبدالله بن أحمد بن حمویه السرخسي عن محمد بن یوسف الفربري عن محمد بن اسماعیل البخاري رضي الله عنه۔

یروی الشیخ المعمر ضیاء الدین احمد القادری عن الامام احمد رضا قادری عن حسین بن صالح بن جمل اللیل مکی عن عابد سندهي عن صالح الفلاني عن محمد سعید سفر عن أبي الطاهر الکوراني عن أبیه ابراهیم الکوراني بسنده کما في ثبته (الأمم لایقاظ الهمم) وهو عن العارف أحمد القشاشي عن العارف أحمد الشناوي عن والده العارف علي بن عبد القدوس الشناوي عن العارف بالله عبد الوهاب الشعراني۔

ویروی عابد سندهي أیضا عن صالح الفلاني عن محمد بن سنة عن محمد بن عبدالله الولاتي عن محمد بن أرکماش الحنفي عن الحافظ ابن حجر العسقلاني ۔

ویروي محمد عابد السندي أیضا عن السید أحمد بن سلیمان الهجام، وأخوه السید أبو القاسم بن سلیمان الهجام، والسید عبد الرزاق

البكاري ثلاثتهم عن الصفي أحمد بن محمد شريف مقبول الأهدل عن عبد الله البصري، وأحمد النخلي، وأبي الطاهر الكوراني بأسانيدهم.

ويروى ضياء الدين القادرى عن احمد رضا خان قادرى عن عبدالرحمن سراج عن أبيه مفتي مكة الشيخ عبدالله بن عبدالرحمن سراج عن عمر بن عبدالكريم بن عبدالرسول العطار عن علي بن عبد البر الوناثي عن السيد مرتضى الزبيدي.

ويروى عبد الرحمن سراج عن عمر العطار عن مصطفى الرحمتي عن عبدالغني النابلسي.



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ھوالقادر

اجازت سند مشکوۃ المصابیح

۱۔	الشیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی مولف مشکوۃ المصابیح		
۲۔	الشیخ امام الدین استاذی		
۳۔	الشیخ شرف الدین الجرمی		
۴۔	السید اصیل الدین الشیرازی		
۵۔	السید جمال الدین		
۶۔	السید نسیم الدین میرک شاہ		
۷۔	السید محمد سعید میر کلاں مکی		
۸۔	السید غضنفر النہروانی		
۹۔	الشیخ احمد بن علی بن عبد القدوس الشناوی	المتوفی	۱۰۲۸ھ
۱۰۔	الشیخ احمد بن محمد بن یونس (عبد النبی) الحسنی القشاشی	المتوفی	۱۰۷۱ھ
۱۱۔	الشیخ ابراہیم ابن حسن الکورانی الکردی	المتوفی	۱۱۰۱ھ
۱۲۔	الشیخ ابی طاہر محمد مدنی الکورانی	المتوفی	۱۱۴۴ھ
۱۳۔	الشاہ ولی اللہ دہلوی	المتوفی	۱۱۷۶ھ
۱۴۔	الشاہ عبد العزیز دہلوی	المتوفی	۱۲۳۹ھ
۱۵۔	الشاہ آل رسول مارہروی	المتوفی	۱۲۹۶ھ
۱۶۔	الشاہ احمد رضا قادری بریلوی	المتوفی	۱۳۴۰ھ
۱۷۔	الشاہ المعمر ضیاء الدین احمد القادری المدنی	المتوفی	۱۴۰۱ھ

اجازت مشكاة المصابيح
للحافظ الخطيب ولى الدين محمد بن على التبريزى

الشيخ المعمر ضياء الدين احمد القادرى المدنى، عن شيخ الاسلام امام احمد رضا القادرى البريلوى، عن حسين بن صالح جمل الليل المكى، عن الشيخ محمد عابد السندهى، عن السيد عبدالرحمن بن سليمان، عن العلامه السيد سليمان بن يحيى بن عمر مقبول الأهدل، عن السيد يحيى بن عمر مقبول الأهدل، عن السيد ابى بكر بن على البطاح الأهدل، عن السيد يوسف بن محمد بطاح الأهدل، عن السيد الطاهر بن حسين الأهدل، عن الحافظ عبد الرحمن بن على الربيع عن الزين الشرجي، أنا محمد بن محمد بن محمد الجزري، أنا الشيخ أبو اسحاق ابراهيم ابن الشيخ تقي الدين أبي الفتح محمد بن محمد بن علي بن همام، عن والده المؤلف (ح) وابن الديبع يرويه أيضا، عن الشمس، أنا أبو الفتح محمد بن أبو بكر بن الحسين العثماني الحراني، أنا أبو محمد الحسن بن محمد الأبيوردي، أنا أبو عبدالله أحمد بن نصر القزويني المشهور بشيخ، عن مؤلفه (ح)

والسخاوي يرويه أيضاً، عن الحافظ ابن حجر، عن مجدالدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادى، عن جمال الدين حسين الأخلاطي وشمس الدين المقدسي كلاهما، عن مؤلفه وكذلك يرويان كلاهما، عن الطيبي شرحه على المشكاة أيضاً (ح) وأرويه، عن عمي الشيخ محمد بن حسين الأنصاري، عن أبيه محمد بن مراد بن يعقوب الأنصاري السندي، عن

الشيخ محمد هاشم بن عبدالغفور السندي، عن الشيخ عبدالقادر بن أبي بكر بن عبدالقادر الصديقي نسبامفتي الأحناف بمكة،عن الشيخ حسن ابن علي العجيمي، عن الشيخ أحمد القشاشي، عن العارف بالله أبي المواهب أحمد بن علي العباسي الشناوي ثم المدني،عن السيد غضنفر بن السيد جعفر النهر والي ثم المدني، عن شيخ الحرم المكي في القرن العاشر محمد سعيد المشهور بمير كلان، عن مولانا، نسيم الدين مير كشاه، عن والده عطاء الله بن غياث الدين فضل بن عبدالرحمن، عن عمه أصيل الدين عبدالله بن عبدالرحمن بن عبداللطيف بن محي الدين الشيرازي الحسيني، عن عبدالرحيم بن عبدالكريم الجرهي الصديقي عن امام الدين اساؤجي عن مؤلفه. رضوان الله تعالىٰ عليهم اجمعين

اللہ اللہ

منظر البقيع من الجهة الشرقية الجنوبية سنة 1321 هـ

Deyaa.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

سند فقہ حنفی

۱۔ حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سید المرسلین خاتم النبیین امام الاولین والآخرین سیدنا ومولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ

۲۔ حضرت امیر المومنین سیدنا عبد اللہ ابوبکر صدیق المتوفی ۱۳ھ

۳۔ حضرت سیدنا امام عبد الرحمٰن المتوفی ۵۶ھ

۴۔ حضرت سیدنا امام حماد المتوفی ۱۰۰ھ

۵۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ محمد نعمان الشہید ۱۵۰ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

سند فقہ حنفی

۱۔ حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سید المرسلین خاتم النبیین امام الاولین والآخرین سیدنا ومولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وصال ۱۲/ ربیع الاول ۱۱ھ

۲۔ حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم الشہید ۲۳ھ

۳۔ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر المتوفی ۸۴ھ

۴۔ حضرت سیدنا امام سالم المتوفی ھ

۵۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ محمد نعمان الشہید ۱۵۰ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

سند فقہ حنفی

۱۔ حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سید المرسلین خاتم النبیین امام الاولین والآخرین سیدنا و مولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وصال ۱۲؍ ربیع الاول ۱۱ ھ

۲۔ حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان غنی ذوالنورین الشہید ۳۵ ھ

۳۔ حضرت سیدنا امام آبان

۴۔ حضرت سیدنا امام عبدالرحمٰن

الف۔ سیدنا امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین

ب۔ حضرت امام عمرو

ج۔ حضرت امام عبداللہ المطرف

د۔ حضرت امام محمد المتوفی ۱۳۵ ھ

ھ۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ محمد نعمان الشہید ۱۵۰ ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

سند فقہ حنفی

۱۔ حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سید المرسلین خاتم النبیین امام الاولین والآخرین سیدنا ومولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وصال ۱۲؍ ربیع الاول ۱۱ھ

۲۔ حضرت امیر المومنین سیدنا ومولانا امام علی المرتضیٰ الشہید ۴۰ھ

۳۔ حضرت سیدنا ومولانا امام حسین الشہید ۶۱ھ

۴۔ حضرت سیدنا امام علی زین العابدین المتوفی ۹۵ھ

۵۔ حضرت سیدنا امام محمد باقر المتوفی ۱۱۷ھ

۶۔ حضرت سیدنا امام جعفر الصادق المتوفی ۱۴۸ھ

۷۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ محمد نعمان الشہید ۱۵۰ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

سند فقہ حنفی

۱۔ حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سید المرسلین خاتم النبیین امام الاولین والآخرین سیدنا ومولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وصال ۱۲/ ربیع الاول ۱۱ھ

۲۔ حضرت امیر المومنین سیدنا امام حسن المجتبیٰ الشہید ۵۰ھ

۳۔ حضرت سیدنا امام حسن مثنیٰ المتوفی ۹۷ھ

۴۔ حضرت سیدنا امام عبد اللہ المحض المتوفی ۱۴۱ھ

۵۔ حضرت سیدنا امام شریف ابراہیم الشہید ۱۴۵ھ

الف۔ سیدنا امام شریف عبد اللہ المحض المتوفی ۱۴۱ھ

ب۔ سیدنا امام شریف نفس الزکیہ الشہید ۱۴۵ھ

ج۔ حضرت سیدنا امام اعظم محمد نعمان ابو حنیفہ صاحب المذہب حنفی

مولد ۸۰ھ کوفہ و الشہید ۱۵۰ھ بغداد

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هو القادر

سند فقہ حنفی

۱۔ حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سید المرسلین خاتم النبیین امام الاولین والآخرین سیدنا ومولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وصال ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ

۲۔ حضرت سیدنا امام عبد اللہ ابن مسعود — المتوفی سنہ ۳۲ھ

۳۔ حضرت سیدنا علقمہ و حضرت سیدنا الاسود

۴۔ حضرت امام ابراہیم — المتوفی سنہ ۹۵ھ

۵۔ حضرت امام حماد بن سلیمان — المتوفی سنہ ۱۲۰ھ

۶۔ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ صاحب المذہب حنفی

مولد سنہ ۸۰ھ کوفہ و — الشہید سنہ ۱۵۰ھ بغداد

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

سند فقہ حنفی

حضرت سیدنا و مولانا امام اعظم ابوحنیفہ صاحب المذہب حنفی

مولد سنہ ٨٠ھ کوفہ و الشہید سنہ ١٥٠ھ بغداد

حضرت ابوعبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی

شیخ احمد بن حفص (الشہیر ابوحفص الکبیر)

شیخ عبداللہ بن ابی حفص البخاری

امام ابوعبداللہ المروزی

شیخ ابوبکر محمد بن الفضل البخاری

شیخ القاضی ابوعلی النسفی

امام شمس الائمۃ الحلوانی

امام فخر الاسلام البزدوی

امام برہان الدین (صاحب الہدایہ)

امام عبدالستار بن محمد الکردی

شیخ جلال الدین الکبیر

شیخ عبدالعزیز البخاری

شیخ سید جلال الدین الخبازی

شیخ علاء الدین السیرامی

شیخ السراج قاری الہدایہ

شیخ الکمال بن الہمام (صاحب فتح القدیر)

شیخ سری الدین عبدالبر بن الشحنہ



رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

سند مؤلفات سید الاولیا المحبوب السبحانی سیدنا السید عبدالقادر بن صالح الجیلانی . رضی اللہ تعالیٰ عنہما

الشیخ المعمر ضیاء الدین احمد القادری المدنی، عن الامام المجدد احمد رضا القادری البریلوی، عن الشیخ حسین بن صالح جمل اللیل ،عن الامام الکبیر الشیخ محمد عابد سندھی ، عن الشیخ یوسف المزجاجی،عن السید احمد بن محمد مقبول الأھدل، عن یحیی بن عمر مقبول الأھدل، عن السید ابی بکر بن علی البطاح الأھدل، عن السید یوسف بن محمد البطاح الأھدل، قال: أنا بہ السید الحافظ الطاھر بن حسین الأھدل، قال: أنا بہ الحافظ وجیہ الدین عبدالرحمن بن علی الدیبع قال: أنا بہ شیخنا الحافظ احمد بن احمد بن عبد اللطیف الشرجی، عن الشیخ المحدث نفیس الدین ابن عمر العلوی قال: أنابہ والدی محدث الدیار الیمنیۃ ابراھیم ابن عمر العلوی، وشیخنا شرف الدین موسی بن مروان بن علی القزولی الدمشقی، عن الشیخ معروف بن اسماعیل بن الصدیق الجبرتي، عن أبیہ، عن أحمد بن أبي بکر الرداد، عن مجدالدین محمد بن یعقوب الصدیقي الشیرازي و محمد بن سلامۃ الموزعي الصوفي کلاھما، عن عبداللہ بن أسعد الیافعي، عن ابراھیم بن محمد بن محمد الطبري، عن جدہ اسحاق بن أبي بکر الطبري، عن أبي البرکات یونس بن یحیی الھاشمي وأبي الفتوح نصر بن أبي الفرج الحصیري البغدادي کلاھما عن مؤلفھا۔

رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

سند دلائل الخیرات

۱۔	الشیخ ابی عبد اللہ محمد بن سلیمان الجزولی	المتوفی	۱۲۹۳ھ
۲۔	الشیخ احمد		
۳۔	الشیخ محمد		
۴۔	الشیخ احمد		
۵۔	الشیخ عبد الرحمٰن ادریسی با محجوب		
۶۔	الشیخ احمد النخلی	المتوفی	۱۱۳۰ھ
۷۔	الشیخ ابو طاہر مدنی	المتوفی	۱۱۳۳ھ
۸۔	الشیخ ولی اللہ دہلوی	المتوفی	۱۱۷۶ھ
۹۔	الشیخ عبد العزیز دہلوی	المتوفی	۱۲۳۹ھ
۱۰۔	الشیخ سید آل رسول مارہروی	المتوفی	۱۲۹۶ھ
۱۱۔	الشیخ احمد رضا قادری بریلوی	المتوفی	۱۳۴۰ھ
۱۲۔	الشیخ ضیاء الدین احمد قادری مدنی ۱۷۸	المتوفی	۱۴۰۱ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

سند الدلائل الخيرات
الشيخ سيد محمد بن سليمان الجزولى

الشيخ المعمر ضياء الدين احمد القادرى عن شيخ الاسلام احمد رضا قادرى بريلوى عن الشيخ سيد احمد بن زين دحلان مكى عن الشيخ عثمان دمياطى عن الشيخ الكبير عابد المدنى عن الشيخ صالح الفلاني، عن محمد سعيد سفر ،عن الشيخ محمد الطاهر الكردي، عن الشيخ أحمد النخلي، عن السيد عبدالرحمن الشهير محجوب، عن أبيه السيد أحمد ، عن جده محمد، عن أبي جده أحمد، عن المؤلف.

رضوان الله تعالى عليهم اجمعين

الشيخ المعمر ضياء الدين احمد القادرى عن المجدد الاعظم احمد رضا القادرى،عن حسين بن صالح جمل الليل عن الشيخ عن الشيخ الكبير عابد السندهي المدني، عن عمي الشيخ محمد بن حسين بن محمد مراد بن يعقوب الأنصاري السندي، عن أبيه، عن الشيخ محمد هاشم السندي عن الشيخ عبد القادر بن الشيخ أبي بكر بن الشيخ عبدالقادر الصديقي مفتي مكة، عن مشايخه الثلاثة الشيخ حسن بن علي العجيمي الحنفي وشهاب الدين أحمد بن محمد النخلي والشيخ عبدالله ابن سالم البصري، عن السيد عبدالرحمن بن أحمد بن محمد بن أحمد الحسني المغربي المكناسي الشهير محجوب عن أبيه السيد أحمد عن جده محمد عن أبي جده أحمد عن المؤلف.

رضوان الله تعالى عليهم اجمعين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هو القادر

اجازت سند قصیدہ بردہ

۱۔ الشیخ مولانا شرف الدین محمد بن سعید حماد البوصیری المتوفی ۶۹۳ھ

۲۔ الشیخ علی بن جابر الہاشمی

۳۔ الشیخ الصلاح محمد بن محمد بن الحسن الشاذلی

۴۔ الشیخ ابی اسحاق الصائغ

۵۔ الشیخ شیخ الاسلام زکریا الانصاری المتوفی ۹۲۵ھ

۶۔ الشیخ نجم الدین الغیطی المتوفی ۹۸۴ھ

۷۔ الشیخ سالم السنہوری

۸۔ الشیخ محمد بن العلاء البابلی المتوفی ۱۰۷۷ھ

۹۔ الشیخ احمد النخلی المتوفی ۱۱۳۰ھ

۱۰۔ الشیخ ابی طاہر محمد مدنی المتوفی ۱۱۴۳ھ

۱۱۔ الشیخ ولی اللہ فاروقی دہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ

۱۲۔ الشیخ عبدالعزیز فاروقی دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ

۱۳۔ الشیخ سید آل رسول مارہروی المتوفی ۱۲۹۶ھ

۱۴۔ الشیخ احمد رضا قادری بریلوی المتوفی ۱۳۴۰ھ

۱۵۔ الشیخ ضیاء الدین احمد قادری مدنی المتوفی ۱۴۰۱ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھوالقادر

اجازت سند حزب البحر

۱۔	حضرت شیخ امام قطب زماں سیدی ابوالحسن علی بن عبداللہ حسینی شاذلی	المتوفی	٦٥٦ھ
۲۔	حضرت شیخ ابوالعباس مرسی	المتوفی	٦٨٦ھ
۳۔	حضرت شیخ سیدی یاقوت حبشی	المتوفی	٧٣٢ھ
۴۔	حضرت شیخ تاج الدین احمد ابن عطاء اللہ اسکندری	المتوفی	٧٠٧ھ
۵۔	حضرت شیخ شہاب الدین ملیق شاذلی		
۶۔	حضرت شیخ ناصر الدین ابن ملیق شاذلی		
۷۔	حضرت شیخ شمس الدین محمد ابن عماد		
۸۔	حضرت شیخ حافظ ابوعمر عثمان دیلمی		
۹۔	حضرت شیخ احمد روی		
۱۰۔	حضرت شیخ علی حسام الدین متقی مکی		
۱۱۔	حضرت شیخ الامام المحقق عبدالحق محدث دہلوی	المتوفی	١٠٢٢ھ
۱۲۔	حضرت شیخ سید میر طیب		
۱۳۔	حضرت سید عبدالغنی		
۱۴۔	حضرت شیخ سید مربی		

۱۵۔ حضرت شیخ شاہ سید برکت اللہ — المتوفی ۱۱۴۲ھ

۱۶۔ حضرت شیخ سید آل محمد — المتوفی ۱۱۶۴ھ

۱۷۔ حضرت شیخ سید شاہ حمزہ — المتوفی ۱۱۹۸ھ

۱۸۔ حضرت شیخ سید شاہ آل احمد اچھے میاں — المتوفی ۱۲۳۵ھ

۱۹۔ حضرت شیخ سید آل رسول احمدی — المتوفی ۱۲۹۶ھ

۲۰۔ حضرت شیخ شاہ احمد رضا قادری بریلوی — المتوفی ۱۳۴۰ھ

۲۱۔ حضرت شیخ محمد ضیاء الدین احمد القادری المدنی — المتوفی ۱۴۰۱ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القادر

اجازت سند حزب البحر

۱۔ سیدنا و مولانا شریف ابو الحسن الشاذلی — المتوفی ۶۵۶ھ

۲۔ حضرت شیخ ابو العباس احمد بن عمر المرسی — المتوفی ۶۸۶ھ

۳۔ الشیخ احمد ابن عطاء اللہ اسکندری صاحب الحکم — المتوفی ۷۰۷ھ

۴۔ الشیخ تقی علی بن الکافی السبکی — المتوفی ۷۵۶ھ

۵۔ الشیخ عبد الوھاب بن علی السبکی (التاج) — المتوفی ۷۷۱ھ

۶۔ الشیخ احمد عبد الرحیم بن فرات — المتوفی ۸۵۱ھ

۷۔ الشیخ شیخ الاسلام زکریا الانصاری — المتوفی ۹۲۵ھ

۸۔ الشیخ نجم الدین الغیطی — المتوفی ۹۸۲ھ

۹۔ الشیخ سالم السنہوری — المتوفی ۱۰۱۵ھ

۱۰۔ الشیخ محمد بن العلاء البابلی — المتوفی ۱۰۷۷ھ

۱۱۔ الشیخ احمد النخلی — المتوفی ۱۱۳۰ھ

۱۲۔ الشیخ ابی طاہر محمد مدنی — المتوفی ۱۱۲۲ھ

۱۳۔ الشیخ ولی اللہ فاروقی دہلوی — المتوفی ۱۱۷۶ھ

۱۴۔ الشیخ عبد العزیز فاروقی دہلوی — المتوفی ۱۲۳۹ھ

۱۵۔ حضرت شیخ سید آل رسول احمدی — المتوفی ۱۲۹۶ھ

۱۶۔ حضرت شیخ شاہ احمد رضا قادری بریلوی — المتوفی ۱۳۴۰ھ

۱۷۔ حضرت شیخ معمر ضیاء الدین احمد القادری المدنی — المتوفی ۱۴۰۱ھ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القادر

اجازت سند کتاب ابو طالب المکی صاحب کتاب قوت القلوب

نمبر	نام		سن وفات
۱۔	الشیخ ابو طالب محمد بن علی المکی	المتوفی	۳۸۶ھ
۲۔	الشیخ عمر بن ابو طالب المکی	المتوفی	ـــھ
۳۔	الشیخ ابو علی محمد بن عبد العزیز المہدوی	المتوفی	ـــھ
۴۔	الشیخ ابو الفتح محمد بن یحیی البردانی	المتوفی	ـــھ
۵۔	الشیخ عبد العزیز بن دلف	المتوفی	۶۳۷ھ
۶۔	الشیخ ابو العباس احمد بن ابی طالب الحجار	المتوفی	۷۳۰ھ
۷۔	الشیخ ابی اسحاق ابرھان ابراہیم بن احمد التنوخی	المتوفی	۸۰۰ھ
۸۔	الشیخ شہاب احمد بن محمد الحجازی	المتوفی	۸۷۵ھ
۹۔	الشیخ ابو الفضل جلال الدین سیوطی	المتوفی	۹۱۱ھ
۱۰۔	الشیخ علی بن ابی بکر القرافی	المتوفی	ـــھ
۱۱۔	الشیخ احمد بن عیسی جمیل المکی	المتوفی	ـــھ
۱۲۔	الشیخ محمد بن العلاء البابلی	المتوفی	۱۰۷۷ھ
۱۳۔	الشیخ احمد النخلی	المتوفی	۱۱۳۰ھ
۱۴۔	الشیخ ابی طاہر محمد مدنی	المتوفی	۱۱۳۳ھ
۱۵۔	الشیخ ولی اللہ فاروقی دہلوی	المتوفی	۱۱۷۶ھ
۱۶۔	الشیخ عبد العزیز فاروقی دہلوی	المتوفی	۱۲۳۹ھ
۱۷۔	حضرت الشیخ سید آل رسول احمدی	المتوفی	۱۲۹۶ھ
۱۸۔	حضرت الشیخ شاہ احمد رضا قادری بریلوی	المتوفی	۱۳۴۰ھ
۱۹۔	حضرت الشیخ المعمر ضیاء الدین احمد القادری المدنی	المتوفی	۱۴۰۱ھ

رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین

سند كتاب قوت القلوب
لأبي طالب المكي وهو من أصول الاحياء

الشيخ المعمر ضياء الدين احمد القادرى المدني، عن محدث احمد رضا خان القادرى البريلوى، عن شيخ حسين صالح جمل الليل، عن الشيخ محمد عابد السندهي، عن الشيخ يوسف المزجاجي، عن السيد احمد بن محمد مقبول الأهدل، عن السيد يحيى بن عمر مقبول الأهدل، عن السيد ابي بكر بن علي البطاح الأهدل، عن السيد يوسف بن محمد البطاح الأهدل، عن السيد الحافظ الطاهر بن حسين الأهدل، عن الحافظ وجيه الدين عبدالرحمن على الديبع، عن الحافظ احمد بن احمد بن عبداللطيف الشرجي، عن الشيخ المحدث نفيس الدين سلمان بن ابراهيم العلوى، عن والده محدث الديار اليمنية، عن ابراهيم بن عمر العلوي، عن أحمد بن أبي الخير بن منصور الشماخي، عن أبيه، عن أبي عبدالله محمد بن ابرهيم الفشلي، عن محمد بن عبدالله بن ابراهيم بن يحيى بن أيوب الأنصاري، عن أبي طالب المكي بن محمد بن عبد السميع الهاشمي، عن مجدالدين علي بن المبارك بن أرساده، عن أحمد بن محمد الغزالي، عن أخيه حجة الاسلام أبي حامد محمد بن محمد الغزالي، عن عبد الملك بن يوسف الجويني، عن أبي طالب المؤلف (ح) والشيخ ابراهيم العلوي يرويه أيضا، عن أبي العباس الحجار، عن عبدالعزيز ابن دلف، أنا محمد بن يحيى البرداني، أنا أبو علي محمد بن محمد بن عبدالعزيز بن المهدي، أنا عمر بن أبي طالب محمد بن علي المكي۔

رضوان الله تعالى عليهم اجمعين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

اجازت سند کتاب جواھر خمسہ ودعا سیفی

۱۔	حضرت الشیخ محمد غوث گوالیاری	المتوفی	۹۷۰ھ
۲۔	تلمیذہ الشیخ وجیہ الدین گجراتی		
۳۔	تلمیذہ الشیخ عبدالملک بایزید ثانی		
۴۔	تلمیذہ الشیخ محمد اشرف لاہوری	المتوفی	۱۱۳۷ھ
۵۔	تلمیذہ الشیخ محمد سعید لاہوری	المتوفی	۱۱۶۶ھ
۶۔	تلمیذہ الشیخ احمد ولی اللہ دہلوی	المتوفی	۱۱۷۶ھ
۷۔	تلمیذہ الشیخ عبدالعزیز فاروقی دہلوی	المتوفی	۱۲۳۹ھ
۸۔	تلمیذہ الشیخ سید آل رسول احمدی مارہروی	المتوفی	۱۲۹۶ھ
۹۔	تلمیذہ الشیخ شاہ احمد رضا قادری بریلوی	المتوفی	۱۳۴۰ھ
۱۰۔	تلمیذہ الشیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی	المتوفی	۱۴۰۱ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

اجازت سند الحصن الحصین

۱۔ حضرت شیخ الاسلام ابی الخیر محمد بن محمد الجزری الشافعی المتوفی ۸۳۳ھ

۲۔ حضرت شیخ ابی القاسم عمر بن فہد

۳۔ حضرت الحافظ جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ

۴۔ حضرت شیخ السراج عمر بن الجائی

۵۔ حضرت شیخ علی بن محمد الاجھوری المتوفی ۱۰۲۶ھ

۶۔ حضرت شیخ مولائی الشریف محمد بن عبد اللہ الولاتی المتوفی ۱۱۰۲ھ

۷۔ حضرت شیخ محمد بن سنتہ العمری المتوفی ۱۲۸۶ھ

۸۔ حضرت شیخ صالح الفلانی المتوفی ۱۲۱۸ھ

۹۔ حضرت شیخ عبد اللہ سراج المتوفی ــــ ھ

۱۰۔ حضرت شیخ عبد الرحمٰن عبد اللہ سراج المتوفی ۱۳۱۴ھ

۱۱۔ حضرت شیخ احمد رضا قادری المتوفی ۱۳۴۰ھ

۱۲۔ حضرت شیخ ضیاء الدین احمد قادری المتوفی ۱۴۰۱ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

۱۰۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالقادر

اجازت سند

۱۔ حضرت شیخ الاسلام ابی الخیر محمد بن محمد الجزری الشافعی — المتوفی ۸۳۳ھ

۲۔ حضرت الحافظ تقی الدین محمد بن محمد بن فہد الہاشمی المکی — المتوفی ۸۷۱ھ

۳۔ حضرت شیخ الاسلام زکریا الانصاری — المتوفی ۹۲۵ھ

۴۔ حضرت شمس الدین محمد بن احمد الرملی (شافعی صغیر) — المتوفی ۱۰۰۴ھ

۵۔ حضرت شیخ ابی المواہب احمد بن علی بن عبد القدوس الشناوی — المتوفی ۱۰۲۸ھ

۶۔ حضرت شیخ احمد بن محمد بن یونس (عبد النبی) الحسنی القشاشی — المتوفی ۱۰۷۱ھ

۷۔ حضرت شیخ ابراہیم ابن حسن الکورانی الکردی المدنی — المتوفی ۱۱۰۱ھ

۸۔ حضرت شیخ ابی طاہر محمد المدنی — المتوفی ۱۱۳۳ھ

۹۔ حضرت شیخ ولی اللہ فاروقی دہلوی — المتوفی ۱۱۷۶ھ

۱۰۔ حضرت شیخ عبد العزیز فاروقی دہلوی — المتوفی ۱۲۳۹ھ

۱۱۔ حضرت شیخ سید شاہ آل رسول مارہروی — المتوفی ۱۲۹۶ھ

۱۲۔ حضرت شیخ احمد رضا خان قادری بریلوی — المتوفی ۱۳۴۰ھ

۱۳۔ حضرت شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی — المتوفی ۱۴۰۱ھ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

المسلسل الخرقة الشريفة

(۱) ألبسني الخرقة الشريفه العارف بالله المجدد احمد رضا قادری، قال: ألبسني الشيخ حسين بن صالح بن جمل الليل مكي، قال: ألبسني الشيخ عابد سندهی، قال: ألبسني العارف الرباني السيد احمد بن سليمان الهجام،قال: ألبسني والدی قال: ألبسني السيد يحيى بن عمر مقبول الاهدل،قال: ألبسني الشيخ احمد بن محمد النخلي، قال: ألبسني الشيخ محمد الرديني الشافعي، قال: ألبسني الشيخ احمد القشاشي، عن أبيه شيخ محمد يونس المتقى، قال: ألبسني العارف بالله الامين ابن الصديق اليمنى، قال ألبسني العارف بالله شجاع الدين عمر بن احمد جبريل، قال: ألبسني عبدالقادر بن الجنيد، قال: ألبسني ابی الخيه بن احمد جبريل، قال: ألبسني الشيخ اسماعيل بن صديق الجبرتي، قال: ألبسني الشيخ محمد المزجاجي، قال: ألبسني قطب خرقه شرف الدين ابو المعروف اسماعيل بن ابراهيم بن عبد الصمد الجبرتي، قال: ألبسني الشيخ سراج الدين ابوبكر بن محمد السلامي، قال ألبسني الشيخ فخر الدين ابوبكر بن محمد بن نعيم، قال: ألبسني الشيخ ابواحمد محمد بن احمد بن عبدالله،قال: ألبسني والدي أبو محمد أحمد بن عبدالله بن يوسف، قال: ألبسني أبي عبدالله بن يوسف وشيخي عبدالله بن قاسم بن زره، قال: ألبسني شيخ الشيوخ أبو محمد عبدالله بن علي الأسدي، قال: ألبسني شيخ الشيوخ وقطب الأقطاب الغوث الفرد الجامع محيي الدين أبو محمد عبدالقادر ابن أبي صالح الجيلاني قدس الله تعالى أرواحهم، قال: ألبسني أبو سعيد المبارک بن علي بن الحسين بن بندار البغدادي المخرمي، قال: ألبسني شيخ الاسلام أبوالحسن علي بن أحمد بن يوسف

الهكاري، قال: أنبأني أبو الفرج محمد بن عبدالله الطرسوسي، قال: أنبأني أبو الفضل عبدالواحد بن عبدالعزيز بن الحارث التميمي، قال: أنبأني أبو بكر محمد ابن دلف بن خلف بن محمد ابن حجدر الشلبي، قال: أنبأني سيد الطائفة الأستاذ أبو القاسم الجنيد بن محمد البغدادي، قال: أنبأني خالي أبو الحسن السري بن المغلس السقطي قال: أنبأني أبو محفوظ معروف بن فيروز الكرخي، قال: أنبأني أبو سليمان داود بن نصير الطائي، قال: أنبأني يزيد بن أبي محمد حبيب العجمي قال: أنبأني سيد التابعين الحسن بن أبي الحسن البصري، قال: أنبأني علي بن أبي طالب كرم الله تعالى وجهه، قال: أنبأني امام المتقين ورسول رب العالمين المبعوث رحمة للعالمين صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى آله وصحبه أجمعين۔

(۲) ألبسني الخرقة الشريفة العارف بالله المجدد احمد رضا القادری، قال: ألبسني الشيخ عبدالرحمن عبدالله سراج مفتی احناف مكه، قال: ألبسني جمال بن عبدالله بن عمر مفتی احناف مكه، قال: ألبسني محدث كبير محمد عابد سندهی، قال: ألبسني عمی الشيخ محمد حسين بن محمد مراد الانصاری، قال: ألبسني ابی الشيخ محمد مراد بن يعقوب الانصاری السندهی، قال: ألبسني الشيخ محمد هاشم بن عبد الغفور السندهی، قال: ألبسني الشيخ عبدالقادر مفتی مكة الصديقی، قال: ألبسني الشيخ حسن العجيمی، قال: ألبسني صفی الدين احمد بن محمد المدنی القشاشی، قال: وألبسني أيضا العارف بالله تعالى أبو المواهب أحمد بن علي الشناوي قال: ألبسني عبدالقدوس، قال: ألبسني الشيخ عبدالوهاب الشعراني، قال: ألبسني جلال الدين أبو عبدالرحمن

السيوطي، قال: ألبسني الشيخ كمال الدين محمد بن محمد المعروف بابن امام الكاملية، قال: ألبسني الشمس محمد بن محمد بن محمد الجرزي، قال: ألبسني الزين عمر بن الحسين المراغي، قال: ألبسني العز أحمد بن ابراهيم الفاروقي، قال: ألبسني الشيخ محيي الدين ابن علي بن العربي، قال: ألبسني جمال الدين يونس بن يحيى ابن أبي البركات الهاشمي العباسي قال: ألبسني شيخ الوقت القطب عبدالقادر الجيلاني بسنده المتقدم. رضي الله تعالىٰ عليهم اجمعين

المصافحات الأربعة
سند المصافحة الجنية

صافحت حضرة الشيخ الامام احمد رضا القادرى قال الشيخ السيد آل رسول الاحمدى رضي الله تعالى عنه، قال صافحت الشيخ عبد العزيز صافح أباه، قال صافحت السيد عبيد الله بن عيدروس بن الشيخ علي العيدروسي، قال صافحت السيد جعفر الصادق بن السيد المصطفى العيدروسي وقال صافحني جني اسمه غانم، سنة ثمان وتسعين بعد الألف، بعد أن صلى العصر مع والدي قدس سره في المسجد ذات يوم، وأمره والدي أن يصافحني حين أخبره أنه صافحه جني كان من النفر اللذين ذكر هم الله تعالى في سورة الجن، وقدتعمر أكثر من سبعمائة سنة، وهو صافحه رسول الله ﷺ والحمد لله.



سند المصافحة الخضرية

صافحتُ الشيخ الامام احمد رضا خان القادري ﷺ قال صافحت الشيخ السيد آل رسول الاحمدي ﷺ وقال صافحت الشيخ الشاه عبد العزيز محدث الدهلوي ﷺ وبه الى الشاه ولي الله، قال صافحني السيد عمر ابن بنت الشيخ عبدالله بن سالم البصري المكي، وشد علي يدي وقال المراد بهذا الشد الاشتداد في تأكيد الصحبة، قال صافحني جدي الشيخ عبدالله كذلك، كما صافحه شيخه الشيخ محمد بن محمد بن سليمان، كما صافحه شيخه أبو عثمان سعيد ابن ابراهيم الجزائري المعروف بقدورة، كما صافحه شيخه أبو سعيد بن أحمد المقري القريشي كما صافحه شيخه سيدي أحمد حجي الوهراني، كما صافحه شيخه سيدي سالم التازي، كما صافحه شيخه الشيخ صالح الزوادي، كما صافحه الفقيه الصالح حافظ عصره سيدي عبدالله بن محمد بن موسى العبدوسي، وحدثه بها عن شيخه الأستاذ أبي عبدالله محمد بن جابر الغساني، عن الامام الرباني أبي عبدالله محمد بن علي المراكشي شهرته بابن عليوات، عن أبي عبدالله الصدفي، عن الامام العالم أبي العباس أحمد بن البناء، عن ولي الله تعالى أبي عبدالله الهزميري، عن أبي العباس الخضر عن رسول الله ﷺ.

سند المصافحة المنامية

بالمار في الحضرية الى صالح الزوادي، عن عز الدين بن جماعة، عن الشيخ محمد شبرين، عن الشيخ سعدالدين الزعفراني، عن والده محمود الزعفراني، عن أبي بكر السواسي وناصر الدين علي بن أبي بكر ذي النون المليطي، وهما عن محمد بن اسحاق القونوي، عن الشيخ الأكبر محي الدين ابن العربي، عن الشيخ أحمد بن مسعود شداد المقري الموصلي، عن الشيخ علي بن محمد الحائكي الباهري عن الشيخ أبي الحسن الباغوزاني قال رأيت رسول الله ﷺ في المنام فشبک أصابعه بأصابعي، وقال يا علي! شابكني فمن شابكني دخل الجنة، وما زال يعد حتى وصل الى سبعة، ثم استيقظت وأصابعي في اصابع رسول الله ﷺ، قال الشيخ النازي كلما ينبغي من شابک أحدا أن يقول شابكني فمن شابكني دخل الجنة.

اللهم ارزقنا وجميع أهل السنة آمين.

بسم الله الرحمن الرحيم

هو القادر

المسلسلات العشرة

فى الأحاديث النبوية

على صاحبها افضل الصلاة واتم السلام

الأستاذ الأعظم والملاذ الأفخم الشيخ الامام
السيد محمد بن على السنوسى الخطابى الحسنى الادريسى
المولود بمستغانم بالجزائر سنة ١٢٠٢ ه
المتوفى بالجغبوب بليبيا سنة ١٢٧٦ ه

ترجمة المؤلف

هو العلامة السيد محمد بن علي السنوسي الخطابي الحسني الادريسي ﷺ يتصل نسبه سيدنا الحسن بن علي بن أبي طالب رضي الله عنهم وعنا بهم.

ميلاده

ولد رضي الله عنه عام ١٢٠٢ھ ببلد مستغانم من أعمال الجزائر بالمغرب.

رحلته العلمية

قصد فاس لطلب العلم وانتظم هناك في سلك الطريقة الدرقاوية وعدة طرق أخرى موضحة في مؤلفه ﴿السلسبيل المعين في الطرائق الأربعين﴾ بهامش ﴿المسائل العشر﴾ المسمى بالبغية.

رحلته الحجازية

ثم ذهب الى مكة المكرمة واجتمع فيها بالعلامة الامام السيد أحمد ابن ادريس أحد شيوخ الصوفية رضي الله عنه وعنهم وعنا بهم فأحبه الأستاذ ومال اليه وجعله خليفة وأذن له بإعطاء العهود فأسس زاويته بجبل أبي قبيس بمكة المشرفة ثم رحل الى اليمن في حياة أستاذه، وعاد الى مكة وتوفي

استاذه وهو بمكة المكرمة ثم فی عام ۱۲۵۵ھ رحل الی لیبیا و نزل بطرابلس ثم ارتحل الی الجبل الأخضر ۱۲۵۸ھ وأسس الزاویة البیضاء وتزوج هناک بوالدة السید محمد المهدی والسید محمد الشریف.

وزرق بالسید محمد المهدی ۱۲۶۰ھ ففرح الاستاذ ثم رحل الی الحجاز ۱۲۶۳ھ وفی الطریقه ولد السید محمد الشریف، واقام الاستاذ المکة المکرمة سنوات یدرس الحدیث والفقه ثم قرر الرجوع الی لیبیا فانتقل الی مصر فأکرمه والیها وقتذ وهو عباس باشا الأول ونزل بالجیزة فی قریة تسمی کرادسة ثم رحل منها الی بنی غازی ببرقة فنزل فی قصر قدیم لقدماء الیونان فرممه وسماه العزیات فتکاثرت أشیاعه فی شمال أفریقیة وفی واحات صحراء لیبیة ثم رحل منها الی الصحراء وأقام بواحة جغبوب وهی مسیرة عشرة أیام من العزیات وثلاثة أیام من واحة سیوة وبقی بها الی ان توفی سنة ۱۲۷۶ھ رضی الله عنه.

آثاره العلمیة

وخلف آثاراً علمیة ذات بال منها کتاب ایقاظ الوسنان فی العمل بالحدیث والقرآن مطبوع وکتاب السلسبیل المعین فی الطرائق الأربعین مطبوع وکتاب المنهل الرائق فی أسانید العلوم وأصول الطرائق لم یطبع وکتاب الشموس الشارقة فی أسماء مشایخ المغاربة والمشارقة وهذا مطبوع، وهذه المسلسلات العشرة والمسائل العشر المسمی بغیة

المقاصد مطبوع والدرر السنية في أخبار السلالة الادريسية مطبوع وله أيضاً عجالة في أول من ألف في الحديث تصلح ل أن تكون مقدمة للموطأ مطبوع.

تلامذته

وقد تخرج عليه من العلماء الأعلام أمة لا تحصى من أجلهم نجل شيخه العلامة السيد أحمد بن ادريس ﷺ الأستاذ السيد عبد العال المدفون بدنقلا ﷺ، والعلامة السيد أحمد الريفي، والعلامة الشيخ فالح الظاهري المدني، والعلامة الشيخ أبو القاسم العيساوي والعلامة الشيخ عبدالرحيم بن أحمد المحبوب، وشيخهم العلامة الشيخ سيدي أحمد عمران بن بركة الفيتوري، والعلامة الشيخ على الليثي المصري الشاعر المشهور، والعلامة الشيخ على بن عبد الحق القوصي المصري وغيرهم كثيرون ممن تخرجوا على يديه وهدوا واهتدوا فجزى الله الجميع خيراً آمين.

بسم الله الرحمن الرحيم وبه نستعين

قال شيخ شيوخنا امام العلوم ومشكاة الفهوم الفرد الكامل الجامع تفرق من الفضائل سيدي محمد بن علي السنوسي الخطابي الحسني الادريسي الجزائري المغربي ﷺ وأعاد علينا من بركاته ونفعنا به والمسلمين وبعلومه آمين:

۲۱۳ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

هو القادر

وقد نال فضيلة الشيخ العلامة ضياء الدين أحمد القادرى الاجازة من العلامة السيد المعمر احمد بن عبد القادر المازونى الريفى والسيد أحمد الريفى والسيد احمد عمران بن بركة الريفى والامام السيد محمد المهدى وروى عنهم

وهولاء العلماء رووا عن الأستاذ الاعظم والملاذ الأفخم الامام السيد محمد بن على السنوسى الخطابى الحسنى الادريسى...وقد روى الامام السنوسى الاحاديث المسلسلات النبوية العشرة وبهذا الاسناد تعد الاحاديث المسلسلات من مرويات سيدى الشيخ ضياء الدين احمد القادرى رحمة الله تعالىٰ عليه۔

بسم الله الرحمن الرحيم

هو القادر

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم

اعلم أن الأحاديث المسلسلة من أجل المسموعات وأفضل المرويات لاشتمالها على مزيد الضبط و الاتقان، قال أبو عبد الله الحاكم التسلسلُ نوع من السمّاع الظاهر الذى لا غُبارَ عليه و هو اما أن يكون فى صفة التحديث أو فى صفة المحَدّثِ أو فى صفات مكان التحديث أو فى صفة وقت التحديث، ومن فضيلة التسلسل اشتماله على مزيد الضبط من الرّوَلة وقَلّماتَسلَمُ المُسَلسَلاتُ من ضَعف يعنى فى وصف التَسلسل لا فى أصل المتن وخير المسلسلات ما كان فيه دلالة على اتصال السماع وعدم التلبيس ثم اعلم أنه قد وصل الينا من الأحاديث المسلسَلة ما يناهز المائتين ذكرنا أغلبها فى فهرسة الشموس واقتصرنا هنا على عشرة منها رَوماً للاختصار وطيًا للانتشار . واعلم أنهم قد جرت عادتهم بتقديم الحديث المسلسل بالأوّلية وهو حديث الرحمة قال فى المنح لأنه وَرَدَ أوّلُ شَئىء خَطّه الله فى الكتاب الأوّل أنى أنا

١) الحديث الأَوّلَ المسلسل بالأوّلية

عن جماعة من الشيوخ ذوى اتقان ورسوخ من أجَلّهم الامام الهمام أبو حَفص عُمَرُ بن عبد الرسول العطار المَكى وَهو أول حديث سمعتُهُ منه بالمسجد الحرام تجَاى البَيت عن جماعة وافرة من أجَلّهم العَلامَة الشهابُ أحمد بن عبيد الشافعي الدمَشقى الشهير بالعطار قال: هو أول حديث سمعته منه بالمسجد الحرام سنة ١٢٠٣ه قال حدثنابه الامام محمد بن الطيب المغربى المحتد المدنى الدار والوفاة والمولد وهو أول حديث سمعته منه قال حدثنا به الامام أبو العباس أحمد بن ناصر الدرعي وهو أول حديث سمعته منه قال حدثنا الامام زين العابدين الطبرى (ح) وأرويه عن شيخنا الهمام محمد بن محمد بن عبد السلام الدرعي عن والده المسن البركة على بن ناصر الدرعي عن أبي سالم العياشي قائلاً حدثني به جمع من المشايخ أعلاهم سَندا الشيخ زين العابدين الطبرى بمنزله بمكة وهو أول حديث سمعته حدثنيه قال حدثني به السيد الوالد عبد القادر بن محمد الطبرى وهو أول سماعه وروايته له عن جده السيد يحيي بن مكرم الطبرى وهو أول حديث قال حدثني به جدى محمد المحب الطبرى الأخير وهو أول حديث قال حدثني به الامام محمد المحب الطبرى الأوسَط

وهـو أول حديث قد حدثني به الشيخ عبدالله بن أسعد اليافعي وهـو أول حـديـث قـال حـدثـني به امام الأئمة ابراهيم الرضي الـطبـرى وهو أول حديث قال حدثني به الحافظ الكبير أحمد الـمـحـب الطبرى الأكبر وهو أول حديث قال حدثني به عمّي أبـو الـحسـن عـلـي بـن أبي بكر الطبرى وهو أول حديث قال حـدثـني به الشيخ محمد بن اسماعيل بن أبي الطيب وهو أول حـديـث قـال حدثني به الشيخ أبو الحسن المقدسي وهو أول حـديـث قـال حـدثـنـي بـه الـفـقيه عبد الله الديباجي وهو أول حديث قال حدثني به الشيخ أبو بكر بن شبل وهو أول حديث قـال حـدثني به عمر الدهشاني وهو أول حديث قال حدثني به مـحـمـد بـن محمد الديونجي وهو أول حديث قال حدثني به حـمـزة بن عبد العزيز المهلبي وهو أول حديث قال حدثني به أبـو حـامـد أحـمد بن محمد بن يحيى بن بلال البزاز وهو أول حـديـث قـال حـدثني به عبد الرحمن بن بشير بن الحكم وهو أول حـديـث قال حدثني به سفيان ابن عينية وهو أول حديث عـن عـمرو بن دينار عن أبي قابوس مولى عبدالله بن عمرو بن الـعـاص عـن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ قـال﴿ الـراحـمون يرحمهم الرحمن تبارک و تـعـالـى ارحـمـوا من في الأرض يرحمكم من في السماء﴾ هو حـديث حسن عال أخرجه البخارى في الكُنىَ والأدب المفرد وغيره .

۲) وأما الحديث الثاني المسلسل بالمصافحة النوری الجالب لأهل الذکری عظیم البُشری

وهو قوله ﷺ من صَافَحَني الخ فارويه عن وجوه عديدة من أفضلها ما أرويه عن شيخنا الجمال العُجيميي قائلا ولنختم بحديث المصافحة لعل الله أن يعاملنا بالصفح والمسامحة وقد صافحني بيده الكريمة قال قد صافحني العارف بالله تعالى الشيخ الدردير قال صافحني العارف بالله تعالى الشيخ محمد بن سالم الحفنی قال صافحنی العارف بالله تعالی سیدی النقشبندی شهاب الدين أحمد بن محمد بن أحمد الدمياطي الشهير بابن عبد الغنی البنا قا ﴿ وقد رحل الى اليمن﴾ قد صافحنی الشيخ الكبير الفاضل الفقيه أحمد بن عجيل اليمنی فی منزله كما صافحه الكامل المكمل الشيخ تاج الدين النقشبندی الهندی كما صافحه الامام العارف بالله تعالی الشيخ عبدالرحمن الشهير بحاجی رمزی كما صافحه مولانا الفاضل الحافظ علی أوبهی كما صافحه مولانا الأستاذ محمود استقرازی كما صافحه أبو سعيد الحبشی الصحابی ﷺ كما صافحه النبی ﷺ ﴿وَقَالَ من صافحنی او صافح من صافحنی الی يوم القيامة دخل الجنة﴾ هذا وتلقينا صورة المصافحة بما صورته هكذا انتهی كلامه رحمه الله ونعنی

بقوله هكذا من كون الراوى الأخير يكون فى الدائرة السفلى والذى قبله فوق الى أن يكون النبى ﷺ هو الأعلى فى الدائرة العليا. وأرويه من طريق شيخنا ابن عبد السلام الناصرى الدرعى عن ابن عبد السلام بَنّانى الفاسى عن أبى سالم العياشى قائلا صافحني شيخنا سيدى أبو مهدى عيسى الثعالبى عن العالم الحُجة سيدى أبى عثمان سعيد ابن ابراهيم الجزائرى قدورة وهو عن الامام سعيد المقرى وهو عن سيدى أحمد حَجيّ وهو عن سيدى محمد الوَهرَانى وهو عن سيدى ابراهيم التازى وهو عن سيدى صالح الزوَاوى عن الشريف محمد الفاسى نزيل الاسكندرية عن والده عبدالرحمن الشريف وعاش من العمر مائة وأربعين سنة عن أحمد بن عبد الغفار بن نوح القرصى عن أبى العباس المُلَثم وهو صافح المعَمّر وهو صافح رسول الله ﷺ وقال من صافحني أو صافح من صافحني الى يوم القيامة دخل الجنة وصافح الشريف عبد الرحمن أيضاً عبدالرحمن الخطاب التونسى وهو صافح الصقلى وهو صافح المُعَمّر وهو صافح رسول الله ﷺ وبالسند المتقدم الى سيدى ابراهيم التازى قال صافحني سيدى عبدالله العَبد وميسى وشد يَدة على يَدى وقال المراد بهذا الشد تأكيدُ الصّحبة. قال صافحني محمد بن جابر الغسانى عن أبى عبد الله محمد بن على المراكشى وشهرته بابن عليَوان عن أبى عبدالله الصوفى عن أبى العباس أحمد بن البَنّا

۳) وأما المسلسل بالمشابكة

فأرويه بالسند السابق الى أبى سالم العَياشي قائلا شابكني سيدى شيخنا أبو مهدى عيسى الثعالبى بالسند المتقدم الى سيدى ابراهيم التازى قال شابكني سيدى صالح الزوَاوِى وقال شابكنى فمن شابكنى دخل الجنة وهو شابك عز الدين بن جماعة وهو شابك الشيخ محمد شيريز وهو شابك سعيد الدين الزعفرانى وهو شابك أبا بكر والشيخ ناصر الدين على بن أبى بكر بن ذى النون المطلبى وهما شابكا محمد بن اسحق القونونى وهو الشيخ محى الدين بن عربى وهو أحمد بن مسعود بن سنداد المغربى الموصلى وهو على بن محمد العايك الباهرى وهو اباالحسن الباغرزاوى قال رأيت رسول الله ﷺ فى النوم فشبك أصابعه فى أصابعى ﴿وقال يا على شابكنى فمن شابكنى دخل الجنة ومن شابك من شابكنى دخل الجنة﴾ ومازال يعد حتى وصل الى سبعة فاستيقظت وأصابعى فى أصابع رسول الله قال سيدى ابراهيم وهكذا ينبغى لك من شابك أحداً أن يقول له شابكنى فمن شابكنى دخل الجنة كماقال رسول الله ﷺ للباغرزاوى وكذلك قال كل من الأشياخ لمن شابكه الى أن وصل الينا والحمد لله على نعمته لأنه زاد بعضهم فمن شابك من شابكنى الى يوم القيامة دخل الجنة اهـ.

عن أبى عبدالله الهُزميرى عن أبى العباس الخضر عن رسول الله ﷺ وأروى المصافحة الخضرية عن شيخنا الهمام أبى العباس العرايشى عن أبى المواهب التازى عن سيدى عبد العزيز الدباغ عن أبى العباس الخضر عن رسول الله ﷺ .

۴) وأما الحديث الرابع المسلسل

بالضيافة على الأسودين الماء و التمر فأرويه عن شيخنا
الهمام محي السنة الامام أبي العباس العرايشي وأضافني على
الأسودين الماء و التمر عن شيخه العلامة ابن سودة عن شيخه
ابن المبارك عن شيخه الحريشي عن أبي سالم العياشي قائلا
أخبرنا به سيدى أبو مهدى عيسى الثعالبى وأضافني على
الأسودين الماء والتمر قال أخبرني به سيدى سعيد بن ابراهيم
قدورة الجزائرى وأضافني كذلك بالسند المقدم فى
المصافحة أبى سيدى ابراهيم قال أضافني على الأسودين
التمر و الماء أبو الفتح محمد بن أبى بكر بن الحسين بالمدينة
المشرفة وقرأ علينا أخبرنا الحافظ نفيس الدين سليمان بن
ابراهيم العلوى اليمنى بقراءتي عليه بتعزَ قال أخبرني والدى
اجازة قال أخبرنا تقى الدين عمر بن على الشعيبى قال
أضافنافجر الدين الطبرى فى منزله بزبيد على الأسودين التمر
والماء قال أضافنا فخر الدين محمد بن ابراهيم الجبرى
الفارسى عليهما قال أضافني الحافظ أبو العلاء الهَمَذَانى بهما
قال أضافني أبوبكر هبة الله بن الفَرَج الكاتب المعروف بابن
أخت الطويل الهَمَذَانى قال أضافنا أبو جعفر محمد بن
الحسين بن محمد الصوفى قال أضافنا أبو الحسن على بن

الحسين الواعظ. قال أضافنا أبو شيبة أحمد بن أحمد بن ابراهيم العطار المخزومي بالبردان عليهما قال أضافني جعفر بن محمد بن عاصم الدمشقي قال أضافني نوفل ابن اهاب قال أضافنا عبد الله بن ميمون القداح قال أضافنا جعفر الصادق قال أضافني ابي محمد الباقر قال أضافني أبي علي بن الحسين ابن علي بن أبي طالب كرم الله وجهه قال أضافني أبي الحسين قال أضافني أبي علي بن أبي طالب على الأسودين التمر والماء قال أضافني رسول الله على الأسودين التمرِ والماء ثم قال من أضَافِ مومناً فكأنَمَا أضاف آدم ومن أضَافَ مومنين فكأنما أضاف آدَمَ و حواء ومن أضاف ثلاثة فكأنما أضاف جبرائيل وميكائيل واسرافيل ومن أضاف أربعة فكأنما قرأ التورات والانجيل والزبور والفرقان ومن أضاف خمسة فكأنما صلى الصلوات الخمس في الجماعة من يوم خلق الله الخلق الى يوم القيامة ومن أضاف ستة فكأنما أعتق ستين رقبة من ولد اسماعيل ومن أضاف سبعة أغلقت عنه سبعة أبواب جهنم ومن أضاف ثمانية فُتحت له ثمانية أبواب الجنة ومن أضاف تسعة كتب الله له حسنات بعدد من عصاه من أوّل يَوم خلق الله فيه الخلق الى يوم القيامة ومن أضاف عشرة كتب الله له أجر من صلى و صام و حج و اعتمر الى يوم القيامة.

۵) وأما الحديث الخامس المسلسل

بتلقين الذكر فقد لقنني الذكر جماعة أجلة من أفضلهم أبو العباس العرايشي وأبو عبدالله بن المهل المازوني أما الأول فقد لقنني الذكر وهو كلمة الاخلاص كما لقنه شيخه أبو المواهب التازى كما لقنه شيخه عبد العزيز الدباغ كما لقنه أبو العباس الخضر كما لقنه رسول الله ﷺ أما الثاني فقد لقنني الذكر وهو كلمة الاخلاص ويدى في يده مصافحة قائلا مغمضاً عينيه الا اله الا الله يمد بها لفظه ثلاثاً ثم فتح عينيه فقلتها مغمضاً عيني ثلاثاً مثله. ولقنني الذكر سيدى عيسى وألبسني بالسند المذكور الى سيدى ابرهيم وهو من سيدى صالح الزواوى بسنده الى رسول الله ﷺ وأوصى سيدى ابراهيم التازي من بتقوى الله العظيم ولزوم طاعته وأن يعرف حق الخرقة الشريفة وينزهها عن الامتهان وأن يواظب على ذكر الله في كل حين وأوان قال وأفضل ذلك لااله الاالله فانها تجلى عن القلب ماغشاه من الران وأوصاه باحترام المشايخ وخدمة الاخوان والتواضع للفقراء والرأفة بالمومنين والشفقة على خلق الله أجمعين وأن يذكر صبيحة كل يوم سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم أستغفر الله مائة مرة ولااله الا الله الملك الحق المبين مائة مرةٍ قال فان في ذلك غنى وتيسير أمرك وأن يقرأ كل يوم وليلة أربع سور من القرآن اقرأ باسم ربك وانا أنزلناه واذا زلزلت وسورة قريش

وأن يقرأ وظيفة الشيخ سيدى ابراهيم التازى مرة بين اليوم والليلة اه وأنا أوصى المجاز بما أوصى به سيدى ابراهيم التازى أصحابه كما وصانا به شيخنا وان جعل بدل وظيفة سيدى ابراهيم وظيفة سيدى زروق فذاك حسن .



٦) وأما الحديث السادس المسلسل

بمناولة السبحة أخبرني به جمع من مشايخي بأسانيدهم
الى أبي سالم العياشي قائلا ناولني وأخبرني سيدى أبو مهدى
الثعابي عن سيدى سعيد قدورة عن سيدنا سعيد المغربي
بالسند المتقدم الى سيدى ابراهيم التازى قال أخبرني الامام
أبو الفتح زين العابدين العثماني اجازة تلفظ بها الى أن قال
أخبرني أبو العباس احمد بن أبي بكر الرداد ورأيت في يده
سبحة قال أخبرني القاضي مجدالدين أبو الطاهر محمد ابن
يعقوب بن محمد بن ابراهيم البكرى الصديق وفي يده سبحة
قال أخبرني جمال الدين يوسف بن محمد السرمرى وفي يده
سبحة قال أخبرني القاضي مجدالدين عبدالرحمن ابن أبي
الحسين المُقرى ورأيت في يده سبحة قال قرأت على أبي
وفي يده سبحة قال قرأت على أبي الفضل محمد بن ناصر
وفي يده سبحة قال قرأت على أبي محمد عبدالله بن أحمد
السمرقندى وفي يده سبحة قال قلت له سمعت أبا بكر محمد
بن على السلامي ورأيت في يده سبحة فقال نعم قال رأيت أبا
الحسن على بن الحسن بن القاسم الصوفي وفي يده سبحة
قال سمعت أبا الحسن المالكي يقول لقد رأيت في يده سبحة
فقلت يأستاذ وأنت الى الآن مع السبحة فقال كذلك ورأيت

أستاذي الجنيد وفي يده سبحة فقلت كذلك قال كذلك رأيت سري بن المغلس فقلت كذلك قال كذلك رأيت معروفاً فسألته عما سألتني عنه فقال كذلك رأيت بشراً الحافي فسألته قال كذلك رأيت عمر المكي وفي يده سبحة فسألته عما سألتني عنه قال رأيت أستاذي الحسن البصري وفي يده سبحة فقلت يا أستاذي مع عظم شأنك وحسن عبادتك وأنت الى الآن مع السبحة فقال لي هذا شيء كنا استعملناه في البدايات ما كنا نتركه في النهايات اني أحب أن أذكر الله تعالى بيدي وقلبي ولساني قال الشيخ أبو العباس أحمد بن أبي بكر الرداد تبين من قول الحسن البصري أن السبحة كانت موجودة متخذة في عهد الصحابة رضوان الله تعالىٰ عليهم لقوله هذا شيء استعملناه في البدايات وبدايات الحسن من غير شك كانت مع أصحاب رسول الله ﷺ فانه ولد لسنتين بقينا من خلافة عمر رضي الله عنه ورأى عثمان وعلياً وطلحة رضي الله عنهم وحضر يوم الدار في قصة عثمان و عمره أربع عشرة سنة وروى عن عثمان وعلي وعمران بن الحصين ومعقل ابن يَسَار وأبي بكرة وأبي موسى وابن عباس وجابر بن عبدالله وخلق كثير من الصحابة رضوان الله عليهم.

٧) وأما الحديث السابع المسلسل

بقوله أشهد بالله وأشهدُ الله أرويه بالسند الى أبى سالم العياشى قائلاً أشهدُ بالله وأشهد الله لقد أخبرنا اجازة الشيخ الامام الخطيب بالجامع الأزهر من القاهرة المُعزية للشيخ عبد القادر بن الشيخ جلال الدين بن الشيخ شمس الدين المحلى قَال أخبرني به والدى عن جدى عن الشيخ عبدالحق السنباطي عن ابن أسعد عن الامام المحدث المُقرى أبى الخير شمس الدين بن الجزرى قال أشهد بالله وأشهد اللهَ لقد أخبرني الشيخ صالح أبو على الحسن ابن هلال الدقاق بدمشق قراءةً عليه قال أشهدُ بالله وأشهدُ اللهَ لقد أخبرني الشيخ أبو الحسن على بن أحمد المقدسى اجازةً ان لم يكن سماعاً قال أشهدُ بالله وأشهدُ اللهَ لقد أخبرني أبو المكارم أحمد ابن محمد اللبان فيما كتبه الى أصبهان قال أشهدُ بالله وأشهدالله لقد أخبرني أبو على الحسن بن أحمد الحداد قال أشهدُ بالله وأشهد الله لقد أخبرني الامام أبو نعيم أحمد بن عبدالله الحافظ قال أشهدُ بالله وأشهدُالله لقد أخبرني القاضى على بن أحمد القزويني قال أشهدُ بالله وأشهدُ الله لقد حدثني محمد بن أحمد بن قضاعة قال أشهدُ بالله وأشهدُ الله لقد حدثني القاسم بن علاء الهمداني قال أشهد بالله وأشهد الله

لقد حدثني الحسن بن علی بن محمد الجواد بن علی الرضی بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن زین العابدین علی بن الشهید سید شباب أهل الجنة الحسین بن أمیر المومنین علی بن أبی طالب رضی الله عنهم أجمعین عن أبیه عن جده کل یقول أشهدُ بالله وأشهدُالله لقد حدثنی به أبی الی علی بن أبی طالب ﷺ قال قال أشهدُ بالله وأشهدُ الله لقد حدثنی به رسول الله ﷺ قال اشهدُ بالله وأشهدُ الله لقد حدثنی جبرائیل علیه السلام قال یا محمد ان مُدمِنَ الخمر کعابد وَثَن. قال ابن الجزری وهذا الحدیث جلیل القدر من روایة هؤلاء السادات الأخیار والآل الأطهار رواه الحافظ أبو نعیم فی کتابه حلیة الأولیاء وقال هذا حدیث صحیح روته العترة الطاهرةُ الطیبة علیهم السلام.

۸) وأما الحديث الثامن المسلسل

بقوله ويده على كتفي أرويه بالسند الى أبي سالم العياشي أخبرني به أبو مهدى الثعالبي بالسند المتقدم الى ابن الجزرى قال أخبرني به الشيخ الصالح أبو العباس أحمد بن عبد الكريم الصوفي قراءةً مني عليه بمدينة بعلبك المحروسة ويدهُ على كتفي قال أخبرنا القاضي تاج الدين بن عبد الخالق بن عبدالسلام ويده على كتفي قال أخبرنا موفق الدين بن قدامة عن أبي الفتح عبدالباقي الحاجب عن أبي عبدالله الحميدى عن ابراهيم بن سعد النعماني عن أبي سعيد أحمد بن محمد بن الحافظ عن أبي الحسن الفرضي عن أبي سعيد أحمد بن محمد بن الحافظ عن أبي الحسن الفرضي عن أبي الحسن الوكيل المكى عن أبي محمد الباهلي عن أبيه العلاء عن عبيد الله بن عمر عن زيد بن أنيسة عن أبي اسحق السبيعي عند عبدالله ابن الحرث بن الأعور كل قال أخبرني فلان ويدهُ على كتفي قال ابن الحرث حدثنا على بن أبي طالب ص ويدهُ على كتفي قال حدثني رسول الله ﷺ ويده على كتفي قال حدثني جبريل ويده على كتفي قال سمعت اسرافيل يقول سمعت القَلَمَ يقول سمعت اللوح يقول سمعت الله ﷻ يقول من فوق العرش يقول للشيء كن فلا تبلغ الكاف النون حتى يكون مايكون۔

٩) وأما الحديث التاسع المسلسل

بقولهم انى أحبك فقد أخبرني به جمع من مشايخنا سماعاً واجازة بأسانيدهم المتقدمة الى ابن الجزري عن مشايخه كل يقول انى أحبك فقل الى معاذ بن جبل ص قال قال لى رسول الله ﷺ يا مُعَاذُ بن جبلٍ انى أحبكَ فَقُل اللهم أعِني عَلى ذكرِكَ وشكرِكَ وحسنِ عبادَتِك وفي رواية أبى دَاوُد يَا مُعاذُ والله انى أحبكَ وأوصيك ألا تدَعَن فى دُبُر كل صلاة أن تقولَ اللهم أعنى على ذكرك وشكركَ وحسنِ عبادتك فقال مُعَاذُ للصنابحي الذى روى عنه أنى احبكَ فقل وكذلك قال لكل من روى عنه انى أحبكَ فقل اللهم الخ الى أن وصل الينا وقد تركنا السند لطوله وهو مشهور فى فهارس المنح وانا أقول لسيدى المُجَازَ انى أحبك فقل اللهم أعنّى على ذكركَ وشكركَ وحُسن عبادتك.

١٠) وأما الحديث العاشر

المسلسل بقراءة سورة الصف فأخبرنا جماعة من مشائخنا بالسند المتقدم الى ابن الجزرى بسنده الى عبدالله بن سلام أنه قال قعدنا نَفَراً من أصحاب رسول الله ﷺ فتذاكرنا فقلنا لو نعلم أىّ الأعمال أحبّ الى الله ﷻ لعملناهُ فأنزل الله سبحانه وتعالى ﴿ سبّحَ لله مافى السَّمٰوٰتِ ومَا فى الأرضِ وهو العزيز الحَكيمُ يَا أيهَا الذين آمَنوُا لم تَقُولُونَ مَالا تفعلون﴾ حتى ختمها قال عبدالله بن سلام فقرأها علينا رسول الله ﷺ حتى ختمها قال أبو سلمة فقرأها علينا حتى ختمها وكذلك قال كل واحد الى أن وصل الينا ولنقتصر على هذه المسلسلات العشرة ففيها كفاية لمن أراد اتصال الحبل بالنبى ﷺ والانتساب اليه والى أصحابه والسلف الصالح على وجه مخصوص فذلك مما يدل على حرص صاحبه على الاقتداء والاتباع على قدر الامكان والله أعلم بذات الصدور واليه ترجع الأمور فاعبده وتوكل عليه والخير كله منه واليه.
انتهى ما أردناه بحول الله وعونه والله أعلم

۷۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم



ھوالقادر

"مستند ہے جن کا فرمایا ہوا"

اقوالِ

قطب مدینہ رضی اللہ عنہ



شارع العينية

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ شریعت کے پابند رہو، جس قدر شریعت کی اتباع کرو گے اتنا ہی طریقت میں مقام حاصل ہوگا۔

۲۔ دین کا کام دین کی خاطر کرو، نام و نمود کی خاطر نہیں۔

۳۔ کھانا کھلاتے رہو، چاہے دال، روٹی ہی میسر ہو، کھلانے میں بڑی برکت ہے۔

۴۔ ستار ہو[۱۷۹] (پردہ پوش) مسلمانوں کے عیب چھپاؤ، خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی۔

۵۔ دنیا بری بلا ہے، جو اس میں پھنسا وہ پھنستا ہی چلا جاتا ہے۔ اور جو اس سے دور بھاگا اس کے قدموں میں ہوتی ہے۔

۶۔ نماز و روزہ تو فرائض میں سے ہیں، اصل دین معاملات کی درستگی کا نام ہے۔[۱۸۰]

۷۔ یہاں پر اکثر بڑے بوڑھے کہا کرتے تھے۔ الصلاۃ عادہ والصیام کفائدہ والدین معاملہ۔ نماز پڑھتے رہنے سے عادت پڑ جاتی ہے اور روزہ ایک وقت کے کھانے کی بچت کرتا ہے اور دین جو ہے معاملات کی درستی کا نام ہے۔

۸۔ اول سلام، بعد طعام، آخر کلام۔ (یعنی ہر آنے والے کو سلام مسنونہ کے بعد کچھ کھلاؤ پلاؤ، اور بعد میں اس کی آمد کا مقصد دریافت کرو۔)

۹۔ جو پیر مریدوں کا محتاج ہو، میرے نزدیک وہ پیر نہیں۔

۱۰۔ پیر بننا مشکل اور صاحبزادہ بننا آسان ہے اللہ تعالیٰ صاحبزادگی کے شر سے محفوظ رکھے۔

۱۱۔ اتباع میں خیر اور ابتداع میں شر ہے۔ متبع رہو، انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہو گے۔

۱۲۔ خمول میں نجات ہے اور ظہور میں فساد ہے۔

۱۳۔ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قوت دے رکھی ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے اس کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

۱۴۔ سلسلہ بس ایک ہی ہے، قادریہ باقی سب اس کے بیچ میں آ جاتے ہیں۔ [۱۸۱]

۱۵۔ بخیل کی روٹی کھانے میں کوئی ہرج نہیں، مگر منان (احسان جتلانے والا) کی روٹی نہ کھانی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ منان کے احسان سے محفوظ رکھے۔

۱۶۔ نجد کی مٹی میں خیر نہیں ہے، شر ہی شر ہے۔

۱۷۔ کسی کو اپنی ہمت سے بڑھ کر قرض نہ دو، اگر قرض دے دو تو کسی سے اس کا ذکر مت کرو اور نہ طلب کرو۔ جب کبھی مقروض قرض لوٹا دے تو نیا رزق سمجھو۔

۱۸۔ عمل صالح کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے، اور یہی قبولیت کی علامت ہے۔ ہدایت خدا کی طرف سے ہوتی ہے مگر بندے کو کوشش کرنی چاہیئے۔

۱۹۔ خوش نصیبی ہے اس کے لئے جس کا مدینہ طیبہ میں خط پڑھا جائے، یا اس کا ذکر خیر ہو یا اس کا نام ہی لیا جائے۔

۲۰۔ سب لوگ اچھے ہیں، مگر خدا کسی سے کام نہ ڈالے۔

۲۱۔ یا غوث یا غوث کہے جاؤ دونوں جہانوں میں خیر ہے۔

۲۲۔ درود شریف زیارت کی نیت سے نہ پڑھو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کے پابند نہیں، نوازدیں تو یہ ان کا کرم ہے۔

۲۳۔ لا طمع، لا منع ولا جمع (طمع نہیں، منع نہیں اور جمع نہیں)۔

۲۴۔ وفا یہ ہے کہ تم اپنے ساتھی کو دفن کرو، یا وہ تمہیں مٹی کے نیچے ڈال آئے۔

۲۵۔ سردی سے بچو، یہ بڑھاپے میں بدلہ لے لیتی ہے۔

۲۶۔ کیلا کھانے میں جتنا ملائم ہے، ہضم ہونے میں اتنا ہی سخت ہے۔

۲۷۔ دولت کی مستی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اس سے بہت دیر میں ہوش آتا ہے۔

۲۸۔ خواہش پرستی مہلک رفیق اور بری عادت، زبردست دشمن ہے۔

۲۹۔ خود پسندی سے عقل میں فتور پیدا ہو جاتا ہے۔

۳۰۔ غیر جنس کی دوستی سے بچتے رہو۔

۳۱۔ اللہ تعالیٰ سے کثرت نہیں مانگو، برکت مانگو۔ اخلاص ہو تو تھوڑے رزق میں بہت برکت ہو جاتی ہے۔

۳۲۔ علم پڑھنے سے بھی آتا ہے اور علم صحبت سے بھی آتا ہے اور علم الہام سے بھی آتا ہے۔

۳۳۔ پیر تمہارا وہی ہے جس کے ہاتھ پر تم نے سب سے پہلے بیعت کی، باقی رہا فیض وہ جہاں سے ملے لے لو۔

۳۴۔ افتراق و انتشار سے ہمیشہ دور رہو۔

۳۵۔ خیر، خدا کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنے میں ہے۔

۳۶۔ صدقہ و خیرات ہمیشہ حسب حیثیت اور اپنی استطاعت کے مطابق کیا کرو۔

۳۷۔ تشدد کبھی بھی اختیار نہ کرو، تشدد خیر نہیں لاتا۔

۳۸۔ اگر کوئی مدینہ طیبہ میں عدل اور صبر سے بیٹھا رہے تو اس کے لئے رزق ہر طرف سے چل کر آتا ہے۔

۳۹۔ جو نجدی کے ہتھے چڑھ گیا تو وہ سمندر کی تہ میں پہنچ گیا۔ اگر بچ گیا تو یہ اس کوئی زندگی ملی ہے۔

۴۰۔ فقیر یا رشاطر ہے بار خاطر نہیں۔

۴۱۔ رذیلوں کو علم سکھانا، خدا کی مخلوق کو فتنہ میں مبتلا کرتا ہے۔

۴۲۔ بلا میں صبر و شکر کامیابی کی کنجی ہے۔

۴۳۔ دشمن کی معذرت بھی قبول کرو۔

۴۴۔ دشمن کو کمزور اور بیماری کو معمولی خیال نہ کرو۔

۴۵۔ درویشی یہ ہے کہ کسی کا دل نہ دکھاؤ۔

۴۶۔ انسان کے لئے چار باتیں مہلک ہیں۔ (۱) بغیر بھوک کے کھانا۔ (۲) ہمیشہ مسہل ادویہ کا استعمال کرتے رہنا۔ (۳) زیادہ جماع کرنا۔

(۴) مخلوق کے عیوب کی تلاش میں رہنا۔

۴۷۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے نام مدینہ منورہ سے نامہ و پیام و سلام جاتے ہیں۔

۴۸۔ خط لکھا کرو کاغذی گھوڑے اچھے ہوتے ہیں۔

۴۹۔ جو مخلوق کا خیر خواہ ہو، دراصل وہ خالق کی محبت میں ہے۔

۵۰۔ باقی رہنے والی دولت لوگوں نے ادب اور جستجو سے پائی ہے۔

۵۱۔ روزگار کی تلاش میں دیوانہ نہ بننا چاہیے۔ جو نصیب میں ہوتا ہے ملتا ہے۔

۵۲۔ صدقۂ خفیہ اللہ کے غضب کو روک لیتا ہے۔

۵۳۔ جو خلق کے ساتھ مخلوق کی سلامتی کا خواہاں ہے اس نے اپنا چہرہ روشن کر لیا۔

۵۴۔ جو حسن ظن رکھتا ہے۔ وہ سکون سے زندگی بسر کرتا ہے۔

۵۵۔ عقل مند چار چیزوں کو نہیں چھوڑتا۔ صبر و شکر اور اطمینان و تنہائی۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلیہ مبارک

اے آفتاب آئینہ دار جمال تو

مشک سیاہ مجمرہ گردان خال تو

درمیانہ قد مائل بہ درازی، گندمی رنگ، بارعب پرکشش مائل بہ کتابی چہرہ، پیشانی کشادہ و نورانی، پیشانی کے درمیان بینی کے اوپر ایک باریک رگ ہمیشہ پھڑکتی رہتی تھی، بینی اونچی اور خوب بھلی معلوم ہوتی تھی، بینی کے دونوں طرف رخساروں تک عجب چمک تھی، آنکھیں سیاہ، فراخ و روشن تھیں۔ لمبے اور باریک ابرو آپس میں قدرے ملے ہوئے، پلکیں درازی مائل و گھنی، رخسار سرخی مائل قدرے بھرے ہوئے اور خوب بچے ہوئے، دائیں رخسار پر تل۔ ریش مبارک گھنی اور ایک مشت و قدرے گھنگھریالی مونچھوں کی نوکیں داڑھی سے ملی ہوئیں۔ لمبی گردن، سینہ وسیع۔ ہاتھوں کی انگلیاں قدرے لمبی اور ہتھیلیاں پر گوشت و بے حد ملائم تھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لباس

سفید عمامہ استعمال فرماتے، عمامہ کے نیچے مکاوی ٹوپی پہنتے، سردیوں میں کبھی اونی ٹوپی استعمال فرماتے تو اس کے نیچے سوتی ٹوپی ہوتی، ثوب (عربی لمبا کرتا) و پاجامہ زیر استعمال رہتا۔ ہمیشہ صدری (سفید، کریم اور گہرے براؤن رنگ کی) پہنتے۔ کبھی کبھی شیروانی (براؤن رنگ کی) زیب تن ہوتی۔ کبھی کبھار جبہ مدنیہ بھی زیر استعمال ہوتا، کوٹ کا استعمال بالکل پسند نہ تھا۔ خفین (چمڑے کے موزے، سیاہ رنگ کے) ہمیشہ استعمال میں رہتے تھے۔ گھٹنوں کے شدید درد کی وجہ سے اکثر جیوہ (کپڑے کی پٹی) استعمال فرماتے۔



حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہ کی ٹوپی کی تصویر

۴۳ے



و

کرامات

۳۲ھ



دو عظیم بشارتیں

اس سال یعنی جنوری ۱۹۷۶ء میں میرا قیام مدینہ منورہ کی اصطفا منزل میں تقریباً اٹھائیس یوم رہا۔ اسی دوران خداوند کریم کا یہ فضلِ عظیم ہوا کہ رحمت للعالمین ﷺ کے دربار سے وہ انعام عطا ہوا جس کو میں اپنی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی اور اپنی قسمت کی معراج کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مدینہ منورہ میں میرا اصطفا منزل میں قیام تھا۔ اور اکثر اصطفا منزل میں ہی قیام رہتا ہے۔ اصطفا منزل کی ہفتہ وار محفل میں بھی شریک ہوتا ہوں اور مدینہ منورہ کے دیگر علاقوں میں جو میلاد مبارک اور نعت خوانی کی محفلیں ہوتی ہیں اس میں بھی شرکت کرتا ہوں مگر حضرت مولانا ضیاء الدین شاہ صاحب قبلہ کے یہاں جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت حضرت احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی ہیں اور مدینہ منورہ کے جید عالم اور شیخ المشائخ بھی ہیں۔ ان کے دولت خانے پر جو محفل روزانہ بعد نماز عشاء ہوتی ہے اس میں پابندی کے ساتھ شرکت کرتا ہوں اور یہ شرکت میں اپنے لئے باعث برکت سمجھتا ہوں۔ اور خوشنودی رحمت اللعالمین ﷺ جانتا ہوں۔

دوران قیام مدینہ منورہ میرے گلے میں ایک گلٹی نکل آئی۔ یہ گلٹی بالکل حلق کے نیچے تھی۔ رفتہ رفتہ یہ گلٹی بڑھنے لگی اس کے درد کی شدت کی وجہ سے مجھے بخار ہو گیا۔ اور بخار بھی گلٹی کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔

تقریباً ایک ہفتہ اس بخار میں اس قدر شدت رہی کہ چوبیس گھنٹے میں ایک یا دو گھنٹے کے لئے کم ہو جاتا اور تقریباً بائیس گھنٹے اپنی شدت اور توانائی کے ساتھ طاری رہتا جس کی وجہ سے میرے جسم کی توانائی جواب دے گئی اور مجھ میں اس قدر کمزوری آ گئی کہ کئی کئی وقت کی نمازیں بستر پر ہی پڑھتا بلکہ کسی

کسی وقت کی نماز قضا بھی ہو جاتی۔ بخار کی شدت میں ہوش ہی نہیں ہوتا کہ کب اذان ہوئی اور کب نماز کا وقت گزر گیا۔

جس کمرے میں میرا قیام تھا اسی کمرے میں جمعیت العلماے پاکستان کے معزز اراکین حضرت مولانا عبدالستار خاں صاحب نیازی، حضرت مولانا ارشد القادری صاحب، حضرت مولانا شاہ فرید الحق صاحب، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ بھی تشریف فرما تھے۔ یہ حضرات روزانہ ازراہ کرم میری تیمارداری' مزاج پرسی کرتے اور مجھے تسلی و تشفی دیتے۔ ان کے علاوہ میرے ایک دیرینہ کرم فرما جن سے پہلے بھی میری ملاقات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی، وہ ہمہ وقت میری تیمارداری میں لگے رہتے۔ ان کا قیام تو دوسری جگہ تھا مگر میرے تقریباً ۱۸ گھنٹے روزانہ انھیں کی معیت میں گزرتے یہ میرے مخلص دوست اور محسن بھائی الحاج محمد جمیل صاحب تھے۔ جن کا قیام لاہور میں ہے اور لاہور کی ایک مشہور تجارتی فرم ''رشید برادرز'' کے مالکوں میں ہیں۔ اور میرے ہمراہ ایک ہی جہاز میں سوار ہو کر وہ بھی پاکستان واپس ہوئے تھے۔

اب گلے میں تکلیف اس قدر بڑھ گئی تھی کہ حلق سے غذا اور دوا نیچے اترنا دشوار ہوگئی اور اکثر سانس رک رک جاتی پہلے تو میں بہت گھبرایا لیکن یکایک مجھے محسوس ہوا کہ شاید پروردگار نے اپنے حبیب (ﷺ) کے صدقے میں میری وہ دلی آرزو پوری کر دی جس کو ہر مومن اپنی ہی آرزو سمجھتا ہے۔ یعنی مدینہ منورہ کی موت اور جنت البقیع میں مدفن۔ اب میرا دل مطمئن ہو گیا تھا، میں نے اپنے اس خیال کا کسی سے بھی تذکرہ نہیں کیا یہاں تک کہ بھائی جمیل احمد کو بھی نہ بتایا حالانکہ انھوں نے میری بیماری میں میرے ساتھ بہت تعاون کیا۔ خداوند کریم ان کو اس کی جزاے عظیم دے۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب کے یہاں اس بخار میں بھی حاضری دیتا تھا اور نعت شریف بھی پڑھتا

تھا اور یہ میرے آقا ﷺ کا کرم خاص تھا کہ اس قدر بخار اور گلے کی تکلیف کے باوجود نعت شریف میں کوئی تکلیف اور پریشانی حائل نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اس ہفتے اس قدر غفلت طاری رہی کہ حضرت صاحب کے یہاں تین دن متواتر غیر حاضری ہوگئی چوتھے دن جب حاضر ہوا سب کو سلام کر کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب نے استفسار فرمایا جب معلوم ہوا کہ سکندر ہے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور عجیب انداز میں فرمایا:

"سکندر تو کہاں تھا؟ ہم تجھ کو بہت یاد کرتے ہیں اور ساری محفل کے لوگ تجھے یاد کرتے ہیں۔"

ان الفاظ کو سن کر میں سناٹے میں آ گیا (اس سے پہلے حضرت صاحب نے کبھی ان الفاظ سے مخاطب نہیں کیا تھا بلکہ اکثر کمال شفقت سے سکندر بھائی بھی فرما دیا کرتے تھے) میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر حضرت صاحب کے قریب گیا دست بوسی کی اور نہایت ادب سے عرض کیا حضور بخار کی شدت کی وجہ سے حاضری نہ ہو سکی میں معذرت خواہ ہوں۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت چائے کی پیالی عطا فرمائی، چائے پینے کے بعد حضرت صاحب نے نعت شریف کی فرمائش کی میں نے ایک نئی نعت شریف جو اس بیماری کے عالم میں گنبد خضرا کو دیکھ کر لکھی تھی سنائی اس نعت شریف کے اشعار:

موت آنی ہے جس وقت آ جائیگی
جان جانی ہے جس دم چلی جائیگی
زندگی تو مدینے کی ہے زندگی
اور مدینے میں جینے کی کیا بات ہے

ان کو سن کر شاہ صاحب بے قرار ہو گئے آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے اور جملہ اہل محفل پر بھی کیف طاری ہو گیا حضرت شاہ صاحب نے دعا فرمائی

میں نے عرض کیا حضور اس مرتبہ دو دو امتحان سے گذر رہا ہوں فرمایا:

''کیسے؟''

میں نے عرض کیا ایک بخار دوسرے گلے کی تکلیف برجستہ فرمایا:

''اس مرتبہ انعام بھی دو دو ملیں گے''

(اس محفل میں احقر راقم الحروف بھی حاضر تھا) میں خوش ہو گیا ایسا محسوس ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں مجھے کوئی بیماری نہیں ہے لیکن دل میں بے چینی پیدا ہوگئی کہ وہ کون سے انعامات مجھے ملیں گے جب برداشت نہ کر سکا تو عرض کیا حضرت صاحب وہ دو انعام کیا ہیں؟ ارشاد ہوا:

''ایک انعام تو یہ ہے کہ تم آئندہ سال پھر مدینے آؤ گے''

یہ خوشخبری سن کر میں اپنے دل پر قابو نہ رکھ سکا بے قرار آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب امڈ آیا تھوڑی دیر کے بعد پھر درخواست کی کہ حضرت صاحب دوسرا انعام کیا ہے ارشاد ہوا:

''دوسرا انعام چلتے وقت ملے گا۔''

محفل ختم ہوگئی لوگ ایک دوسرے سے مصافحہ کر کے اپنے اپنے مقام پر روانہ ہو گئے میں بھی اصطفا منزل میں واپس آ گیا۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی تہجد کی اذان ہوئی، فجر کی اذان ہوئی، دونوں نمازیں بستر پر ہی پڑھیں اور درود شریف پڑھتے پڑھتے نیند غالب ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ گلے کی گلٹی پھوڑا بن کر پھوٹ گئی ہے جسم کے کپڑے اور بستر مواد سے گندے ہو رہے ہیں ابھی میں حیرت بھری نگاہوں سے بستر کو دیکھ ہی رہا تھا کہ میرے محسن دوست بھائی جمیل صاحب السلام علیکم کہتے ہوئے تشریف لائے میں نے ان کو سارا ماجرا سنایا ان کو بھی پھوڑے کے پھوٹ جانے اور دو دو انعام ملنے کی خوشخبری سے بے حد خوشی ہوئی جس دن صبح کو یہ پھوڑا پھوٹا اسی دن سے گلے کی تکلیف ختم ہونا شروع ہوگئی اور بخار تو بالکل ہی ختم ہو گیا۔

مدینہ منورہ میں اس دن محرم الحرام کی دس تاریخ تھی۔ بعد نماز ظہر مدینہ منورہ کے ایک تاجر کے یہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کے سلسلے میں ایک محفل نعت خوانی میں میری ملاقات جدہ کے ایک متمول تاجر شیخ علی عبدالقادر صاحب سے ہوگئی (یہ صاحب ہندوستان کے مشہور شہر گجرات سے پاکستان بن جانے کے بعد پاکستان جانے کے بجائے جدہ چلے آئے تھے زبان اردو بولتے بھی تھے، سمجھتے بھی تھے، جدہ میں ہی کاروبار شروع کردیا تھا وہ عاشق رسول (ﷺ) تھے اور نعت خوانی کا ذوق بھی رکھتے تھے اس لئے میرے کلام اور انداز بیان کو بہت سراہا) اسی رات بعد نماز عشاء ایک دوسری محفل میں پھر ان سے ملاقات ہوگئی یہاں بھی نعت خوانی سے متاثر ہوئے اور خصوصیت کے ساتھ سلام پڑھنے سے بہت خوش ہوئے، اب وہ میرے دوست بن گئے تھے۔

دوسرے دن پھر دوپہر کی ایک محفل میں شرکت کے بعد میں اصطفا منزل واپس جارہا تھا کہ شیخ صاحب ایک دکان پر نظر آگئے۔ پھر ملاقات ہوگئی۔ یہاں شیخ صاحب نے میرا نام و پتہ وغیرہ پوچھا۔ میں نے ان کو بتایا انھوں نے مجھے جدہ آنے کی دعوت دیدی اور پتہ وغیرہ بھی لکھوادیا بعد نماز عشاء پھر ایک محفل میں شیخ صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ شیخ صاحب سلام بڑے والہانہ انداز سے پڑھتے ہیں۔ اس محفل میں تو شیخ صاحب میرے لئے بالکل بے تکلف دوست بن گئے تھے اس مرتبہ انھوں نے مجھ سے وعدہ لے لیا کہ میں جدہ میں شیخ صاحب کے یہاں ہی قیام کروں گا ان تمام محفلوں اور ملاقاتوں میں بھائی جمیل بھی ہمراہ ہوتے تھے۔ واپسی میں بھائی جمیل صاحب سے مشورہ کیا تو انھوں نے فرمایا کہ ہم کو جدہ تو جانا ہی ہے اگر شیخ صاحب پیش کش کرتے ہیں تو کیوں نہ قبول کرلی جائے؟ مختصر یہ ہے کہ ہم لوگ بروز جمعہ نماز مغرب کے بعد مدینہ منورہ سے جدہ شیخ صاحب کے ہمراہ روانہ ہوگئے۔

رات ان کے گھر قیام کیا شیخ صاحب نے ہم لوگوں کے آرام اور خاطر مدارات میں کوئی کمی نہ ہونے دی۔ دوسرے دن صبح ناشتہ کے وقت شیخ صاحب فرمانے لگے سکندر بھائی ایک خواہش ہے اگر پوری کردو تو مہربانی ہوگی۔ میں نے کہا شیخ صاحب کیا حکم ہے فرمایئے کہنے لگے میری خواہش ہے آج رات نماز عشاء کے بعد اسی کمرے میں ایک چھوٹی سی نعت خوانی کی محفل ہو جائے میں اپنے چند دوستوں کو آپ کی نعتیں سنوانا چاہتا ہوں شیخ صاحب کی یہ خواہش ہم لوگوں کی عین دلی تمنا تھی اس لئے فوراً مسئلہ طے ہو گیا۔

شیخ صاحب اپنے کام میں مصروف ہو گئے ہم اور جمیل بھائی ایئر پورٹ اپنی سیٹوں کے متعلق معلوم کرنے چلے گئے ہم لوگوں کو سیٹیں تیسرے دن کی ملیں دوپہر کے وقت شیخ صاحب کے در دولت پر حاضر ہوئے شیخ صاحب بھی تھوڑی دیر بعد آ گئے مگر کچھ پریشان تھے پوچھنے پر بتایا آج رات کاروباری سلسلے میں ایک پارٹی سے ملنا ضروری ہے اور پریشانی کی بات یہ ہے کہ آج محفل نعت نہیں ہو سکتی ہم لوگوں نے ان کو بتایا کہ ہماری سیٹیں پرسوں کی ہیں ہم کل رات بھی آپ ہی کے یہاں قیام کریں گے شیخ صاحب خوش ہو گئے انھوں نے دوسرے دن بندوبست کرلیا بعد نماز عشاء ایک گھنٹہ پینتالیس منٹ کی محفل ہوئی اور بہت روحانی محفل ہوئی کیونکہ اس میں اہل دل اور شمع رسالت کے پروانے کثرت سے تھے۔ محفل برخواست ہوئی مہمان چلے گئے اب ہم تینوں آدمی سونے کی غرض سے اپنے اپنے بستر پر لیٹے تو شیخ صاحب نے ٹیپ ریکارڈ جس میں پونے دو گھنٹے کی محفل کی نعتیں ٹیپ تھیں اپنے سینے پر رکھ کر آہستہ آواز میں نعتیں سننا شروع کر دیں مجھے ان کا یہ ذوق دیکھ کر ان پر رشک آنے لگا نیند میری بھی آنکھوں میں نہ تھی بھائی جمیل کو بھی نیند نہیں آ رہی تھی مگر ہم لوگ خاموش لیٹے رہے شیخ صاحب نے پورا ٹیپ دو مرتبہ سنا اس کے بعد بھی سوئے کہ نہیں مگر ہم لوگ سو گئے۔

صبح فجر کی نماز کے بعد دیگر وظائف وغیرہ سے فارغ ہو کر شیخ صاحب اور جمیل بھائی سو گئے میں چپکے سے اپنے بستر سے اٹھا اور ٹیپ ریکارڈ میں ایک نئی کیسٹ لگا کر دوئی نعتیں ٹیپ کرنا شروع کر دیں۔ یہ ارادہ میں نے رات ہی کو کر لیا تھا ایک نعت شریف دل پر ضبط کر کے ٹیپ کر سکا مگر دوسری نعت شریف جو میں نے عین رخصتی کے وقت دربار رسالت میں رو رو کر پیش کی تھی اور پوری کی پوری نعت برجستہ تھی اور ابھی تک نظر ثانی بھی نہیں کی تھی۔ اس کو ٹیپ کرتے وقت دل بھرا ہوا تھا۔ مدینہ نگاہوں سے پوشیدہ ہو چکا تھا مدینے کی یاد کے ساتھ ہی ان آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ رقت بڑھتی گئی۔ جتنا دل کو سنبھالنا چاہا اسی قدر اور بے قراری بڑھتی گئی اشکباری بڑھتی گئی، رقت شدید ہوتی گئی میں جدہ کی دنیا سے نکل کر مدینے کی دنیا میں پہونچ چکا تھا اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا تھا۔ مجھے اس کا بھی احساس نہ رہا کہ آنسو سسکیوں کے علاوہ میری چیخوں کی آواز بھی ٹیپ ریکارڈ میں ٹیپ ہو رہی ہے جمیل بھائی اور شیخ صاحب دونوں ہی جاگ گئے تھے مگر مصلحتاً خاموش لیٹے ہی رہے۔ جب مجھے خودی اپنی بے خودی سے فراغت ملی پہلے ٹیپ بند کیا پھر جلدی سے آنسو پونچھے اور احساس شرمندگی سے منہ سے رومال لپیٹ کر اسی صوفے پر دراز ہو گیا، سو گیا۔

صبح ناشتے کے وقت جمیل بھائی اور شیخ صاحب نے مسکرا کر میری طرف دیکھا میری آنکھیں پرنم ہو گئیں اور میں ان سے آنکھیں ملا نہ سکا۔ ناشتے کے بعد شیخ صاحب نے کہا۔ سکندر بھائی تم بہت خوش نصیب ہو میں ان کا مطلب نہ سمجھ سکا میں نے آنکھوں سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا شیخ صاحب اس میں کیا شک ہے۔ شیخ صاحب نے میرے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔ سکندر بھائی میری والدہ تم کو انعام دینا چاہتی ہیں میں نے کہا کیسا انعام؟ کہنے لگے کہ ایسا انعام جو تمہاری دنیا اور آخرت دونوں سنوار دے گا۔ میں

نے شیخ صاحب کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا مگر شیخ صاحب کے چہرے سے خوشی کے آثار مفقود تھے۔ اور چہرہ اداس تھا مجھے بہت تعجب ہوا اس سے پہلے کہ میں شیخ صاحب سے کچھ کہتا شیخ صاحب کھڑے ہو گئے اور جمیل بھائی سے کہنے لگے کہ میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں دو گھنٹہ تک واپس آ جاؤں گا آپ لوگ اس عرصے میں اپنا سامان وغیرہ درست کر لیں۔

بازار ان کے مکان سے بالکل قریب ہی تھا۔ اس لئے ہم اور جمیل بھائی بازار چلے گئے جب بازار سے واپس ہو کر گھر پہونچے تو شیخ صاحب اپنے مکان پر موجود تھے، ہم لوگوں نے جلدی جلدی سامان باندھا ائیر پورٹ پر ایک بجے دن کو پاکستانی ٹائم کے مطابق پہونچنا تھا اور ساڑھے گیارہ بجے تھے شیخ صاحب نے کہا کھانا تیار ہے کھا لو۔ جمیل بھائی نے کہا ابھی سے؟ میں نے فوراً جواب دیا شیخ صاحب کھانا بعد میں کھائیں گے پہلے وہ انعام دکھایئے شیخ صاحب نے افسردگی سے کہا۔ ابھی نہیں وہ انعام چلتے وقت ملے گا! دفعتاً میرے دماغ میں حضرت شاہ صاحب کے وہ الفاظ جو انھوں نے آج سے تقریباً ۲ یوم پہلے مدینہ منورہ میں فرمائے تھے کہ دوسرا انعام چلتے وقت ملے گا گونج گئے۔ کھانا ہم لوگوں میں سے کوئی بھی پیٹ بھر کر نہ کھا سکا اور میرا تو عجب حال تھا۔ مدینہ منورہ سے جدائی کا صدمہ انعام ملنے کی توقع اور کیا انعام ملے گا؟ اس کی جستجو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد شیخ صاحب اندر چلے گئے پھر واپس آ کر خاموش بیٹھ گئے۔ انھوں نے لڑکوں کو ٹیکسی منگانے کے لئے بھیج دیا تھا۔ مگر میں اپنے دلی جذبات کو ضبط نہ کر سکا میں نے بے چینی سے پوچھا شیخ صاحب وہ انعام کہاں ہے؟ اب تو ہم لوگ جا رہے ہیں۔

شیخ صاحب نے کہا مل جائے گا چند لمحوں کے بعد شیخ کھڑے ہو گئے اور ہم لوگوں سے کہنے لگے چلے وضو کر لیں میں نے کہا شیخ ابھی نماز ظہر میں

بہت وقت ہے ہم لوگ ائیر پورٹ پہونچ کر نماز ادا کرلیں گے مگر شیخ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ غسلخانہ کی طرف چل دیئے ان کے ساتھ ہم لوگوں نے بھی وضو کرلیا۔

شیخ صاحب مکان کے اندر گئے اور ایک کالے کپڑے میں لپٹی ہوئی کوئی شے اپنے ہمراہ لائے اور مجھ سے کہا یہ تمہارا انعام ہے میں نے حیرت سے پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ شیخ نے مسکرا کر کہا یہ رحمت للعالمین محبوب رب العالمین ﷺ کی ریش مبارک کے بال ہیں جن کی نعتیں پڑھ کر تم خود بھی بے قرار ہوجاتے ہو اور دوسروں کو بھی بے قرار کردیتے ہو۔

اتنا سن کر جو دل کا حال ہوا وہ قابل بیان نہیں ہے پورے جسم میں سنسناہٹ سی پھیل گئی۔ ہاتھوں میں کپکپی طاری ہوگئی آنکھیں جو دیکھ رہی تھیں انہیں دیکھ کر بھی یقین نہیں آتا تھا اور کان جو کچھ سن رہے تھے انہیں سن کر بھی یقین نہیں ہوتا تھا۔ کئی منٹ تک ہم لوگ گم سم حالت میں موئے مبارک کو تکتے رہے پھر میں نے ہمت کرکے ہاتھ آگے بڑھائے درود شریف پڑھتے ہوئے موئے مبارک کا رومال ہاتھ میں لیا بوسہ دیا۔ آنکھوں سے لگایا۔ اور پھر سر پر رکھ کر کئی منٹ تک خاموش کھڑا ہوکر سوچتا رہا۔ آج میری برسوں کی ایک دلی تمنا پوری ہوگئی کل کسی عاشق رسول (ﷺ) نے کہا تھا:

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور (ﷺ)
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

اور آج جدہ شریف میں سرکار ﷺ کی نعل پاک نہیں بلکہ سرکار ﷺ کی ریش مبارک کے بال میرے سر کے تاج بنے ہوئے ہیں اس وقت دنیا کا کونسا تاجور مجھ سے زیادہ قیمتی تاج اپنے سر پر رکھے ہوئے ہے اور آج دربار مصطفیٰ (ﷺ) کا یہ غلام دنیا کے کسی شہنشاہ سے بھی عظمت و مرتبے میں کم نہیں۔

بے شبہ چرخ ثریا پہ ہے رفعت میری
بڑھ گئی بخت سکندر سے بھی قسمت میری
مل گیا ہے مجھے سرکار کا موئے اقدس
اب لگاؤ جو لگا سکتے ہو قیمت میری

یکایک جمیل بھائی نے موئے مبارک کا رومال اپنے ہاتھ میں لے کر مجھے آہستہ سے صوفہ پر بٹھا دیا انہوں نے بھی بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا۔ سر پہ رکھا میں بے خود ہو گیا۔ مجھے اس وقت ہوش آیا جب شیخ کے لڑکوں نے آکر جتایا کہ ٹیکسی آ گئی ہے شیخ صاحب کے بچے سامان لے کر نیچے اتر گئے میں نے ایک گلاس پانی اور ایک کپ چائے سب کے ساتھ پی کر شیخ صاحب سے کہا اماں جی کو ہمارا اسلام کہہ دو اور یہ بھی کہہ دو کہ آپ نے جو عطیہ دیا ہے میں اس کا احسان عمر بھر نہ بھلا سکوں گا۔ شیخ صاحب خاموش بیٹھے رہے پھر میں نے دوبارہ شیخ صاحب سے کہا، شیخ صاحب نے کہا اماں جی کی طبیعت اس وقت ٹھیک نہیں ہے وہ اس وقت کوئی بات نہیں کر سکتی ہیں۔ بھائی جمیل نے اور میں نے ایک ساتھ محسوس کیا کہ اماں بی کو موئے مبارک کی جدائی بہت شاق گزر رہی ہے میں نے تکلفاً کہا کہ شیخ صاحب اماں صاحبہ کو ہمارا اسلام کہہ دو اور کہہ دو کہ سکندر کہتا ہے کہ آپ نے جو تحفہ مجھ کو عطا فرمایا ہے میں نے قبول کیا اور اب سکندر آپ کو یہ تحفہ پیش کرتا ہے قبول کر لیں۔ شیخ صاحب نے ڈبڈبائی آنکھوں سے مجھے دیکھا اور کہا سکندر بھائی اماں جی نے یہ تحفہ آپ کو اپنی طرف سے نہیں دیا بلکہ جس کی امانت تھی اسی نے آپ کو دیا ہے میں یہ سن کر سناٹے میں آ گیا ہم لوگ رومال سے آنسو پونچھتے ہوئے نیچے اترے سب سے بغل گیر ہوئے مصافحہ کیا رخصت ہو کر ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔

شیخ صاحب ٹیکسی کے دروازے کے قریب آکر کھڑے ہو گئے فرمایا سکندر بھائی یہ نعمت ہمارے خاندان میں صدیوں سے محفوظ تھی والدہ صاحبہ

جب ہندوستان سے ہجرت کر کے جدہ آئیں تو ہمارے خاندان کے کئی افراد اس نعمت کو حاصل کرنا چاہتے تھے مگر والدہ صاحبہ نے ان کو ٹال دیا اور کئی رشتہ دار ناراض ہو گئے۔ لیکن تم نے آج صبح حضور ﷺ کی نعت شریف پڑھ کر مجھ کو اور گھر کے ہر فرد کو اور خاص کر والدہ کو بے قرار کر دیا۔ اور تمہاری اس بے قراری نے ہم لوگوں کا دل ہلا دیا۔

میری والدہ کو اپنے رشتہ دار راضی نہ کر سکے اور تم نے ایک نعت پڑھ کر میری والدہ کا دل مسخر کر لیا۔ والدہ کی ہدایت ہے اس کا ادب کرنا بے ادبی کرنے سے ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے۔ چنانچہ اب تک ہزاروں عورتیں، مرد، بچے، بچیاں حضور ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت کر چکے ہیں خداوند کریم مجھے اور میرے گھر کے ہر فرد کو اس کی برکت سے فیضیاب کرے اور اس کے ادب کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت قبلہ ضیاء الدین شاہ صاحب کی پیش گوئی کا دوسرا حصہ یعنی دوسرا انعام تو مل گیا ہے مگر پہلا انعام ۷۵ء کی حاضری ابھی باقی ہے بظاہر اسباب کچھ بھی نہیں مگر میرا دل مطمئن ہے۔ مجھے خدا کے فضل اور سلطان مدینہ ﷺ کی رحمت پر پورا پورا بھروسہ ہے کہ میں انشاء اللہ اس سال بھی حاضر دربار ہو کر سلام پیش کروں گا کیونکہ اللہ کے ایک ولی اور سرور کائنات ﷺ کے ایک عاشق صادق نے میرے لئے دعا فرمائی ہے۔ اور صرف میرے ہی لئے نہیں بلکہ میری رفیقہ حیات کیلئے بھی۔

یہ واقعات ۷۴ء کی حاضری کے بعد تحریر کئے تھے اور نومبر کی ۱۵ تاریخ تک کی تمام نعتیں جو مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور وہاں سے واپس آ کر پاکستان میں لکھی تھیں اس مجموعے میں شامل کر دی تھیں۔ ابھی کتابت کا سلسلہ جاری تھا اور کاپیاں پریس میں بھیجنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ سرکار مدینہ ﷺ کی رحمت نے نواز دیا اور ۲۶ نومبر کو سفینہ حجاج میں سوار ہو کر جدہ کو روانگی

ہو گئی مگر تنہا نہیں میری رفیقہ حیات بھی ہمراہ تھیں اور حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کی پیشن گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہی تھی ۔ [۱۸۲]

ان کی ذرہ نوازی کی کیا بات ہے
حاضری مدینہ کی کیا بات ہے

فقیر قادری کے لئے بشارت

۱۹۷۱ء میں فقیر قادری نے مدینہ طیبہ میں مستقل سکونت کا ارادہ کر لیا، اس کا اظہا احقر نے اپنے ایک نہایت مہربان شیخ عبدالہادی بن خیر محمد بن حامد السندھی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کیا تو وہ بہت خوش ہوئے، کہا یہ تو بہت اعلیٰ ارادہ ہے، دعا کی اور کہا میں کپڑے کی تجارت شروع کرنے والا ہوں آپ میرے ساتھ شریک ہو جاؤ مگر شرط یہ ہے کہ کم از کم دس برس کا معاہدہ کرو کہ آپ کہیں نہیں جاؤ گے، احقر نے ان سے کچھ دنوں کی مہلت طلب کی اور والدہ محترمہ کو عریضہ ارسال کر دیا کہ مجھے مدینہ طیبہ میں دس سال کے لئے کام مل رہا ہے اس لئے اب میں پاکستان نہیں آؤں گا۔ احقر کی والدہ محترمہ نے مجھے بھی خط لکھوایا کہ ایسا نہ کرو تم پاکستان واپس آ جاؤ اور حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز کی بارگاہ میں بھی عریضہ ارسال کیا کہ عارف دس سال کے لئے مدینہ طیبہ میں رہنا چاہتا ہے مجھ سے یہ فراق برداشت نہ ہوگا اس لئے مہربانی فرما کر عارف کو واپس بھیج دو۔

ایک رات اختتام محفل پر جب تمام احباب تشریف لے گئے۔ تو حضرت سیدی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''عارف بیٹا ایک خط آپ کے گھر سے میرے نام آیا ہے، اس میں کچھ آپ کے لئے بھی تحریر ہے پڑھ لو۔''

اور سجادہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہاں رکھا ہے، فقیر نے خط پڑھا اور چپکے سے سجادہ کے نیچے رکھ دیا۔ پھر سیدی ﷺ نے فرمایا:

''بیٹا خط پڑھ لیا''

عرض کی جی حضور پڑھ لیا ہے، فرمایا کیا ارادہ ہے، عرض کی حضرت آپ دعا فرما دیں والدہ کو بھی کچھ دن میں صبر آ ہی جائے گا میرا مدینہ طیبہ سے جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''والدہ صاحبہ کا کہنا مانو اس میں تمہارے لئے خیر و برکت ہے''

دوبارہ عرض کی آپ کرم فرما کر دعا فرما دیں میرا واپس جانے کا کوئی ارادہ نہیں۔ معمولی سے جلال میں آ کر فرمایا:

''نہیں! چلے جاؤ والدہ صاحبہ کا حکم مانو، تم انشا اللہ تعالیٰ مدینہ طیبہ میں آؤ گے اور یہاں ہی بسو گے۔''

اس سلسلہ میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی احقر کی والدہ ماجدہ نے خط لکھوایا تھا، حکیم صاحب نے تحریر کیا۔

''وحید احمد ۱۸۲ آپ کے گھر کی خیر بہت لاتا رہتا ہے۔ کل آپ کی والدہ صاحبہ کا یہ پیغام لایا کہ عارف صاحب کو لکھو کہ ایک سال کا کوئی کام ملے تو کر لیں۔ دس سال والا کام نہ کریں اسی سلسلے میں احقر آپ کو یہی عرض کرے گا کہ جو کچھ بھی پروگرام بناؤ۔ اپنی والدہ کی رضامندی سے بناؤ۔ اور حضرت مدنی مدظلہ کی مرضی سے بناؤ۔'' ۱۸۲

پھر احقر نے حکیم صاحب کو حضرت سیدی و مرشدی قبلہ ﷺ کا حکم تحریر کیا تو آپ نے جواب میں کہا۔

''حضرت صاحب کا مشورہ صحیح ہے۔ اس پر عمل کریں۔''

احقر بادل نخواستہ پاکستان واپس آ گیا۔ الحمد للہ پھر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا مرشد کریم کی دعا رنگ لائی، محبوب کریم ﷺ نے احسان عظیم فرمایا مدینہ طیبہ میں بسا لیا۔ ویسا ہی ہوا جیسا کہ سیدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ اللہ رب العزت سے بوسیلہ غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ دعا ہے کہ قادری مردوں اور بقیع شریف میں مرشد کے قدموں میں مدفن نصیب ہو۔

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

اللہ اللہ



حضرت سیدی ضیاء الدین احمد قادری رضی اللہ عنہ کے کمرے کی اندرونی کھڑکی، سامنے جو ایر کنڈیشن دکھائی دے رہا ہے وہ مباحث (سی آئی ڈی) والوں کے دفتر کا تھا۔

[illegible]

مکتوب حکیم محمد موسیٰ امرتسری

[illegible]

مکتوب حکیم محمد موسیٰ امرتسری

۸۸۸
۹۲

۴ / دسمبر ۱۹۷۴ء

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

محترم المقام جناب محمد عارف رضوی صاحب

سلام مسنون !

[illegible]
آپ [illegible] تھا ۔ [illegible] آپ کے
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے ۔
حضرت علامہ صاحب اور دیگر احباب کو
سلام علیکم عرض ہے [illegible]
[illegible] ۔ حضرت صاحب [illegible]

مکتوب حکیم محمد موسیٰ امرتسری

[illegible]

مکتوب حکیم محمد موسیٰ امرتسری

معلوم ہوتا ہے دستگیر آپ کو بلا رہے ہیں

زائر: اسلام علیکم، سیالکوٹ سے آیا ہوں۔

قطب مدینہ: وعلیکم اسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جی آیا نوں، ہمارے وطنی ہو بابا، ہمارا پیدائشی وطن سیالکوٹ ہے، پیدائش میری کلاس والا کی ہے۔ اچھا بھائی صاحب سیالکوٹ شریف کا کیا حال ہے؟

زائر: بڑا اچھا ہے جناب، آپ کی دعاؤں سے اللہ نے اس کو خوب بسایا ہے۔

قطب مدینہ: میں تو جب آیا تھا، اس وقت سیالکوٹ ایک چھوٹا سا شہر تھا، شہر سے ریل کئی میل کے فاصلے پر تھی، اور درمیاں میں، راستے میں تمام کھیتی باڑی ہوتی تھی۔ اب کیسے ہے؟ ریل کا اسٹیشن شہر کے اندر آ گیا ہے؟

زائر: جی سرکار، بالکل شہر میں آگیا ہے۔ اور کئی میل میں ہے۔

قطب مدینہ: آپ خاص شہر سیالکوٹ کے ہو۔

زائر: جی ہاں۔

قطب مدینہ: آپ میرے بھائی کو شاید نہ جانتے ہو۔

زائر: اس کا نام انور ہے نا، جی۔

قطب مدینہ: نہیں انور نہیں ہے، میرے بھائی کا نام ہے محمد مقبول احمد۔ محلہ اراضی یعقوب کے بیچ میں رہتے ہیں۔

زائر: وہ کبھی نہیں آئے؟

قطب مدینہ: چار برس قبل بہن اور بھائی دونوں آئے تھے۔

زائر: سرکار ایک مرتبہ آپ بھی چکر لگاؤ۔ صرف ایک ہفتہ میں آپ بڑے سکون سے ہو آؤ گے۔

قطب مدینہ: یہیں دعا کرتا ہوں آپ لوگوں کے لئے، ہو تو سکتا ہے۔ مگر موت کا وقت کس کو معلوم ہے؟ میں تو ایک نکما گنہگار آدمی ہوں، سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں تھے اور حج کو نہیں جاتے تھے، کہیں مجھے مدینہ شریف کے بغیر موت آجائے! تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو فرمایا کہ:

"میں تمہارا ضامن ہوں، کہ تم حج کر کے آجاؤ گے۔"

ایسا ہو سکے تو پھر میں کہیں جا سکتا ہوں۔

زائر: حضور مولوی نور محمد صاحب کہاں ہوتے ہیں، سیالکوٹی۔

قطب مدینہ: ہے نور محمد، نور محمد مستری موجود ہے، آیا کرتا ہے میرے پاس، مغرب سے پہلے آیا تھا، اب معلوم نہیں آتا ہے کہ نہیں آتا۔ اس کو پچیس تیس برس ہو گئے ہیں مدینہ منورہ میں۔ حرم شریف میں کام کرتا ہے تعمیر کا، مینار سے وغیرہ بنانے والوں میں سے ہے۔

زائر: میں واپس جانے والا ہوں، میرے لئے کوئی حکم ہو، کوئی پیغام ہو تو فرمائیں۔

قطب مدینہ: بھائی صاحب میں سب کے لئے دعا کرتا ہوں، جو بھی کوئی اس فقیر کو پوچھے تو اس کو میرا اسلام کہہ دینا۔ بہت شکریہ آپ کا، آپ فقیر کے پاس تشریف لائے۔

زائر: حضور سنا ہے آپ بغداد شریف بھی رہے ہیں؟

قطب مدینہ: جی ہاں، نو (۹) برس سے زیادہ عرصہ بغداد شریف میں حاضر رہا ہوں۔

فقیر قادری: سیدی، یہاں سے بغداد شریف کس سمت پر ہے؟

قطب مدینہ: مشرق و شمال کے کونے میں، اس طرف۔ (ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے)

زائر: آپ نے عراق جانا ہے؟

فقیر قادری: میں نے سمت دریافت کی ہے۔

قطب مدینہ: جدہ سے عراق کا ویزا مل جاتا ہے۔

فقیر قادری: حج پر آنے والوں کو نہیں دیتے۔ پاکستان میں بھی مشکل سے عراق کا ویزا ملتا ہے۔

زائر: میں آپ کو ویزا لے دوں گا۔

قطب مدینہ: معلوم ہوتا ہے دستگیر آپ کو بلا رہے ہیں۔ یہ بھائی صاحب آپ کے ساتھ تعاون کریں یا نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اسباب پیدا فرمائے گا۔

زائر: اللہ کے کرم سے یہ آپ کو چٹھی لکھیں گے کہ ویزا مل گیا ہے۔

ان صاحب نے فقیر کا پتہ نوٹ فرما لیا اور اپنا پتہ مجھے عنایت کر دیا۔ اور کہا کہ آپ بے فکر رہیں میں خود ہی آپ کے ساتھ رابطہ کروں گا۔ مگر انہوں نے رابطہ نہ کیا اور فقیر بڑی کوشش کے باوجود بھی ان سے رابطہ نہ کر سکا۔ مگر دستگیر رضی اللہ عنہ کا ایسا کرم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑے ہی سہل طریقہ سے اسباب پیدا فرما دیئے اور فقیر بغداد مقدس کی حاضری سے مشرف ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین، فقیر نے تو بغداد شریف کی سمت دریافت کی تھی سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے بغداد مقدس کی حاضری سے مشرف فرما دیا۔ ۱۹۸۵ء

۷۶۶

جناب مسعود احمد کے لئے بشارت

جناب مسعود احمد قادری ضیائی زید مجدہ فرماتے ہیں:

بندہ جب دوسری مرتبہ حج کے لئے آیا تو پہلے مدینہ پاک حاضر ہوا یہیں سے حج کے لئے گیا اور حج کے بعد مدینہ منورہ واپس آ گیا۔ چونکہ میرا مدینہ طیبہ میں مستقل قیام کا ارادہ تھا، اس لئے پاکستان میں ہی والد صاحب سے اجازت حاصل کر لی تھی۔ ایک دوست کی وساطت سے باب المجیدی میں محمد القرشی کے مکتبہ میں ملازمت مل گئی۔ چند روز ہی گذرے تھے کہ والد صاحب نے میرے سسرال والوں کے مجبور کرنے پر مجھے خط لکھا کہ پاکستان واپس آ جاؤ۔ حضرت قبلہ مرشدی ضیاء الدین احمد قادری کی بارگاہ میں روزانہ عشاء کے بعد حاضری ہوتی تھی، آپ سے والد صاحب کے حکم کے بارے میں عرض کی تو آپ نے فرمایا:

''بیٹا جلدی چلے جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ پھر آؤ گے، اور یہیں بسو گے، والدین کا حکم ماننا ضروری ہے۔''

چنانچہ بندہ پاکستان واپس چلا گیا مزید دو مرتبہ حج و زیارت مدینہ پاک سے مشرف ہوا۔ الحمد للہ حضرت قبلہ پیر و مرشد کی دعاؤں سے تیس برس سے بارگاہ رسالت (ﷺ) میں حاضر ہوں، تمام اہل خانہ کو بھی مدینہ طیبہ کی اقامت نصیب ہوئی۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بقیع شریف کی مٹی نصیب ہوئی، یہ سب مالک حقیقی کا کرم اور میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی دعاؤں کی برکت ہے۔

مستجاب الدعوات

مزید بیان کرتے ہیں:

یہ بات متعدد مرتبہ مشاہدہ میں آچکی ہے کہ آپ کی دعا کو جلد شرف قبولیت حاصل ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ سترہ رمضان المبارک کو سید الشہداء سیدنا حمزہ ﷛ کی بارگاہ میں افطاری کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اسی حاضری کے موقع پر فرمایا کل میں نے مسعود کی گاڑی پر سیدنا حمزہ ﷛ حاضری کے لئے جانا ہے۔ دوسرے دن بندہ عصر کے بعد حاضر خدمت ہوا، میری گاڑی کی حالت اچھی نہ تھی اس کے باوجود آپ میری ہی گاڑی پر سوار ہو کر سیدنا حمزہ ﷛ حاضر ہوئے۔ واپسی پر فرمایا:

''بیٹا ہم نے دعا کر دی ہے، گاڑی بدل لو۔''

صبح ہوتے ہی میرے محلہ کے ایک عباس نامی سعودی نے گاڑی کی منہ مانگی قیمت زبردستی میری جیب میں ڈال دی، میں نے ان سے کہا آپ کچھ صبر کریں سوچ سمجھ لیں مگر اس نے جواب دیا کہ میں نے بھی گاڑی خریدنی ہے آپ کوئی اور تلاش کرلو، چند دن بعد میں نے دوسری گاڑی مناسب قیمت پر جو کہ اچھی حالت میں تھی خرید لی۔

مولانا حشمت علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مدینہ طیبہ حاضری

مدینہ شریف میں جہاں بس رکی وہاں حضرت بابرکت خلیفہ حضور سیدنا اعلیٰحضرت علامہ ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ مہاجر مدنی ﷛ بھی موجود تھے، جو حضرت کو اپنے دولت کدہ پر لے جانے کے لئے آئے تھے ان کو حضرت نے کوئی اطلاع ہی نہیں دی تھی، حضرت کو تعجب ہوا پوچھا سرکار آپ نے کیسے

تکلیف فرمائی؟

فرمایا گھر میں بیٹھا ہوا تھا نیچے سے کسی نے آواز دی میں کھڑکی میں آیا تو ان صاحب نے کہا مولانا آپ جلد بس اسٹینڈ جائیں، مولانا حشمت علی صاحب آ رہے ہیں۔ اور وہ صاحب غائب ہو گئے میں نے ہر چند تلاش کیا مگر وہ نہیں ملے۔ گھر سے میں بس اسٹینڈ آیا پانچ منٹ گزرے ہوں گے کہ آپ کی بس آ گئی۔ حضرت علامہ ضیاء الدین صاحب قبلہ مہاجر مدنی (ﷺ) کے یہاں پیر و مرشد مہمان ہوئے۔ حضرت مہاجر مدنی کی خوشی کا ٹھکانہ، نہ تھا۔ کھانا ناشتہ سب بڑا ہی پر تکلف ہوتا اور ہر وقت علیحدہ علیحدہ قسم کا کھانا ہوتا۔ عربی کھانوں کا تو جواب ہی نہیں۔ [۱۸۶]

کھانے میں برکت

حضرت سید سلیمان اسماعیل الواعظ [۱۸۷] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے، یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں چھ ماہ مدینہ طیبہ اور چھ ماہ بغداد مقدس رہتا تھا:

میں شیخ عمر سمان، سیدی حسن اور شیخ حسن ملا وغیرہ کے ساتھ، ہم بارہ آدمی شیخ ضیاء، اللہ یرحمہ، کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے پاس پانچ آدمی پہلے سے موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد کھانا آ گیا، متوسط سائز کی دو تھالیوں میں سالن، اور روٹیاں تھیں۔ شیخ نے کھانا کھانے کو کہا، ہم لوگ حیا کر رہے تھے کیونکہ کھانا تو پہلے جو لوگ موجود تھے ان کے لئے بھی کم تھا۔ مگر شیخ بار بار اصرار کرتے رہے ہم بادل نخواستہ شامل ہو گئے، کھانا آہستہ آہستہ کھاتے رہے، سب کے پیٹ بھر گئے اور کھانا ابھی موجود تھا کم از کم پانچ آدمی اب بھی کھا سکتے تھے، یہ شیخ پر اللہ کا فضل تھا۔

تبلیغی جماعت والے کے لڈو

ایک مرتبہ بعد صلاۃ المغرب احقر قطب مدینہ ﷺ کے حضور حاضر تھا۔ اشرف المشائخ علامہ غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے۔ حضرت قطب مدینہ سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ حضرت سیدی بھی ان پر بے حد کرم فرماتے تھے۔

حکم ہوا۔

"عارف بیٹا یہاں ڈبے میں لڈو رکھے ہوئے ہیں۔ اس میں سے ایک لڈو مولانا کو اور ایک مجھے دو، اور دو لڈو خود لے لو۔"

حضرت مولانا نے فرمایا۔

"غریب نواز یہ کیا دیں؟ عارف کو دو اور مجھے ایک۔"

فرمایا:

"مولانا یہ لڈو ایک تبلیغی جماعت والا لایا ہے۔ آپ عمر رسیدہ ہو اور عارف جوان، آپ سے ہضم نہ ہو سکیں گے۔ مگر عارف ہضم کر لے گا۔"

ابھی ایک لمحہ بھی نہ گذرا تھا کہ راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب اٹھے اور قطب مدینہ کے زانو پر سر رکھ کر رونے لگے۔ عرض کیا حضرت میں توبہ کرتا ہوں، مجھے داخل سلسلہ فرمالیں، حضرت ﷺ نے بڑی شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور داخل سلسلہ فرمالیا۔

بعد قدرے توقف فرمایا۔

"تبلیغی جماعت انگریز کی جماعت ہے ان کے منہ پر کیسی پھٹکار ہے۔"

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

مداح النبی حافظ محمد سردار احمد مہاجر مدنی بیان کرتے ہیں کہ :

۱۷ رمضان ۱۴۰۱ھ کو میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حادثہ کی خبر ملی میں اسی وقت (بعد نماز عشاء) حضرت قطب مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور خواجہ صاحب کے حادثہ کی اطلاع دی۔ آپ نے اسی وقت "ھذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون" (سورہ یسین) پڑھا۔ اور قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ میں اسی وقت سمجھ گیا کہ میرے پیر و مرشد کا آخری وقت ہے۔ دوسرے دن خواجہ صاحب کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔ قطب مدینہ کے ہاں حضرت خواجہ صاحب کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور محفل میلاد ہوئی۔

(حضور قطب مدینہ حافظ سردار احمد کا بہت خیال فرماتے تھے۔ چونکہ حافظ صاحب نابینا ہیں، اس لئے دستر خوان بچھتے ہی آپ فرماتے جو حافظ صاحب کے ساتھ ہو ان کا خیال رکھے۔)

نیامت علی

نیامت علی (متوفی ۱۹۷۳ء) نامی شخص قطب مدینہ ﷺ کے قریب آ کر بیٹھ جاتا، جیسے جیسے لوگ آتے جاتے وہ اور قریب ہوتا جاتا حتیٰ کہ آپ کے سجادہ پر پہنچ جاتا، بیٹھے بیٹھے سو جاتا اور اس کا سر حضرت قدس سرہٗ کے کندھے پر آ جاتا، اگر اس کو کوئی دوسرا متنبہ کرنا چاہتا تو آپ اشارہ سے منع فرما دیتے۔

احقر نے ایک دن ان کو علیحدگی میں کہا کہ آپ حضرت کے قریب نہ بیٹھا کرو، آپ کی وجہ سے حضرت کو تکلیف پہنچتی ہے۔ جب محفل برخاست ہوئی، سب حضرات چلے گئے تو احقر سے فرمایا، دیکھو نیامت علی پر اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہے، مسکین آدمی ہے، معمولی ملازم

ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو ہر سال بلا لیتے ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے۔ اس پر کیوں غصہ کرتے ہو؟ اس کی اچھی طرح خدمت کیا کرو۔ فقیر قادری نے معذرت چاہی دعائیں دیتے ہوئے فرمایا اس سے بھی معافی مانگ لینا۔ دوسری رات جب وہ جانے لگے تو میں نے ان کو روک لیا اور حضرت قطب مدینہ ﷺ کے سامنے ان سے معذرت طلب کی آپ بہت ہی خوش ہوئے۔ دس ریال نیامت صاحب کو اور دس ریال مجھے عنایت فرمائے۔

دل کے خطرہ پر اطلاع

حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں اگر کوئی ہدیہ پیش کرتا تو آپ کبھی بھی رد نہ فرماتے۔ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ دو زانوں نظریں جھکائے اپنی مسند پر تشریف فرما رہتے۔
اگر کوئی متمول آپ کی خدمت میں بڑی رقم پیش کرتے ہوئے اپنے دل میں فخر محسوس کرتا کہ میں تو بہت خدمت کر رہا ہوں۔ تو آپ ﷺ فوراً اپنے چہرہ کو تھوڑا سا اوپر اٹھاتے ہوئے، ہاتھ سے حجرہ مطہرہ کی سمت اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

فقیر کے دلی خطرہ پر ارشاد

ایک رات حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قطب مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں راز و نیاز کی گفتگو میں مصروف تھے۔ بعض اوراد کی اجازت طلب کی حضرت سیدی قدس اللہ سرہ نے اجازت عنایت فرمائی اور آپ بالا خانہ پر تشریف لے

گئے تو حضرت ضیاء الملت والدین ﷺ نے فقیر کو ایک خاص ورد کی تعلیم فرماتے ہوئے اجازت عنایت فرمائی اور فرمایا:

''یہ صرف تمہارے لئے ہے۔اس کی میں نے کسی اور کو اجازت نہیں دی''

دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی قادری کو تو اس کی اجازت دی ہوگی۔ فوراً ارشاد ہوا۔

''نہیں،نہیں نورانی میاں کو بھی اس کی اجازت نہیں دی۔''

معمولات کی حفاظت

ایک مرتبہ حضرت سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ العزیز کو سخت نمونیہ ہوا، سینہ سے آواز نکلتی دور سے سنائی دیتی تھی۔سیدی فضل الرحمٰن صاحب ڈاکٹر کو لے کر حاضر ہوئے، معائنہ کرنے کے بعد جب ڈاکٹر صاحب نے نسخہ لکھنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا کوئی ایسی دوائی نہ لکھ دینا جس سے میرے معمولات میں فرق آئے۔ڈاکٹر نے کہا حاضر سیدی مگر آپ کو بستر پر لیٹ جانا چاہیئے، آپ کو آرام کی سخت ضرورت ہے مگر آپ راضی نہ ہوئے۔ ڈاکٹر نے نسخہ لکھا اور چلا گیا۔

حضرت سیدی ﷺ نے وہ نسخہ فقیر قادری کو دیتے ہوئے فرمایا:

''تکیہ کے نیچے دیکھو کچھ ہے۔''

احقر نے دیکھا تو کچھ نہ ملا۔فرمایا صندوقچی میں دیکھو، وہاں بھی کچھ نہ پایا۔فقیر اٹھا اور دوسرے کمرے کے دروازے سے باہر نکلنا ہی چاہتا تھا کہ آواز آئی ''عارف'' عرض کی جی حضور اور آپ کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔کہا ''کہاں جاتے ہو'' عرض کی حضرت میرے پاس ریال ہیں تو آپ نے فرمایا:

''میں نے کب کہا ہے کہ تمہارے پاس ریال نہیں ہیں؟ بیٹھو ابھی کریم ﷺ کسی کو بھیجیں گے۔''

تھوڑی ہی دیر بعد ڈاکٹر حمید اللہ (پیرس) حاضر ہوئے، سلام عرض کیا ایک لفافہ تکیے کے نیچے رکھا اور اجازت طلب کر کے چلتے بنے۔

آپ نے فرمایا:

”دیکھو بیٹا کریم ﷺ نے عطا فرما دیئے، تکیہ کے نیچے سے نکال لو اور ادویہ خرید لاؤ۔“

فقیر قادری ادویہ خرید لایا، ساڑھے چار سو ریال تھے، ساٹھ ریال کی ادویہ تھیں، تین سو نوے ریال آپ کو پیش کئے، فرمایا:

”رکھ لو یہ کریم ﷺ کی طرف سے تمہارے لئے ہیں۔“

ڈاکٹر نے سختی سے آرام کرنے کو کہا تھا۔ سیدی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ العالی نے فرمایا کہ دوائی لے آؤ اور والد صاحب کو کھلا دیا، جب آپ سونے لگیں تو آپ کو بستر پر پہنچا دیا اور خود ڈاکٹر صاحب کو پہنچانے چلے گئے۔ مگر جب رات گئے حضرت سیدی و مرشدی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو سجادہ پر تشریف فرما پایا۔ ڈاکٹر سے رجوع کیا، اس نے مزید خواب آور گولیاں لکھ دیں۔ حضرت مولانا مدظلہ العالی نے چند کھجوروں میں سے گھٹلیاں نکال کر پلیٹ میں رکھیں اور ایک کھجور میں خواب آور گولی رکھ کر علیحدہ سنبھال لی، حضرت سیدی و مرشدی قدس اللہ سرہ العزیز سے عرض کیا سیدی کھجوریں بہت نرم ہیں تناول فرمالیں اور ایک کھجور آپ کے ہاتھ میں دے دی۔ آپ نے تناول فرمائی۔ بعد میں دوسری خواب آور گولی والی کھجور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کی آپ نے اس میں سے خواب آور گولی نکال کر حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا، یہ لو اپنی ہوشیاری اور کھجور پلیٹ میں واپس رکھ دی۔

عنایات

ایک مرتبہ حضرت سنوسی الہند مجاہد ملت محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری قدس اللہ سرہٗ

نے احقر کو ایک ذکر تلقین فرمایا اور تاکید فرمائی کہ جب سانس بھر جائے تو اتنی آہستہ سانس چھوڑا جائے کہ اگر سامنے روئی رکھی ہو تو وہ بھی نہ ہلنے پائے۔ فقیر قادری نے سبب دریافت کیا۔ فرمایا اگر سانس زور سے چھوڑا جائے تو ذاکر مجذوب ہو جاتا ہے۔

ایک وقت ایسا آیا کہ فقیر نے جان بوجھ کر زور زور سے سانس چھوڑنا شروع کر دیا۔ چند دنوں ہی میں جذب کی کیفیت محسوس ہونے لگی۔ اسی اثنا میں خواب دیکھا کہ جس طرح شجرہ مبارکہ اشعار کی صورت میں تحریر ہے۔ اسی ترتیب سے اپنے تمام مشائخ عظام کو جلوہ فرما پایا۔ حضرت قطب مدینہ اور سیدی مجاہد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نمایاں طور پر زیارت ہوئی۔ حضرت سیدی و مرشدی قدس اللہ سرہٗ کچھ مغموم سے دکھائی دیئے۔ حضرت مجاہد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے احقر کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے رعب دار لہجہ میں فرمایا:

"اس ذکر کو چھوڑ دو، ہمارے مشائخ کا تمہارے لئے یہ منشا نہیں۔"

اس کے بعد سے طبیعت اس طرف راغب ہی نہیں ہوئی۔

پھر دوسری مرتبہ حضور قطب مدینہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ دیکھا کہ ایک بہت بڑے اور وسیع ہال میں جلوہ فرما ہیں، جو کہ تہ خانہ میں ہے۔ حضرت قبلہ لباس فاخرہ زیب تن فرمائے، ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگائے تشریف رکھتے ہیں۔ دو بلے جن کی شکل بالکل شیر کے مشابہ ہے بڑے مودب سر جھکائے سامنے بیٹھے ہیں احقر قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوا۔ نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت سیدی نے فقیر کو امامت کا حکم فرمایا۔

تیسری مرتبہ دیکھا کہ حضرت سیدی و مرشدی قدس سرہٗ ایک بہت وسیع ہال میں تشریف فرما ہیں۔ فقیر قادری قدم بوسی کی عزت سے سرفراز ہوا۔ حضرت سیدی و مرشدی قدس اللہ سرہٗ کے پاس بہت سارے چاندی کے برتن اور کنگن رکھے ہوئے ہیں۔ مجھے ان میں سے بہت سارے عطا فرمائے اور فرمایا جب بھی ضرورت ہو لے جایا کرو۔ فقیر کی ان دنوں معاشی حالت ناگفتہ بہ تھی الحمد للہ اس کے بعد کسی قسم کی کوئی بھی تنگی نہ رہی۔

مستری نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

کہتے ہیں ایک دن میں حضرت قطب مدینہ ﷫ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، کسی مجبوری کی وجہ سے پاکستان جارہا تھا، آپ سے عرض کیا حضرت اب میرا وقت مدینہ طیبہ سے باہر نکلنے کا نہیں ہے مگر مجبور ہوں اس لئے جارہا ہوں دعا فرمائیں مدینہ طیبہ خیر و عافیت سے واپس آجاؤں اور بقیع شریف نصیب ہو جائے۔ آپ خاموش رہے پھر عرض کیا مگر آپ خاموش ہی رہے تیسری مرتبہ عرض کیا حضرت میرے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا نور محمد کیا چاہتے ہو، عرض کی بقیع شریف۔ فرمایا:

"تم کو عطا کر دی۔"

انتقال سے چند ماہ قبل پاکستان جانے کی تیاری میں تھے فقیر قادری نے عرض کیا، بابا آپ کا آخری وقت ہے کیوں مدینہ طیبہ چھوڑتے ہو؟ پر یقین لہجے میں بولے بقیع شریف تو حضرت صاحب نے عنایت فرمادی ہوئی ہے، اس سے میں اب مطمئن ہوں۔ الحمدللہ آپ کا بقیع شریف میں مدفن ہوا۔

حاجی آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ایک مدت سے مدینہ طیبہ میں قیام پذیر تھے۔ ایک دن قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور چپ چاپ افسردہ بیٹھے تھے۔ آپ ﷫ نے فرمایا:

"حاجی آدم کیا بات ہے، آج آپ خوش نہیں ہو؟"

حاجی آدم نے رونا شروع کر دیا فرمایا:

"حاجی آدم روتے کیوں ہو؟ تمہیں کیا چاہئے؟ مانگو کیا مانگتے ہو؟"

حاجی آدم نے کہا حضرت بقیع شریف عنایت فرمادیں فرمایا دے دی۔

پھر حاجی آدم پر کئی نشیب و فراز آئے، غالباً مدینہ طیبہ سے دو مرتبہ نکالے گئے لیکن

الحمدللہ انجام بخیر ہوا بقیع شریف میں مدفون ہوئے۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

لنگر میں برکت

حضرت قطب مدینہ اعلیٰ اللہ مقامہ کے ہاں دوپہر کا لنگر شاہانہ ہوتا، اور رات کو ایک درمیانی سائز کی دیگچی سالن کی ہوتی تھی۔ لنگر کی برکت کا یہ عالم تھا کہ جتنے بھی آدمی ہوتے، کھانا خوب پیٹ بھر کر کھاتے لنگر پھر بھی بچ جاتا، بعض احباب ناشتہ کے لئے بھی لے جاتے۔ بعض زائرین دسترخوان سے روٹی کے بچے ہوئے ٹکڑے جمع کر کے خشک کر لیتے اور اپنے اپنے ملکوں میں یہ تبرک ساتھ لے جاتے حضرت پیر سید حیدر حسین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ علی پوری کا تو یہ معمول تھا، فرماتے جب کوئی اور روٹی کے ٹکڑے لینے والا نہ ہو تو پھر میرے لئے سنبھال لیا کرو۔

دوریاں کی روٹی

ایک مرتبہ احقر نے محسوس کیا کہ لنگر میں روٹی کم ہو جائے گی۔ حضرت سیدی و مرشدی رحمتہ اللہ علیہ کے بازو والے کمرے سے باہر گیا اور دوریاں کی روٹیاں لا کر چپکے سے دسترخوان پر اس طرح رکھیں کہ کسی کو خبر نہ ہو سکے۔ جب تمام مہمان کھانا تناول کر چکے تو الحمدللہ روٹیاں پھر بھی موجود تھیں۔ احباب کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت سیدی ﷺ نے فقیر کو دوریاں عنایت فرماتے ہوئے کہا۔

"جب دیکھو کہ روٹی کم پڑ رہی ہے تو لے آیا کرو اور پھر بعد میں مجھ سے ریاں لے لیا کرو۔"

۲۲۲

حدیث شریف بیان فرمانے کی برکات

ایک رات احباب حاضر خدمت تھے، احقر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

سیدی عارف ایک مرتبہ دو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب نبی کریم ﷺ کو ان کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ ملاقات کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے۔ ان کی داڑھیاں منڈی ہوئیں اور مونچھیں بہت بڑی بڑی تھیں، ملاحظہ فرماتے ہی رخ انور پھیر لیا کیونکہ سید الانبیاء ﷺ کو ان کو دیکھنے سے کراہیت محسوس ہوئی۔ دوسری مرتبہ ان کی التجا پر چہرہ منور ان کی طرف کرتے ہی پھیر لیا، تیسری مرتبہ جب آپ ﷺ نے ان کی طرف توجہ فرمائی تو دست مبارک سے ان کے چہروں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے دریافت فرمایا:

ویلکما من امرکما بهذا قال ربنا یعنیان کسری فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ولکن ربی امرنی باعفاء لحیتی وقص شواربی

یعنی تم دونوں کے لئے بربادی ہو، تمہیں ایسا کرنے کا کس نے حکم دیا ہے؟
وہ بولے ہمارے پروردگار نے (یعنی ان کے بادشاہ کسریٰ نے)
تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
مگر میرے پروردگار نے مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم فرمایا۔
سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ نے اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے ہوئے فرمایا کہ:
رسول اللہ ﷺ نے اپنی داڑھی مبارک کو مٹھی میں لیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
''میرے رب کا مجھے یہ حکم ہے''
اس کے بعد احقر فقیر قادری سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔
''یا سیدی عارف میرے نزدیک تو داڑھی واجب سے بھی کچھ اوپر ہے۔''
اس روسیاہ نے اسی دن تازہ تازہ داڑھی کو تراشا ہوا تھا آپ ﷺ کے فرمان سے بڑی ندامت ہوئی، جسم پسینے سے شرابور ہو گیا، قلب پر خشیت الٰہی کا غلبہ ہوا، زبان گنگ

ہوگئی، دل ہی دل میں داڑھی منڈانے سے توبہ کرلی اور زبان سے اس کا اظہار نہ کرسکا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

علی الصباح جذریہ کوسٹر حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معیت میں دیگر احباب کے ساتھ ابوا شریف ام النبی سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مقدس کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔

راستے میں دوران گفتگو ایک صاحب جو کراچی کے رہنے والے تھے نے کہہ دیا کہ داڑھی وغیرہ کی کیا ضرورت ہے، دل صاف ہونا چاہیے (حالانکہ وہ صاحب خود باریش تھے)

حضرت پیر سید حیدر حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے بہت ناراض ہوئے اور رات والا پورا واقعہ بیان فرمایا تمام حضرات بہت خوش ہوئے، ان صاحب نے معذرت چاہی اور پھر تمام راستہ خاموش ہی بیٹھے رہے۔ حضرت پیر صاحب قبلہ احقر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے:

"دیکھا عارف یہ تمہارے پیر صاحب کی کرامت ہے، اگر حضرت صاحب قبلہ رات یہ واقعہ ارشاد نہ فرماتے تو اب میں ان کا منہ کیسے بند کرتا۔"

احقر نے عرض کی پیر صاحب جب حضرت سیدی نے رات ارشاد فرمایا تھا تو اسی وقت میں نے داڑھی منڈانے سے توبہ کرلی تھی۔ پیر صاحب نے مبارک مبارک کی صدا بلند فرمائی اور تمام احباب کو بتایا دیکھو حضرت قبلہ کی کرامت عارف نے رات ہی داڑھی منڈانے سے توبہ کرلی تھی۔ تو پھر اسی کوسٹر میں سے چار ساتھیوں نے داڑھی منڈانے سے توبہ کرلی۔ الحمد للہ

واپسی پر اسی دن حضرت سید محمد حسین قادری جیلانی خلف الرشید قطب زماں حضرت سید پیر محمد معصوم شاہ قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ چک سادہ گجرات، سے ملاقات ہوئی تو آپ نے احقر کو بڑی محبت و شفقت سے مبارک باد پیش فرمائی فقیر مبارک باد کا سبب نہ سمجھ سکا تو فرمایا آج ظہر کے بعد میں حضرت مولانا صاحب قبلہ کے پاس حاضر ہوا تھا آپ فرمار ہے

تھے کہ ہمارے عارف نے داڑھی رکھ لی ہے اور بہت خوش تھے۔

قرض سے نجات

فقیر قادری کے ایک ملنے والے ایک بڑی رقم کے مقروض تھے، بہت پریشان تھے۔ مجھے کہا آپ مدینہ شریف جارہے ہو خدارا میرے لئے دعا کرنا اور حضرت صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے بھی خصوصی دعا کروانا۔ ایک رات احقر نے حضرت سیدی ومرشدی سے ان صاحب کے لئے دعا کی درخواست کی، آپ نے دعا فرمادی اور کہا ان سے پوچھو کتنی رقم ہے؟ ہم قرض اتار دیتے ہیں۔

صبح کو ان صاحب کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا اور رات والا فرمان بھی تحریر کر دیا، جب میں لاہور واپس آیا، ان صاحب سے ملاقات ہوئی تو وہ بہت ممنون ہوئے۔ کہا جس رات آپ نے حضرت قبلہ سے دعا کروائی اسی صبح میرے پاس ایک ملنے والے آئے انہوں نے کہا میں کمیٹی جمع کررہا ہوں آپ بھی شامل ہوجائیں۔ میں نے ان سے اپنے حالات بیان کئے اور بتایا کہ میں تو اتنی بڑی رقم کا مقروض ہوں، اس نے کہا آپ شامل ہو جاؤ اور پہلی کمیٹی لے لو آپ کا قرض اتر جائے گا، میں نے پہلی کمیٹی حاصل کرکے قرض اتار دیا ہے، میں آپ کا اور حضرت قبلہ کا بہت ہی ممنون ہوں دراصل یہ قرض حضرت صاحب نے ہی اتار دیا ہے۔

جامعہ اسلامیہ میں داخلہ

ایک مرتبہ حرم نبوی شریف میں فقیر کی ایک سعید نامی سوڈانی سے ملاقات ہوئی جو کہ جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ میں زیر تعلیم تھا۔ پھر ان سے کچھ مراسم پیدا ہوگئے۔ ان دنوں جامعہ اسلامیہ کا ہوسٹل شارع سید نا ابی ذر پھ

پر تھا۔ کبھی کبھی فقیر ان کے ساتھ جامعہ اسلامیہ بھی چلا جایا کرتا۔ اس نے ترغیب دلائی کہ میں جامعہ اسلامیہ میں داخلہ حاصل کرلوں۔ میرے دل میں بھی یہ بات پیدا ہوئی کہ جامعہ اسلامیہ میں داخلہ لینے کی وجہ سے مجھے جدید عربی ودیگر علوم حاصل ہو جائیں گے اس لئے جامعہ میں داخلہ مناسب رہے گا۔ پھر ہم دونوں نے داخلہ کے سلسلہ میں جدوجہد شروع کردی۔

آخر کار مجھے جامعہ اسلامیہ کے مدیر کے پاس پیش کیا گیا، مدیر نے میری معروض قبول کرلی، اور کہا کہ تا نوتا آپ کا داخلہ یہاں سے ممکن نہیں، فائل تیار کر کے مجھے دے دی اور ہدایت کی کہ پاکستان واپس جانے پر اس کو مکمل کر کے بھیج دو گے تو ہم سعودی ایمبیسی کو ویزا ارسال کر کے آپ کو اطلاع کردیں گے۔

احقر بہت خوش تھا، ایک رات حضرت سیدی ومرشدی قدس اللہ سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ آپ نے مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

''عارف ادھر جامعہ اسلامیہ میں ایسا کوئی دن نہیں ہوتا، جس دن وہاں سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ لوگ توہین نہ کرتے ہوں، ہمارے ''سنی'' بھی یہاں داخلہ لے لیتے ہیں۔ پتا نہیں وہ کس طرح ان توہین آمیز کلمات کو سن لیتے ہیں؟''

فقیر نے عرض کیا:

''حضرت میں داخلہ نہیں لوں گا۔''

فرمایا:

''میں آپ سے تو کچھ نہیں کہہ رہا، آپ نے تو ابھی داخلہ نہیں لیا، جن لوگوں نے داخلہ لیا ہوا ہے میں تو ان کے متعلق کہہ رہا ہوں۔''

غوث اعظم کی فضیلت

فقیر کے ایک تعلق دار پہلے خارجی تھے، پھر وہ راہ راست پر آ گئے، مگر ان کا ٹیڑھ باقی تھا۔ ایک مرتبہ سیدنا غوث الثقلین ﷺ کے متعلق کہا کہ میں آپ کا قدم اولیاء متقدمین پر نہیں مانتا اور کہا کہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے کندھوں پر بھی قدم ہے؟ ان ہی ایام میں فقیر عازم مدینہ طیبہ ہوا تو ان صاحب نے مجھ سے درخواست کی کہ اُن کو حضرت سیدی قطب مدینہ علیہ الرحمہ سے بیعت کروا دیا جائے۔ جب احقر مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو ایک رات حضرت سیدی و مرشدی ﷺ سے ان کا تعارف کراتے ہوئے سلسلہ میں داخل کرنے کی درخواست کی۔ تو آپ نے فرمایا:

> ''وہ جو کہتا ہے کہ وہ سیدنا غوث اعظم ﷺ کا قدم مبارک اولیاء متقدمین پر نہیں مانتا۔ اور کہتا ہے کہ کیا سیدنا علی ﷺ کے کندھوں پر بھی قدم ہے؟ میں اُس کے اس الزامی سوال پر یہ پوچھتا ہوں کہ جب باپ بیٹے کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر کے سوار کرتا ہے تو اس کے قدم کہاں ہوتے ہیں؟ مگر اس کا فہم ناقص ہے، کہ وہ ولی اور صحابی کے مقام کے فرق میں تمیز نہیں کر سکا۔''

واپسی پر ان صاحب سے پورا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ کو ہر طرح سے اطمینان دلاتا ہوں کہ حضرت سیدی علیہ الرحمہ سے آپ کے خیالات کا تذکرہ میں نے نہیں کیا تھا۔

ان کی آنکھوں سے آنسو امڈ پڑے۔ جب احقر پھر مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے جا رہا تھا۔ تو صاحب مذکور نے ایک تحریری توبہ نامہ فقیر کو دیتے ہوئے کہا کہ یہ حضرت سیدی قطب مدینہ علیہ الرحمہ کو سنا دینا آپ کا

بہت کرم ہوگا۔ حضرت سیدی علیہ الرحمہ کو سنا دیا آپ علیہ الرحمہ بہت خوش ہوئے ان کے لئے دعا کی اور داخلِ سلسلہ فرمالیا۔

امیر دعوت اسلامی کے لئے بشارت

حضرت شیخ الفضیلت، آفتاب رضویت، ضیاء الملت، مقتدائے اہلسنت، مرید وخلیفۂ اعلیٰحضرت پیر طریقت، رہبر شریعت، شیخ العرب والعجم، میزبان مہمانانِ مدینہ، قطب مدینہ، حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی۔ میں نے عزمِ مصمم کرلیا کہ اب کسی نہ کسی طرح مجھے اُن کا مرید بننا ہے۔

ربیع النور شریف کی دسویں شب تھی۔ جب سویا تو سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اُٹھی اور الحمد للہ سچ مچ میرے ہونے والے پیرو مرشد میرے خواب میں تشریف لے آئے اور اتنی دیر تک جلوہ افروز رہے کہ ان کا نقشہ میرے ذہن میں اچھی طرح محفوظ ہوگیا اور الحمد للہ عزوجل آج بھی محفوظ ہے۔ میں نے خوشی خوشی حضرت قطب مدینہ ﷫ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت الحاج علامہ مولانا حافظ قاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب سنایا۔ انہوں نے مجھ سے حضرت قطب مدینہ ﷫ کا حلیہ دریافت کیا میں نے حلیہ بیان کر دیا۔ انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی کیوں کہ آپ بارہا مدینہ منورہ میں حضرت قطب مدینہ ﷫ کی خدمت میں حاضری دے چکے تھے۔ پھر ان ہی سے بسلسلہ بیعت عریضہ لکھوا کر کراچی سے مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ جواب نہ ملا۔ چند بار اسی طرح عریضے بھیجے مگر جواب ندارد۔ میں بھی ہمت ہارنے والا نہیں تھا۔ آخر کار ایک سال اور پانچ روز گزرنے کے بعد پھر قسمت چمکی، رات خواب میں زیارت

ہوئی۔ میں حیران تھا کہ مرید بھی نہیں بناتے، توجہ بھی نہیں ہٹاتے آخر معاملہ کیا ہے؟ مجھے کیا معلوم کہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں۔ رات کو زیارت کی پھر دن آیا اور مغرب کی نماز کے بعد پتا چلا کہ مدینہ پاک کی مشکبار فضاؤں کو چومتا ہوا جھومتا ہوا مرشدی کی بارگاہ عطر بیز وعنبر خیز سے قبولیت کا مژدہ آپہنچا ہے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔

پھر جب ۱۴۱۲ھ میں مقدر نے یاوری کی، سرکار مدینہ ﷺ نے کرم فرمایا، بارگاہ رسالت (ﷺ) میں صلاۃ وسلام عرض کرنے کے بعد مرشدی کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا جب بے تاب نگاہیں مرشدی کے چہرہ زیبا پر پڑیں تو دل کو گواہی دینی پڑی کہ یہ تو وہی نورانی چہرہ ہے جسے کراچی میں خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ الحمد للہ عزوجل۔

تصور جاؤں تو موجود پاؤں
کروں بند آنکھیں تو جلوہ نما ہیں

الحمد للہ عزوجل کم وبیش دو ماہ مدینہ منورہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور مدینہ پاک کی حاضری کے دوران تقریباً روزانہ آستانہ مرشدی پر حاضری نصیب ہوتی رہی۔ جب مدینہ طیبہ سے رخصت کی جاں سوز گھڑی آئی تو سر پر کوہ غم ٹوٹ پڑا۔ بارگاہ رسالت میں سلام رخصت عرض کرنے کے لئے چلا تو عجیب حالت تھی۔ محبوب ﷺ کی گلی کے در و دیوار اور برگ وبار چومتا ہوا بڑھا چلا جارہا تھا۔ اسی دوران محبوب ﷺ کی گلی کے ایک خار نے آنکھ کے پپوٹے پر پیار سے چٹکی بھر لی جس سے ہلکا سا خون ابھر آیا۔

یہ زخم ہے طیبہ کا یہ سب کو نہیں ملتا
کوشش نہ کرے کوئی اس زخم کو سینے کی

بہر حال مواجھہ شریف پر حاضر ہو کر سلام عرض کر کے روتا ہوا مسجد نبوی شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے باہر نکلا اور گرتا پڑتا مرشد کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اور مضطربانہ سر مرشد کے قدموں میں رکھ دیا۔ اور روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ مرشدی نے انتہائی شفقت کے ساتھ سر پر دستِ شفقت پھیر کر بٹھایا اور ارشاد فرمایا، بیٹا تم مدینہ منورہ سے جا نہیں رہے ہو آ رہے ہو۔ اس وقت مجھے اپنے ولی کامل پیر و مرشد کے اس جملے کے معنی سمجھ نہیں آئے کیونکہ بظاہر میں جا رہا تھا اور مرشد فرما رہے تھے۔ تم جا نہیں رہے ہو آ رہے ہو۔ لیکن اب اچھی طرح اس جملے کے سربستہ راز کو سمجھ چکا ہوں کیوں کہ یہ مرشدی کی کرامت تھی اور مرشد میرا مستقبل دیکھ چکے تھے اور الحمد للہ سرکار ﷺ کے طفیل مرشد کے صدقے مدینہ پاک کی اتنی بار حاضری نصیب ہوئی ہے کہ مجھے یاد ہی نہیں کہ میں نے کتنی بار سفر مدینہ کیا ہے۔ یہ سب کرم کی بات ہے۔ اللہ عزوجل کرے مرشد کے صدقے اسی طرح مدینہ منورہ میں آتا جاتا رہے اور آخر کار جنت البقیع میں مرشد کے قدموں میں مدفن نصیب ہو جائے۔

رہے ہر سال میرا آنا جانا یا رسول اللہ ﷺ
بقیع پاک ہو آخر ٹھکانا یا رسول اللہ ﷺ

۱۸۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو القادر

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حواشی

۷۸۶



Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM
حقوق الطبع محفوظة لـ صلاح الصاعدي
Copy Right for Salah Al-Saedy
بئر عثمان
PERIGI UTHMAN BIN AFFAN DI AL-MADINAH AL-MUNAWWARAH 1326H.
HZ.OSMAN(R.A) IN KUYUSU IN MEDINEI MUNEVVERE 1326H.
BEER SAYDNA OSMAN IN AL-MADINAH AL-MUNAWARA 1326H.
بئر عثمان بن عفان بالمدينة المنورة

۱؎

حضرت علامہ شہاب الدین رضوی فرماتے ہیں:

امام احمد رضا بریلوی القاب وخطابات کی باقاعدہ کوئی تقریب نہیں منعقد فرماتے، بلکہ مخصوص اشخاص کے درمیان فرما دیتے۔ دبدبۂ سکندری کے ایڈیٹر شاہ فضل حسن صابری کو آپ نے ''محب العلم والسنن'' کا لقب عطا کیا۔ اور اسی طرح مولانا امجد علی اعظمی کو ''صدر الشریعہ'' کا خطاب عطا فرمایا۔ مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی کو امام احمد رضا نے ''مفتی اعظم'' کا خطاب دیا اور آج وہ خطاب علم کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

حیات وخدمات: امام احمد رضا کی تحریکات صفحہ ۱۹۲

۲؎

خانقاہ عالیہ رضویہ کا عظیم الشان اجتماع

۲۵/ صفر ۱۳۴۷ھ / اگست ۱۹۲۸ء کو خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی کے عظیم الشان اجتماع میں جس میں ہزاروں کی تعداد میں اہل اسلام شریک تھے مقامی علماء کرام، اولیائے عظام، مشاہیر قوم کے علاوہ لنکا، بنگال، پنجاب، بمبئی، گجرات، کاٹھیاوار کونڈل، مدراس، یوپی، راجپوتانہ سرحد کے جلیل القدر فضلا وعمائدین قوم بھی حاضر جلسہ تھے۔ اس تاریخی اجلاس میں بدر الشریعہ والطریقہ حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا نوری قدس اللہ سرہ کو مفتی اعظم اور صدر العلماء نہ صرف کہا گیا بلکہ شہزادہ اکبر حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں بریلوی قدس اللہ سرہ کے حکم سے اس اجلاس میں جو تجاویز پاس ہوئیں۔ ان میں تجویز نمبر ۳ میں آپ کو صدر العلماء اور مفتی اعظم لکھا گیا۔ (اخبار دبدبہ سکندری۔ ۲۰ اگست ۱۹۲۸ء)

(محمد شہاب الدین رضوی: مفتی اعظم اور ان کے خلفاء صفحہ ۸۶)

۳۔ مولانا الحاج مبین الدین رضوی محدث امروہوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں۔

ایک موقع پر صدر الافاضل، فخر الاماثل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ والرضوان کی مجلس میں معاصرین کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ اس میں اعلٰحضرت قدس اللہ سرہ کے شہزادہ اصغر بدر الشریعہ والطریقہ حضرت مولانا محمد مصطفٰی رضا خاں کو "مفتی اعظم" کہا گیا۔ مجلس میں ایک صاحب نے اعتراضاً کہا وہ مفتی اعظم کب سے اور کیسے ہو گئے؟

صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا:

یہ تو اپنے پیر و مرشد اعلٰحضرت قدس اللہ سرہ سے پوچھو کہ جب ان کی حیات طیبہ میں ان کے فرزند جلیل حضرت مولانا محمد مصطفٰی رضا نوری دام مجدہ کو "مفتی اعظم" کہا گیا۔ تو اعلٰحضرت قدس اللہ سرہ نے کیوں اور کیسے برقرار رکھا؟

صدر الافاضل کے اس جواب پر وہ معترض خاموش ہو گئے۔ (بروایت علامہ اختر رضا ازہری)

اس سلسلہ میں مولانا سید اعجاز حسین بریلوی ایڈیٹر ماہنامہ اعلٰحضرت بریلی کا فیصلہ کن بیان ملاحظہ ہو:

حضرت مفتی اعظم! مجدد دین وملت اعلٰحضرت امام اہلسنت الحاج مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب ﷺ کے خلف اصغر اور زیب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ ہیں۔ حضرت موصوف کی دینی و دنیوی برکات اظہر من الشمس ہیں۔ آپ صغر سنی ہی سے اعلٰحضرت امام اہلسنت کی خدمات میں مصروف رہے ہیں۔ یہاں تک کے بعد فراغ تعلیم امام اہلسنت کے پیش کار اور دست راست رہے۔ اعلٰحضرت کی کتابوں کی تصنیف میں اور مسائل کے جوابات میں مصروف رہتے۔ اور کتابوں کے حوالے کے لئے آپ ہی کتب خانہ رضویہ سے مطلوبہ کتابیں نکال کر پیش کرتے۔ یہاں تک کے خود اعلٰحضرت نے ایک بار اپنی اور دوسرے علماء

اہلسنت کی موجودگی میں آپ سے جواب فتویٰ لکھوایا۔ اور خود اپنی تصدیق سے مزین فرما کر آپ کو "مفتی اعظم" کا خطاب بخشا۔

(ماہنامہ اعلحضرت بریلی جولائی ۱۹۶۵ء)

(محمد شہاب الدین رضوی: مفتی اعظم اور ان کے خلفاء صفحہ ۸۵۔۸۶)

۴ یاد رہے کہ سیدنا اعلحضرت ﷺ کی عمر بھی بیعت و خلافت کے وقت اکیس برس ہی تھی۔

۵ سیدنا اعلحضرت عظیم البرکت ﷺ کا وصال بھی بوقت اذان جمعہ ہی ہوا تھا۔

۶ قاسم محمود سید، اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔ شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی صفحہ ۹۶۷۔

۷ تذکرہ علماء اہل سنت کے مولف حضرت علامہ شاہ محمود احمد قادری (کانپور) کے صفحہ ۱۰۷ میں لکھا ہے کہ "سیالکوٹ کے محلہ خراشیاں میں ولادت ہوئی" فاضل مولف کو سہو ہوا ہے۔



۸ مولانا الیاس صاحب کا خط

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا نور اللہ

سگِ مدینہ ابو البلال محمد الیاس عطار قادری رضوی

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سگِ مدینہ محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

عفی عنہ کی جانب سے میرے محسن و کرم فرما حضرت قبلہ و کعبہ سیدی محمد عارف ضیائی کی

خدمتِ بابرکت میں سبز گنبد کی رعنائیوں کو چومتا ہوا جھومتا ہوا مشکبار سلام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ

الحمد للہ رب العٰلمین علیٰ کلِّ حال

(حاشیہ: بارگاہِ رسالت میں مجھ بیکس سامان کا شوق لوں کہیے بلا کرتے ہیں تو کتنا اچھا کرم۔)

(حاشیہ: بارگاہِ شیخین کریمین میں بھی یاد فرما کر عرض کرتے رہیں تو احسان ہوگا۔)

اللہ عزوجل آپ کو دارین کی مسرتیں اور شادکامیاں نصیب فرمائے اور آپ کا ظلِ عاطفت ہم بدکاروں پر سلامت رکھے اور مدینہ منورہ کی پربہار سکونت پر استقامت بخشے۔ آپ کے صدقے مجھ عاصی و خاطی و سخت گنہگار (لا یغفرہ اللہ مثلی) کو باربار دیدارِ مدینہ منورہ اور جنت البقیع میں مدفن نصیب کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سیدی و مرشدی قطبِ مدینہ رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات پر کتاب کی ترتیب کی سعی پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ میری مدنی التجا ہے کسی بطاقے کے حوالے سے یا کسی طرح سے بھی ذی روح کی تصویر نہیں چھپنی چاہیے ورنہ ہم لوگوں کو مطمئن کرنا مشکل ہو جائے گا۔ مجھ خطا کار کیلئے دعائے مغفرت فرماتے رہیے۔ ۱۳ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

والسلام مع الاکرام

۹ لاہور پاکستان کا دوسرا بڑا اور قدیم تاریخی شہر۔ آبادی ۱۵ لاکھ (موجودہ آبادی ایک کروڑ سے متجاوز ہے۔) سے زائد ہے۔ اس قدیم اور تاریخی شہر نے بے شمار انقلابات دیکھے ہیں اور یہ تہذیب و تمدن اور علم و فن کا مرکز رہا ہے۔ اس شہر سے کئی تحریکیں اٹھی ہیں۔ تحریک پاکستان میں یہاں کے باشندوں نے بھرپور

کردار ادا کیا ہے۔ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس لاہور میں منٹو پارک میں ہوا تھا۔ اس جگہ اب یادگار پاکستان کے نام سے ایک مینار تعمیر کیا گیا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ میں یہاں کے مسلمانوں نے ہمت و جوانمردی کے ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

لاہور کے متعلق جو قدیم روایت ملتی ہے۔ اس میں رام چندر جی اور ان کی بیوی سیتا کے متعلق ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ رام کے بیٹے ''لا'' یا ''لو'' نے اپنی ماں کی یاد میں دریائے راوی کے کنارے یہ آبادی قائم کی۔ لہور، لوہارو، لوہور وغیرہ مختلف ناموں سے اب یہ لاہور بن گیا ہے۔ اس شہر کے گرداگرد بعد کے زمانوں میں ایک فصیل اور تیرہ دروازے بنائے گئے۔ ان دروازوں کے نشانات اب بھی ملتے ہیں۔ اور جہاں یہ دروازے بنائے گئے تھے ان کے قریبی آبادیاں اسی نام سے منسوب ہیں۔ جیسے لوہاری دروازہ، شیرانوالہ دروازہ وغیرہ۔ اسی عہد کی ایک کتاب ''حدود العالم'' مصنف مروزی میں اس شہر کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۳۷۲ھ میں لکھی گئی تھی اس وقت لاہور ملتان کے حاکم کے ماتحت ہوتا تھا۔ سلطان محمود غزنوی نے ۹۱۲ھ میں لاہور سمیت شمالی ہند کے بعض علاقوں کو فتح کیا۔ اور اس فتح کی یاد میں یہاں پہلی مسجد تعمیر کرائی۔

سلطان محمود غزنوی کا منظور نظر غلام ایاز یہاں کا صوبیدار رہا۔ اس کی قبر چوک رنگ محل میں موجود ہے۔ برعظیم کے مشہور بزرگ شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بھی یہاں کافی عرصہ رشد و ہدایت کی روشنی پھیلاتے رہے۔ ان کا مزار بھی یہاں ہی ہے۔

۱۱۸۶ تا ۱۲۹۰ء کے عرصہ میں سلاطین غوری لاہور پر قابض رہے۔ ان میں سے سلطان قطب الدین ایبک کا مزار بھی انارکلی کے قریب ایبک روڈ پر موجود ہے۔ اس کے بعد خلجی اور تغلق سلاطین کا زمانہ آتا ہے۔ جو اڑھائی سو سال کے عرصے پر محیط ہے۔ اس عرصہ میں تاتاریوں کے ہاتھوں لاہور کئی بار تاخت و

تاراج ہوا۔جب سلطان مبارک شاہ لاہور آئے تو یہاں صرف کھنڈر تھے۔ انہوں نے شہر کو دوبارہ تعمیر کروایا۔لاہور لودھیوں کے زمانے میں بھی کافی معروف رہا۔مغل عہد میں لاہور کو ایک مرکزی حیثیت حاصل رہی۔سلطان بابر نے مرزا کامران کو یہاں کا صوبیدار مقرر کیا۔دریائے راوی کے کنارے کامران کے حکم سے تعمیر کردہ بارہ دری میں ایک باغ کے آثار بھی ملتے ہیں۔ ہمایوں بادشاہ کے زمانے میں لاہور شورشوں کی آماجگاہ رہا۔شہنشاہ اکبر نے اپنے زمانے میں لاہور کی از سر نو تعمیر کروائی اور لاہور کے گرداگرد فصیل اور مختلف دروازے اسی زمانے میں تعمیر کیے گئے۔لاہور کا قلعہ تو پہلے سے موجود تھا۔لیکن اکبر کے زمانے میں اسے دوبارہ پختہ تعمیر کیا گیا۔اکبر کے عہد کے کئی مشہور شعرا و عرفی، فیضی بھی یہاں رہے۔طبقات اکبری کے مصنف مرزا نظام الدین کا انتقال بھی لاہور شہر میں ہوا۔جہانگیر کے عہد میں مسجد وزیر خاں تعمیر کی گئی اور یہ یادگار اب بھی موجود ہے۔شاہدرہ کے قریب جہانگیر کا مقبرہ بھی اس دور کی یادگار ہے۔ اورنگ زیب کو لاہور آنے کا موقع تو بہت کم ملا لیکن اس کی کوششوں سے شاہجہان کے عہد میں تعمیر کردہ بعض یادگاروں کو محفوظ کرنے کا کام ہوا۔اس عہد میں (۱۶۷۳ء) میں تعمیر کردہ بادشاہی مسجد دنیا بھر میں اپنے فن تعمیر کی وجہ سے مشہور ہوئی۔

مغل دور کے خاتمے کے بعد لاہور اور پنجاب کے دوسرے علاقوں پر سکھوں کی حکومت قائم ہوئی۔سکھوں کے دور میں مغل دور کی بعض یادگاروں کو گرا دیا گیا۔ انگریزوں کے زمانے میں اور پاکستان کی تشکیل کے بعد لاہور نے ہر شعبہ میں ترقی کی۔

لاہور آج بھی علم و ادب، صحافت، صنعت و حرفت، تجارت، اور سیاست کا اہم ترین مرکز ہے۔علمی مرکز ہونے کی حیثیت سے یہاں کئی یادگار درس گاہیں، کالج موجود ہیں۔

تقسیم سے قبل یہاں ایک یونیورسٹی قائم کی گئی جو اب بھی پنجاب یونیورسٹی کے نام سے موجود ہے۔ تقسیم سے قبل کئی تحریکوں کے مرکز ہونے کی وجہ سے ان تحریکوں سے وابستہ بعض یادگار عمارتیں اب بھی موجود ہیں۔ ان میں مسجد شہید گنج زیادہ مشہور ہے۔ غازی علم الدین شہید ﷫ بھی یہاں کا ایک مجاہد تھا۔ جس نے رسول کریم ﷺ کی توہین پر ایک ہندو کو قتل کر دیا تھا۔ اور خود پھانسی کی سزا پائی۔ مفکر پاکستان اور برعظیم کے مشہور شاعر علامہ اقبال یہاں کافی عرصہ رہے اور انتقال کے بعد بادشاہی مسجد کی حدود میں دفن کیے گئے۔

لاہور کو عموی طور پر ایک مردم خیز خطہ بھی کہا جاتا ہے۔

(قاسم محمود سید، شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا کراچی صفحہ ۱۲۹۶، ۱۲۹۷)

پیلی بھیت: ہندوستان کے صوبہ یوپی میں نیپال کی ترائی میں قدیم شہر ہے۔ حافظ رحمت خان روہیلہ نے یہ شہر ۱۷۶۲ء میں آباد کیا تھا۔ اور اس کا نام حافظ آباد رکھا گیا تھا۔ بعد میں حافظ رحمت خان روہیلہ کے حکم پر ایک فصیل شہر کے اطراف سے نکلنے والی پیلی مٹی کی تعمیر کروائی گئی۔ جس کی بنا پر یہ حافظ آباد سے پیلی بھیت ہو گیا۔ کیونکہ ہندی اور سندھی میں بھیت دیوار کو کہتے ہیں۔ جو اردو میں آ کر بھیت ہو گیا۔ حافظ رحمت خان کی آمد سے قبل اس علاقہ پر بنجاروں کی آبادی تھی۔ سترھویں صدی عیسوی میں یہاں حافظ رحمت خان اور ان کے جانشینوں نے افغانی طرز کی عمارات تعمیر کیں۔ حافظ رحمت خان نے شہر کے وسط میں ایک جامع مسجد بنوائی جو اپنی وضع قطع کے اعتبار سے فن تعمیر کا ایک نادر نمونہ ہے۔ پیلی بھیت میں ہندو کائستوں اور بنجاروں کے علاوہ مسلمان پٹھانوں، پنجابی سوداگروں اور سیدوں کی اکثریت ہے۔

۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں پیلی بھیت کی حیثیت ایک پرگنہ کی تھی اور اُس وقت یہاں ایک انگریز مجسٹریٹ مسٹر کارمیکل متعین تھا۔ اتفاق سے جہاد آزادی کے آغاز پر وہ پیلی بھیت میں موجود نہیں تھا بلکہ نینی تال میں تھا۔ جیسے

سی اے میرٹھ اور دیگر علاقوں کے واقعات کا علم ہوا تو اُس نے بریلی پہنچ کر مجاہدین کی سرکوبی کے لئے پولیس اور سوار بھرتی کیے۔ اس وقت بریلی کے مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف بہت جوش و خروش تھا۔ گزٹ بیپر بریلی میں لکھا ہے کہ مسلمانان بریلی بہت جوش کی حالت میں تھے۔ جس کا اندازہ اُن اشتہارات سے ہوتا ہے جو عید کے دن جامع مسجد اور عید گاہ میں چسپاں کئے گئے تھے۔ مگر اس سے قبل کہ بریلی میں کوئی معرکہ ہوتا۔ یکم جون ۱۸۵۷ء کو مسٹر کارمیکل کو بریلی کے واقعات کا علم ہوا کہ وہاں خان بہادر خان کی حکومت قائم ہوگئی ہے اور انگریز افسر بریلی سے فرار ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اُس نے فوری طور پر اپنے بیوی بچے پولیس کی حفاظت میں نینی تال بھیج دیئے۔ اور بعد میں خود بھی دیگر افسران کے ساتھ نینی تال فرار ہو گیا۔ نتیجتاً بریلی سے انگریز کی عملداری ختم ہوگئی اور خان بہادر خان کی حکومت قائم ہوگئی۔

بریلی کے پٹھانوں کی ایک بڑی تعداد جنرل بخت خان روہیلہ کی قیادت میں دہلی کے لئے روانہ ہو چکی تھی، باقی کچھ افراد بریلی پہنچ گئے تا کہ نواب خان بہادر خان کی حفاظت کر سکیں۔ ایسے حالات میں بریلی کا شہر نوجوانوں اور فنِ حرب کے ماہرین سے تقریباً خالی ہو چکا تھا۔ بریلی کے قرب وجوار میں آباد ہندو آبادیاں جو حافظ رحمت خان اور ان کے جانشینوں کے ہاتھ کئی مرتبہ ہزیمت اٹھا چکی تھیں۔ انہوں نے یہ موقع غنیمت جانا اور بریلی پر قبضہ کر لینے کے منصوبے بنانے لگے۔ اس وقت بریلی میں خان بہادر خان کے ایک قریبی عزیز نواب بشیر خان اُن کے نائب کی حیثیت سے شہر کے انتظام اور اس کی حفاظت کے ذمہ دار تھے۔ بریلی کے ایک سیاسی کارکن محمد عمر خان ایڈووکیٹ نے اپنی کتاب دو قومی نظریہ میں ۱۸۵۷ء کے واقعات کی تفصیل میں لکھا ہے کہ ہندوؤں نے بریلی کو جب پٹھان فوجوں سے خالی پایا۔ تو اُن کے دل میں شہر پر قبضہ کر لینے کی امنگ پیدا ہوئی۔ بریلی سے چند میل کے

فاصلے پر ہندوؤں کی ایک قوم کروی آباد تھی۔ اور اُس کے سربراہ کا نام ذوقی رام تھا۔ اُس نے اس سلسلے میں اہم کردار ادا کیا اور بشیر خان کو ایک خط لکھا کہ پیلی بھیت کی عنانِ حکومت ہمارے سپرد کر دی جائے ورنہ ہم شہر پر حملہ کر دیں گے۔

اس صورتحال کے پیش نظر پیلی بھیت کے باقی ماندہ مسلمانوں نے دو سو افراد پر مشتمل ایک جماعت تیار کی اور پیلی بھیت سے چند میل دور کمر پورہ کے مقام پر آٹھ ہزار ہندوؤں سے مقابلہ ہوا۔ جس میں مسلمانوں کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ اور ذوقی رام مارا گیا۔ مسلمانوں کی اس کامیابی کا سہرا پیلی بھیت کے پٹھانوں کے سر تھا۔ جو ہمیشہ سے جرات و بہادری کے مظاہرے کرتے چلے آئے ہیں۔

پیلی بھیت میں علم دین کا شہرہ ہندوستان کے دیگر شہروں کے مقابلے میں کم تھا۔ مگر صوفیاء کی ایک بڑی اکثریت اس شہر میں ہمیشہ سے موجود تھی۔ حافظ رحمت خان کے دورِ حکومت میں شاہ کلیم اللہ شاہ میاں کے مجاہدہ باطنی کی شہرت عام تھی۔ اور حافظ رحمت خان بھی آپ کے عقیدت مندوں میں شامل تھے۔ اس کے علاوہ جہادِ آزادی ۱۸۵۷ء میں جو صوفیاء پیلی بھیت میں مقیم تھے۔ اُن میں شاہ نعمت اللہ شاہ میاں نقشبندی، شاہ لطف اللہ شاہ میاں، شاہ سبحان شاہ میاں اور شاہ مستان شاہ میاں کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ شاہ نعمت اللہ شاہ میاں ہر وقت استغراق کے عالم میں رہتے تھے۔ اور جہادِ آزادی سے کئی سال قبل سے اپنے گلے پر انگلی پھیر پھیر کر فرماتے تھے کہ تغلق پر قتل ہے۔ تغلق پر تباہی ہے۔ ان تمام صوفیاء کے مقابر پیلی بھیت میں موجود ہیں۔ اور عوام الناس کی آج بھی توجہ کا مرکز ہیں۔

علماء میں مولانا احمد رضا خان کے والد مولانا نقی علی خان کی شخصیت ایسی تھی جس کو پیلی بھیت کے عوام الناس قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مولانا نقی علی خان اکثر بریلی سے پیلی بھیت تشریف لاتے اور خصوصاً میلاد کی محافل میں شرکت کرتے

تھے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کے مذہبی حلقوں میں پہلی بعیت کو مرکزی حیثیت مولانا وصی احمد محدث سورتی کے قیام پہلی بعیت کے بعد حاصل ہوئی اور اس شہر کا نام ہندوستان کی مذہبی اور سیاسی تاریخ میں زندہ وجاوید ہوگیا۔
(رضی حیدر خواجہ،تذکرہ محدث سورتی،صفحہ ۷۴ تا ۷۵)

۱۱ ٹیپ کیسٹ مملوکہ عبدالروف عثمان قادری نزیل مدینہ منورہ۔

۱۲ رضی حیدر خواجہ۔تذکرہ محدث سورتی۔سورتی اکیڈمی کراچی صفحہ ۵۳۔

۱۳ قاسم محمود سید۔اسلامی انسائیکلوپیڈیا ،شاہکار بک فاونڈیشن کراچی صفحہ ۲۲۲

۱۴ بدرالقادری۔مولانا۔جادہ منزل۔المجمع الاسلامی۔مبارکپور ہند۔صفحہ ۱۹۱۔

۱۵ نسب نامہ شریف غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر محی الدین رضی اللہ عنہ جیلانی من طرف والد ماجد۔

۱۔	قطب الاقطاب،غوث الاعظم،سلطان الاولیاء سیدنا الشریف الامام ابومحمد عبدالقادر محی الدین الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ	المتوفی ۵۶۱ھ
۲۔	بن الشریف الامام ابی صالح جنگی دوست الجیلی	المتوفی ۴۸۹ھ
۳۔	بن الشریف الامام عبداللہ الجیلی	المتوفی ۴۷۲ھ
۴۔	بن الشریف الامام یحیٰی زاھد	المتوفی ۴۳۰ھ
۵۔	بن الشریف الامام محمد	المتوفی ۴۲۵ھ
۶۔	بن الشریف الامام داود	المتوفی ۳۲۱ھ
۷۔	بن الشریف الامام موسیٰ	المتوفی ۲۸۸ھ
۸۔	بن الشریف الامام عبداللہ	المتوفی ۲۵۶ھ
۹۔	بن الشریف الامام موسیٰ الجون	المتوفی ۲۱۳ھ
۱۰۔	بن الشریف الامام عبداللہ المحض	المتوفی ۱۲۵ھ
۱۱۔	بن الشریف الامام حسن مثنیٰ	المتوفی ۹۲ھ

۱۲۔ بن الشریف الامام امیر المومنین سیدنا امام حسن — الشہید ۵۰ھ

۱۳۔ بن امام الاصفیا امیر المومنین سیدنا علی مرتضی — الشہید ۴۰ھ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(۲) نسب نامہ شریف غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر محی الدین ﷺ جیلانی من طرف والدہ ماجدہ۔

۱۔ قطب الاقطاب، غوث الاعظم، سلطان الاولیاء سیدنا الشریف الامام ابومحمد عبدالقادر محی الدین الحسنی الحسینی الجیلانی ﷺ — المتوفی ۵۶۱ھ

۲۔ امہ ام الخیر فاطمہ

۳۔ بنت السید ابی عبداللہ الصومعی الزاھد

۴۔ ابن الامام ابی جمال الدین السید محمد

۵۔ ابن الامام السید محمود

۶۔ ابن الامام ابی العطاء عبداللہ

۷۔ ابن الامام کمال الدین عیسی

۸۔ ابن الامام السید ابی علاء الدین محمد الجواد

۹۔ ابن الامام السید علی الرضا — المتوفی ۲۰۳ھ

۱۰۔ ابن الامام السید موسیٰ کاظم — المتوفی ۱۸۳ھ

۱۱۔ ابن الامام السید جعفر الصادق — المتوفی ۱۴۸ھ

۱۲۔ ابن الامام السید محمد الباقر — المتوفی ۱۱۷ھ

۱۳۔ ابن الامام السید علی زین العابدین — المتوفی ۹۵ھ

۱۴۔ ابن الامام السید حسین — الشہید ۶۱ھ

۱۵۔ ابن امام الاصفیا امیر المومنین سیدنا علی مرتضی — الشہید ۴۰ھ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

۱۷۔ سند سلسلہ عالیہ قادریہ ۔ (۱)

۱۔ حضرت امام الاولین والآخرین سیدنا رسول اللہ ﷺ وصال مبارک ۱۱ھ

۲۔ حضرت الامام السید علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	الشہید	۴۰ھ
۳۔ حضرت الامام السید حسین رضی اللہ عنہ	الشہید	۶۱ھ
۴۔ حضرت الامام السید زین العابدین رضی اللہ عنہ	المتوفی	۹۵ھ
۵۔ حضرت الامام السید محمد الباقر رضی اللہ عنہ	المتوفی	۱۱۷ھ
۶۔ حضرت الامام السید جعفر الصادق رضی اللہ عنہ	المتوفی	۱۴۸ھ
۷۔ حضرت الامام السید موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ	المتوفی	۱۸۳ھ
۸۔ حضرت الامام السید علی رضا رضی اللہ عنہ	المتوفی	۲۰۳ھ
۹۔ حضرت الامام اسد الدین معروف کرخی رضی اللہ عنہ	المتوفی	۲۰۶ھ
۱۰۔ حضرت شیخ خواجہ سری سقطی رضی اللہ عنہ	المتوفی	۲۵۳ھ
۱۱۔ حضرت شیخ سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ	المتوفی	۲۹۸ھ
۱۲۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ	المتوفی	۳۳۴ھ
۱۳۔ حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی رضی اللہ عنہ	المتوفی	۴۲۵ھ
۱۴۔ حضرت شیخ ابوالفرح یوسف الطرطوسی رضی اللہ عنہ	المتوفی	۴۴۷ھ
۱۵۔ حضرت شیخ ابوسعید علی بن محمد بن یوسف الھکاری رضی اللہ عنہ	المتوفی	۴۸۶ھ
۱۶۔ حضرت شیخ ابوسعید المبارک المخزومی رضی اللہ عنہ	المتوفی	۵۱۳ھ
۱۷۔ قطب الاقطاب، غوث الاعظم، سلطان الاولیاء ابومحمد سید عبدالقادر محی الدین بن ابی صالح الجیلانی رضی اللہ عنہ	المتوفی	۵۶۱ھ

۱۸ سند سلسلہ عالیہ قادریہ ۔ (۲)

۱۔ حضرت امام الاولین والآخرین سیدنا رسول اللہ ﷺ وصال مبارک ۱۱ھ

۲۔ حضرت الامام امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ الشہید ۲۳ھ

و حضرت الامام السید علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ الشہید ۴۰ھ

۳۔ حضرت الامام سیدنا اویس القرنی رضی اللہ عنہ

۴۔ حضرت شیخ موسیٰ بن یزید الراعی رضی اللہ عنہ

۵۔ حضرت شیخ ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ المتوفی ۱۶۲ھ

۶۔ حضرت شیخ شقیق بلخی رضی اللہ عنہ المتوفی ۱۷۴ھ

۷۔ حضرت شیخ ابی تراب النخشبی رضی اللہ عنہ المتوفی ۲۴۵ھ

۸۔ حضرت شیخ ابی عمر الاصطخری رضی اللہ عنہ

۹۔ حضرت شیخ الحذاء رضی اللہ عنہ

۱۰۔ حضرت شیخ سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ المتوفی ۲۹۸ھ

۱۱۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ المتوفی ۳۳۴ھ

۱۲۔ حضرت شیخ عبد الواحد التمیمی رضی اللہ عنہ المتوفی ۴۲۵ھ

۱۳۔ حضرت شیخ ابو الفرح یوسف الطرطوسی رضی اللہ عنہ المتوفی ۴۴۷ھ

۱۴۔ حضرت شیخ ابی الحسن علی بن محمد یوسف الہکاری رضی اللہ عنہ المتوفی ۴۸۶ھ

۱۵۔ حضرت شیخ ابوسعید المبارک المخزومی رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۱۳ھ

۱۶۔ قطب الاقطاب، غوث الاعظم، سلطان الاولیاء ابو محمد سید عبد القادر محی الدین بن ابی صالح الجیلانی رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۶۱ھ

۱۹ بدر القادری ۔ مولانا ۔ جادہ منزل

۲۰۔ نفحات الانس: مطبع لاہور صفحہ ۳۵۲

۲۱۔ فقیر اللہ علوی نقشبندی: مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی۔ طبع لاہور صفحہ ۲۱۰۔

۲۲۔ حضرت ابو عمر عثمان صریفینی

۲۳۔ حضرت ابو محمد عبد الحق حریمی (یہ دونوں اولیاء اللہ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے معاصرین میں سے تھے)

۲۴۔ حدائق بخشش۔ امام احمد رضا خاں قادری

۲۵۔ فیض احمد فیض مولانا، مہر منیر صفحہ ۳۱

۲۶۔ فیض احمد فیض مولانا، مہر منیر صفحہ ۳۱

۲۷۔ بدر القادری، مولانا۔ جادہ و منزل صفحہ ۱۹۷

۲۸۔ فیض احمد فیض مولانا، مہر منیر ص ۳۱۔ ۳۲

۲۹۔ بدر القادری، مولانا۔ جادہ و منزل، مبارکپور ہند۔

۳۰۔ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی (پیدائش ۵۸۰ھ / ۱۱۹۳ء۔ وفات ۶۹۱ / ۱۲۹۲ء) ایران کا بہت بڑا شاعر و نثر نگار، شیراز میں پیدا ہوئے، (مدرسہ) نظامیہ بغداد میں تعلیم حاصل کی۔ سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ ان کی تصانیف "بوستان" و "گلستان" اور دیوان کا متعدد زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔

(المنجد الاعلام صفحہ ۳۵۵)

۳۱۔ عبد الحکیم شرف قادری۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ۔

۳۲۔ عبد الحکیم شرف قادری۔ تقدیم غنیۃ الطالبین صفحہ ۸۷/ ۸۸۔

۳۳۔ آڈیو کیسٹ مملوکہ عبد الرؤف قادری نزیل جدہ۔

۳۴۔ غلام فرید نظامی، ڈاکٹر مرشد عالم صفحہ ۲۰۲

۳۵۔ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھنے والے کے لئے خوشخبری:

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ سہروردیہ کے بہت

بڑے بزرگ ہیں۔ آپ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی تمام عبادتوں اور جملہ طاعتوں اور کل نیک عملوں میں سے ایک چیز پر بڑا بھاری بھروسہ اور اعتماد ہے کہ وہ انشاء اللہ میری ضرور نجات کا باعث بن جائے گی۔ اور وہ بات یہ ہے کہ حضرت محبوب سبحانی سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص کے لئے (ایمان کی) خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ (بعض روایات میں چار مرتبہ تک ہے اور کچھ روایات میں اور زیادہ مرتبہ تک مذکور ہے۔ فقیر قادری)

شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی میں زیارت کی انہوں نے حضرت پیران پیر محبوب سبحانی شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ لہذا میں حضور کے فرمان حق ترجمان کی بشارت میں شامل ہوں اور انشاء اللہ زمرۂ اہل طوبیٰ میں شامل ہوں۔

(مخزن الاسرار۔ صفحہ ۱۶۱)

(بحوالہ منیر الدین سید قادری۔ جمال غوثیہ لاہور۔ صفحہ ۲۲۳-۲۲۴)

۳۶۔ معجزہ منوریہ

حضرت مخدوم شاہ محمد حسن صابری تحریر فرماتے ہیں:

حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب خطاب کرتے الوحدت تصنیف اپنی تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ انیسویں ماہ صفر ۵۲۱ھ کو روز پنجشنبہ بعد مغرب کے میں نے سید کبیر الدین شاہ دولہ بن حضرت سید سعید موسیٰ حنبلی دوست عموی حقیقی اپنے کو بیعت توبہ سے اپنے ہاتھ پر مشرف کرکے تعلیمات کیفیات باطنی سے بہرہ مند فرمایا اور ترقی کیفیت باطن میں متوجہ کر دیا۔ اور

بتاریخ نویں ماہ ذوالحجہ ۵۴۸ھ کو بروز دوشنبہ بعد عصر کے محفل عام میں اپنے سامنے بٹھا کر بیعت امامت اور ارشاد سے مشرف کر کے کلاہ اپنی جو مجھ کو میرے پیر و مرشد حضرت ابو سعید مبارک بن علی مخزومی رحمۃ اللہ علیہ نے وقت عطائے مثال صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ کے میرے سر پر اپنے ہاتھ سے اوڑھائی تھی۔ یہ کلاہ متبرک اسی طرح حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ سے حضرت پیر و مرشد تک پہنچی تھی اپنے ہاتھ سے شاہ دولہ کے سر پر اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا۔ اور مثال خلافت بخطاب قطب الاسرار حبیب کے اہل مجلس کو سنا کر مرحمت فرمائی اور تمامی اسنادِ خلافت ناجات معتبرہ اور شجرات مختلفہ اور مکتوبات خطاب مفاوضہ اور ملبوسات معنونہ اور اورادِ مضبطہ یعنی لوازمات مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اور اولوالعزم والمرتبہ کے عطا فرمائے اور عبد الغفور ابدال کو خدمت میں مامور کر دیا۔ اور منور علی کو لائق مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ کا مجھ کو سپرد کر دیا۔

حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب قطب الاسرار حبیب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب خطاب تحفۃ الارواح اسرار غوث اکبر الکبیر تصنیف اپنی میں رقم فرماتے ہیں کہ میں بائیس برس کی عمر میں بتاریخ انیسویں ماہ رجب ۵۲۱ھ کو بروز پنجشنبہ بعد مغرب کے بیعت توبہ سے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مشرف ہوا۔ اور تعلیمات کیفیات باطن سے بہرہ مند ہو کر طرف ترقی باطن کے مصروف ہو گیا۔ ستائیس سال کے بعد انچاس برس کی عمر میں بتاریخ نویں ماہ ذوالحجہ ۵۴۸ھ کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے جلسہ عام میں بیعت امامت اور ارشاد سے حضرت ممدوح کے دست حق پرست پر مشرف ہوا۔

بتاریخ سترھویں ماہ ربیع الاول ۵۸۲ھ کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے آستانہ کرامت شانہ پر مجلس عام میں منور علی کو اپنے روبرو بٹھا کر بیعت امامت اور ارشاد سے

مشرف کر کے وہی کلاہ متبرکہ جو حضرت پیر و مرشد ممدوح نے مجھ کو مرحمت فرمائی تھی اپنے ہاتھ سے سر پر اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا، اور خرقہ پہنا دیا۔ اور مثال خلافت بخطاب نفس بغدادی کلمہ زبان ملکوتی کے حاضرین مجلس کو سنا کر مع جملہ اسناد خلافت ناجات حضرت پیران عظام اور تبرکات ملبوسات وغیرہ اور شجرات استغراق سلاسل اور اضبط اوقات شبانہ روز اور مکتوبات مندرجہ کیفیات ظاہر و باطن یعنی مستلزمات مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازتی کے عطا فرمائے۔ اور ولایت آلہ آباد ملک پورب کی نامزد کر کے ارسال کر دیا اور عبد الغفور ابدال کو خدمت میں مامور کیا۔ اور ایک طومار جس میں خوارق عجیبہ ابتدائے حمل سے تا بہ ایک سو ایک برس کی عمر تک جو کچھ حضرت پیر و مرشد جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رضی اللہ عنہ سے صادر ہوئے تھے۔ میں نے دیدہ اور شنیدہ پانچ ہزار ایک سو ستانوے شمار کر کے تحریر کیے تھے مع نقل مکتوب بخطاب کریمۃ الوحدت کے منور علی کو تفویض کر دیئے۔ اور بعضے احکامات زمانہ استقبال سے مطلع کر دیا۔

حضرت شاہ منور علی صاحب بن سیدی عبد اللہ بن سیدی عبد الرحمٰن بن سیدی عثمان بن حضرت سید الطائفہ شیخ الشیوخ ابو القاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ اور حقیقی ہمشیرہ زادہ حضرت ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب بخطاب نقر الحنیف اپنے میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اٹھائیس برس کی عمر میں بتاریخ اکیسویں ماہ ذی الحجہ ۵۱۹ھ کو بروز یک شنبہ بعد نماز مغرب حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت توبہ سے مشرف ہو کر بائیس برس وضو کرانے کی خدمت پر مامور رہا۔ بتاریخ ستائیسویں ماہ جمادی الاول ۵۴۱ھ کو بروز چہار شنبہ وقت ظہر کے حضرت ممدوح کو وضو کرا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت: آب حیات کی کیا کیفیت ہے؟ جس کے نوش کرنے سے حضرت خضر

علیہ السلام کو حیات ابدی حاصل ہوئی۔

حضرت ممدوح نے ایک جرعہ آب اپنے سید ھے ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمایا کہ اس وقت فقیر کے ہاتھ ساڑھے چھ سو برس کی عمر کا آب حیات ہے۔ تو نوش کر لے۔ میں نے اسی وقت نوش کر لیا۔ اس وقت میری عمر پچاس برس کی تھی۔ اور اس روز سے گاہ گاہ مجھ کو کسی خدمت کے انجام دینے کو اور جگہ بھی ارسال فرمایا جاتا تھا۔ اور بتاریخ نویں ماہ ذیقعدہ ۵۲۸ھ روز دوشنبہ وقت عصر سے حسب الحکم جناب ممدوح کے حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب گجراتی کی خدمت میں سرگرم رہا۔ اور بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو قبل از وقت نماز جمعہ حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رضی اللہ عنہ نے قرب حضرت ذات تقدس وتعالیٰ میں وصال فرمایا۔ یعنی اس عالم سے رحلت کی۔ سولہ برس کے بعد حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب گجراتی (آپ کا وصال بروز دوشنبہ ۲۲ شعبان سنہ ۶۰۳ھ کو احمد آباد دکن میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ فقیر قادری) قطب الاسرار حبیب رحمتہ اللہ علیہ نے بتاریخ سترہویں ماہ ذیقعدہ ۵۸۶ھ کو روز دوشنبہ وقت عصر کے مجھ کو مرتبہ تکمیل کیفیت باطن پر کامیاب فرما کر بیعت امامت اور ارشاد سے بلوازم و مراسم مرعیہ مستمرہ مذکورہ بالا مستفیض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ مثل اپنے فرمادیا۔ اور ارشاد کیا کہ جب مخدوم علی احمد صابر کا زمانہ عروج ولایت کا ہو اور تم کو باطن سے خبر ملے اسی وقت سوائے جلد دعائے حرز یمانی شریف سیف اللہ اپنے کے اور کلاہ مبارک معنونہ کے اور کچھ اپنے پاس مت رکھنا۔ جملہ تبرکات مفاوضہ بدست عبد الغفور ابدال کے ارسال کر دینا۔ اور حرز مرتضوی شریف سلطان الاوراد اور کلاہ متبرکہ نسبت حلیہ ایک شخص ولایتی اولاد حنفی کا بتلا کر اس کو مرحمت کر دینے کے احکام سے مطلع فرمادیا۔ اور مجھ کو آلہ آباد کو ارسال کر دیا۔ اور خود بھی حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب

قطب الاسرار حبیب رحمتہ اللہ علیہ بموجب حکم حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمتہ اللہ علیہ کے بغداد شریف میں حضرت شاہ سیف الدین عبد الوہاب صاحب رحمتہ اللہ علیہ صاحبزادہ کلاں کو صاحب سجادہ کر کے بلدہ گجرات واقع سرحد ولایت افاغنہ میں ہے۔

(حقیقت گلزار صابری صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۹)

پروفیسر شریف کنجاہی لکھتے ہیں:

بتاریخ نویں ماہ شعبان ۹۲۸ھ بروز دوشنبہ وقت عصر سے حسب حکم حضرت غوث اعظم قدس اللہ سرہٗ حضرت کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سرگرم عمل رہا۔ پھر "قطب الاسرار الحبیب" حضرت شاہ دولہ گجراتی نے مجھے بتاریخ ۱۷ ویں ماہ ذیقعدہ ۹۵۸ھ بروز دوشنبہ بوقت عصر بیعت و خلافت ارشاد سے مشرف فرمایا۔

(حضرت شاہ دولہ گجراتی حیات و تعلیمات محکمہ اوقاف پنجاب لاہور۔)

شاہ منور علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضرت شاہ دولہ قدس اللہ سرہٗ کے توسط سے بارگاہ غوث الثقلین میں پہنچے تھے۔ اور ان سے ماذون بھی تھے۔

یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے کہ بعض حضرات نے حضرت شاہ دولہ رضی اللہ عنہ گجراتی (پاکستان) کو حضرت شاہ منور علی الہ آبادی رحمتہ اللہ علیہ کا مرشد سمجھ لیا ہے۔ مگر حضرت شاہ منور علی قدس اللہ سرہٗ کے مرشد شاہ دولہ سید کبیر الدین رضی اللہ عنہ کا مزار کسی اور مقام پر تلاش کرنا چاہیے۔ (فقیر قادری)

اس سلسلہ معمریہ منوریہ میں سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ بھی مجاز و ماذون ہیں۔

(الاجازۃ المتینہ۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور صفحہ ۲۱۔)

۲۷۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ جذب القلوب ترجمہ علامہ محمد صادق بہاولپوری

نوری کتب خانہ لاہور۔

۳۸۔ السیرۃ النبویہ، احمد بن زینی دحلان، جلد اول صفحہ ۳۴

۳۹۔ پیر کرم شاہ الازہری: ضیاء النبی ترجمہ اشعار۔ جلد اول صفحہ ۲۶۴

۴۰۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری: ضیاء النبی جلد اول صفحہ ۵ ۷۔۸ ۷

۴۱۔ محمد حفظ الرحمن۔ رہ وفا یعنی سفرنامہ بلاد اسلامیہ صفحہ ۱۲۳۔ علی گڑھ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء

۴۲۔ محمد الیاس برنی قادری۔ صراط الحمید۔ صفحہ ۲۱۷

۴۳۔ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

۴۴۔ سید احمد شیخ جمال اللیل ۱۳۵۵ھ میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ مکہ شریف میں معلم الحجاج ہیں۔ حضرت سید آل مصطفیٰ مارہروی علیہ الرحمہ سے بیعت ہیں۔ فرماتے ہیں حضرت نے بیعت کے وقت بہت نعمتیں عطا فرمائیں۔ اور ایک حکم بہت زوردار طریقے سے کیا۔

"سنیوں کے لئے جان ومال اور اولاد سب قربان کر دینا
اسی میں فلاح دارین ہے۔"

اور آپ کے چچا سید عقیل جمال اللیل سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ سے بیعت تھے۔ اور والد ماجد سید محمد بن احمد جمال اللیل، حضرت ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ ان کے اجداد میں سے ابوحسن سید محمد شیخ جمال اللیل کامل درویش، نیم مجذوب بزرگ تھے۔ رات بھر ذکر الٰہی میں گزارتے۔ رات کے آخری حصہ میں حرم شریف جاتے۔ راستے میں یا رسول اللہ (ﷺ) کے نعرے لگاتے جاتے۔ اسی راستے میں حاکم مکہ کا محل بھی پڑتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ بیمار ہو گئے اور تین رات گھر سے نہ نکل سکے۔

اس وقت حکومت ترکیہ کے حاکم شاہ سلیم تھے۔ شاہ سلیم نے طلب کیا۔ اور کہا!

"یا جمال اللیل تین رات سے آپ کہاں تھے۔"

اسی دن سے آپ جمال اللیل کے لقب سے معروف ہو گئے۔ اور یہی خاندانی لقب قرار پایا۔

۵ے **الشریف علی عبداللہ**

علی "پاشا" بن عبداللہ بن محمد بن عبدالمعین ابن عون مکہ مکرمہ کے اشراف میں سے تھا۔ ۱۳۲۳ھ کو حکومت سنبھالی، اور ۱۳۲۶ھ میں معزول ہو کر مصر منتقل ہوا، قاہرہ میں مستقل سکونت اختیار کی اور ۱۳۲۰ھ/۱۹۲۱ء میں وہیں وصال ہوا۔
(خیر الدین الزرکلی - الاعلام مطبوعہ بیروت جلد ۲ صفحہ ۳۰۹۔)

۶ے شیخ ابو سعد عتیق الجبلری مخرج، آپ مدینہ طیبہ کے معروف معلم حیدر الحید ری کے نانا تھے۔ حارۃ المصر میں قیام تھا اگر آپ دو دن قطب مدینہ قدس اللہ سرہ کے پاس تشریف نہ لاتے تو حضرت قدس اللہ سرہ ان سے ملاقات کے لئے چلے جاتے۔ عہد ترکیہ میں، مدینہ طیبہ میں باہر سے آنے والے قافلوں کو روانہ کرنے کی ذمہ داری حکومت عثمانیہ کی طرف سے آپ پر تھی۔ اس لئے مخرج کے لقب سے معروف ہو گئے۔

۷ے محمد شہاب الدین رضوی - علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام صفحہ ۴۰-۴۱

۸ے تاریخ الدولۃ المکیہ کے فاضل مولف حضرت علامہ عبدالحق انصاری کو سہو ہوا اور آپ نے صفحہ ۵۳ پر لکھ دیا کہ

"گورنر کا دربار ہوتا تھا، فاضل بریلوی بھی وہاں پہنچے۔"

وہ دربار گورنر کا نہیں بلکہ شریف مکہ، شریف علی پاشا علیہ الرحمہ کا دربار تھا۔ اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو نہ تو شریف علی پاشا نے طلب کیا تھا اور نہ ہی آپ وہاں گئے تھے۔

احمد راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ تھے، جس کا فاضل محقق نے صفحہ ۵۶ پر ذکر فرمایا ہے۔

۴۹ؔ مصطفیٰ رضا خاں نوری مفتی اعظم: ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ دوم صفحہ ۱۴۲_۱۴۵

۵۰ؔ فقیہ اعصر مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رضوی قدس سرہ (لاہور)

استاذ العلماء فقیہ اعصر مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں ابن مولانا سردار ولی خاں ابن مولانا ہادی علی خاں ابن مولانا رضا علی خاں (جد امجد مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی) قدست اسرارہم ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ / ۱۰ مارچ ۱۹۱۴ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز سے قرآن مجید شروع کیا اور حافظ عبد الکریم قادری بریلوی سے پڑھا، پھر درسی کتابیں متوسطات تک برادر معظم مولانا تقدس علی خاں علیہ الرحمہ شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ، پیر گوٹھ، سندھ، مولانا مختار احمد سلطان پوری اور مولانا محمد حسنین رضا بریلوی سے پڑھیں، شرح جامی مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا بریلوی علیہ الرحمہ سے اور تفسیر جلالین مولانا سردار علی خاں سے پڑھی اور ۱۳۵۲ھ / ۱۹۲۹ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی علیہ الرحمہ سے سند حدیث حاصل کی، بعد ازاں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز سے بھی سند حدیث حاصل کی، پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی قدس اللہ سرہ العزیز مصنف بہار شریعت کی خدمت میں مدرسہ سعیدیہ دادوں میں حاضر ہوئے اور تحصیل علوم کے بعد حضرت صدر الشریعہ سے سند حاصل کی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی سے بیعت ہوئے اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی علیہ الرحمہ سے سلسلہ قادریہ میں اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔

تکمیل علوم کے بعد این۔ بی ہائی اسکول بریلی میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا، پھر کچھ عرصہ دار العلوم منظر اسلام اور کچھ عرصہ دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں

پڑھاتے رہے۔ ۱۹۲۵ء میں آپ مدرسہ منہاج العلوم، پانی پت متصل مزار مولانا سید غوث علی شاہ پانی پتی قدس اللہ سرہ العزیز تشریف لے گئے اور ایک سال فرائض تدریس انجام دینے کے بعد دار العلوم منظر اسلام بریلی میں چلے آئے۔ تقسیم کے بعد ۲۰/دسمبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان آکر جامعہ محمدی شریف جھنگ میں ۱۹۵۱ء تک شیخ الحدیث رہے۔ بعد ازاں کچھ عرصہ دار العلوم اہلسنت وجماعت جہلم میں رہے۔ جون ۱۹۵۲ء میں شیخ الحدیث والفقہ کی حیثیت میں جامعہ نعمانیہ لاہور تشریف لے آئے اور قریباً چھ سال تک بحسن وخوبی کام کیا۔ ۱۹۶۰ء میں جامعہ نعمانیہ لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۳ء میں جامعہ نعمانیہ کی انتظامیہ کی جانب سے جمعیۃ علماء پاکستان سے وابستگی پر اعتراض کیا گیا تو آپ نے استعفا دے دیا اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہوگئے۔ افسوس کہ آپ جامعہ نظامیہ میں صرف دو دن تشریف لائے تھے کہ مرض وفات لاحق ہوگیا اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے طلباء آپ سے مستفیض نہ ہو سکے۔

مفتی اعجاز ولی خاں قدس اللہ سرہ العزیز ۱۹۴۳ء ہی سے تحریک مسلم لیگ کی حمایت واعانت فرماتے رہے۔ ۱۹۴۰ء میں جب لاہور میں قرار دادِ پاکستان منظور ہوئی تو آپ نے اس کی حمایت میں دار الافتاء الرضویہ بریلی سے فتویٰ جاری کیا۔ ۱۹۴۵ء/۱۹۴۶ء میں مشرقی پنجاب کا دورہ کر کے پاکستان کے لئے فضا ہموار کی۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کی بنا پر ایک سو دن تک سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند رہے۔

آپ ابتداء ہی سے جمعیۃ علماء پاکستان کے معاون رہے۔ علامہ ابو الحسنات قدس اللہ سرہ العزیز کے دور میں مجلس عاملہ کے رکن اور علامہ عبد الحامد بدایونی کے دور صدارت میں مغربی پاکستان کے صدر رہے۔ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی مدظلہ العالی کے دور صدارت میں خازن رہے۔ مئی ۱۹۷۱ء میں جمعیۃ علماء

پاکستان صوبہ پنجاب کے صدر مقرر کئے گئے اور اسی وابستگی کی بنا پر منصب شیخ الحدیث سے استعفاء دے دیا۔

۱۹۵۲ء میں حضرت داتا گنج بخش قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار انوار کے قریب جامعہ گنج بخش قائم کیا۔ غالباً ۱۹۵۶ء میں جامع مسجد محلہ اسلام پورہ میں خطیب مقرر ہوئے اور وہاں دارالعلوم حامدیہ رضویہ قائم کیا۔ آپ نے گنج بخش کے نام سے ایک ماہنامہ بھی جاری کیا جو ایک عرصہ تک جاری رہنے کے بعد بند ہو گیا۔

مفتی اعجاز ولی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسنِ اخلاق، ایثار و قربانی، حق گوئی، صاف دلی، بےنفسی، علم و بردباری، قوتِ حافظہ، مسائلِ فقہیہ کے استحضار، صلابتِ رائے اور تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ تھے۔ بلاشبہ سیکڑوں علماء نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا، تصانیف یہ ہیں۔

۱۔ قانونِ میراث

۲۔ تسہیل الواضح خلاصہ النحو الواضح

۳۔ تنویر القرآن (تفسیر قرآن برحاشیہ کنز الایمان)

۴۔ ترجمہ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز

۵۔ ترجمہ کشف الاسرار

مختلف کتب پر مقدمے اور بیشمار فتاوی جات

مختصر علالت کے بعد ۲۴ ر شعبان ۱۳۹۳ھ / ۲۰ ر نومبر ۱۹۷۳ء بروز منگل فقیہ اعصر مفتی اعجاز ولی خاں قدس اللہ سرہ العزیز کا وصال ہوا۔ نمازِ جنازہ مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابوالبرکات علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔ میانی صاحب، بہاول پور روڈ لاہور میں مولانا غلام محمد ترنم قدس اللہ سرہ العزیز کے سرہانے آخری آرام گاہ بنی۔ ایک صاحبزادہ پاشا صاحب اور ایک صاحبزادی یادگار ہیں۔ آپ اپنا نام محمد اعجاز الرضوی لکھا کرتے تھے۔

مولانا محمد ابراہیم خوشتر علیہ الرحمہ نے تاریخ وصال کہی۔

رخصت ہوا جہان سے یہ کون باکمال
بوجھل ہوئی زمیں تو فلک غم سے ہے نڈھال
عبقی کی فکر، دین کا جس کو رہا خیال
"از عاقبت بخیر" ہے اس کا سن وصال

۱۳۹۳ھ

(محمد عبد الحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۲۳ تا ۶۵)

۵۱ مصطفیٰ رضا خاں نوری مفتی اعظم: ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ دوم صفحہ ۱۲۶-۱۲۷

۵۲ رفیق المعز الی بلد خیر البشر - صفحہ ۱۲۸-

۵۳ ۱۳۳۲ھ تک آپ بقید حیات تھے۔ (فقیر قادری)

۵۴ محمد شہاب الدین رضوی - علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام صفحہ ۴۳-

۵۵ مصطفیٰ رضا خاں، مفتی اعظم - الملفوظ - حصہ دوم صفحہ ۱۵۷ حامد اینڈ کمپنی لاہور۔

۵۶ ماہنامہ "البیان" کے ایڈیٹر جمیل عبد القادر غدہ تھے اور یہ رسالہ رشید رضا مصری، وہابیہ کے ماتحت تھا، حضرت علامہ سید احمد علی قادری رامپوری نے بڑی سعی و حکمت سے حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ نیز علامہ یسین خیاری مدنی ﷺ کا مضمون اس رسالہ میں شائع کرایا۔

۵۷ محمد شہاب الدین رضوی - علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام صفحہ ۸۷

۵۸ محمد شہاب الدین رضوی - علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام صفحہ ۴۳

۵۹ محمد شہاب الدین رضوی: علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام صفحہ ۷۹-۸۰۔

۶۰ عبد الحق انصاری علامہ: تاریخ الدولۃ المکیۃ صفحہ ۸۳

۶۱ عبد الحق انصاری علامہ: تاریخ الدولۃ المکیۃ صفحہ ۸۳

۶۲ عبد الحق انصاری علامہ: تاریخ الدولۃ المکیۃ صفحہ ۸۵

۶۳ عبد الحق انصاری علامہ: تاریخ الدولۃ المکیۃ صفحہ ۸۵

۶۴ عبدالحق انصاری علامہ: تاریخ الدولۃ المکیۃ صفحہ ۸۵

۶۵ عبدالحق انصاری علامہ: تاریخ الدولۃ المکیۃ صفحہ ۸۵

۶۶ عبدالحق انصاری علامہ: تاریخ الدولۃ المکیۃ صفحہ ۸۶تا ۸۸

۶۷ عبدالحق انصاری علامہ: تاریخ الدولۃ المکیۃ صفحہ ۸۶تا ۸۸

۶۸ عبدالحق انصاری علامہ: تاریخ الدولۃ المکیۃ صفحہ ۸۶تا ۸۸

۶۹ عبدالحق انصاری علامہ: تاریخ الدولۃ المکیۃ صفحہ ۸۸

۷۰ عبدالحق انصاری علامہ: تاریخ الدولۃ المکیۃ صفحہ ۸۹۔۹۰

۷۱ شریف حسین بن علی

ملک حسین بن علی بن محمد بن عبدالمعین الھاشمی ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء میں آستانہ میں پیدا ہوئے۔ ہاشمی اشراف میں یہ پہلا شخص تھا، جس نے ترکوں سے حکومت لی، اور مکہ مکرمہ کے آخری حاکم تھے۔ ان کی پیدائش کے وقت ان کے والد مکہ شریف میں نہ تھے۔ تین سال کی عمر میں شریف حسین بن علی کے ساتھ مکہ مکرمہ آئے۔ مکہ معظمہ میں تعلیم وتربیت حاصل کی۔ فقہ وادب وغیرہ علوم حاصل کئے۔ گھوڑ سواری وشکار کے شوقین اور شعر وشاعری کا ملکہ حاصل تھا۔ آپ کے چچا شریف عبداللہ پاشا امیر مکہ، آپ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ شریف عبداللہ اکثر مہمات آپ ہی کے سپرد کرتے تھے۔ باپ اور چچا فوت ہوگئے اور ان کے دوسرے چچا عون الرفیق امیر مکہ مقرر ہوئے۔ اس وقت مکہ معظمہ کا امیر سلطنت عثمانیہ کے ماتحت ہوتا تھا۔ ان کے ساتھ شریف حسین کی نہ بنی۔ اس لئے ۱۳۰۹ھ میں آستانہ منتقل ہوگئے اور مجلس شوریٰ کے رکن مقرر ہوئے۔ ۱۳۲۶ھ میں عون الرفیق کا انتقال ہوا، پھر تیسرے چچا عبدالالہ امیر مقرر ہوئے تو شریف مکہ معظمہ واپس آگئے۔ ترکوں کی طرف سے بلادِ عسیر پر حملہ کی قیادت کی۔

۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء کو پہلی عالمی جنگ شروع ہوئی۔ برطانیہ نے ترکی اور جرمن

کے ساتھ جنگ سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ ۹ شعبان ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء کو پہلی گولی مکہ معظمہ پر چلی۔ حجاز میں ترکیہ کی افواج کو گھیرے میں لے لیا انگریزوں نے مال اور اسلحہ سے مدد کی۔

اپنے بیٹے فیصل کو برطانوی فوج کے ساتھ سوریہ بھیجا، فتح ہوئی۔ ۱۹۱۸ء میں عالمی جنگ ختم ہوئی تو شریف حسین کا حجاز پر مکمل تسلط ہو چکا تھا۔

۱۹۲۰ء میں فرانسیوں نے میسلون کی جنگ کے بعد آپ کے بیٹے فیصل کو سوریہ سے نکال دیا۔ ۱۹۲۴ء میں عمان گئے، وہاں کی عوام سے بیعتِ خلافت لی، امیر المؤمنین کے لقب کے ساتھ مکہ معظمہ واپس ہوئے۔ اس کے بعد ابن سعود نے حملہ کر دیا۔

برطانوی قونصل خانہ جدہ سے رابطہ ہوا اور ایک اجلاس میں یہ طے ہوا کہ ملک حسین اپنے بڑے بیٹے علی کے حق میں دستبردار ہو کر مکہ سے جدہ منتقل ہو جائیں، پھر بحری جہاز کے ذریعہ شمال کی طرف حجاز کی آخری حدود "العقبہ" پہنچ گئے۔ اس وقت یہ علاقہ ان کے بیٹے عبد اللہ کے ماتحت تھا۔ چند ماہ قیام کے بعد ۱۹۲۵ء میں جزیرہ قبرص چلے گئے، چھ برس قیام کیا، بیمار ہونے پر عمان کا رخ کیا۔ آپ کے بیٹے ملک فیصل اور عبد اللہ عیادت کو حاضر ہوئے۔ اور اپنے ساتھ لے گئے۔ چھ ماہ بیماری میں گزرے اور ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء میں انتقال فرما گئے۔ جسد خاکی کو بیت المقدس لے گئے اور مسجد الاقصیٰ میں دفن ہوئے۔

(خیر الدین الزرکلی۔ الاعلام جلد ۲ صفحہ ۲۲۹-۲۳۵)

۲؎ آڈیو کیسٹ مملوکہ: عبد الرؤف عثمان قادری نزیل مدینہ منورہ

۳؎ آڈیو کیسٹ مملوکہ: عبد الرؤف عثمان قادری نزیل مدینہ منورہ

۴؎ آڈیو کیسٹ مملوکہ: فقیر قادری عفی عنہ

۵؎ راہِ وفا۔ سفرنامہ مطبوعہ ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء صفحہ ۳۰۸-۳۰۹

۶؎ راہِ وفا۔ سفرنامہ مطبوعہ ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء صفحہ ۳۱۰-۳۱۱

۷۷ راہ وفا۔ سفرنامہ مطبوعہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۸ء صفحہ ۳۱۱

۷۸ راہ وفا۔ سفرنامہ مطبوعہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۸ء صفحہ ۳۱۲

۷۹ راہ وفا۔ سفرنامہ مطبوعہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۸ء صفحہ ۳۱۳

۸۰ راہ وفا۔ سفرنامہ مطبوعہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۸ء صفحہ ۳۲۲

۸۱ راہ وفا۔ سفرنامہ مطبوعہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۸ء صفحہ ۳۲۳

۸۲ صراط الحمید۔ سفرنامہ مطبوعہ پریس علی گڑھ ۱۹۲۸ء / ۱۳۳۶ھ صفحہ ۱۲۶

۸۳ صراط الحمید۔ سفرنامہ مطبوعہ پریس علی گڑھ ۱۹۲۸ء / ۱۳۳۶ھ صفحہ ۱۲۶

۸۴ صراط الحمید۔ سفرنامہ مطبوعہ پریس علی گڑھ ۱۹۲۸ء / ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۲۷۔۳۲۸

۸۵ راہ وفا۔ سفرنامہ مطبوعہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۸ء صفحہ ۳۲۷، ۳۲۹

۸۶ صراط الحمید۔ سفرنامہ مطبوعہ پریس علی گڑھ ۱۹۲۸ء / ۱۳۳۶ھ صفحہ ۲۲۵۔۲۲۶

۸۷ آڈیو کیسٹ مملوکہ: فقیر قادری عفی عنہ

۸۸ آڈیو کیسٹ مملوکہ: فقیر قادری عفی عنہ

۸۹ اس وقت بھی اذیتیں دینے والے آتے تھے۔ ٹیپ ریکارڈ ساتھ لے آتے اور کیسٹیں ٹیپ کر کے لے جاتے اور پھر مباحث (سی۔ آئی۔ ڈی) والوں کو پہنچاتے رہتے کہ دیکھو مشرکین کا اجتماع ہوتا ہے، مولود پڑھا جاتا ہے۔ شرک اور بدعتیں ہوتی ہیں۔ حضرت سیدی کو معلوم تھا کہ وہ کون لوگ ہیں مگر کبھی بھی ان کو کچھ نہیں کہتے تھے۔

۹۰ امیر عبدالعزیز بن ابراہیم ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ کو امیر مدینہ منورہ مقرر ہوا اور ۱۳۵۵ھ کو ہٹا دیا گیا۔

۹۱ مناخہ

یہ علاقہ مسجد نبوی الشریف سے مغرب کی جانب واقع ہے۔ اس کا اصل نام مناخہ (اونٹ بٹھانے کی جگہ) تھا، کثرت استعمال سے مناخہ ہوگیا۔ زمانہ قدیم میں یہاں حجاج اور تجار کے قافلے آکر رکتے تھے۔

وفاالوفا میں مذکور ہے کہ حضرت عمر بن شبہ رضی اللہ عنہ (آپ سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے ہم سبق تھے) عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ کے بازاروں کی حدود مقرر فرمانے لگے تو بازار بنی قینقاع میں تشریف فرما ہوئے، حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا قدم مبارک زمین پر مارتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمہارا بازار سوق المدینہ ہے۔ اسے کوئی تنگ نہ کرے اور نہ کوئی اس جگہ سے خراج وصول کرے۔

اس کی حدود مسجد المصلیٰ (مسجد غمامہ) سے قلعہ باب الشامی تک ہے۔ سلطنت عثمانیہ کے آخری ایام میں عوام نے یہاں گنجان اور کچے مکان بنا لیے جس کی وجہ سے بازار بہت تنگ ہو گیا تو اس وقت کے فوجی حاکم فخری پاشا نے پہلی عالمی جنگ کے دوران ان تجاویزات کو گرانے کا حکم دیا، تو مدینہ طیبہ کی اس طرف کی فصیل بھی گرا دی گئی۔

(عبد القادر انصاری۔ آثار المدینۃ المنورہ)



قدیم ایام کی تصویر مناخہ

۹۲ مرشد طریقت حضرت خواجہ سید غلام محی الدین گولڑوی قدس اللہ سرہٗ

حضرت خواجہ سید غلام محی الدین ابن حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہما (۹-۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۱ء) کو گولڑہ شریف (ضلع راولپنڈی) میں پیدا ہوئے۔

جب یہ اطلاع مبارکباد کے ساتھ حضرت قبلہ عالم کو دی گئی تو آپ نے فرمایا "مبارکباد سے تو میں نے سمجھا تھا کہ شاید مجھے خدا مل گیا ہے۔" پھر فرمایا نرینہ اولاد کی پیدائش سے ہر شخص کو خوشی ہوتی ہے لیکن مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے گھر میں اللہ اللہ کرنے والی ایک روح کا ورود ہوا ہے۔ آپ کی یہ پیشں گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت خواجہ سید غلام محی الدین گولڑوی کی تعلیم و تربیت کے لئے نادر روزگار اساتذہ مقرر کئے گئے۔ تجوید و قراءت میں مولانا قاری عبدالرحمٰن جونپوری سے استفادہ کیا اور علومِ دینیہ کی تحصیل حضرت مولانا علامہ محمد غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی، والدِ ماجد حضرت پیر مہر علی شاہ قدس اللہ سرہٗ کے فیضِ توجہ نے آپ کو جلد ہی پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔ تربیت اور نگرانی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرتِ اعلیٰ گولڑوی قدم قدم پر ہدایات جاری فرماتے جن کی تعمیل کمال سعادت مندی سے کی جاتی۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت خواجہ سید غلام محی الدین قدس اللہ سرہٗ علم و عمل، نظم وضبط، صبر و تحمل، فراست و بے نفسی، اوراد و اشغال کی پابندی اور اربابِ اقتدار سے بے نیازی میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ کے نام حضرت اعلیٰ گولڑوی کے ایک مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

> "سب گھروں اور مہمانوں کی خبر گیری رکھنا، جمعہ و جماعت کا التزام رہے، اپنے استاد صاحب کا حسبِ ہدایت خیال رکھنا، ان کی ضروریات کو قبل از وقت مہیا رکھنا، ان کی صحت کا خیال رہے، نہ صرف اپنے سبق اور مطلب کا، ایسا ہی جناب قاری صاحب کی خبر گیری رکھو، یعنی کوئی وطنی ناتراشیدہ حسبِ عادتِ اہلِ وطن پیش آنے نہ پاوے، ایسا حلیم نہ ہونا چاہیے کہ ضروریات میں نقصان ہو اور نہ ایسا درشت کہ خلق اللہ بیزار ہو۔"

آپ کو بچپن ہی سے گاڑی کے انجن سے دلچسپی تھی، اسی لئے حضرت اعلیٰ قدس اللہ سرہٗ نے آپ کو بابو جی کا خطاب دیا جو اتنا مقبول ہوا کہ پیر و جواں آپ کو اسی

لقب سے یاد کرتے تھے۔شاہ ولی اللہ کو الیاری نے آپ کو انجن کا ایک ماڈل پیش کیا جس میں کوئلے کی جگہ مٹھائی اور پانی کی جگہ شربت بھرا ہوا تھا جو تا حیات آپ کے کمرے کی زینت بنا رہا۔ایک مرتبہ کسی دوست نے انجن سے دلچسپی کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا، مجھے اس کی چار ادائیں پسند ہے۔

۱۔ حوصلہ : کہ جتنی زیادہ آگ ڈالو، اتنا ہی تیز چلتا ہے۔
۲۔ وفا : جہاں خود جائیگا وہیں تمام ڈبوں کو بلا تمیز ساتھ لے جائے گا۔
۳۔ ایثار : خود جلتا ہے اور دوسروں کو منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔
۴۔ استقامت : ہمیشہ معین راستہ (لائن) پر چلتا ہے۔

گویا آپ نے بڑے عام فہم انداز میں مرشد کی خصوصیات بیان فرمادیں۔
علمی و روحانی تکمیل کے بعد حضرتِ اعلیٰ قدس اللہ سرہٗ نے آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا لیکن آپ کسی کو بیعت کرنے پر تیار نہ ہوئے تا آنکہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس اللہ سرہٗ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص تمہارے ہاتھ پر بیعت کریگا اس کا میں ذمہ دار ہوں"

۱۹۱۰ء میں آپ کی شادی ہوئی جس میں دیگر علماء و مشائخ کے علاوہ حضرت سید محمد دیوان پاکپتن شریف، حضرت صاحبزادہ خواجہ محمود تونسہ شریف، حضرت صاحبزادہ خواجہ ضیاء الدین سیال شریف، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث لاثانی علی پوری (قدست اسرارہم) شریک ہوئے۔

آپ متعدد دفعہ حج و زیارت کی سعادت سے مشرف ہوئے اور ہر دفعہ بیسیوں افراد آپ کے ساتھ ہوتے۔۱۹۲۲ء میں حرمین طیبین کی زیارت سے مشرف

ہوئے اور زر کثیر حجاز مقدس کے غرباء، فقراء اور علماء میں تقسیم کیا۔

حضور غوث اعظم اور مولانا رومی قدس سرہما سے عشق کی حد تک عقیدت و محبت تھی چنانچہ متعدد دفعہ بغداد شریف اور قونیہ شریف (ترکیہ) کا سفر کیا۔

حضرت خواجہ غلام محی الدین قدس اللہ سرہ نے جامعہ غوثیہ (گولڑہ شریف) کی تعمیر و ترقی پر خاطر خواہ توجہ دی، کتب خانہ کی توسیع فرمائی، حضرت پیر مہر علی شاہ قدس اللہ سرہ کی تصانیف عالیہ کی اشاعت کا اہتمام فرمایا، دیگر تقریبات کے علاوہ آپ کے زیر اہتمام حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس ماہ ربیع الثانی میں بڑے تزک و احتشام سے ہوتا، لاکھوں کے اجتماع کے باوجود نظم و نسق ایسا شاندار ہوتا تھا کہ کسی کو شکایت نہ ہوتی تھی۔

۲۲ رجون (۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء) بروز اتوار لاکھوں دلوں کے مرکز عقیدت حضرت خواجہ سید غلام محی الدین قدس اللہ سرہ کمبائنڈ ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں وصال فرما گئے۔ دو لاکھ سے زیادہ افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے جوار میں آخری آرامگاہ بنی، جناب ابو الطاہر فدا حسین فدا مدیر مہر و ماہ، لاہور نے قطعہ تاریخ کہا۔

ہوئے عازم سوئے جنت ہیں آج فدا! حضرت محی دیں، دیں پناہ
سراپا تھے اک شرع دین نبی کا نشانات پر حقیقت کی راہ
چمکتے نہ چرخ ولایت پہ کیوں وہ رہی ان پہ مہر علی کی نگاہ

سن وصل ان کا فدا برمحل
کہو "رحلت ہادی خلق آہ"

۱۳ ھ ۹۲

(عبد الحکیم شرف قادری۔ تذکرہ اکابر اہل سنت۔ لاہور)

۹۳ اس کی وجہ یہ تھی کہ فقیر کو چند مرتبہ کا تجربہ تھا کہ حضرت پیر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کمرے میں تشریف فرما ہوتے۔ اور باہر پہرے دار کا لب و لہجہ درست نہ ہوتا

تھا۔

۳۹۔ مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی قدس اللہ سرہٗ:

وسعت علم اور حاضر جوابی میں ان کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی تقویٰ اور پرہیز گاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے مسلک اہل سنت و جماعت کے تحفظ کے لئے تحریری اور تقریری کوششوں میں تمام عمر صرف کی وہ ایک ایسی شخصیت تھے جنہیں بلا تخصیص تمام مذاہب باطلہ کے مقابلے میں پیش کیا جا سکتا تھا۔ ہر روز قرآن مجید کے پانچ پاروں کی تلاوت اور شب بیداری آپ کے معمولات میں سے تھے۔ دوران تقریر آیاتِ قرآنیہ سے اس کثرت سے استدلال کرتے تھے کہ حیرت ہوتی تھی۔ ۱۹۰۲ء میں مولانا محمد امین ابن حاجی عبد الملک کے گھر قصور میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید والد ماجد سے پڑھا۔ علوم دینیہ مولانا صلاح الدین، مولوی محمد حسین لکھوی، مولوی عطاء اللہ لکھوی، مولوی محمد عالم سنبھلی (لاہور) سے پڑھے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی کے شاگرد رشید مولانا محمد حسین (امام و خطیب پٹن فیروز پور) کے ہاں کچھ عرصہ زیر تعلیم رہے اور اس عرصہ میں مولانا کے شاگرد رشید مولانا علی محمد جماعتی علیہ الرحمۃ قصوری کے ہاں قیام پذیر رہے (جو ان دنوں نتو والہ میں مقیم تھے) مولانا علی محمد جماعتی کے بیان کے مطابق مولانا اچھروی بہت محنتی تھے۔

آپ نے مدرسہ رحمانیہ دہلی میں درس حدیث کی تحصیل کی اور سند مولوی عبد اللہ روپڑی اہل حدیث سے حاصل کی۔ آپ نے تمام زندگی مسلک احناف کی بھر پور حمایت کی۔ مولانا احمد علی سہارنپوری کے تلمیذ رشید مولانا احمد علی میرٹھی سے دوبارہ حدیث شریف کا درس لیا۔

۲ ذو القعدۃ المبارکہ، ۲۱ دسمبر (۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) کو آپ دار جاودانی کی طرف تشریف لے گئے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد

قدس اللہ سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت مولانا شریف احمد شرافت نوشاہی نے قطعہ تاریخ وفات لکھا ۔

جناب مولوی فخر زمانہ محمد آں عمر مردِ یگانہ

بعلم دین عالی دستگاہ ہے بجرح و نقد بس والا نگاہ ہے

مناظر اہلِ حق بودہ بانصاف معینِ ملتِ بضیائے احناف

برائے اہل بدعت تیغ قاطع خلاف گمرہاں برہان ساطع

باعدائے نبی شمشیر براں بمیدانِ غزا چوں شیر غراں

گریزاں رافضی و ہم وہابی ہم ازوے قادیانی را خرابی

ندائے ارجعی ازحق شنیدہ سوئے فردوس شد روحش پریدہ

شرافت سالِ وصلش جست ازجاں

ندا آمد بگو " مغفور دیاں ! "

۱۳ ھ ۹۱

دیگر

زہے مولوی محمد عمر کہ در دینِ حق بود مثلِ قمر

ز رحلیِ وے جوں شرافت بجست ندا گشت " حافظ محمد عمر "

۱۳ ھ ۹۱

۹۵ شیخ نابی افندی حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ کا مرید تھا۔ ترکی کے علاوہ کوئی زبان نہیں جانتا تھا۔ مسلسل پابندی کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تھا۔ کبھی خالی ہاتھ نہیں آتا تھا۔ دو عدد فتوت (روٹی کی ایک قسم ہے) حضرت کی بارگاہ میں پیش کر کے آخر مجلس تک حاضر رہتا۔ جوں ہی دستر خوان بچھتا فوراً چلا جاتا۔ مہریں بنانے کا کام کرتا تھا۔ شارع عینیہ میں دوکان تھی احقر فقیر قادری جب بھی ان کے پاس حاضر ہوتا ترکی قہوہ سے نوازتے اور فوراً ایک مہر کھود کر عنایت فرما دیتے۔ جناب میاں محمد فیاض قادری سجادہ نشین سیدا داتا گنج

بخش (ﷺ) اور دیگر احباب کے لئے بھی ان سے مہریں بنوائیں۔

۹۶ ماہنامہ ترجمان اہل سنت۔ کراچی، فروری ۱۹۷۹ء

۹۷ حضرت خواجہ خان محمد تونسوی قدس اللہ سرہٗ

خواجہ خان محمد بن خواجہ محمد حامد بن حافظ موسیٰ بن خواجہ اللہ بخش بن خواجہ گل محمد بن شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان (پنجاب) میں ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ/۲۶ فروری ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے حصول تعلیم کے بعد والد ماجد حضرت خواجہ محمد حامد سے بیعت و خلافت حاصل ہوئی اور چشت شریف کے سجادہ نشین حضرت سید احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خلافت و اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ عالم و فاضل، عابد، زاہد، پابند شریعت پیر طریقت اور قرآن و حدیث پر ماہرانہ نظر رکھتے تھے۔ ۱۹۶۵ء میں پاکستان، ہندوستان، ایران اور عراق کے مزارات عالیہ کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔

۱۹۶۰ء میں بڑے بھائی حضرت خواجہ غلام سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آٹھ مرتبہ حج بیت اللہ شریف و زیارت مدینہ منورہ کی عزت پائی، پہلا حج ۱۹۶۲ء اور آخری حج ۱۹۷۸ء میں ہوا۔ اپنے دور سجادگی میں تونسہ شریف کو خوب رونق و شہرت بخشی، بروز جمعۃ المبارک ۲ مئی ۱۹۷۹ء کو رحلت فرمائی۔

۱۔ تذکرہ خواجگان تونسوی جلد اول۔ پروفیسر افتخار احمد چشتی

۲۔ وفیات مشاہیر پاکستان۔ پروفیسر محمد اسلم

(بشکریہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی۔ کراچی)

۹۸ نور عین حضرت قبلہ خواجہ نور جہانیاں چشتی مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں نور جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ بن خواجہ محمود بخش مہاروی (متوفی

۱۲۷۳ھ) کی ولادت قصبہ مہار میں ۱۲۳۹ھ کو ہوئی۔ آپ کے جدِ اعلیٰ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی سلسلہ چشتیہ کے مردِ جلیل، راجپوت کھرل قبیلہ سے تھے۔ پندرہ برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ مولوی نور احمد صاحب اور مولانا محمد نواز صاحب سے تحصیل علوم فرمائی۔ حضرت خواجہ محمد محمود رحیم چراغ تونسوی بن خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی سجادہ نشین تونسہ شریف سے بیعت ہوئے، والد ماجد کے علاوہ پیر و مرشد سے بھی خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔

اصحاب اقتدار نے متعدد مرتبہ خصوصی طور پر مدعو کیا، میرے لئے حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کا مصلیٰ ہی کافی ہے، فرماتے ہوئے انکار کر دیتے۔

مدینہ منورہ کی حاضری و اشد ضرورت کے علاوہ آستانہ عالیہ سے کہیں باہر نہ جاتے، عمر بھر نظام مصطفیٰ (ﷺ) کے نفاذ کی جدوجہد فرماتے رہے۔ متعدد مرتبہ زیارت مدینہ منورہ اور حج بیت اللہ کے شرف سے مشرف ہوئے۔ تہتر (۷۳) برس کی عمر میں ۱۳۱۲ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور اپنے والد گرامی قدر کے قدموں میں آسودہ خاک ہوئے۔

۹۹۔ فقیر محمود صدیقی علامہ۔ ملفوظات خواجہ خان محمد تونسوی۔ صفحہ ۱۱۔

۱۰۰۔ مرشد عالم صفحہ ۲۲۲

۱۰۱۔ اقتباب الاقتباس ناشر انجمن ارشاد المسلمین لاہور صفحہ ۲۲۱

۱۰۲۔ اقتباب الاقتباس ناشر انجمن ارشاد المسلمین لاہور صفحہ ۲۲۲

۱۰۳۔ اقتباب الاقتباس ناشر انجمن ارشاد المسلمین لاہور صفحہ ۲۲۳

۱۰۴۔ اقتباب الاقتباس ناشر انجمن ارشاد المسلمین لاہور صفحہ ۲۲۳۔۲۲۵

۱۰۵۔ اقتباب الاقتباس ناشر انجمن ارشاد المسلمین لاہور صفحہ ۲۲۶

۱۰۶۔ اقتباب الاقتباس ناشر انجمن ارشاد المسلمین لاہور صفحہ ۲۲۸

۱۰۷۔ اقتباب الاقتباس ناشر انجمن ارشاد المسلمین لاہور صفحہ ۲۳۲

۱۰۸۔ اقتباب الاقتباس ناشر انجمن ارشاد المسلمین لاہور صفحہ ۲۳۳

۱۰۹ے الشہاب الثاقب ناشر انجمن ارشاد المسلمین لاہور صفحہ ۲۲۲

۱۱۰ے الشہاب الثاقب ناشر انجمن ارشاد المسلمین لاہور صفحہ ۲۲۲

۱۱۱ے الشہاب الثاقب ناشر انجمن ارشاد المسلمین لاہور صفحہ ۲۲۵

۱۱۲ے الشہاب الثاقب ناشر انجمن ارشاد المسلمین لاہور صفحہ ۲۲۶۔۲۲۷

۱۱۳ے فتاویٰ رشیدیہ۔مکتبہ تھانوی دیوبند صفحہ ۱۱۰

۱۱۴ے فتاویٰ رشیدیہ۔مکتبہ تھانوی دیوبند صفحہ ۱۸۰

۱۱۵ے فتاویٰ رشیدیہ۔مکتبہ تھانوی دیوبند صفحہ ۱۸۰

۱۱۶ے مہر منیر صفحہ ۲۶۱۔۲۶۲

۱۱۷ے مہر منیر صفحہ ۲۶۱۔۲۶۳

۱۱۸ے مہر منیر صفحہ ۲۶۳۔۲۶۴

۱۱۹ے جمال الدین افغانی

اسلام کے خلاف برطانوی سامراج کی گھناؤنی سازش !!

''ایک برطانوی جاسوس کا اقبال جرم''

جمال الدین افغانی ۱۲۳۹ھ/۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔اس نے فلسفہ کی کتب پڑھیں۔اس نے سرزمین افغان پر روس کی طرف سے جاسوسی کے فرائض انجام دیئے۔یہاں سے مصر گیا، جہاں وہ ایک خفیہ تنظیم فری میسن کا نہ صرف سرگرم رکن بلکہ قاہرہ میں فری میسن لاج کا سربراہ بھی تھا۔فرانس میں ۱۹۲۰ء کی مطبوعہ کتاب ''لافرنیکونس'' (LES FRANCO MACONS) کے صفحہ ۱۲۷ پر تحریر ہے کہ

''جمال الدین افغانی قاہرہ میں فری میسن لاج کا سربراہ بھی تھا اور اس کے بعد یہ عہدہ محمد عبدہ کے سپرد ہوا۔''

ان دونوں حضرات نے مشنری کی بڑی مدد کی اور مسلمانوں میں مشنری کی تعلیمات پھیلانے کی بھرپور کوشش کی۔

الف پاشا عیسائی مشنری کا انتہائی فعال فری میسن تھا اور برطانوی لاج سے اس کے گہرے روابط تھے۔ جو کہ سلطان عبد المجید اور سلطان عبد العزیز کے دور حکومت میں پانچ مرتبہ منصب وزارت پر فائز ہو چکا تھا۔ اس نے جمال الدین افغانی کو استنبول آنے کی دعوت دی اور اسے کچھ فرائض سونپے۔

اس وقت استنبول یونیورسٹی کے حسن تحسین جو کہ رومن کیتھولک فرقے کے ماننے والے لوگوں میں کام کرتا تھا ایک فتوی کی پاداش میں اسے کام کرنے سے روک دیا گیا، اور جمال الدین افغانی کو یونیورسٹی میں تقاریر کرنے کی اجازت دی۔

جب حسن تحسین کی عیسائی مشنری میں کام کرنے کی اپنی باری آئی، تو اس کی تربیت ایک تجربہ کار وزیر مصطفیٰ راشد پاشا نے کی جو کہ خود برطانوی مشنری سے منسلک تھا۔ جمال الدین افغانی نے انتھک محنت کی، اپنے خیالاتِ فاسدہ کو دور دور تک پھیلایا اور کسی حد تک وہ اس میں کامیاب بھی ہوا۔

شیخ الاسلام حسن فہمی افندی نے جمال الدین افغانی کا دلائل و براہین سے رد کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ جمال الدین افغانی ایک گمراہ اور بھٹکا ہوا شخص ہے۔

اس وجہ سے الف پاشا نے جمال الدین افغانی کو استنبول سے بے دخل فرما دیا۔

جمال الدین افغانی نے اپنے مذہبی خیالات کو پھیلانے کے لئے پھر ایک بار مصر کا رخ کیا۔ اس نے بظاہر انگریزوں کے خلاف العربی پاشا کے خفیہ پروگرام کی ترتیب میں مدد کرنے کی حامی بھری، اس لئے اس نے محمد عبدہ سے کافی گہری دوستی بھی گانٹھ لی جو کہ اس وقت مفتی مصر کے عہدے پر فائز تھا۔

مشنری کے خفیہ اداروں کی مدد سے جمال الدین افغانی نے بیک وقت ایک جریدہ پیرس اور لندن سے شائع کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد وہ ایران گیا، وہاں سے اسے اپنے غلط رویوں اور خفیہ معاملات کے نتیجے میں زنجیروں سے باندھ کر

عثمانیہ سلطنت کے دور افتادہ علاقے میں جو اس حکومت کی جغرافیائی حدود کے پاس تھا، بھیج دیا گیا۔ اس قید سے وہ کسی طرح جان بچا کر بھاگ گیا اور بغداد ہوتا ہوا لندن پہنچا، وہاں اس نے ایران کے خلاف رسائل لکھے۔ پھر وہ دوبارہ استنبول گیا اور مذھب کو سیاست کے طور پر استعمال کرتے ہوئے ایران کے بہائیوں کے ساتھ تعاون کرنے لگا۔

جمال الدین افغانی سے متاثر ہونے والوں میں سب سے زیادہ مہلک ثابت ہونے والوں میں محمد عبدہ کا نام ہے، جو مصر میں ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء میں پیدا ہوا اور مصر ہی میں ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں انتقال کر گیا۔

جمال الدین افغانی کے خیالات فاسدہ کو محمد عبدہ نے قبول کر لیا، جو کہ بڑی حد تک مسلمانوں کی پستی اور زوال کا باعث بنے۔ اس نے اپنی زندگی کا ایک حصہ بیروت میں بھی گزارا اور پھر وہ پیرس روانہ ہوا، جہاں اس نے جمال الدین افغانی کی تحریک جو کہ بنیادی طور پر عیسائی مشنری کے تابع تھی، میں شمولیت اختیار کر لی وہاں سے ان دونوں نے ایک جریدہ "العروۃ الوثقیٰ" جاری کیا پھر محمد عبدہ بیروت واپس آ گیا اور وہاں سے مصر روانہ ہوا، جہاں وہ ان فیصلوں پر عمل درآمد کے لئے کمربستہ ہوا جو کہ پیرس کے مشنری لاج میں طے پائے تھے۔

برطانوی سامراج کے حمایت یافتہ ہونے کی وجہ سے وہ کسی طرح قاہرہ کا مفتی بن گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اہلسنت وجماعت کے خلاف نہایت متعصبانہ رویہ اختیار کیا۔

اس جانب اس نے سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ جھوٹے اور خطرناک رویہ سے جامعہ الازھر کے تعلیمی نصاب کے خلاف پرچار شروع کر دیا اس مقصد میں اس نے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اور کوشش کی کہ یہ نصاب جو اہلسنت و جماعت کی ترجمانی کر رہا ہے اسے کسی طرح عوام اور دیگر حکومتی حلقوں میں ناقابل اعتماد بنایا جا سکے۔ اور اس کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ اہلسنت کی

جوان نسل اپنے قیمتی علمی ورثے سے نابلد رہ جائے۔
(ایم صدیق گموں: کنفیشن آف برٹش اسپائی۔وقف اخلاص پبلیکیشن۔
صفحہ ۹۱ تا ۹۴)

(بشکریہ: محبوب احمد بھٹی، تحصیل کروڑ ضلع لیہ)
(انگریزی سے اردو ترجمہ: عبد الرؤف قادری جدہ)

۱۲۰ آڈیو کیسٹ مملوکہ: عبد الرؤف قادری نزیل جدہ
۱۲۱ آڈیو کیسٹ مملوکہ عبد العزیز خان قادری مالک کو ثیقل ٹریولز لاہور
۱۲۲ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ
۱۲۳ آڈیو کیسٹ مملوکہ عبد الرؤف قادری نزیل جدہ۔
۱۲۴ آڈیو کیسٹ مملوکہ عبد الرؤف قادری نزیل جدہ۔
۱۲۵ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ
۱۲۶ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ
۱۲۷ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ
۱۲۸ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ
۱۲۹ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ
۱۳۰ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ
۱۳۱ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ
۱۳۲ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ
۱۳۳ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ
۱۳۴ فقیر قادری کے عرض کرنے پر فرمایا:
روزانہ ایک وقت خاص پر یا قادر، یا قائم، یا قوی، یا مقتدر پڑھنے سے جوانی زیادہ دیر قائم رہتی ہے۔
۱۳۵ مرقع حجاز آگرہ صفحہ ۲۱

۱۳۶۔ ٹونک رباط میں پانی اسٹور کرنے کے لئے دو بہت بڑی بڑی ٹنکیاں تھیں۔

۱۳۷۔ **عبدالعزیز خان قادری** مالک کونٹی نینٹل ٹریولز لاہور و عمید حزب القادریہ لاہور۔ شیخ الاسلام سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ کے مرید باصفاء بہت کم گو، کریم النفس، غریب پرور، دین اور دینی مدارس کی خدمت کرنے والے ہیں۔ عربی، انگریزی و اردو میں متعدد دینی کتب طبع کرا کر حبیب کریم ﷺ کی خوشنودی کے لئے پوری دنیا میں تقسیم کر رہے ہیں۔ الحمد للہ، یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

ان کے والد کریم جناب عبدالمجید خان قادری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۹۵ء پولیس آفیسر تھے، الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے ان کو رزق حرام سے محفوظ رکھا، تنگ دستی میں بڑی کٹھن زندگی بسر کی مگر ان کی طبیعت کسی خلاف شرع امر کی طرف مائل نہ ہوئی۔ ایک وقت وہ تھا کہ ریلوے میں ڈی۔ ایس۔ پی تھے، احقر کبھی ملاقات کے لئے جاتا تو اردلی سے ایک پاؤ دودھ منگواتے اور تین کپ چائے بنانے کو کہتے۔ ایک کپ احقر کو عنایت کرتے۔ دوسرا اردلی کے لئے اور تیسرے سے خود راحت پکڑتے۔ بھلا لاہور ریلوے اسٹیشن پر چائے کی کیا کمی تھی مگر خوف خدا ہر جگہ اور ہر وقت اپنے اوپر مسلط رکھا۔ عاشق رسول مقبول (ﷺ) تھے، احقر نے متعدد مرتبہ مدینہ طیبہ میں ان کی حالت دیکھی، حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ سے دلی تعلق تھا۔ آپ کی مسجد میں عرصہ دراز تک اذان کہتے رہے۔ کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے خالق حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ عبدالقیوم قادری نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت میاں میر قادری قدس اللہ سرہ العزیز کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۱۳۸ــ **میاں محمد فیاض قادری** زید مجدہ سنوسی الہند سرکار مجاہد اعظم سیدی محمد حبیب الرحمٰن عباسی قادری قدس اللہ سرہ کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کا شرف رکھتے ہیں، مجاہد اعظم سے خرقۂ خلافت بھی عنایت ہوا۔ سیدی قطب مدینہ ﷫ کی بیعت سے بھی مشرف ہوئے، شہزادہ اعلیٰحضرت سیدی مصطفیٰ رضا خاں نوری ﷫ نے داخل سلسلہ فرماتے ہوئے، اوراد و وظائف کی اجازت سے نوازا۔ حضرت علامہ ریحان رضا خان قادری ﷫ نے بھی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا، زبدۃ الحکماء حضرت صوفی حکیم محمد عظیم قاسمی قادری رحمۃ اللہ علیہ وشیخ سید احمد محمد علوی مدنی ﷫ سے بھی اجازت وخلافت ہے۔ حضرت اشرف المشائخ علامہ غلام قادر اشرفی قدس اللہ سرہ اور مخدومی ومحترمی حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خصوصی مراسم تھے۔ آپ کے والد مکرم حضرت میاں قمر الدین چشتی نظامی متوفی ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء سجادہ نشین سیدنا علی ہجویری ﷫ فرید العصر حضرت میاں علی محمد خاں چشتی (بسی شریف) قدس اللہ سرہ کے مرید صادق، بڑے حلیم الطبع اور کم گو انسان تھے۔

۱۳۹ــ حضرت مہر محمد صوبہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت تھے۔ فقیر قادری کی خالہ (آپ کی بہو تھیں) فرمایا کرتیں میاں جی (مہر محمد صوبہ رحمۃ اللہ علیہ) حضرت غوث اعظم ﷫ کے بڑے عاشق تھے۔ ہر ماہ گیارہویں شریف کا ختم منعقد کیا کرتے تھے۔ جب میں اپنے والد (مہر چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ) اور میاں جی (مہر محمد صوبہ) کے ساتھ حج کرنے گئی، اس وقت میں بہت کم عمر تھی۔ تمہارے مرشد کی شکل مجھے یاد نہیں رہی۔ میاں جی تو آپ (قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ) کی اپنی زندگی میں بہت تعریفیں کرتے رہتے تھے۔ میں نے میاں جی کو کسی دوسرے شخص کا اس طرح تذکرہ کرتے نہیں سنا۔

آپ کے مریدین خصوصاً نذر محمد نمبردار رحمۃ اللہ علیہ نزد ولی بازار مزنگ لاہور اور آپ کے خلیفہ بابا علم دین تو ختم گیارہویں شریف کے بہت ہی پابند تھے۔

۱۳۰ علامہ سید ابوالحسنات ۔ رفیق السفر الی بلد خیر البشر ۔ صفحہ ۲۲۲۔۲۲۳

۱۳۱ علامہ سید ابوالحسنات ۔ رفیق السفر الی بلد خیر البشر ۔ صفحہ ۱۵۸

۱۳۲ شیخ عبدالحق محدث دہلوی: جذب القلوب ترجمہ علامہ محمد صادق بہاولپوری نوری کتب خانہ لاہور۔

۱۳۳ سید جعفر بن حسن برزنجی: سید الشہداء تقدیم : پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ادارہ مسعودیہ، کراچی۔

۱۳۴ یوسف بن اسماعیل النبہانی : جامع کرامات الاولیاء دار الفکر بیروت صفحہ ۱۳۴۔۱۳۵

۱۳۵ **مسجد المستراح**

سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کو جاتے وقت آدھے راستے میں ایک مسجد موجود ہے۔ جس کا دوسرا نام مسجد بنی حارثہ ہے۔ جنگ احد کے وقت جب رسول اللہ ﷺ بمعہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تشریف لے جا رہے تھے تو اسلحہ کے بوجھ اور تھکن کے سبب اس وقت وہاں کچھ دیر کے لئے آرام فرمایا۔ اس جگہ آرام فرمانے میں دوسری حکمت یہ تھی کہ جنگ سے پہلے دشمن کے حالات کی کچھ خبریں معلوم کرلی جائیں۔

اس جگہ تشریف رکھتے ہوئے سید الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ”جس نبی نے بھی جہاد کے لئے زرہ پہنی، جب تک جہاد نہیں کیا، زرہ کو نہیں اتارا۔“

یہ مشہور ہے کہ رسول کریم ﷺ شہدائے احد کی زیارت کو جاتے یا آتے ہوئے کچھ وقت یہاں آرام فرماتے تھے۔

۱۳۶ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

۱۳۷ تذکرہ جمیل صفحہ ۲۲۱۔۲۲۳

۱۴۸ سید احمد حسین امجد حیدر آبادی، نواب سالار جنگ کی وفات ۱۳۰۰ھ کے پانچ چھ سال بعد حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ امجد صاحب کی زندگی شروع ہی سے آزمائش میں رہی، ابھی سوا ماہ کے بھی نہ تھے کہ والد نے داغ یتیمی دیا اور پالنے پوسنے کی ساری ذمہ داری والدہ پر پڑ گئی۔ سن شعور آیا تو روزگار کی تلاش میں مارے مارے پھرتے رہے، یہ آزمائش کچھ کم نہ تھی کہ ان کی زندگی میں ایک ایسا المیہ پیش آیا، جس نے انہیں بدل کر رکھ دیا۔

حیدر آباد شہر کے عین وسط میں ایک چھوٹی سی ندی بہتی ہے۔ اسے موسیٰ یا موسیٰ ندہ بھی کہتے ہیں۔ شعبان ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں اس ندی نے عذاب الٰہی بن کر قیامت کا سماں پیدا کر دیا۔ ہزاروں جانیں ضائع ہو گئیں اور قریب کے سارے محلے چشم زدن میں ملیا میٹ ہو گئے، امجد صاحب بھی اپنے خاندان کے ساتھ پانی کے زبردست ریلے میں بہہ گئے۔ ان کی والدہ، بیوی اور چار سالہ بچی بھی طغیانی کی نذر ہو گئے صرف امجد صاحب کسی طرح بچ گئے، وہ اپنی خود نوشت داستان میں فرماتے ہیں:

ماں نے بیٹے کی آواز سن لی، اس بدحواسی میں ہاتھ بڑھا کر ایک پتلی سی ڈالی پکڑ لی اور ہماری طرف دیکھ کر کہا۔ ہائے بیٹا میرے دونوں چاند (یعنی بہو اور پوتی) ڈوب گئے، ہم نے کہا خیر جو ہوا سو ہوا تم کسی طرح بچ جاؤ۔

"اور وہ پتلی سی ڈالی چھوٹ گئی (جو والدہ نے پکڑی ہوئی تھی) کہاں کے دو چاند کے ساتھ ہی ایک چاند (یعنی ماں) بھی ہمیشہ کے لئے پانی میں ڈوب گیا، ہم ننگ خاندان، خاندان کو ڈبو کر ڈوبتے ڈوبتے ندی کے زبردست دھارے میں بہتے چلے گئے۔ اس دھارے میں کچھ دور بہے اور زنانہ ہسپتال کی مجاری میں آنے کے بعد ہسپتال کی بیمار عورتوں نے ہمت کر کے ڈوبنے سے بچا لیا۔"

پھر کئی برس بعد امجد صاحب کا نکاح مولانا نادر الدین کی صاحبزادی جمال النساء بیگم سے ہوا، یہ بڑی صاحب دل خاتون تھیں، جنہوں نے امجد صاحب کے

روحانی ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا، بیوی کے ساتھ حج پر گئے، واپسی پر ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ صدمہ امجد صاحب کے لئے سیلاب کے حادثہ سے کم نہ تھا۔ اس کے بعد دو عقد اور کئے مگر زندگی کی مسرتیں نہ لوٹیں۔ ان پے در پے صدمات نے امجد صاحب کی زندگی کا رخ بدل دیا اور دنیا کی بے ثباتی کے احساس اور حزن و ملال کی کیفیت نے ان کی طبیعت میں ایک جذب و وارفتگی کی صورت پیدا کر دی اور یہی سوز و گداز مختلف مراحل سے گزر کر ان کی شاعری کا طرۂ امتیاز بن گیا۔

(ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور اپریل ۱۹۷۷ء)

۱۴۹۔

نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا
غفران میں کچھ خرچ نہ ہوگا تیرا
جس سے تجھے نقصان نہیں کر دے معاف
جس میں تیرا کچھ خرچ نہیں دے مولیٰ

(احمد رضا خان قادری اعلیٰحضرت ـ حدائق بخشش)

۱۵۰۔ رؤف احمد نوشاہی

آپ حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ امجاد میں سے تھے۔ اور مخدوم اہل سنت حضرت پیر سید محمد معصوم شاہ جیلانی قادری قدس اللہ سرہٗ بانی نوری کتب خانہ لاہور کے مرید خاص و خلیفہ تھے۔ خلوص، تواضع، ایثار ایسی صفات سے آراستہ تھے۔ حضرت پیر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوسرے مرید با صفا ڈاکٹر اختر حسین رحمۃ اللہ علیہ مالک پنجاب ہوٹل ریلوے اسٹیشن لاہور، نہایت مخلص، ہمدرد اور وفا شعار، خلیق و ملنسار انسان تھے۔ بغیر کسی تعلق و واسطہ کے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے، کسی مجبور کی ہر طرح سے خدمت کرنے کو تیار رہتے تھے، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر سے نوازے ان کے احقر راقم الحروف پر بھی بہت احسانات ہیں۔

میرے پیچھے ہیں مجھے پناہ دو۔ اس بوڑھے نے اس کو اپنے مکان میں داخل کر لیا اتنے میں پولیس والے بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس طرف سے کوئی بھاگتا ہوا گزرا ہے۔ وہ خاموش رہے۔ دوبارہ انہوں نے سوال کیا اور کہا وہ تمہارے بیٹے کو قتل کر کے بھاگا ہے۔ مقتول ان کا اکلوتا بیٹا تھا تو انہوں نے کہا، جو بھی ہے میں نے اس کو پناہ دے دی ہے، انہوں نے قاتل کو قتل معاف کر دیا۔

۱۵۳۔ سفرنامہ حجاز، مطبوعہ نوری بک ڈپو لاہور صفحہ ۱۹۶

۱۵۴۔ سفرنامہ حجاز، مطبوعہ نوری بک ڈپو لاہور صفحہ ۱۲۷

۱۵۵۔ سفرنامہ قبلتین۔ نعیمی کتب خانہ گجرات صفحہ ۳۸،۳۷

۱۵۶۔ سفرنامہ قبلتین۔ نعیمی کتب خانہ گجرات صفحہ ۱۰۶

۱۵۷۔ باب السلام سقیفہ الرصاص میں حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ کے مکان کے سامنے مقیم تھے۔

۱۵۸۔ سفرنامہ قبلتین۔ نعیمی کتب خانہ گجرات

۱۵۹۔ مرقع حجاز عزیز پریس آگرہ صفحہ ۲۰۲

۱۶۰۔ جادہ و منزل صفحہ ۱۵

۱۶۱۔ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

۱۶۲۔ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

۱۶۳۔ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

۱۶۴۔ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

۱۶۵۔ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

۱۶۶۔ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

۱۶۷۔ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

۱۶۸۔ غوث اعظم ﷺ سے مجدد صاحب کا فیض حاصل کرنا:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مبدء و معاد میں صفحہ ۱۴ پر اپنے مقامات و ترقی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"جیسا کہ گذشتہ مقامات میں ہوئی آتی تھی وہاں سے آگے مقامات اصل میں ترقی عنایت فرمائی۔ اور اصل الاصل تک پہنچا دیا۔ اس آخر عروج میں جو مقامات اصل کا عروج ہے۔ حضرت غوث اعظم محی الدین شیخ عبد القادر قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کی روحانیت کی مدد نصیب ہوئی جس نے اپنی قوت تصرف سے ان مقامات سے عبور کرا کے اصل الاصل تک پہنچا دیا۔ وہاں سے پھر جہان کی طرف لوٹایا۔ چنانچہ لوٹتے وقت ہر مقام سے عبور حاصل ہوا۔"

۱۶۹۔ طریقہ قادریہ میں لمعانِ انوار بہت ہے

نقل ہے کہ۔ فرمایا ایک روز حضرت شیخ سے میں نے قادریہ خاندان کی اجازت کے واسطے عرض کیا، انہوں نے فرمایا کہ آؤ تم کو اس خاندان کی اجازت سے جناب رسول اللہ ﷺ کرائیں۔ چنانچہ خود بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہو بیٹھے اور مجھ کو بھی متوجہ ہونے کو فرمایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حبیب رب العالمین ﷺ مع اصحاب کرام و اولیاء عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک بارگاہ عالی میں رونق افروز ہیں۔ اور حضرت غوث الثقلین ﷺ، حضور پر نور ﷺ میں کھڑے ہیں۔ حضرت شیخ نے جا کر عرض کیا کہ مرزا جان جاناں اجازت خاندان قادریہ کے امیدوار ہیں۔ فرمایا کہ اس معاملہ میں سید عبد القادر سے کہو، چنانچہ ان سے عرض کیا۔ انہوں نے حضرت شیخ کی عرض قبول فرما کر بعطائے خرقہ تبرک اجازت سے بندہ کو سرفراز فرمایا۔ اور مجھ کو اپنے سینہ میں حالات و برکات طریقہ قادریہ کا بخوبی احساس ہوا۔ فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ میں اضمحلال در بودگی بہت

ہے اور طریقہ قادریہ میں لمعانِ انوار بہت ہے۔

(محمد حسن نقشبندی: حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۲۸۱)

۱۷۰ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ واکابرینِ اُمت

حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمہ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسب تصریح ''تحفۃ الابرار'' از مرزا آفتاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیگ چشتی سلیمانی، جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے رشتے میں خالہ زاد بھائی ہیں:۔

یا غوثِ معظم، نورِ ہدیٰ، مختارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، مختارِ خدا

سلطانِ دو عالم، قطبِ علی، حیران ز جلالت ارض و سما

درصدق ہمہ صدیق رضی اللہ عنہ شی، در عدل و عدالت چو عمر رضی اللہ عنہ

اے کانِ حیا عثمان رضی اللہ عنہ غنی، مانند علی رضی اللہ عنہ با جود و سخا

در بزم نبی صلی اللہ علیہ وسلم، عالی شانی، ستار عیوب مریدانی

در ملکِ ولایت سلطانی، اے منبع فضل وجود و سخا

چوں پائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شد تاج سرت، تاج ہمہ عالم شد قدمت

اقطاب جہاں در پیش درت افتادہ چوپیش شاہ گدا

گر داد مسیح بہ مردہ رواں، دادی تو بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاں

ہمہ عالم محی الدین گویاں، بر حسن و جمالت گشتہ فدا

حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی مندرجہ ذیل میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہیں:

قبلۂ اہل صفا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر
دیدہ را بخش ضیاء حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ
بے نواخستہ دلم، نیست کسے آنکہ دھد
خستہ را جز تو دوا، حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ
حضرت کعبۂ حاجاتِ ہمہ خلقان است
حاجتم ساز روا، حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ
مردہ دل گشتہ ام و نامِ تو محی الدین است
مردہ را زندہ نما، حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

اسی طرح کتبِ معتبرہ سے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی، حضرت سید احمد رفاعی، خواجہ ابو یوسف ہمدانی نقشبندی اور کئی دیگر پیشوایانِ سلسلہ ہائے طریقت کا آنجناب رضی اللہ عنہ سے استفاضہ ثابت ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں فرماتے ہیں:
شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ بادشاہ طریق اور تمام عالم وجود میں صاحب تصرف تھے۔ کرامات وخوارق عادت میں اللہ تعالٰی نے آپ کو ایک دوامی ید طولٰی عطا فرمایا تھا۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ دلیلِ راہِ یقین
بہ یقیں رہبرِ اکابرِ دین
اوست در جملہ اولیا ممتاز
چوں پیمبر ﷺ در انبیا ممتاز

نیز ''اخبار الاخیار'' میں رقمطراز ہیں:

اللہ تعالیٰ نے غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو قطبیت کبریٰ اور ولایتِ عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا۔ فرشتوں سے لے کر زمینی مخلوق تک آپ رضی اللہ عنہ کے کمال، جلال اور جمال کا شہرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور جسمانی تصرفات کے لوازم واسباب آپ رضی اللہ عنہ کے اختیار واقتدار میں دے دیئے تھے اور تمام اولیاء اللہ کو آپ رضی اللہ عنہ کا مطیع وفرمانبردار بنا دیا تھا۔ غرضیکہ تمام اولیائے وقت، حاضر و غائب، قریب وبعید، ظاہر و باطن سب کے سب آپ رضی اللہ عنہ کے فرمانبردار و اطاعت گزار تھے اور آپ رضی اللہ عنہ تمام اولیاء کے سردار وسالار تھے۔ کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ قطب الوقت، سلطان الوجود، امام الصدیقین، حجت العارفین، روح معرفت، قطب الحقیقت، خلیفۃ اللہ فی الارض، وارث کتاب اللہ، نائب رسول اللہ ﷺ، الوجود الجت، النور الصرف سلطان الطریق اور متصرف فی الوجود علی التحقیق ہیں۔

حضرت امام عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری عرض گزار ہیں:

من آدم بہ پیش تو سلطان عاشقاں | ذات تو ہست قبلۂ ایمان عاشقاں
در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر | دستم بگیر از کرم اے جان عاشقاں

حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے۔

گر کسے واللہ بعالم ازنی عرفانی است | از طفیل شاہ عبد القادر رضی اللہ عنہ گیلانی است

حضرت مولانا الحاج محمد امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے۔

خداوندا! بحق شاہ جیلاں رضی اللہ عنہ　　محی الدین و غوث و قطب دوراں
بکن خالی مرا از ہر خیالے　　و لیکن آں کہ زو پیدا ست حالے

(فیض احمد فیض مولانا ہمہر منیر صفحہ ۳۴۴ تا ۳۴۵)

بر پیراں شرف دارد سگِ درگاہ جیلانی

حضرت شیخ الجامعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت خواجہ محمود تونسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی سید نجیب علی احمد پوری کے حوالہ سے روایت تحریر کی ہے کہ حضرت خواجہ اللہ بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روز فرمایا کہ غوثِ زمان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ حضرت بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ملتانی نے فرمایا ہے۔

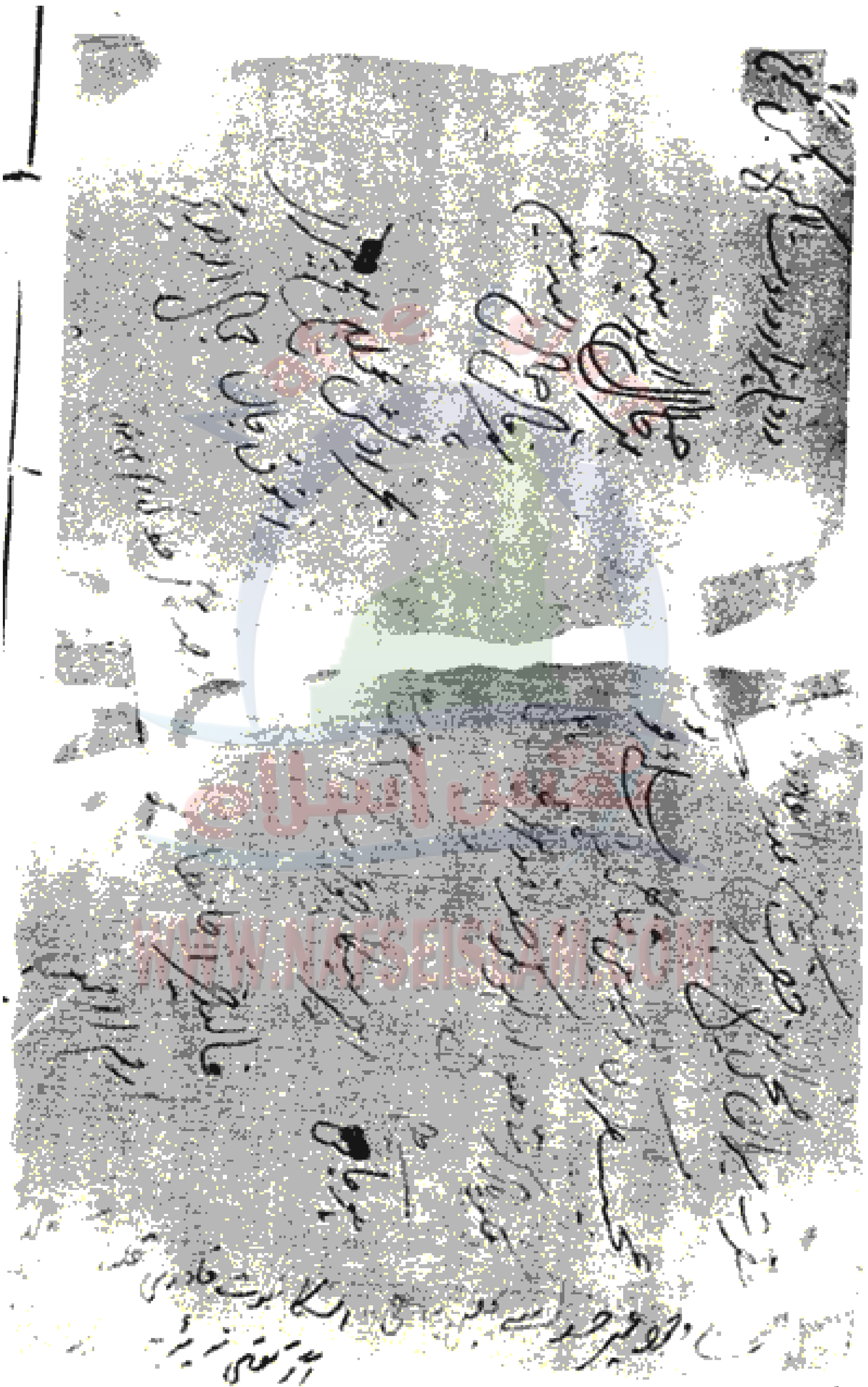
"بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہ جیلانی رضی اللہ عنہ"

مگر میں کہتا ہوں کہ:

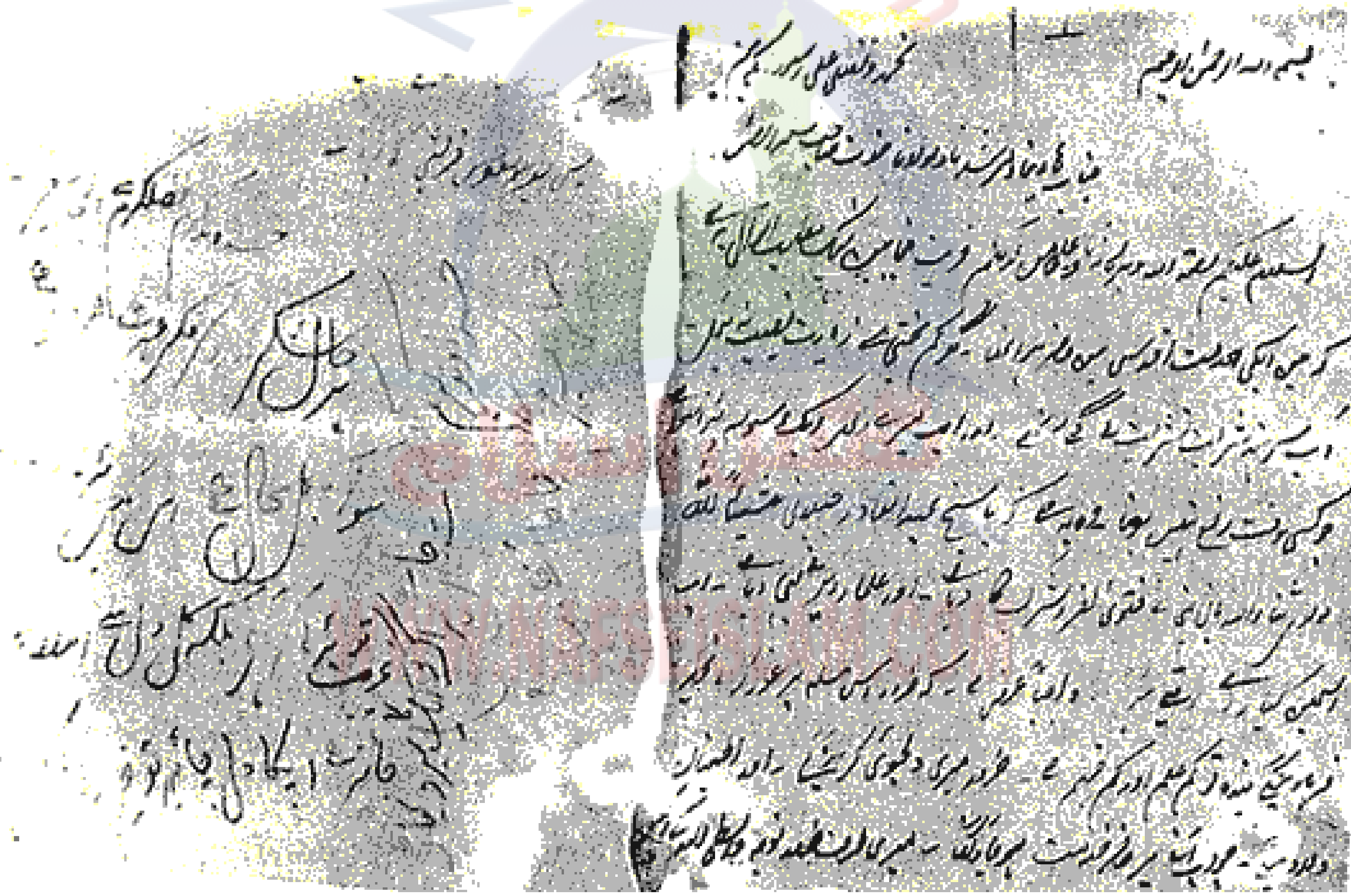
"بر پیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی رضی اللہ عنہ"

(فیض احمد فیض مولانا ہمہر منیر صفحہ ۳۰۶)

جوازِ وظیفہ ''یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیاً للہ''



میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کا مکتوب



۱۷۱ آڈیو کیسٹ مملوکہ میاں محمد اویس قادری سجادہ نشین سید داتا گنج بخش لاہور۔

۱۷۲ آڈیو کیسٹ مملوکہ حامد رضا قادری سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش لاہور۔

۱۷۳ آڈیو کیسٹ مملوکہ سیدی برکات محمد حبیب الرحمٰن قادری نزیل مدینہ منورہ۔

۱۷۴ آڈیو کیسٹ مملوکہ سید محمد حسن جیلانی نوری ضیائی۔ نوری بک ڈپو لاہور۔

۱۷۵ **حافظ سردار احمد مدنی**

ثناخوان مصطفیٰ (ﷺ) پرانے مہاجرین میں سے ہیں۔ حضور قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کی محفل میں مستقل حاضری دینے والوں میں سے ہیں۔ اسی وجہ سے سید محمد حسن گیلانی قادری مالک نوری بک ڈپو لاہور، ان کو درباری نعت خوان کے نام سے یاد فرمایا کرتے ہیں۔

۱۷۶ **مستری نور محمد رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدنی**

مستری نور محمد مہاجر مدنی ابن محمد دین ۱۹۲۰ء میں اپنے ننھیال کے ہاں امرتسر میں پیدا ہوئے، سیالکوٹ کے رہنے والے تھے، اپنے تعارف میں سیالکوٹ کا ذکر ضرور کرتے اور فرماتے حضرت قطب مدینہ قدس اللہ سرہٗ بھی سیالکوٹ کے ہیں۔ ۱۳۷۲ھ میں بغداد مقدس، سوریا، اردن اور قدس شریف کی زیارت کرتے ہوئے مدینہ طیبہ حاضر ہوگئے۔ عرصہ دراز تک مسجد نبوی شریف میں مرمت کا کام کرتے رہے۔ بڑے ہی کریم تھے۔ رات جب حرم النبوی شریف کے دروازے بند ہو جاتے تو مستری صاحب مرمت کے کام کے لئے مسجد شریف میں داخل ہو جاتے پوری رات اندر مرمت کے کام میں لگے رہتے۔ فقیر قادری ہو دیگر متعدد حضرات کو بطور مزدور اپنے ساتھ اندر لے جاتے۔ ان ہی کے وسیلہ سے حجرہ مقدس میں مرمت کی عزت کا شرف بھی نصیب ہوا۔

صاحب دیوان نعت خواں تھے۔ حضرت قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کی محفل میں ہمیشہ

حاضر ہوتے اور قصائد سے محظوظ فرماتے۔

۱۲۱۶ھ میں واصل بحق ہوئے اور بقیع شریف کی مٹی میں ملنے کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ اللہ کریم جل شانہ بجاہ محبوب اعظم ﷺ مجھ حقیر کو بھی اس مٹی مبارک سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

ہو مدینہ طیبہ میں میرا مدفن اے خدا
شاہ ضیاء الدین قطب الاولیاء کے واسطے

۱۷۷ا آڈیو کیسٹ مملوکہ عبدالرؤف عثمان قادری نزیل مدینہ منورہ

۱۷۸ا

سند دلائل الخیرات

۱۔ سیدنا و مولانا قطب العالم الشریف ابو عبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی الحسنی صاحب دلائل الخیرات المتوفی ۸۷۰ھ

۲۔ ابی محمد عبدالعزیز الحرار ابتاع مراکشی المتوفی ۹۱۴ھ

۳۔ ابی محمد عبداللہ الغزوانی مراکشی المتوفی ۹۳۵ھ

۴۔ ابی عبداللہ محمد بن علی بن مہدی بن عیسی المعروف الطالب المتوفی ۹۶۵ھ

۵۔ ابی مہدی عیسی بن یحیی المصباطی المتوفی ۹۷۰ھ

۶۔ علی بن احمد الانجری

۷۔ عبداللہ شریف

۸۔ مولائی محمد

۹۔ مولائی عبدالطیب

۱۰۔ شیخ الجوھری

۱۱۔ شیخ امیر صغیر

۱۲۔ شیخ ابراھیم المیاحی
۱۳۔ شیخ حسین بن احمد بن حسین مفتی المالکیہ الصفاقی یحیی التونسی الحنفی
۱۴۔ قاضی ابو الحمد اسماعیل الصفاقی التونسی
۱۵۔ ابوالمفاخر یوسف زاھد بن شیخ محمد العفیف افندی المولوی الشاذلی الحنفی
۱۶۔ الامام قطب ضیاء الدین احمد القادری المدنی
رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین

۱۷۹۔ ستار عربی لفظ ہے جس کا معنی ہیں پردہ ڈالنے والا، اللہ تعالٰی کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے۔ عربی میں عام طور پر عیب چھپانے والا کے معنوں میں ستاری کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ احقر راقم الحروف کو خصوصی طور پر پردہ پوشی کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ زائر حاضر، باتوں میں مشغول تھے۔ اور حرم نبوی میں عوام کی کچھ نامناسب حرکات کا ذکر کر رہے تھے۔ احقر نے بھی کہہ دیا کہ بعض لوگ تشہد میں بیٹھے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں کو ہلاتے رہتے ہیں۔

سیدی قطب مدینہ قدس اللہ سرہ نے فرمایا:

سیدی عارف کیا تم حرم شریف، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں لوگوں کے عیب دیکھنے جاتے ہو؟ ستار بنو، احقر نے معذرت طلب کی، حضرت قدس اللہ سرہ خوش ہوئے فرمایا درود پاک کی کثرت کرو اور بہت دعاؤں سے نوازا۔

۱۸۰۔ حضرت پیر سید حیدر حسین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ علی پوری کی تعریف فرماتے۔ فرماتے:

''حیدر حسین شاہ معاملے کے بڑے درست ہیں۔''

۱۸۱؎ سلسلہ قادریہ

حضرت شاہ محمد سلیمان پھلواروی چشتی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۳۵۴ھ تحریر فرماتے ہیں:

''اے عزیز! تم سیر و تواریخ اولیاء اس زمانے تک پڑھ جاؤ، دیکھو گے کہ کتنے طریقے پیدا ہوئے، پھر ان کا زور و شور ہوا مگر ظاہر میں اب اس کا اجراء مسدود ہو گیا، بخلاف ہمارے طریقۂ شیخ عبدالقادر جیلانی ﷺ کے، کہ وہ تمام طرق اولیاء میں سما گیا اور ہر طریقے میں اس کی زندگی اور ہر شجرے میں اس کی تازگی ہے، ہندوستان ہی کے موجودہ طرق و سلاسل کو دیکھ لو، کوئی طریقہ اس کی آمیزش سے خالی نہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔''

(شمس المعارف صفحہ ۲۰۴)

۱۸۲؎ سکندر لکھنوی ممدوح کائنات، خلیل بک ڈپو کراچی صفحہ ۱۴ سے ۲۷

۱۸۳؎ حکیم وحید احمد رحمۃ اللہ علیہ جناب حکیم موسیٰ صاحب کے بھانجے تھے۔ بڑے مخلص اور منکسار انسان تھے، کسی اوباش نے ان کے مطب پر فائر کر کے ان کو شہید کر دیا۔

۱۸۲

۷۸۶
۹۲

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ھو القادر

مشفق لکھوں شفیق لکھوں اور کیا لکھوں
حیراں ہوں کہ آپ کو القاب کیا لکھوں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی

بخدمت شریف واجب الاحترام و خلیفۂ الرشید
حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی مدظلہ العالی جناب الحاج
محمد عارف صاحب قادری، ضیائی اصحابی

جناب کا خط ملا پڑھ کر خوشی
ہوئی کہ آپ حج بیت اللہ شریف کیلئے روانہ ہو
رہے ہیں حضور ناچیز کی طرف سے حج مبارکباد
قبول کر لیں۔ مجھے مسعود رضا ضیائی صاحب۔ میرے والد محترم
سید زبیر عطا ضیاء الدین کی خصوصی دعا کی ہیں ملاحظہ یا دیکھیں
اگر مولانا حضرت محمد ملت حبیب الرحمٰن مدظلہ العالی

میاں زبیر احمد سجادہ نشین سیدنا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کا عکس

یا حضرت مصطفےٰ میاں مدظلہ العالی تشریف لا کر چہرہ
تو نیز قدم بوسی بھی ہماری طرف سے فرما دیں۔
میری والدہ محترمہ کا ہارٹ اپریشن ہوا ہے ابھی
صحت یابی ہوئی تعویذ مرحمت فرما دیں۔ اور میرے
کاروبار کے سلسلہ میں بھی تعویذ لا کر بھیجیں
آپ کی دعائیں کا پڑھ کر بہت مسرت ہوئی آخر
حضرت پیاری رہنما کی نسبت حضرت مولانا قطب الوقت
ضیاء الدین رضوی مدظلہ العالی کا خیال آ گیا۔ حضرت
آپ کی زیارت مل جائے حضرت صاحب کی یاد دلا
کا تصور کر لیا کریں گے کیونکہ ان کی [illegible] آنکھوں
میں حضرت صاحب کی تصویر رکھی میں گے۔
وارث رضوی ضیائی مدظلہ العالی۔ آپ نے مدینہ لا کر
پھر [illegible] کا شرف
حاصل ہو گیا۔ مکہ سے مدینے کی خدمت میں حاضری
ہو گئی ہے۔ آپ کا بیٹا ابھی بھی دیا تھا۔
آپ نے میرا بال [illegible] ہماری علاقے کی سند [illegible]
حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی کو بھیج دیں۔

میاں زبیر احمد سجادہ نشین سیدنا علی ہجویری ؒ کے مکتوب کا عکس

آپ نے جو کمپیوٹر سیٹ کے متعلق لکھا ہے فی الحال وہ آپ
رہنے دیں البتہ اگر اچھی اور سستی سے کوئی شیپ ریکارڈر
مل جائے تو بھیج دیں اکیلا اتنی قیمت کی ہو جس کی میں ادا
کر سکوں مہربانی ہوگی اگر پاکستانی ۱۰۰۰/ کے قریب
کوئی کمپیوٹر سیٹ مل جائے تو ضرور کرم فرما دیں
البتہ دو چار سو اوپر بھی ہو جائیں تو کوئی حرج
نہیں۔

حضرت صاحب میری والدہ اور والدہ کی طرف سے سلام
قبول فرمائیں میرے بچے علی حسن۔ ابو الفضل قادری۔
میاں تصدق حسین۔ میاں شاہین صاحب۔ میرے دوست
حافظ اعجاز الحق۔ اشرف صاحب اور دوسرے دوستوں
کی طرف سے سلام عاجزانہ قبول فرمائیں۔

حضرت میرے لئے دعا ضرور فرمائیں کہ رب
کریم مجھ گنہگار کو سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے دربار پر لے جائے ان کے قدموں کی خاک سر جبیں بنا لے
صرف یہ تمنا پوری کر سکے۔

محتاج دعا
زبیر احمد قادری

میاں زبیر احمد سجادہ نشین سیدنا علی ہجویری ﷺ کے مکتوب کا عکس

۷۸۹
۹۲

از امجد رضا قادری ضیائی
11-12-76

مکرمی و معظمی حضرت الحاج محمد عارف رضوی قادری ضیائی صاحب

السلام علیکم ۔ آپکا محبت نامہ ملا پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ جناب نے اس ناچیز کو باقاعدہ یاد رکھا اور یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ نے ہمارے لیے شجرہ مبارک پہلے ہی سے رکھا ہے ۔ امید ہے ہمارے لیے آپ حضرت صاحب سے غلامی کی سند بھی لیتے آئیں گے ۔

ہمیں بہت فکر تھی کہ شاید ہمارا خط آپ تک نہیں پہنچ رہا ۔ خدا کا شکر ہے کہ خط آپ کو مل گیا ۔ آپ نے جو ہم پر احسانات کیے ہیں اُن کے لیے ہم آپ کے تاحیات شکرگزار رہیں گے

ہمیں بہت خوشی ہو رہی ہے کہ آپ پاکستان تشریف لا رہے ہیں ۔ اس میں بھی بہت مصلحتیں ہیں اور پھر ہماری ساتھ ملاقی بھی آخر کون کر سکے گا ۔

جناب امجد رضا قادری کے مکتوب کا عکس

حضور آپ یہ ارادہ پکا ہی رکھیں سب
آپ کی آمد کے منتظر ہیں۔
خدا کرے یہ خط آپ تک پہنچ جائے۔
باقی حضرات ہمارے لیے دعا کریں کہ
اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کی ہدایت دے آمین
خدا حافظ

فقط محتاج دعا
امجد رضا قادری رضوی ضیائی

جناب امجد رضا قادری کے مکتوب کا عکس

۱۸۵؎ آڈیو کیسٹ مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

۱۸۶؎ محبوب علی خان قادری: سوانح شیر بیشۂ اہل سنت، مصلح الدین پبلی کیشنز، کراچی، صفحہ ۲۸۲

۱۸۷؎ حضرت سید سلیمان بن اسماعیل الواعظ علیہ الرحمہ

نقیب الاشراف حضرۃ جیلانیہ حضرت سید سلیمان بن اسماعیل بن مصطفیٰ الواعظ بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۳۱۵ھ میں بغداد شریف میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی پھر حضرۃ جیلانیہ کے علماء و مشائخ سے کسب فیض فرمایا۔ اولاً آپ چھ ماہ بغداد مقدس اور چھ ماہ مدینہ طیبہ میں بسر کرتے پھر مستقلاً ارض محبوبہ کو مسکن بنا لیا، ایک برس مستقل قطب مدینہ قدس سرہٗ کے مہمان رہے، ان دنوں آپ قدس اللہ سرہٗ کا قیام باب السلام متصل الرصاص میں تھا، حضرت سید سلیمان رحمہ اللہ کو مدینہ طیبہ میں اٹھاون (۵۸) سال کی عمر میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے خواب میں حکم فرمایا کہ نکاح کرو، اس وقت آپ کی بینائی انتہائی ضعیف ہو چکی تھی، اس لئے خیال ہوا، معذور ہوں اور عمر بھی زیادہ ہے اس لئے نکاح نہیں کرنا چاہئے۔

چار سال بعد باسٹھ (۶۲) برس کی عمر میں دوبارہ سختی سے حکم ہوا کہ نکاح کرو تمہاری عمر بانویں (۹۲) برس ہو گی، تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوں گیں۔ پھر آپ نے نکاح کیا الحمد للہ ویسے ہی ہوا۔ احمد، محمد، محمود تین بیٹے عائشہ و فاطمہ دو بیٹیاں پیدا ہوئیں، اپنی زندگی کے آخری مہینوں میں جب فقیر قادری آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو کبھی کبھی اپنی عمر کا حساب لگواتے اور فرماتے بانوے برس پورے ہونے والے ہیں۔

بے حد سخی، بہت ہی خوش اخلاق اور مستجاب الدعوات تھے، بانوے (۹۲) برس کی

عمر پانے کے بعد ۱۳۰۰ھ میں وصال ہوا، اور بقیع شریف میں مدفون ہوئے۔
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

۱۷ محرم ۱۳۸۲ھ / ۲۸ مئی ۱۹۶۲ء پنجشنبہ آج صبح سویرے بعد نماز فجر ہی ہم حضرت شیخ سلیمان الواعظ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت میں ہم نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا خط پیش کیا۔ آپ خود تو نابینا ہو چکے ہیں۔

اپنے خادم احمد سے آپ نے وہ خط پڑھوایا، مضمون سن کر ہم پر بہت مہربان ہو گئے۔ ہمارا سامان اپنے کمرے میں رکھوا لیا اور ہم سے فرمایا کہ تم رات بھر کے جاگے ہوئے ہو، ہمارے بستر پر سو جاؤ، چنانچہ ہم سو رہے۔ کچھ دیر بعد ہم کو اٹھا کر ناشتہ کرایا، بعد نماز ظہر کھانا کھلایا، اور حضرت عبد القادر گیلانی جو یہاں چاؤشی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ بہت کوشش کر کے ان سے ہم کو اوپر ایک وسیع کمرہ دلوایا۔

(سفرنامہ قبلتین۔ نعیمی کتب خانہ گجرات صفحہ ۱۳۶)

۱۸۸ امیر دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار۔ سیدی قطب مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ

وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ


Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM